حیوانات کے موضوع پر قرآن و حدیث اور اسلاف کے
واقعات سے مزین پہلا تصویری البم

حیواناتِ قرآنی

کا تصویری البم

نام کتاب .... **حیوانات قرآنی** جامع و مرتب .... مولانا ارسلان بن اختر میمن

اشاعت اوّل .... اگست 2011ء خط و کتابت کا پتہ: مکتبۃ القرآن علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی۔فون: 021-34856701

ملنے کے پتے

مکتبہ ارسلان جمشید روڈ نمبر 3، کراچی فون: 0333-2103655

کراچی: رحمان بک ہاؤس اردو بازار۔021-32766751 **لاہور:** مکتبہ رحمانیہ فون 042-37224228 **راولپنڈی:** اسلامی کتاب گھر فون: 051-4830451

ملتان: ادارہ اشاعت الخیر، فون: 061-4514929 **فیصل آباد:** اسلامی کتاب گھر 0321-7693142 **رحیم یار خان:** مکتبۃ الأمۃ 0321-2647131

گجرانوالہ: والی کتاب گھر 055-444613 **پشاور:** دار الاخلاص 091-2567539 **اکوڑہ خٹک:** مکتبہ علمیہ 0923-630594 **کوئٹہ:** مکتبہ رشیدیہ 081-2662263

جہلم: بک کارنر، 0321-5440882 **ڈیرہ اسماعیل خان:** قرآن محل، 0966-717806 **مردان:** مکتبۃ الاحرار 0321-9872067 **مانسہرہ:** عثمان دینی کتب خانہ 0997-307583

عرض مولف

قرآن مجید میں بے شمار جگہوں پر خالق کائنات نے اپنی قدرت کے عجائبات اور نشانیوں کو بیان کیا ہے۔ان نشانیوں میں سے ایک نشانی جانور اور پرندہ بھی ہے جنانچہ قرآن میں ارشاد ہے

کیا یہ لوگ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے پیدا کیے گئے ہیں اور آسمان کی طرف (نہیں دیکھتے) کہ کیسا بلند ہے اور پہاڑوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ کس طرح کھڑے ہیں۔ (سورۃ الغاشیہ 22 تا 88:17)

زیر نظر کتاب میں قرآن میں بیان کردہ جانوروں سے متعلق حیران کن انکشافات کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ذخیرۂ احادیث میں موجود جانوروں سے متعلق احادیث کو بھی لکھا گیا ہے۔

اس کے علاوہ کتاب کو مزید دلچسپ بنانے کے لئے جانوروں سے متعلق وہ واقعات جو قرآن وحدیث اور انبیاء، صحابہؓ اور اولیاءؒ اللہ کی سوانح حیات میں ملتے ہیں ان کو بھی اس کتاب میں لکھا گیا ہے تا کہ عبرت ونصیحت کا پہلو بھی برقرار رہے۔

یہ کتاب احقر نے اس مقصد کے لئے لکھی ہے کہ وہ لوگ جو شیطانی اور نفسانی طور پر اسلامی کتابوں کو پڑھنے سے محروم ہوجاتے ہیں وہ اس کتاب میں جانوروں کے موضوع پر دلچسپ، حیران کن حقائق کے ساتھ ساتھ اسلاف کے واقعات بھی ضمناً پڑھ لیں گے تو انشاء اللہ کسی نہ کسی درجہ میں ان قارئین کو بھی فائدہ ہوگا۔

ایک فلسفی کا قول ہے کہ ایک تصویر ایک ہزار الفاظ پر بھاری ہوتی ہے چنانچہ جس موضوع پر بات چل رہی ہو اگر اس کی تصویر سامنے ہو تو بات سمجھانا آسان ہوجاتا ہے اس بات کے پیش نظر کتاب میں جانوروں، پرندوں اور کیڑوں کی تصاویر کو موضوع اور باب کے حساب سے شامل کیا گیا ہے۔

مگر اس عمل میں شرعی حدود کا خصوصی طور پر خیال رکھا گیا ہے۔کیونکہ شرعاً وہ تصاویر چھاپ سکتے ہیں جس میں تصویر کی بے حرمتی ہو یعنی آنکھیں، ناک اور منہ مسخ کردیئے گئے ہوں یا چُھپا دیئے گئے ہوں۔

چنانچہ اس فتویٰ پر عمل کرتے ہوئے ہم نے تمام جانوروں کے چہرے چھپا دیئے ہیں مگر انسان سے غلطی نہ ہو ایسا ممکن نہیں لہذا اگر کسی جانور کا چہرہ چھپانے سے رہ گیا ہو تو برائے مہربانی اس کی اطلاع دے دیں انشاء اللہ اگلے ایڈیشن میں چہرہ چھپا دیا جائے گا۔

میری ذاتی چاہت یہ تھی کہ یہ کتاب کسی اور قلمی نام سے چھاپی جائے کیونکہ مجھے ڈر تھا کہ ایک تصویر کا بھی چہرہ چھپایا نہ گیا تو شیطان لوگوں کو میرے خلاف اُکسانا شروع کردے گا مگر پھر میں نے سوچا کہ ایک عمل اللہ کی رضا کے لئے کیا ہے تو پھر خوف کیسا؟ مزید یہ کہ ہمارے شعبہ تصنیف وتالیف کے احباب کی بھی خواہش اور مشورہ تھا کہ یہ کتاب آپ ہی کے نام سے چھپنی چاہئے۔

درحقیقت زیر نظر کتاب اور "غذاب الٰہی کا تصویر البم" اور اگلی آنے والی کتاب "اللہ کی نشانیوں کا تصویری البم" نامی کتابیں موجودہ دور کے ماڈرن لوگوں کے لئے لکھی گئیں ہیں کیونکہ یہ حضرات دینی کُتب کو پڑھنا تو دور کی بات رکھنا بھی پسند نہیں کرتے میری اسی کوشش کے نتیجہ میں احقر کی کتاب "عذاب الٰہی کا تصویری البم" کئی مرتبہ 300/300 کے تعداد میں امریکہ اور دیگر ممالک میں جاچکی ہیں۔

مجھے پوری امید ہے یہ کتاب ماڈرن لوگوں کے لئے عبرت ونصیحت کا باعث بنے گی اللہ تعالیٰ مجھے اخلاص کے ساتھ موت تک اپنے دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ساتھ ساتھ حاسدین کے حسد سے بھی بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اگر آپ حضرات کو اس کتاب میں کسی شرعی یا علمی غلطی کا احساس ہو تو برائے مہربانی ضرور مطلع فرمائیں ہم آپ کے بے حد شکر گزار ہوں۔

العارض : محمد ارسلان اختر میمن

فہرست (جلد نمبر 1)

باب نمبر 1

قرآن میں جانوروں کا ذکر

موضوع نمبر 1

اونٹ...... اللہ کی ایک نشانی

موضوع نمبر 2

قرآن مجید میں گائے کا ذکر

موضوع نمبر 3

کتا..... قرآن کی روشنی میں

موضوع نمبر 4

گھوڑا..... قرآن کی روشنی میں

موضوع نمبر 5

ہاتھی.....سب سے بڑا جانور

موضوع نمبر 6

شیر.....قرآن کی روشنی میں

موضوع نمبر 7

بندر.....قرآن کی روشنی میں

موضوع نمبر 8

قرآن مجید میں گدھے کا ذکر

موضوع نمبر 9

خچر.....قرآن کی روشنی میں

موضوع نمبر 10

بھیڑیا.....قرآن کی روشنی میں

موضوع نمبر 11

بکری.....قرآن کی روشنی میں

موضوع نمبر 12

بھیڑ......قرآن کی روشنی میں

موضوع نمبر 13

خنزیر......قرآن کی روشنی میں

باب نمبر 2

جانور احادیث کی روشنی میں

موضوع نمبر 14

بلی......احادیث کی روشنی میں

موضوع نمبر 15

ہرن......احادیث کی روشنی میں

موضوع نمبر 16

خرگوش......احادیث کی روشنی میں

موضوع نمبر17

لومڑی......احادیث کی روشنی میں

موضوع نمبر16

چیتا......احادیث کی روشنی میں

موضوع نمبر19

بجو......احادیث کی روشنی میں

موضوع نمبر20

خارپشت.....قرآن کی روشنی میں

باب نمبر3

پرندے قرآن وحدیث کی روشنی میں

موضوع نمبر1

کوّا.....قرآن کی روشنی میں

موضوع نمبر2

ہدہد.....قرآن کی روشنی میں

موضوع نمبر3

ابابیل.....قرآن کی روشنی میں

باب نمبر 1

قرآن میں جانوروں کا ذکر

جانوروں کی پیدائش میں انسانوں کے فوائد

خدا نے چوپایوں کو انسان کے نفع کے لیے پیدا فرما کر انسان پر بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ایسے کام کے جانور پیدا فرمائے اور ان کی جسمانی تخلیق اس طرح فرمائی ہے کہ نہ زیادہ نرم اور نہ زیادہ سخت کہ ہم ان سے بخوبی فائدہ اٹھاسکیں۔ ان کے گوشت پوست اور اعصاب وعروق نہایت مستحکم اور مضبوط بنائے ہیں کہ ہم ان کو سواری اور باربرداری کے کام میں لاسکیں۔ ان کی کھال نہایت موٹی اور مضبوط بنائی کہ ان کا تمام بدن اس کھال میں محفوظ رہے اور ان کا گوشت اس کھال کی وجہ سے باہر کی زد سے محفوظ رہے۔ ان جانوروں کو کان اور آنکھیں بھی دیں کہ انسان ان سے اپنی ضروریات کو کامل طور پر پورا کرسکے۔ اس کے برخلاف اگر وہ جانور اندھے اور بہرے ہوتے تو کام کی انجام دہی میں بڑی رکاوٹ اور دشواری پیش آتی اور ان جانوروں کو عقل وشعور بھی مصلحتاً زیادہ نہیں عطا کیا تاکہ انسان کے تابع اور فرمانبردار رہیں۔ ورنہ ہل چلانے، بوجھ لادنے اور رچکیوں میں استعمال ہونے جیسے سخت کاموں سے وہ گریز کرتے اور قابو میں نہ آتے۔

جانوروں کی پیدائش میں اللہ کی حکمت

اسی طرح جانوروں کی پیدائش میں کیا حکمتیں ہیں؟ اگر ان کے چھوٹے سے چھوٹے عمل پر آدمی غور وفکر کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی پیدا ہوگی اور اللہ کی معرفت میں اضافہ ہوگا اور جیسے جیسے معرفت بڑھتی ہے ویسے ویسے اللہ کی محبت بھی بڑھتی رہتی ہے۔

جانوروں کی عجیب دنیا......قرآن کی نظر میں

اللہ تعالیٰ خالق کائنات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی ہر ہر چیز کو ایک خاص مقصد کے تحت پیدا کیا ہے اور کائنات میں ہر ہر مخلوق کی پیدائش میں اللہ تعالیٰ نے عجیب وغریب حکمتیں رکھی ہیں۔ کچھ حکمتوں کو اللہ تعالیٰ نے مخلوقات پر ظاہر کردیا اور بہت سی حکمتوں کو اللہ تعالیٰ نے ایک خاص مقصد کے تحت پردہ میں رکھا ہوا ہے۔

جانوروں کی بناوٹ میں غور وفکر

ان جانوروں کی بناوٹ پر غور کریں جن کی خوراک قدرت نے گوشت بنایا ہے کہ ان جانوروں کو شکار کرنے اور ان کو پکڑنے کی پوری پوری صلاحیتیں اور قوتیں بخشیں، ان کے ہاتھ پاؤں میں تیز قسم کے ناخن اور پنجے بنائے کہ موقع پر وہ شکار کو قابو میں لاسکیں، پھر ان کو چیر پھاڑ کر کے اپنی خوراک بناسکیں۔

ان جانوروں پر غور کریں جن کی خوراک قدرت نے نباتات بنائی ہیں کہ بعض جانوروں کے پاؤں کے نیچے کے حصوں کو اس طرح بنایا ہے کہ سخت زمین پر جب وہ اپنی خوراک کی تلاش میں چلیں پھریں تو انہیں نقصان نہ ہو۔

جانوروں کے دانتوں میں غوروفکر

گوشت خور جانوروں کی تخلیق پر غور کریں کہ ان کے دانت اور داڑھیں کیسی تیز اور دھاردار بنائی ہیں اور ان کا منہ کیسا کشادہ رکھا ہے۔ گویا قدرت نے ان کو ایک قسم کے ہتھیار عطا کیے ہیں۔ جن سے وہ اپنے لیے شکار حاصل کرسکیں۔

جانوروں کی پیٹھ میں اللہ کی حکمت

پھر ان چوپایوں کی پیٹھ خدا نے کس طرح سیدھی اور چار پاؤں پر مضبوط بنائی ہے تاکہ سواری اور باربرداری سے پچک نہ جائے۔ جانوروں میں ماداؤں کے اندام نہانی (شرمگاہ) کو پیچھے کی طرف ظاہر اور کھلا ہوا بنایا، تاکہ نر ان سے آسانی سے جفتی کرسکے۔

جانوروں کے پینے کے نظام پر غوروفکر

ان کے پانی پینے کے طریقہ پر نظر کریں کہ وہ کس طرح چوس چوس کر سکون سے پیتے ہیں۔ ان کے منہ کے چاروں طرف خدا نے بالوں کو کس حکمت سے بنایا ہے۔ پانی پینے پر جو تنکے کوڑا کرکٹ بہہ کر آتا ہے، منہ کے قریب کے بال اس کو علیحدہ کر دیتے ہیں اور مخصوص حرکت سے اس پانی کو صاف وستھرا کرتے رہتے ہیں۔ گویا اس طرح سے چھنا ہوا صاف پانی پینے میں آتا ہے اور گدلا اور خراب پانی اِدھر اُدھر ہوجاتا ہے۔ پھر خدا نے ان چوپایوں کے جسم میں مخصوص حرکت کی قوت رکھی ہے کہ اگر جسم کے کسی ایسے حصہ پر مکھیاں بیٹھیں جو حصہ دم اور سر کی پہنچ اور حرکت سے دور ہو تو یہ چوپائے اپنے جسم کے اسی مخصوص حصہ کو بھی حرکت دے لیتے ہیں، جس سے مکھیاں اڑ جاتی ہیں۔ یہ خدا کی بڑی عجیب حکمت ہے کہ جہاں ہاتھوں کی پہنچ نہیں وہاں اس حکمت سے کام لیتے ہیں۔

جانوروں کے منہ کی ساخت میں حیران کن حکمت

جانوروں کے منہ کی ساخت پر غور کریں، نیچے کی طرف سے کس طرح کھلا ہوا ہوتا ہے تاکہ گھاس و چارہ بخوبی چر سکیں۔ اگر انسانوں کی طرح ان کا منہ ہوتا تو وہ زمین سے کوئی چیز نہ کھا سکتے تھے اور جو چیز کھانے کی نہیں ہوتی اس کو چھوڑ دیتے ہیں۔

جانوروں کی عقل میں غوروفکر

خدا نے ان تمام جانوروں کو ہلاکت سے بچانے کی کیسی عقل دی ہے کہ وہ جنگلوں اور جھاڑیوں میں اس طرح رہتے ہیں کہ ذرا بھی خطرہ محسوس ہو تو فوراً محفوظ مقام پر جا چھپتے ہیں۔

جانوروں کا قدرتی لباس

جانوروں کو جب اس طرح پیدا کیا گیا ہے کہ نہ ان میں عقل وشعور ہے نہ ہاتھ اور انگلیاں، جو کام میں مدد دیتی ہیں تو قدرت نے اس مشقت سے بھی ان کو نجات دے دی ہے اور ان کا لباس ان کے جسم کے ساتھ ہی نہ جدا ہونے والا پیدا کیا ہے۔ نہ اتارنے کی ضرورت، نہ پہننے کی مشقت اور نہ اس کو تبدیل کرنے کی زحمت۔ برخلاف انسان کے کہ اس کو قدرت نے سمجھ اور عقل عطا کی ہے۔ ہاتھ پاؤں اس طرح تخلیق کیے ہیں جن سے یہ تمام کام لے سکے۔ اس لیے اس کے مشاغل ومصروفیات بھی اسی قسم کے ہیں، پھر اس میں خیر وشر کا ملکہ عطا کیا بلکہ شر کا میلان خیر کی نسبت زیادہ ہے۔ اس میں اس قسم کے اسباب بنائے جن کی مدد سے وہ ہلاکت وتباہی سے اپنے کو محفوظ رکھ سکے۔

قرآن مجید میں جانوروں کا ذکر

قرآن مجید میں بارہ سے زائد مقامات پر دابۃ چلنے والے، رینگنے والے، پیر رکھنے والے جانوروں کا ذکر درج ذیل سورتوں میں موجود ہے:

پارہ	سورۃ	رکوع
پارہ 02	سورۃ البقرۃ	رکوع 20
پ 12	سورۃ ھود	رکوع 01
پ 14	سورۃ النحل	رکوع 8،5
پ 20	سورۃ النمل	رکوع 06
پ 22	سورۃ سبا	رکوع 02
پ 25	سورۃ الشوریٰ	رکوع 03
پارہ 07	سورۃ الانعام	رکوع 04
پارہ 12	سورۃ ھود،	رکوع 05
پارہ 18	سورۃ النور	رکوع 06
پارہ 21	سورۃ لقمان	رکوع 01
پارہ 22	سورۃ فاطر	رکوع 05
پ 25	سورۃ الجاثیہ	رکوع 01

قرآن مجید میں لفظ دابۃ کثرت سے آیا ہے اور قرآن نے اسے بہت وسیع معنی میں لیا ہے، جس میں ہر قسم کا متحرک جانور آ گیا ہے۔

فانها عام فی جمیع الحیوانات (راغب)

اور وسیع لفظ نہیں ملتا جو دابۃ کا مترادف ہو سکے۔

سورۃ البقرۃ اور سورۃ لقمان میں یہ مضمون ہے کہ اللہ نے زمین پر ہر طرح کے حیوانات پھیلا دیے ہیں۔ سورۃ الانعام میں ہے کہ کوئی زمین پر چلنے والا جانور اور پروں سے اڑنے والا پرندہ ایسا نہیں کہ وہ بھی تمہاری طرح ایک جماعت نہ ہو۔

سورۃ ہود میں یہ مضمون ہے کہ کوئی جانور زمین پر چلنے والا ایسا نہیں کہ اس کا رزق اللہ کے ذمہ نہ ہو۔ پھر اسی سورہ میں آگے چل کر حضرت ہود علیہ السلام کی زبان سے ذکر ہے کہ کوئی جانور ایسا نہیں کہ میرا پروردگار اس کی پیشانی پکڑ کر اسے لے نہ آئے۔

سورۃ النحل میں ارشاد ہے کہ آسمان و زمین پر جو بھی حیوان و فرشتہ ہیں سب اللہ کو سجدہ تکوینی کرتے ہیں اور دوسری جگہ ہے کہ اگر اللہ کل انسانوں کی گرفت ان کی زیادتی پر لیا کرتا تو زمین پر کوئی بھی حرکت کرنے والا باقی نہ رہتا۔

سورۃ النور میں ارشاد ہے کہ اللہ نے ہر جانور کو پانی سے پیدا کیا ہے۔

سورۃ الشوریٰ میں ہے کہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں آسمان و زمین اور ان دونوں پر اس نے جو جانور پھیلا رکھے ہیں اور جب وہ چاہے ان کے اکٹھا کر لینے پر قادر ہے۔

اور سورۃ الجاثیہ میں ہے کہ تمہاری خلقت اور ان جانوروں کی خلقت میں جو اس نے پھیلا رکھے ہیں نشانیاں ہیں اہل یقین کے لیے۔ (حیواناتِ قرآنی، صفحہ 91)

قرآن میں مویشیوں (گائے بھینس) کا ذکر

قرآن مجید میں مویشیوں (گائے، بیل، بھینس) کا ذکر 20 سے زائد سورتوں میں 32 مقامات پر انعام (مویشی) کے عنوان سے موجود ہے:

پارہ03	سورۃ آل عمران	رکوع نمبر 02
پارہ05	سورۃ النساء	رکوع نمبر 18
پارہ06	سورۃ المائدہ	رکوع نمبر 01
پارہ08	سورۃ الانعام	رکوع نمبر 17،16
پارہ09	سورۃ الاعراف	رکوع نمبر 02
پارہ 11	سورۃ یونس	رکوع نمبر 03
پارہ14	سورۃ النحل	رکوع نمبر 11،19،1
پارہ16	سورۃ طٰہٰ	رکوع نمبر 02
پارہ 17	سورۃ الحج	رکوع نمبر 5،4
پارہ18	سورۃ المومنون	رکوع نمبر 01
پارہ19	سورۃ الفرقان	رکوع نمبر 5،4
پارہ20	سورۃ الشعراء	رکوع نمبر 07
پارہ23	سورۃ الفاطر	رکوع نمبر 04
پارہ23	سورۃ یٰسین	رکوع نمبر 05
پارہ24	سورۃ الزمر	رکوع نمبر 01
پارہ24	سورۃ المومن	رکوع نمبر 09
پارہ25	سورۃ الشوریٰ	رکوع نمبر 02
پارہ25	سورۃ الزخرف	رکوع نمبر 01
پارہ26	سورۃ محمد	رکوع نمبر 02
پارہ16	سورۃ طٰہٰ	رکوع نمبر
پارہ30	سورۃ النازعات	رکوع نمبر
پارہ30	سورۃ عبس	رکوع نمبر
پارہ26	سورۃسجدہ،	رکوع نمبر03

اردو میں لفظ ''مویشی'' صرف گائے، بیل، بھینس کے لیے آتا ہے لیکن عربی کے لفظ انعام کا مفہوم وسیع ہے۔ بھیڑ، بکری، گائے، بیل، بھینس، اونٹ سب کے لیے آتا ہے۔ دنیائے قدیم کے مہذب ملکوں ہندوستان، مصر، کلدانیہ، شام وغیرہ میں عموماً مال و دولت کا پیمانہ یہی مویشی تھے اور جس کے پاس بھیڑ، بکری، دنبہ، گائے، بیل کے گلوں کی تعداد جتنی زائد ہوتی تو اسی قدر وہ امیر و خوشحال سمجھا جاتا تھا۔ عرب میں بالخصوص امارت و وجاہت کا معیار اونٹ تھے۔ قدیم صحیفوں میں مویشی کا ذکر متعدد بار آیا ہے۔

قرآن مجید میں ان کا ذکر 28، 29 موقعوں پر مختلف حیثیتوں سے آیا ہے کہیں لفظ انعام کا ذکر ''حرث'' (کاشتکاری یا زراعت) کے ساتھ آیا ہے، کہیں سواری کی حیثیت سے ''فلک'' (بحری سواریوں) کے ساتھ، کہیں مال کے معنی میں ''بنین'' (اولاد) کے ساتھ اور کہیں رنگا رنگ کے ''دواب'' یعنی دوسرے جانوروں کے ساتھ۔ کہیں جانوروں کی حلت و حرمت کے سلسلہ میں اور کہیں مشرکوں کی ان مشرکانہ رسموں کے بیان میں جو وہ ان جانوروں کے ساتھ روا رکھتے تھے۔ کہیں انسان پر احسان رکھ کر کہ ہم نے اپنی صنعت سے کیسے کیسے مویشی اس کے لیے پیدا کیے اور انہیں اس کا مالک بنادیا اور کہیں اس پہلو سے کہ ان مویشیوں کی جلدوں سے اور ان کے دودھ وغیرہ سے انسان اپنے نفع اور کام کی کتنی چیزیں حاصل کرتا رہتا ہے۔ کہیں یہ بتاتا ہے کہ مشرکین اس طرح ہر وقت پیٹ کے دھندے میں لگے رہتے ہیں جیسے مویشی۔ اور کہیں یہ ارشاد ہوا ہے کہ مشرکین اپنی گمراہی اور بے حسی میں مویشیوں جیسے ہیں، بلکہ ان سے بھی گئے گذرے، اس لیے کہ ان کی یہ غفلتیں ارادی و خوداختیاری ہیں۔ کثرت سے مویشیوں کا ذکر لطف و انعام الٰہی کے بیان میں آیا ہے اور کہیں کہیں مذمت کا پہلو بھی نکلتا ہے۔

قرآن مجید میں چیر پھاڑ کرنے والے حیوانات کا ذکر

قرآن مجید کے پارہ6،سورۃ المائدہ،رکوع میں السبـــــــع (درندے) کے عنوان سے چیر پھاڑ کرنے والے حیوانات کا ذکر موجود ہے۔ یہ نام قرآن میں صرف ایک جگہ آیا ہے۔ حرمت حیوانات کے سلسلے میں قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ وہ جانور بھی حرام ہوجاتا ہے جسے کوئی درندہ کھا جائے۔ درندہ سے مراد ایسا جانور ہے جو چیرنے پھاڑنے والا ہو، جیسے شیر، چیتا، تیندوا، ریچھ، بھیڑیا، کتا، لکڑبگھا وغیرہ۔ (حوالہ حیوانات قرآنی112)

قرآن مجید میں جانوروں کے گوشت کا ذکر

قرآن مجید میں 10 سے زائد مقامات پر جانوروں کے گوشت کا ذکر ہے۔لحم ولحماً وغیرہ کے الفاظ درج ذیل سورتوں میں موجود ہیں:

پارہ 03	سورۃ البقرہ	رکوع 21
پارہ 07	سورۃ المائدہ	رکوع 21
پارہ 14	سورۃ النحل	رکوع 02
پارہ 22	سورۃ فاطر	رکوع 02
پارہ 27	سورۃ الطور	رکوع 01
پارہ 03	سورۃ البقرۃ	رکوع 34
پارہ 08	سورۃ الانعام	رکوع 18
پارہ 18	سورۃ المومنون	رکوع 01
پارہ26	سورۃ الحجرات	رکوع 02
پارہ27	سورۃ الواقعۃ	رکوع 01

گوشت کا لفظ انسان اور حیوان دونوں کے لیے عام ہے۔قرآن مجید میں دو جگہ (سورۃ المومنون اور سورۃ الحجرات میں) یہ لفظ انسان کے سیاق میں آیا ہے، اس لیے اس رسالہ کے موضوع سے خارج ہے۔ باقی نو جگہ حیوانات کے سلسلہ میں ہے۔

ان میں چار جگہ سورۃالبقرۃ، رکوع 21،سورۃ المائدہ، رکوع21،سورۃ الانعام، رکوع10 اورسورۃ النحل رکوع 15) سور کے گوشت (لحم الخنزیر) کا حرام غذاؤں کے ذیل میں ذکرآیا ہے۔ دوجگہ (سورۃالطّور اور سورۃ الواقعہ میں) گوشت کا ذکر غذائے جنت کی حیثیت سے آیا ہے، جس کی طرف اہل جنت شوق سے بڑھیں گے اور سورۃ الواقعہ میں پرندوں کے گوشت کی تشریح ہے۔ ایک جگہ (سورۃالبقرہ، رکوع34)میں یہ ذکر ہے کہ ایک موقع پر ایک مردہ گدھے کو بطور معجزہ زندہ کرکے اس کی ہڈیوں پر گوشت ازسرنو چڑھا دیا گیا اور باقی دوجگہ (النمل2 اور الفاطر 2) مچھلی کے تروتازہ گوشت کا ذکر بہ طورنعمت کے آیا ہے۔ (حیوانات قرآنی178)

قرآن مجید میں جانوروں کے خون کا ذکر

قرآن مجید میں جانوروں کے خون کا ذکر بے شمار مقامات پر دم، الدم کے عنوانات سے درج ذیل سورتوں میں آیا ہے:

پارہ 02	سورۃ البقرہ	رکوع 21
پارہ 09	سورۃ الاعراف	رکوع 16
پارہ 14	سورۃ النحل	رکوع 09
پارہ 06	سورۃ المائدہ	رکوع 01
پارہ 12	سورۃ یوسف	رکوع 02
پارہ 08	سورۃ الانعام	رکوع 18
پارہ 17	سورۃ الحج	رکوع 03

سرخ رنگ کا وہ رقیق و سیال مادہ جس کا نام خون ہے، ایک معروف و متعارف چیز ہے۔ انسان و حیوان دونوں میں مشترک ہے۔ قرآن مجید میں دم جہاں جہاں بھی صیغہ واحد میں آیا ہے، حیوانات کے ہی سلسلہ میں آیا ہے۔ چار جگہ (البقرۃ، المائدۃ، اور النحل میں مکرر) تو مردار وغیرہ کے ساتھ عطف میں بطور ایک حرام اور ممنوع غذا کے، کہ حلال جانوروں کا بھی خون حرام ہے۔ ایک جگہ (الاعراف میں) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کے طور پر کہ فرعونیوں کے لیے دریائے نیل خونا خون کردیا گیا تھا اور ایک جگہ (سورۃ یوسف میں) اس سلسلہ میں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی ان کے کُرتے پر کسی جانور کا خون لگا لائے تھا اور ظاہر یہ کیا تھا کہ یہ خون حضرت یوسف علیہ السلام کا ہے۔ توریت میں بہ تصریح درج ہے کہ وہ خون بکری کے بچے کا تھا۔

قرآن مجید میں جانوروں کی اون کا ذکر

قرآن مجید کی سورۃ النحل رکوع 2 میں جانوروں کی اون کا ذکر اصواف کے عنوان سے موجود ہے۔

بعض جانوروں کے سلسلہ میں آیا ہے کہ ''ان کے اون'' اور پوری عبارت کا مطلب ہے کہ ان جانوروں کے بال اور اون اور روئیں تمہارے سامان خانہ داری میں کتنے کارآمد ہوتے ہیں۔

جن جانوروں کا یہاں ذکر ہے ان کے لیے قرآن نے لفظ الانعام استعمال کیا ہے۔ اس کے تحت بھیڑ، بکری، گائے، بھینسیں، اونٹ سب شامل ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ ان جانوروں سے انسانی آسائش اور آرائش کی کتنی ہی چیزیں تیار ہوتی ہیں۔کمبل، دھسے، شال، دوشالے، موزے (چرمی یا سابری) جوتے، تھیلے، بیگ، نمدے، چھاگلیں، چرمی صراحیاں، مشکیزے، کوڑے، بکس، گھوڑے کی کاٹھیاں اور ساز اور ہرقسم کا چربی اور اونی سامان انہی سے تیار ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں جانوروں کی چربی کا ذکر

قران مجید کی سورۃ الانعام، رکوع16 میں جانوروں کی چربی کا ذکر لفظ شحم کے عنوان سے موجود ہے۔

قرآن مجید میں یہ لفظ ایک جگہ آیا ہے۔ حرمت حیوانات کے سلسلہ بیان میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ بنی اسرائیل پر ان کی مسلسل نافرمانیوں کی پاداش میں گائے اور بکری کی چربی حرام کردی گئی تھی۔(بجز اس چربی کے جوان کی پشت پر یا انتڑیوں میں پائی جائے یا ہڈی میں لپٹی ہوئی ہو۔

چربی جسم حیوانی کا ایک مشہور کیمیاوی مرکب ہے جس کی ترکیب کاربن، ہائیڈروجن اور آکسیجن سے ہوتی ہے۔ عام طور سے یہ پانی میں حل نہیں ہوتی، لیکن بنزول،کلوروفارم، ایتھروغیرہ میں تحلیل ہوجاتی ہے۔بعض جگہ کھانے بجائے گھی یا تیل کے حیوانی چربی میں پکتے ہیں، جن کا اثر صحت پر زیادہ اچھا نہیں پڑتا، بعض جانوروں کی چربی کھانے میں خاص طور سے لذیذ ہوتی ہے۔

دابۃ پراسرار جانور کا ذکر قرآن مجید میں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واذا وقع القول علیهم اخرجنا لهم دآبة من الارض تکلمهم ان الناس کانو بایتنا لایوقنونO

اور جب ان پر (قربِ قیامت کے وعدے کی) بات پوری ہوجائے گی تو ہم اس کے لیے زمین پر ایک جانور نکالیں گے، وہ جانور ان سے کلام کرے گا کہ بے شک یہ لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں رکھتے تھے۔

ارشاد باری تعالیٰ: **تکلمهم** کے ایک معنی یہ بیان کیے گئے ہیں کہ وہ ان سے مخاطب ہوگا اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ وہ جانور انہیں زخمی کرے گا۔

علامہ ماوردی اور ثعلبی نے اس کے اوصاف کے بارے میں بعض ایسی عجیب و غریب باتیں بیان کی ہیں جن کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ اس کا سر بیل کے سر کی طرح ہوگا اور اس کے کان ہاتھی کے کانوں جیسے ہوں گے، وغیرہ۔

لیکن ہم اس کی جو صفات جانتے ہیں وہ یہ ہیں:

☆......وہ حقیقت میں ایک جانور ہی ہوگا۔

☆......وہ لوگوں سے باتیں کرے گا۔

☆......وہ زمین سے نکلے گا۔

اور لوگوں کی پیشانی پر کافر اور مومن کی مہر لگائے گا۔

(حوالہ مسند احمد، 336/6)

دابۃ الارض کے خروج کے اسباب

1......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دابۃ الارض کے خروج کا سب سے بڑا مقصد یہ ہوگا کہ وہ مومن کو کافر سے ممتاز کردے گا۔ اس کے ہاتھوں میں موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہوگا۔ جسے وہ لوگوں کی پیشانیوں پر پھیرے گا جو مومن ہوگا۔ اس کا چہرہ روشن ہوجائے گا۔ سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کی مدد سے وہ کافروں کی ناک پر ضرب لگائے گا جس سے ان کا چہرہ مکروہ اور سیاہ پڑجائے گا۔ اس طرح مومن اور کافر، مسلم اور غیر مسلم کی واضح شناخت ممکن ہوسکے گی اور کئی لوگ ٹولیوں کی شکل میں کھانے کی میز پر موجود ہوں گے تو بھی ان میں سے مسلمان اور غیر مسلم الگ ہی پہچانے جائیں گے۔

(مسند احمد، ترمذی)

دابۃ پیشانیوں پر نشانات لگائے گا

2......حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جانور (دابہ) نکلے گا جو لوگوں کی پیشانیوں پر نشان لگائے گا اور وہ (نشان زدہ لوگ) بکثرت ہوجائیں گے۔ حتیٰ کہ آدمی اونٹ خریدے گا تو وہ پوچھے گا کہ کس سے خریدا ہے؟ وہ کہے گا کہ میں نے یہ (اونٹ) کسی نشان زدہ سے خریدا ہے۔

(حوالہ مسند احمد، 336/5)

نوٹ:......قیامت کی 150 علامات کا مطالعہ کرنے اور قیامت سے قبل آنے والے حیران کن واقعات، سنسنی خیز معلومات اور تہلکہ انگیز انکشافات کے لیے احقر کی کتاب ''علامات قیامت کا تصویری البم'' (زیرطبع) کا مطالعہ کیجئے۔

چھ چیزوں سے پہلے نیک عمل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھ چیزوں کے پیش آنے سے پہلے نیک عمل کرلو۔

1......سورج کا مغرب کی طرف سے نکلنا۔

2......دھوئیں سے پہلے۔

3......دجال کا ظہور۔

4......ایک جانور کا ظاہر ہونا۔

5......خاص اور

6......عام کام سے پہلے (جس میں وہ الجھ کر رہ جائے)۔

حضور ﷺ نے صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے جو نشانیاں ظاہر ہوں گی ان میں سے ایک تو سورج کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا ہے اور دوسری نشانی یہ ہے کہ دن کے وقت لوگوں پر ایک جانور مسلط ہوجائے گا اور ان میں سے جو بھی نشانی پہلے ظاہر ہوگی دوسری اس کے فوراً بعد ظاہر ہوجائے گی۔ (حیات الحیوان)

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب یہ جانور نکلے گا تو اس کے پاس سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی اور موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہوگا اور اس عصا کو یہ جانور مومنوں کے چہروں پر پھیرے گا جس سے ان کے چہرے روشن اور منور ہوجائیں گے اور انگوٹھی سے کافر کی ناک پر مہر

لگادے گا جس سے مومن اور کافر میں واضح فرق ہوجائے گا جب مومن کہیں جمع ہوں گے تو وہ مومن شخص کو مومن کہہ کر پکاریں گے کیونکہ مومنوں کے چہرے روشن ہوں گے اور کافر کو ''اے کافر'' کہہ کر آواز دیں گے۔ کیونکہ ان کے چہروں پر مہر لگی ہوگی۔ (حیات الحیوان)

ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس جانور کا تذکرہ فرمارہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ یارسول اللہ! یہ جانور کس جگہ سے نکلے گا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس مسجد سے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مقدس ومحترم ہے اور اس وقت عیسیٰ علیہ السلام (مسلمانوں کے ساتھ کعبۃ اللہ کا) طواف کررہے ہوں گے۔ اس وقت اچانک زمین ہلنے لگے گی اور صفا پہاڑی اپنی جگہ سے پھٹ جائے گی۔ اس وقت صفاء پہاڑی سے وہ جانور نکلے گا اور سب سے پہلے اس کا چمکدار سر نکلے گا جو بالوں اور داڑھی سے ڈھکا ہوا ہوگا اور نہ تو پکڑنے والا اس کو پکڑ سکے گا اور نہ بھاگنے والا اس کو شکست دے کر اس سے بھاگ سکے گا اور وہ لوگوں کو کافر اور مؤمن کے نام سے پکارے گا اور مؤمنوں کے چہروں کو ستارے کی طرح منور اور روشن کردے گا۔ جبکہ کافروں کے چہروں پر ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک سیاہ نشان بنادے گا اور اس کی پیشانی پر کافر لکھ دے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو یا تین مرتبہ یہ فرمایا: اجیاد کی گھاٹی بہت بری گھاٹی ہے۔ صحابہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ! ایسا کیوں ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس گھاٹی میں سے وہ جانور نکلے گا اور تین مرتبہ اتنے زور سے چیخے گا کہ اس کی آواز مشرق سے مغرب تک سنی جائے گی۔

دابۃ الارض

بعض اقوال کے مطابق دابۃ الارض اصل میں وہ جانور ہے جو کہ آپ ﷺ کے زمانے میں (نبوت عطا ہونے سے پہلے) کعبہ کے خزانے کی نگرانی اور حفاظت کرتا تھا۔ جب بھی اہل قریش کعبہ کی دوبارہ تعمیر کا ارادہ کرتے تو ہر بار یہ سانپ کی صورت میں اپنا منہ کھول کر ان کے سامنے آجاتا اور ہر بار قریشی اس سانپ کے ڈر سے کعبہ کی عمارت کو گرانے سے ہچکچاتے رہے۔ لیکن ایک دن جب یہ سانپ حسب معمول کعبہ کی دیوار پر بیٹھا ہوا تھا تو اچانک اللہ تعالیٰ نے ایک عقاب جیسا بڑا پرندہ بھیجا جو اس کو اچک کر لے گیا۔

صحابہ فرماتے ہیں کہ اس کا سر بیل جیسا ہوگا، آنکھیں خنزیر جیسی، کان ہاتھی جیسے، سینگ بارہ سنگھے جیسے اور سینہ شیر کے سینہ جیسا ہوگا۔ اس کی کھال چیتے جیسی، کمر بلی جیسی سبک رو اور چتکبری ہوگی۔ دم بجو جیسی اور ٹانگیں اونٹ جیسی لمبی ہوں گی اور اس جانور کا قد اس قدر لمبا ہوگا کہ بارہ گز فاصلہ اس کے ایک جوڑ سے دوسرے جوڑ تک ہوگا۔ (حیات الحیوان)

ایک اور روایت میں ہے کہ یہ جانور راجیاد کی گھاٹی سے نکلے گا۔ اس کا سر بادلوں سے لگ رہا ہوگا اور اس کی ٹانگیں زمین پر ہوں گی۔ کہتے ہیں کہ اس کا چہرہ تو انسان جیسا ہوگا مگر باقی تمام بدن پرندہ جیسا ہوگا۔

اسی روایت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بعض علماء کے مطابق کعبہ کے خزانے کا سانپ ہی وہ جانور ہوگا جو قیامت کے قریب ظاہر ہوکر لوگوں سے گفتگو کرے گا۔ اس جانور کی گفتگو کے بارے میں بھی اقوال ہیں۔ ایک قول کے مطابق وہ کہے گا کہ اہل مکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور قرآن پر یقین نہیں کرتے ہیں۔''

ایک قول کے مطابق وہ یہ گفتگو کرے گا: ''یہ مومن ہے اور کافر''۔

اور ایک قول کے مطابق یہ گفتگو کرے گا۔ جس کو حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ''لوگ ہماری نشانیوں پر یقین نہیں کرتے تھے۔'' (حیات الحیوان)

قرآن مجید میں جانوروں کی کھال کا ذکر

قرآن مجید کے پارہ 14 سورۃ النحل رکوع 11 میں جانوروں کی کھال کا ذکر جلود۔ چمڑے۔ کھال (جمع۔ واحد: جلد) کے عنوان سے موجود ہے۔

حیوانات کے سلسلہ میں یہ لفظ ایک ہی بار آیا ہے۔ موقع انعام پر ارشاد ہوا ہے کہ اللہ نے تمہارے لیے چوپایوں کے چمڑے سے گھر بنوا دیے ہیں، جنہیں تم اپنے کوچ کے وقت اور اپنی اقامت کے وقت ہلکا پاتے ہو مراد ظاہر ہے کہ خیموں، چھولداریوں وغیرہ سے ہے۔

ہم لوگ جو بچپن سے مٹی یا اینٹ یا پتھر کے گھروں کے منظر کے عادی ہیں، خیموں، ڈیروں وغیرہ کی اہمیت کا اندازہ ہی نہیں رکھتے۔ حالانکہ دنیا کی آبادی کا بہت بڑا حصہ زمانہ قدیم میں ڈیروں ہی میں بسر کرتا تھا، اور ایک خاصا حصہ اب بھی کر رہا ہے۔

عرب میں بدوی زندگی تو عبارت ہی اسی خیمہ ڈیرے کی زندگی سے تھی اور بنی اسرائیل کی مورث قدیم عربی نسل بھی نسل در نسل تک خیموں ہی میں گذر کرتی رہی۔ آج دنیا میں جن قوموں کو خانہ بدوش کہا جاتا ہے (اور ان کی مجموعی آبادی کم نہیں) ان کی بڑی تعداد خیموں ہی میں بسر کرتی ہے۔ پھر حکام کے دوروں، شکاریوں کے شکار اور بہت سے سیاحوں کی تحقیقاتی سیاحت کے موقع پر کام انہیں ڈیروں، خیموں سے لیا جاتا ہے۔

عربوں کے خیمے آج تک مشہور چلے آتے ہیں۔ عموماً یہ بکری کے چمڑے کے ہولے ہوتے ہیں۔ اٹھانے میں ہلکے اور گاڑنے میں سہل اور ساتھ ہی بڑے مضبوط اور کشادہ۔ لُو اور دھوپ اور بارش سے یکساں پناہ دینے والے اور ہر طرح سے آرام دہ۔ اونٹ اور بھیڑ کے چمڑے سے بھی خیمے بنائے گئے ہیں۔ چھولداریاں چھوٹی ہوتی ہیں، ایک ایک دو دو آدمیوں کی گذر کے لیے اور خیمے جو خاص اہتمام سے بہت بڑے بڑے بنائے جاتے ہیں، ان میں پچاسوں آدمی ایک وقت میں رہ سکتے ہیں۔ (حیوانات قرآنی، 61)

قرآن مجید میں جانوروں کی انتڑیوں کا ذکر

قرآن مجید کی پارہ 8 سورۃ الانعام، ع 18 میں جانوروں کی انتڑیوں کا ذکر (ال) حوایا۔ انتڑیاں (جمع۔ واحد: حویۃ) کے عنوان سے موجود ہے۔

اسرائیلیوں کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے کہ ان پر ہم نے گائے اور بکری کی چربی حرام کر دی تھی، بجز اس چربی کے جو ان کی پشتوں اور انتڑیوں میں لگی ہوئی ہو۔

انسان کی طرح حیوانات کے بھی نظام ہضم اور تغذیہ میں بڑی اہمیت ان کی انتڑیوں کو حاصل رہتی ہے۔

جانوروں کی چربی کی حرمت کا ذکر توریت میں تفصیل سے آیا ہے۔

احبار 3:17 احبار 7:23 وغیرہا۔

قرآن میں جانوروں کے گوبر کا ذکر

قرآن مجید کی سورۃ النحل رکوع 9 میں جانوروں کے گوبر کا ذکر فرث (گوبر) کے عنوان سے موجود ہے۔

حق تعالیٰ کی حکمت کاملہ اور صناع کے سیاق میں ارشاد ہوا ہے کہ بے شک تمہارے لیے مویشیوں میں بھی بڑا سبق موجود ہے۔ ان کے پیٹ میں گوبر اور خون (کے قسم میں) سے جو کچھ ہوتا ہے، اس کے درمیان سے صاف اور پینے والوں کے لیے خوش ذائقہ دودھ ہم تمہیں پینے کو دیتے ہیں۔

واقعی جہاں سے گوبر اور خون وغیرہ گندی چیزیں اور فضلے وغیرہ پیدا ہوتے رہتے ہیں، وہیں سے دودھ جیسی نفیس و پاکیزہ نعمت انسان کے لیے تیار کر دینا جس کے آگے بڑے سے بڑے کیمیا دان اور کیمیا ساز مع اپنی ساری تجربہ گاہوں کے حیران رہ جائیں، اگر ایک کھلی ہوئی دلیل صناع اعظم اور حکیم مطلق کے وجود کی نہیں تو اور کیا ہے؟ (حیوانات قرآنی، صفحہ 159)

روز قیامت جانوروں کے جمع ہونے کا قرآنی تذکرہ

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

واذالوحوش حشرت (سورۃ التکویر)

اور جب وحشی جانوروں کو جمع کیا جائے گا۔

مذکورہ آیت کی تفسیر میں مولانا عبدالماجد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

یہ لفظ صرف ایک جگہ آیا ہے۔ یوم حشر (نفخۂ اول) کے آثار و علامات کے سیاق میں ہے کہ جب آفتاب بے نور کر دیا جائے گا اور ستارے جھڑ پڑیں گے اور جنگلی جانور اکٹھے کر دیے جائیں گے۔

مراد یہ ہے کہ وہ وقت اتنا ہولناک اور پر دہشت ہوگا کہ وحشی جانور تک جو عادتاً ایک دوسرے کے دشمن ہوتے ہیں شدت ہول و اضطراب سے اپنی وحشیانہ فطرت تک کو بھول جائیں گے اور ایک دوسرے کے ساتھ اکٹھے ہو جائیں گے۔ جیسے آج بھی شدید سیلاب یا طغیانی کے وقت زہریلے سانپ مویشیوں بلکہ خود انسان کے ساتھ لپٹے ہوئے چپ چاپ بہتے چلے آتے ہیں اور اپنی فطرت کو کچھ دیر کے لیے بھولے رہتے ہیں۔ (حیوانات قرآنی)

قرآن کی نظر میں حیوانات کے فوائد

حیوانات کے ساتھ انسانی تعلق کچھ اس طرح بیان کیا گیا ہے:

1 ...... والانعام خلقها لكم فيها دفء ومنافع ومنها تاكلون O ولكم فيها جمال حين تريحون وحين تسرحون O وتحمل اثقالكم الى بلدلم تكونوا بلغيه الا بشق الانفس، ان ربكم لرؤف رحيمo (النحل 5,7)

''اس نے جانور پیدا کیے جن میں تمہارے لیے گرم لباس ہے اور ان میں تمہارے لیے بہت فائدے ہیں۔ ان میں سے بعض کا تم گوشت کھاتے ہو، ان میں تمہارے لیے جمال ہے جبکہ تم صبح انہیں چرانے کے لیے بھیجتے ہو اور جب شام انہیں واپس لاتے ہو وہ تمہارے لیے بوجھ اٹھا کر ایسے ایسے مقامات تک لے جاتے ہیں جہاں تم سخت جانفشانی اور مشقت کے بغیر نہیں پہنچ سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ تمہارا رب بڑا ہی شفیق اور مہربان ہے۔''

2 ......والله جعل لكم من بيوتكم سكنا وجعل لكم من جلود الانعام بيوتًا تستخفونها يوم ظعنكم ويوم اقامتكم ومن اصوافها واوبارها واشعارها اثاثا ومتاعًا الٰى حين o (النمل: 8)

''اور اللہ نے تمہارے لیے تمہارے گھروں میں رہنے کی جگہ بنائی اور اس نے جانوروں کی کھال سے تمہارے لیے ایسے مکان پیدا کر دیے جنہیں تم سفر اور قیام دونوں حالتوں میں ہلکا پاتے ہو۔ اس نے جانوروں کے صوف، اون اور بالوں سے تمہارے لیے پہننے اور برتنے کی بہت سی چیزوں کو پیدا کر دیا جو تمہارے لیے زندگی کی ایک مدت مقررہ تک کام آتی ہیں۔''

جانوروں کے بعض فائدوں کا ذکر اس آیت میں بھی ہوا ہے:

3 ......الله الذی جعل لكم الانعام لتركبوا منها ومنها تاكلون O ولكم فيها منافع ولتبلغوا عليها حاجة فی صدوركم وعليها وعلى الفلك تحملون O (المومن: 79,80)

''اللہ نے تمہارے لیے یہ مویشی اور جانور بنائے ہیں تا کہ ان میں سے کسی پر تم سوار ہو اور کسی کا گوشت کھاؤ اور ان کے اندر تمہارے لیے اور بھی بہت سے منافع ہیں۔ وہ اس کام بھی آتے ہیں کہ تمہارے دلوں میں جہاں جانے کی حاجت ہو وہاں تم ان پر پہنچ سکو۔ ان پر بھی اور کشتیوں پر بھی تم سوار کیے جاتے ہو۔''

زمین پر جو جانور انسان کی خدمت کر رہے ہیں خصوصاً گائے، بیل، بھینس، بھیڑ، بکری، اونٹ اور گھوڑے ان کو بنانے والے نے ایسے نقشے پر بنایا ہے کہ آسانی سے انسان کے پالتو خادم بن جاتے ہیں اور ان سے ان کی بے شمار ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ ان پر سواری کرتا ہے ان سے بار برداری کا کام لیتا ہے۔ انہیں کھیتی باڑی کے کام میں استعمال کرتا ہے۔

ان کا دودھ نکال کر اسے پیتا بھی ہے اور اس سے لسی، مکھن، کھویا، پنیر، سوہن حلوہ، گجریلا اور طرح طرح کی مٹھائیاں بناتا ہے۔ ان کا گوشت کھاتا ہے، ان کی چربی استعمال کرتا ہے، ان کی اون، بال، کھال، آنتیں، ہڈی، گوبر اور گوبر سے جلنے اور جلانے کے لیے گیس الغرض ہر چیز اس کے کام آتی ہے۔ کیا یہ اس بات کا کھلا ثبوت نہیں ہے کہ انسان کے خالق نے زمین پر اس کو پیدا کرنے سے پہلے اس کی بے شمار ضروریات کو سامنے رکھ کر یہ جانور اس نقشے پر پیدا کر دیے تھے تا کہ وہ ان سے فائدہ اٹھائے۔

4 ......اولم يروا انا خلقنا لهم مما عملت ايدينآ انعاماً فهم لها ملكون O وذللنها لهم فمنها ركوبهم ومنها ياكلون O ولهم فيها منافع ومشارب افلا يشكرونo (36:71-73)

''کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ ہم نے اپنے ہاتھوں کی بنائی ہوئی چیزوں سے ان کے لیے مویشی پیدا کیے اور اب یہ ان کے مالک ہیں۔ ہم نے انہیں اس طرح ان کے بس میں کر دیا ہے کہ ان میں سے کسی پر یہ سوار ہوتے ہیں، کسی کا یہ گوشت کھاتے ہیں اور ان کے اندر ان کے لیے طرح طرح کے فوائد اور مشروبات ہیں پھر کیا یہ شکر گزار نہیں ہوتے۔''

اس آیت میں بھی جانوروں کی افادیت بیان ہوئی ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے:

احلت لكم بهيمة الانعام (انعام)

''مویشیوں کے چوپائے تمہارے لیے حلال کر دیے گئے ہیں۔''

جانور احادیث کی روشنی میں

1 ......حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تین قسم کے انسان بنائے ہیں:

2 ......ایک وہ جو جانوروں کی طرح ہیں۔ان کے دل ہیں مگر وہ سمجھتے نہیں، ان کی آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں، ان کے کان ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں۔

3 ......دوسری قسم وہ ہے جن کے جسم تو انسانوں جیسے ہیں مگر ان کی روحیں شیطانوں کی روحوں کی طرح ہیں۔

4 ......تیسری قسم ان انسانوں کی ہے جو فرشتوں کی طرح ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو روز قیامت عرش الٰہی کے خصوصی سائے کے نیچے ہوں گے جس دن اس سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (مکائد الشیطان، ابن ابی دنیا)

حضور ﷺ کی سواری کا جانور کبھی بوڑھا نہ ہوا

2 ......طیب الطیبین ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ ہر وہ جانور جس پر نبی اطہر الطاہرین ﷺ نے کسی وقت بھی سواری کی تو تاجدار مدینہ ﷺ کے جسم مبارک کے مس ہونے کی برکت سے وہ جانور اسی حالت پر رہتا نہ کبھی بیمار ہوتا نہ وہ کبھی بوڑھا ہوتا یعنی ہمیشہ تندرست و توانا رہتا کبھی کمزور و ضعیف نہ ہوتا۔

(ذکر جمیل، صفحہ 318، البرھان صفحہ 77، حجۃ اللہ علی العالمین، صفحہ 434، منظومہ فی الفقہ)

نافرمان انسان کی مثال وحشی جانور کی سی ہے

3 ......نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے آدم کی اولاد، قسم ہے میری عزت اور جلال کی۔اگر تو اس دنیا سے جو میں نے تجھے دی ہے خوش ہوگا تو میں تجھے سکون عطا کر دوں گا اور تجھے اپنا پسندیدہ بنالوں گا اور اگر تو میری عطا کی ہوئی چیزوں سے خوش نہ ہوا تو میں دنیا کو تجھ پر تسلط دے دوں گا۔

پھر تو وحشی جانوروں کی طرح دنیا میں آوارہ پھرے گا۔مگر پھر بھی تجھ کو وہی ملے گا جو تیرے مقدر کی ہوئی ہوں گی۔مگر تو میرے نزدیک ناپسندیدہ ہوگا۔(حیات الحیوان، 779)

جانور کی پشت کو منبر بنانا منع ہے

4 ......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے جانوروں کی پشت کو منبر نہ بناؤ کہ ان پر بیٹھے بیٹھے باتیں کرتے رہو اور وہ کھڑا رہے۔اللہ تعالیٰ نے ان کو تمہارے لیے مسخر کیا ہے کہ وہ تم کو اس جگہ تک پہنچا دے جہاں تم بغیر مشقت کے نہیں پہنچ سکتے۔

(منتخب کنز العمال، جلد 3 صفحہ 382)

جانوروں کے ساتھ رحم وکرم

5 ...... اسلام اپنے ماننے والوں کے اندر عفو و درگذر کی صفت پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اس نے جہاں انسانوں پر اس بات کے لیے زور دیا ہے وہیں جانوروں سے رحم وکرم کا معاملہ کرنے کی تاکید بھی کی ہے۔

اسلام انسانوں کی جان کی طرح حیوانوں کی جان کا بھی بڑا احترام کرتا ہے۔ چوپایوں کو اس نے انسانوں ہی کے لیے پیدا کیا ہے۔ جن جانوروں سے اس کو تکلیف نہیں پہنچتی بلاضرورت ان کو مارنے سے سخت منع کرتا ہے۔ چیونٹی ایک حقیر اور معمولی جانور ہے۔ حدیث میں اس کو بھی مارنے کی ممانعت آئی ہے۔

چیونٹیوں کو جلانے کا شرعی حکم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک چیونٹی نے کسی نبی کو کاٹ لیا۔ انہوں نے چیونٹیوں کے گروہ کو ہی جلا دینے کا حکم دیا اور وہ جلا کر خاک کر دی گئیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی نازل کی:

''کیا اس لیے تم نے ایک امت کو ہلاک کر دیا کہ اس نے تم کو کاٹ لیا۔ حالانکہ وہ تسبیح کیا کرتی تھیں۔'' (مسلم، کتاب قتل الحیات وغیرھا، باب انھی، من قتل النمل)

عورت کو بلی باندھنے کی وجہ سے عذاب کا دیا جانا

6 ...... نافع بن عبداللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عورت کو صرف اس بناء پر عذاب دیا گیا کہ اس نے ایک بلی کو باندھ رکھا تھا یہاں تک کہ وہ اس حالت میں مرگئی۔ نہ اس نے اس کو کچھ کھانے کو دیا اور نہ ہی چھوڑ دیا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑوں کو کھاتی اور زندہ رہتی۔

(مسلم، کتاب قتل الحیات وغیرھا، باب تحریم قتل الھرۃ)

اسلام نے جن جانوروں کے گوشت کو حلال کیا ہے اور ان کو ذبح کرنے کا حکم دیا ہے تو اس سلسلے میں بھی اس نے ہدایت دی ہے۔ اس کے آداب اور اسلوب بھی بتا دیئے ہیں۔ اسی لیے حدیث میں آتا ہے کہ جب جانور کو ذبح کیا جائے تو اس وقت اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ جانور کو کم سے کم تکلیف ہو۔ فرمایا:

واذا اذبحتم فأحسنوا لذبح وليحد احدكم شفرته وليحرح ذبيحته

''جب تم ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو اور چھری کو تیز کر لیا کرو اور جانور کو آرام پہنچاؤ۔'' (مسلم : کتاب العيد والذبائح)

جانوروں کو بھوکا مت رکھو

7 ......صرف یہی نہیں اسلام جانوروں کو بلاضرورت مارنے سے منع کرتا ہے بلکہ ان کے ساتھ اچھے برتاؤ کے سلوک کا حکم دیتا ہے۔ جب انسان ان سے فائدہ حاصل کرتا ہے تو ان کی حالت کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

حضرت سہل بن حنظلہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک ایسے اونٹ کے پاس سے ہوا جس کا پیٹ بھوک کی وجہ سے پیٹھ سے مل گیا تھا۔ یہ منظر دیکھ کر آپ نے ارشاد فرمایا:

اتقوا اللہ فی ھذہ البھائم المعجمة فارکبوھا صالحة و کلوھا

(ابوداؤد، کتاب الجھاد، باب مایومر بہ من القیام علی الدواب والبھائم)

ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، ان پر ٹھیک طرح سے سواری کرو اور ٹھیک طرح سے کھلاؤ۔

جانوروں کو تکلیف دینے کی ممانعت

8 ......پرندوں اور ان کے بچوں کو ستانا نہیں چاہیے۔ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ کسی ضرورت سے باہر تشریف لے گئے۔ ہم نے ایک گوریا دیکھا جس کے ساتھ اس کے دو بچے تھے۔ ہم نے ایک بچے کو پکڑ لیا، جب گوریا آئی اور اپنے بچے کو گھونسلے میں نہ پایا تو پریشان ہوئی اور تلاش کرنے لگی اور ہمارے سروں پر آواز لگاتے ہوئے منڈلانے لگی۔ اتنے میں نبی ﷺ واپس تشریف لائے اور یہ منظر دیکھ کر ارشاد فرمایا:

من فجع ھذہ بولدھا ردوھا ولدھا الیھا

اس کے بچے کو چھین کر کس نے پریشان کیا۔ بچے کو اسے واپس کردو۔''

(ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی قتل النار)

جانوروں کے بچوں کو دودھ سے روکنے کی ممانعت

9 ......حدیث کا ایک مسئلہ ہے کہ جب دودھ دینے والا جانور بیچا جائے تو اس کا دودھ نہ روکا جائے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

لاتصروا الا بدو الغنم.

اونٹ اور بکری کا دودھ نہ روکا کرو۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جانور کے بچے کو باندھ دیا جائے اور جانور کے تھن میں دودھ کو باقی رکھا جائے تاکہ خریدنے والا دیکھ کر یہ سمجھے کہ اس طرح اس کی عادت ہے۔ اس کی ممانعت اس لیے کی گئی ہے کہ اس سے خریدار کو دھوکا ہوسکتا ہے۔

شارحین حدیث اس کا یہی مطلب اور اس کی یہی علت بیان کرتے ہیں لیکن اس کی ممانعت کی دوسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ تھن میں دودھ کے جمع ہوجانے سے جانور کو تکلیف ہوتی ہے۔ انسانوں میں اس کا تجربہ واضح ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس سے جانور کے بچے کو بھی لامحالہ تکلیف پہنچے گی۔ کیونکہ اس صورت میں وہ غذا سے محروم ہوجائے گا۔

جانوروں کو پانی پلانا

10 ...... پانی بڑی نعمت ہے۔ اس کا اندازہ اسی وقت ہوتا ہے جب پیاس کی شدت ہو۔ زبان میں کانٹے پڑ چکے ہوں، حلق سوکھ چکا ہو، آنکھوں پر پردے پڑ چکے ہوں، انسانوں کی طرح جانوروں کو بھی پانی کی ضرورت ہوتی ہے، وہ بھی اسی طرح اس کے محتاج ہیں۔

احادیث میں ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک آدمی کہیں جا رہا تھا، راستے میں اس کو پیاس لگی، پانی کی تلاش میں تھا کہ ایک کنواں ملا، اس میں اتر کر پانی پیا اور سیراب ہو کر باہر نکل آیا۔ کنوئیں کے دہانے پر ایک کتا پیاس کی شدت سے بے تاب تھا اور کیچڑ چاٹ رہا تھا۔

اس آدمی نے سوچا کہ اس کو پیاس لگی ہے جس طرح مجھ کو لگی تھی۔ یہ سوچ کر وہ دوبارہ کنویں میں اترا اور اپنے موزوں میں پانی بھر کر منہ سے پکڑے ہوئے باہر لایا اور کتے کو پلایا۔ اپنے اس فعل پر اس نے رب کا شکر ادا کیا۔ خالق نے اس کے اس نیک فعل کی وجہ سے اس کو بخش دیا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! کیا ہم کو چوپایوں کی خدمت کے عوض بھی اجر و ثواب ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فی کل کبد رطبة اجر.

ہر جاندار کی خدمت میں اجر ہے۔

جانور پر لعنت کی ممانعت

11 ...... لعنت ملامت کرنا نہایت برا فعل ہے۔ کسی مومن کے لیے درست نہیں کہ وہ دوسروں پر بے جا لعنت ملامت کرے۔ احادیث میں اس سے باز رہنے کی بڑی سخت تاکید کی گئی ہے۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے پر لعنت بھیجے اور وہ اس لعنت کا مستحق نہ ہو تو وہ آسمان پر جاتی ہے۔ وہاں سے واپس ہو کر پھر اس شخص کے پاس پہنچ جاتی ہے۔ جس نے بھیجی تھی گویا وہ خود ہی ملعون قرار پاتا ہے۔ اسی طرح انسانوں کے علاوہ جانوروں پر بھی لعنت کرنا ممنوع ہے۔

منہ پر مارنے یا منہ کو داغنے کی ممانعت

12 ...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ پر مارنے اور منہ پر داغ دینے سے منع فرمایا ہے۔ یعنی کسی آدمی یا جانور کے منہ پر طمانچہ یا کوڑا وغیرہ نہ مارا جائے اور نہ کسی کے منہ کو داغ دیا جائے۔ (مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیوانات کے چہروں پر نہ مارا کرو۔

فَاِنَّ كُلُّ شَيْءٍ يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب کوئی جاندار ذکر الٰہی سے رک جاتا ہے اسی وقت اس کی موت آ جاتی ہے۔ ان کی موت صرف اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت ہے۔

(حیات الحیوان، جلد 1 صفحہ 158)

جانوروں کو باہم لڑانا منع ہے

13 ......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے چوپایوں کے لڑانے سے منع فرمایا ہے۔(مشکوۃ)

اس سے معلوم ہوا کہ مرغوں، بٹیروں، تیتروں یا نیولے وسانپ وغیرہ کا باہم لڑانا شرعاً درست نہیں ہے۔ مسند احمد بن حنبل میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ طرز عمل مذکور ہے کہ وہ ایسے مواقع کو دیکھتے تو فوراً روک دیتے اور دونوں جانوروں کو علیحدہ کر دیتے۔

بیمار وزخمی جانور پر سواری منع ہے

14 ...... آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان جانوروں کے حقوق کے بارے میں اللہ سے ڈرو جب یہ تیار موٹے اور تازے ہوں تو ان کو کھاؤ اور جب تندرست ومضبوط ہوں تو ان پر سواری کرو۔

(منتخب کنز العمال جلد 3 صفحہ 384)

زندہ جانور کو جلانا حرام ہے

15 ......حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ اپنے والد صاحب سے روایت کرتے ہیں کہ سرور کائنات کے ساتھ ہم ایک سفر میں تھے کہ حضور ﷺ نے چیونٹیوں کا ایک بل دیکھا جسے ہم نے جلا دیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کس نے جلایا ہے؟

ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم نے آگ جلائی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: آگ پیدا کرنے والے خدا کے علاوہ کسی کے لیے یہ سزاوار نہیں کہ وہ کسی جانور کو آگ کے ذریعہ عذاب دے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ جوئیں وکھٹمل کو بھی آگ سے نہ مارنا چاہیے۔

(ابوداؤد، ریاض الصالحین)

جانور کو باندھ کر نشانہ لگانے کی ممانعت

ينهٰى ان تصبر بهيمة او غيرها للقتل

16 ...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا، آپ ﷺ اس بات سے منع فرماتے تھے کہ کسی چوپائے وغیرہ کو مارنے کے لیے باندھ کر اس پر نشانہ لگایا جائے۔

(بخاری، مسلم)

تشریح:......اس کے معنی ہیں کہ کسی جانور کو باندھ کر پھر اس کو تیروں، پتھروں یا گولیوں سے مارنا ممنوع ہے یا یہ معنی ہیں کہ کسی جانور کو بغیر دانے پانی کے بند کر کے مار ڈالنا ممنوع ہے۔

(حوالہ مظاہر حق 37/4)

درندے انسانوں کی طرح باتیں کریں گے

17 ......حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک درندے انسانوں سے گفتگو نہ کریں اور جب تک ان کا چابک اور ان کی چپل کا تسمہ انسانوں سے گفتگو نہ کرے۔ یہ دونوں اس کو بتلا دیں گے کہ تیرے بعد تیرے اہل وعیال میں کیا کیا نئی باتیں پیدا ہوں گی۔" (حوالہ ترمذی وحاکم)

جانوروں کے ساتھ بدفعلی کی ممانعت

18 ......طبرانی اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے سات قسم کے افراد پر سات آسمانوں کے اوپر سے لعنت فرمائی ہے اور ان میں سے ایک پر تین بار لعنت فرمائی ہے (اس لعنت کی شدت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ) اس تین میں سے ہر ایک لعنت تنہا اس کی بربادی اور ہلاکت کے لیے کافی ہے۔ ان میں سے ایک شخص وہ ہے جو کسی جانور یا چوپائے کے ساتھ بدفعلی کا ارتکاب کرے۔

(اللہ کی رحمت سے محروم لوگ، صفحہ 44)

بلاوجہ کسی جانور و پرندہ کو ماردینا ناجائز ہے

19 ......حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی شخص کسی چڑیا یا اس سے چھوٹے بڑے کسی اور جانور و پرندہ کو ناحق مار ڈالے گا تو اللہ تعالیٰ اس شخص سے اس (ناحق مارنے) کے بارے میں باز پرس کرے گا۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ! اور اس (چڑیا وغیرہ) کا حق کیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہ اس کو ذبح کیا جائے (کسی اور طرح اس کی جان نہ ماری جائے) اور پھر اس کو کھایا جائے، یہ نہیں کہ اس کا سر کاٹ کر پھینک دیا جائے۔ (احمد، النسائی، دارمی)

تشریح:...... اسلامی تعلیمات کے مطابق خدا کی اس وسیع کائنات میں ہر جان حفاظت کا حق رکھتی ہے۔ خواہ وہ اشرف المخلوقات انسان ہو یا حیوان، جس طرح کسی انسان کی جان کو ناحق مارنا شریعت کی نظر میں بہت بڑا گناہ اور بہت بڑا ظلم ہے، اسی طرح کسی حیوان کی جان ناحق ختم کرنا بھی ایک انتہائی غیر مناسب فعل اور ایک انتہائی بے رحمی کی بات ہے۔

اگر قادر مطلق نے انسان کو طاقت وقوت عطا کرکے حیوانات پر تسلط و اختیار عطا کیا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ انسان اپنی اس طاقت اور اپنے اس اختیار کے بل پر محض اپنا شوق پورا کرنے کے لیے یا محض تفریح طبع کی خاطر بے زبان جانوروں کو اپنا تختہ مشق بنائے اور ان کی جانوں کو کھلونا بنا کر ان کو ناحق مارتا رہے۔

جس جانور کے گوشت کو حق تعالیٰ نے انسان کے لیے حلال قرار دیا ہے اگر وہ اس جانور کو بطور شکار مار کر یا اس کو ذبح کرکے اس کا گوشت کھاتا ہے اور اس سے فائدہ حاصل کرتا ہے تو وہ اپنے اختیار کا جائز استعمال کرتا ہے اور اگر محض لہو و لعب اور تفریح طبع کے لیے اس جانور کی جان ناحق یعنی بلا فائدہ ختم کرتا ہے اور اس کے گوشت وغیرہ سے کوئی نفع حاصل کیے بغیر اس کو مار کر پھینک دیتا ہے تو اس طرح نہ صرف وہ اپنے اختیار کا ناجائز استعمال کرتا ہے بلکہ ایک جاندار پر ظلم کرنے والے کے برابر ہوتا ہے۔ اس لیے حدیث میں ایسے شخص کو آگاہ کیا گیا ہے کہ تمہارا یہ فعل (یعنی جانوروں اور پرندوں کو ناحق مارنا) بارگاہ الٰہی میں قابل مواخذہ ہے اور کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تم سے اس بارے میں سخت باز پرس کرے گا اور تمہیں عتاب و عذاب میں مبتلا کرے گا۔

(مظاہر حق، جلد 4 صفحہ 45)

درندہ...... چیر پھاڑ کرنے والے جانور

20 ......حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے داؤد! تو مجھ سے ایسا ڈرتا ہے جیسا کہ پھاڑ کھانے والے درندے سے لوگ ڈرتے ہیں۔ (حیات الحیوان، صفحہ 2)

اس حدیث کو نقل کرکے علامہ دمیری فرماتے ہیں کہ ہمیں بھی اللہ سے ایسا ڈرنا چاہیے جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے کیونکہ یہی ڈر انسان کو گناہوں سے بچاتا ہے اور اسی ڈر پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دو جنتوں کا وعدہ کیا ہے جس میں ایک جنت سونے کی ہوگی اور ایک جنت چاندی کی۔

گوشت

21 ......حضور اقدس ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت کبھی بھی نہ سڑتا۔

(بخاری ومسلم)

اس حدیث کی شرح میں علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حق تعالیٰ شانہ نے بنی اسرائیل کے لیے میدان تیہ میں سلویٰ (یعنی بٹیر) کو نازل کیا تو اس وقت ذخیرہ کرنے سے منع فرمایا مگر انہوں نے اللہ کے حکم کے خلاف عمل کرکے بٹیر کو ذخیرہ کرنا شروع کیا۔ اسی وقت سے گوشت میں سڑاند پیدا ہونے لگی۔

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اہل دنیا اور اہل جنت کے تمام کھانوں کا سردار گوشت ہے۔ (ابن ماجہ)

ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے پاکیزہ اور عمدہ گوشت پیٹھ کا ہوتا ہے۔

گم ہوجانے والے جانور کے لیے دعا

22 ......حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر تمہارا کوئی (جانور) کھل کر کسی صحرا میں کھو جائے تو اس کو چاہیے کہ صحرا میں جاکر اس طرح دعا کرے:

یَاعِبَادَ اللّٰہِ احْبِسُوْا...... یعنی اے اللہ کے بندو پکڑو۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی زمین پر موجود (فرشتہ) اس کو پکڑ لیتا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے ایک شیخ نے مجھ سے بیان کیا کہ ان کا ایک جانور (غالباً خچر) کہیں چلا گیا۔ انہوں نے یہ دعا ''یاعباد اللہ احبسوا'' پڑھی۔ چنانچہ اللہ کے حکم سے وہ جانور رک گیا۔

انہی کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ قافلہ کے ساتھ سفر کر رہا تھا کہ اچانک قافلہ والوں کا ایک جانور کہیں بھاگ گیا۔ قافلے والے اس کو تلاش کرتے رہے مگر وہ نہ ملا۔ آخر میں، میں کھڑا ہوا اور یہ دعا پڑھی۔ اس دعا کی برکت سے وہ جانور خود بخود واپس آ گیا۔

(حوالہ ابن السنی)

چوپایوں اور مویشیوں سے حساب کتاب

میدان حشر میں چوپایوں سے حساب کتاب لیا جائے گا یا نہیں؟ اس سلسلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ چنانچہ شیخ ابوالحسن اشعری فرماتے ہیں کہ مویشیوں اور چوپایوں سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ اس لیے کہ چوپائے احکام شریعت کے مکلّف نہیں اور جو احادیث میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جانوروں میں ہر ایک کا قصاص اس کے مثل سے لیا جائے گا اور ان میں بوڑھے جانور سے پوچھا جائے گا کہ تم نے دوسرے بوڑھے کو کیوں تکلیف پہنچائی۔''

تو اس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن ایک ایک چیز سے اور ایک ایک ذرہ سے حساب ہوگا۔ یعنی مقصد یہ ہے کہ ظلم کا بدلہ ظالم سے لیا جائے گا۔

(كتاب الآيات و البينات)

استاذ ابواسحٰق اسرائنی لکھتے ہیں کہ چوپایوں میں قصاص جاری ہوگا لیکن احتمال یہ ہے کہ مویشیوں سے دیت صرف دنیا ہی میں لی جائے۔

ابن دحیہ فرماتے ہیں کہ چوپایوں میں قصاص کا جاری ہونا عقلاً ونقلاً ثابت ہے۔ اس لیے کہ چوپائے اپنے نفع اور نقصان کی بات سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ لاٹھی مارنے سے بھاگتے اور چارے کو دیکھ کر اس کی طرف لپک کر آتے ہیں۔ یہی حال پرندوں اور جنگلی جانوروں کا ہے کہ وہ نقصان پہنچانے والے پرندوں اور جانوروں سے بچ کر بھاگتے ہیں۔

اگر کوئی معترض اعتراض کرے کہ قصاص لینا ایک طرح کا بدلہ لینا ہے اور چوپائے مکلّف نہیں ہوتے تو اس کا جواب یہ دیا جائے گا کہ چوپائے مکلّف نہیں ہوتے لیکن اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا ہے کہ اللہ جل شانہ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔ وہی تمام چیزوں کا مالک کل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لیے ان مویشیوں کو قابو میں کر دیا ہے اور جن جانوروں کا گوشت کھانا حلال ہے ان کے ذبح کرنے اور قربانی کرنے کو مباح قرار دیا ہے۔ اس لیے اعتراض کرنا بے فائدہ ہے۔

نیز ان میں سے بعض چوپایوں سے قصاص لیا جائے گا۔ جنہوں نے دوسرے چوپایوں کو تکلیف پہنچائی ہوگی۔ لیکن ان سے منہیات سے رکنے اور امر الٰہی پر عمل کرنے کا مطالبہ نہ کیا جائے گا۔

کیونکہ اس قسم کا مطالبہ صرف ذی العقول اور ہوشمند مخلوق سے کیا جاتا ہے۔ جب آپس میں اختلاف اور تنازعہ بڑھ جائے گا تو ہم اس چیز پر عمل پیرا ہوں گے جس کا ہمارے پروردگار نے حکم دیا ہے:

فان تنازعتم فی شیءٍ فردوه الی الله والرسول (النساء:59)

چنانچہ قرآن کریم اختلاف کے وقت اپنے بڑوں سے فیصلہ کرانے کا حکم دیتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

ومامن دآبة فی الارض ولا طآئر يطير بجناحيه الا امم امثالكم

(سورۃ الانعام)

اور نہیں ہے زمین پر کوئی چوپایہ اور نہ پرندہ جو اپنے دونوں بازوؤں سے اڑتا ہو مگر تمہاری طرح کی امتیں (مخلوق)۔

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واذا الوحوش حشرت (سورة التكوير : ٥)

''اور جب جانوروں کو جمع کیا جائے گا۔''

حشر کے معنی جمع کرنے کے ہیں۔ چنانچہ حدیث پاک میں مذکور ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں کو تین طریقے پر اکٹھا کیا جائے گا۔ کچھ تو رغبت کرنے والے ہوں گے۔ کچھ خوفزدہ ہوں گے اور ایک اونٹ پہ دو دو کر کے یا تین تین کر کے یا دس دس کر کے۔

جبکہ بقیہ لوگوں کو جہنم میں جمع کیا جائے گا۔ جہاں وہ لیٹیں گے وہیں وہ آگ بھی لیٹے گی اور جہاں وہ رات بسر کریں گے وہیں وہ بھی رات بسر کرے گی اور جہاں وہ صبح کریں گے وہیں وہ بھی صبح کرے گی اور جہاں وہ شام کریں گے وہیں وہ بھی شام کرے گی۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اونٹوں کا حشر لوگوں کے ساتھ ہوگا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مخلوق میں بعض سے قصاص لیا جائے گا۔ حتیٰ کہ بے سینگ جانوروں کا اس کے مثل سینگ والے جانوروں سے اور ذروں اور چیونٹیوں کا اسی طرح ذروں و چیونٹیوں سے اور چوپائے اور چیونٹیاں (بالمقابل) ہوں گے تو ان سے بھی قصاص (تاوان) لیا جائے گا۔

(رواہ الامام احمد بسند صحیح)

جب اتنی چھوٹی چھوٹی چیزوں سے قصاص لیا جائے گا تو جو مخلوق احکام شرع کی مکلّف ہوگی ان کو کیسے چھوڑ دیا جائے گا اور وہ مخلوق کیسے غافل ہو جائے گی (خدائے پاک! ہم آپ سے اپنے اعمال کی برائی اور اپنے نفسوں کے شرور کی سلامتی چاہتے ہیں)۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بھی منقول ہے۔
نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ایسا نہ ہو کہ تم میں سے روز قیامت کوئی شخص چرائی ہوئی بکری اپنے کاندھے پر اٹھائے ہوئے آئے جو ممیارہی ہوگی اور پھر مجھ سے شفاعت کی التجا کرتے ہوئے مجھے پکارے۔ میرا جواب اس وقت یہ ہوگا کہ ان جرائم کی پاداش کی خبر میں پہلے ہی دے چکا ہوں۔ اب میں کچھ نہیں کر سکتا۔ (رواہ البخاری)
نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''قیامت کے دن انسان اور جنات کے علاوہ تمام چوپائے و جانور چیخ و پکار کر رہے ہوں گے قیامت کی گھبراہٹ کی وجہ سے، ان جانوروں کی چیخ و پکار اس دن اللہ تعالیٰ کے الہام کی وجہ سے ہوگی۔'' (صحیح حدیث)
چنانچہ اس قسم کی حدیثیں محمول کی جائیں گی ان قوتوں پر جو اللہ تعالیٰ نے جانوروں میں ضرر پہنچانے سے بچنے کے لیے اور ان منافع کو پہچاننے کے لیے پیدا فرمائی ہیں۔ خدا کی پیدا کردہ جبلت نہ عقلی ہے اور نہ حسی ہے اور نہ ادراکی طور پر ہے (بلکہ اللہ پاک نے ہر شے میں اس کی طبیعت کے مطابق ایک عادت اور جبلت پیدا فرمادی ہے جس کے نفع وضرر کی حقیقت سے وہی واقف ہے۔ مثلاً خدائے پاک نے چیونٹی کے اندر اپنا رزق جمع کرنے کی طاقت رکھ دی ہے کہ وہ سردیوں کے لیے اپنا انتظام کر لیتی ہے تو چوپایوں اور مویشیوں کی یہ جبلت ہونا کہ وہ قیامت کے دن اپنے حقوق ضائع کرنے پر چیخ و پکار کریں گے زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

جو بھی شخص جانوروں کے حالات کی تلاش و جستجو میں رہے گا تو وہ خود اس حکمت کا خواہ مخواہ مظاہرہ کرے گا کہ خدائے پاک نے ان کو عقل تو نہیں دی، اس کے بجائے وہ حسی قوت رکھ دی ہے جس سے جانور نفع ونقصان میں تمیز کر سکتے ہیں اور ان پر اشیاء کی حقیقت کا اس طور پر الہام کر دیا گیا ہے کہ اس قسم کی بات انسانوں میں نہیں پائی جاتی۔ مگر یہ کہ انسان با قاعدہ اشیاء کے حقائق کا سراغ لگائے یا با قاعدہ علم حاصل کرے یا وہ دوراندیشی سے کام لے۔ مثلاً شہد کی مکھی اپنے رزق کے لیے چھتوں کا مضبوط خزانہ بناتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کو دیکھ کر انجینئر بھی حیران ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح مکڑی اپنے گھر کا جالا مضبوط قسم کا بناتی ہے اور اسی طرح دیمک بھی اپنا مربع گھر بناتی ہے۔

چنانچہ چوپایوں اور دیگر جانوروں سے عجیب عجیب قسم کے افعال اور حرکتیں صادر ہوتی رہتی ہیں جن کو انسان دیکھ کر انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔ حالانکہ پروردگار جہاں نے اس کو بیان و اظہار سے محروم کر رکھا ہے۔ اگر اللہ یہ چاہتا تو اس کے اندر یہ دونوں جوہر بھی پیدا فرمادیتا جیسا کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام کے دور میں ایک چیونٹی نے کلام کیا تھا۔ (حیات الحیوان)

گناہوں کی نحوست کی وجہ سے شکلیں بگڑ گئیں

(5)..... حضرت ابوظبیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ غزوہ تبوک میں تھے۔ لوگوں کو بھوک لگی تو وہ وادیوں میں سے ایک وادی میں چلے گئے۔ حضور ﷺ کو نیند آ گئی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو لوگوں کی ہانڈیاں ابل رہی تھیں۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟
فرمایا: گوہ ہیں جو ہم نے اس وادی سے پکڑی ہیں۔

آپ ﷺ نے ایک گوہ منگوائی۔ جب آپ کو پیش کی گئی تو آپ ﷺ نے اس کو لکڑی سے پلٹا، پھر فرمایا:

الكف كف إنسان، وقد غضب على أمم من بنى إسرائيل، فمسخوا فى الأرض دواب (212)

''ہتھیلی تو انسان کی ہتھیلی کی طرح ہے۔ بنی اسرائیل کی امتوں پر غضب کیا گیا تو ان کو زمین میں جانوروں کی شکل میں مسخ کر دیا گیا۔

(عذاب کے واقعات 251)

پہلی امتوں کے واقعات میں جانوروں کا ذکر

جانوروں سے بھری ہوئی کشتی

1 ......حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو برس تک اپنی قوم کو خدا کا پیغام سناتے رہے مگر ان کی بدنصیب قوم ایمان نہیں لائی بلکہ طرح طرح سے آپ کی تحقیر و تذلیل کرتی رہی اور قسم قسم کی اذیتوں اور تکلیفوں سے آپ کو ستاتی رہی۔ یہاں تک کہ کئی بار ان ظالموں نے آپ کو اس قدر زدوکوب کیا کہ آپ کو مردہ خیال کر کے کپڑوں میں لپیٹ کر مکان میں ڈال دیا۔ مگر آپ پھر مکان سے نکل کر دین کی تبلیغ فرمانے لگے۔

اسی طرح بارہا آپ کا گلا گھونٹتے یہاں تک کہ آپ کا دم گھٹنے لگتا اور آپ بے ہوش ہوجاتے۔ مگر ان ایذاؤں اور مصیبتوں پر بھی آپ یہی دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے میرے پروردگار! تو میری قوم کو بخش دے اور ہدایت عطا فرما کیونکہ یہ مجھ کو نہیں جانتے۔

اور قوم کا یہ حال تھا کہ ہر بوڑھا باپ اپنے بچوں کو وصیت کر کے مرتا تھا کہ نوح علیہ السلام (معاذاللہ) بہت پرانے پاگل ہیں۔ اس لیے کوئی ان کی باتوں کو نہ سنے اور نہ ان کی باتوں پر دھیان دے۔ یہاں تک کہ ایک دن یہ وحی نازل ہوگئی کہ اے نوح (علیہ السلام) اب تک جو لوگ مومن ہو چکے ہیں ان کے سوا اور دوسرے لوگ کبھی ہرگز ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔

اس کے بعد آپ علیہ السلام اپنی قوم کے ایمان لانے سے ناامید ہوگئے اور پھر آپ نے اس قوم کی ہلاکت کے لیے دعا فرمادی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ ایک کشتی تیار کریں۔

چنانچہ ایک سو برس میں آپ کے لگائے ہوئے ساگوان کے درخت تیار ہوگئے اور آپ نے ان درختوں کی لکڑیوں سے ایک کشتی جو اسّی گز لمبی اور پچاس گز چوڑی تھی اور اس میں تین درجے تھے نچلے طبقے میں درندے، پرندے اور حشرات الارض وغیرہ اور درمیانی طبقے میں چوپائے وغیرہ کے لیے اور بالائی طبقے میں اپنے اور مومنین کے لیے جگہ بنائی۔

اس طرح یہ شاندار کشتی آپ نے بنائی اور ایک سو برس کی مدت میں یہ تاریخی کشتی بن کر تیار ہوئی جو آپ کی اور مومنوں کی محنت اور کاریگری کا ثمرہ تھی جنہوں نے بے پناہ محنت کر کے یہ کشتی بنائی تھی۔

جب آپ علیہ السلام کشتی بنانے میں مصروف تھے تو آپ کی قوم آپ کا مذاق اڑاتی تھی۔ کوئی کہتا کہ اے نوح! اب تم بڑھئی بن گئے؟ حالانکہ پہلے تم کہا کرتے تھے کہ خدا کا نبی ہوں۔ کوئی کہتا کہ اے نوح! اس خشک زمین میں تم کشتی کیوں بنا رہے ہو؟ کیا تمہاری عقل ماری گئی ہے؟

غرض طرح طرح کا تمسخر و استہزاء کرتے اور قسم قسم کی طعنہ بازیاں اور بدزبانیاں کرتے رہتے تھے اور آپ ان کے جواب میں یہی فرماتے تھے کہ آج تم ہم سے مذاق کرتے ہو لیکن مت گھبراؤ، جب خدا کا عذاب بصورت طوفان آجائے تو ہم تمہارا مذاق اڑائیں گے۔

جب طوفان آ گیا تو آپ نے کشتی میں درندوں، چرندوں پرندوں اور قسم قسم کے حشرات الارض کا ایک ایک جوڑا نر و مادہ سوار کرادیا اور خود آپ اور آپ کے تینوں فرزند یعنی حام، سام اور یافث اور ان تینوں کی بیویاں اور آپ کی مومنہ بیوی اور بہتر (72) مومنین مرد و عورت کل اسّی (80) انسان کشتی میں سوار ہوگئے اور آپ کی ایک بیوی ''واعلہ'' جو کافرہ تھی اور آپ کا ایک لڑکا جس کا نام ''کنعان'' تھا یہ دونوں کشتی میں سوار نہیں ہوئے اور طوفان میں غرق ہوگئے۔

روایت ہے کہ جب سانپ اور بچھو کشتی میں سوار ہونے لگے تو آپ نے ان دونوں کو روک دیا۔ تو ان دونوں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی! آپ ہم دونوں کو سوار کر لیجئے۔ ہم عہد کرتے ہیں جو شخص سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ پڑھ لے گا ہم دونوں اس کو ضرر نہیں پہنچائیں گے تو آپ نے ان دونوں کو بھی کشتی میں بٹھالیا۔

طوفان میں کشتی والوں کے سوا ساری قوم اور کل مخلوق غرق ہو کر ہلاک ہوگئی سوائے ان جانوروں اور انسانوں کے جو کشتی میں سوار تھے۔

(عجائب القرآن)

جانوروں سے منسوب وادی

2 ...... بصرہ کے قریب ایک جگہ ہے جو وادی سباع کے نام سے مشہور ہے۔ اس وادی کا نام سباع اس طرح مشہور ہوا کہ وہاں سے گزرتے ہوئے وائل ابن قاسط نے اسماء بنت رویم کو دیکھا۔ اس عورت کو تنہا دیکھ کر اس کے دل میں گناہ کا خیال پیدا ہوا۔ یہ دیکھ کر اسماء بنت رویم بولی: اگر تو نے میرے ساتھ برائی کا ارادہ کیا تو درندوں کو بلالوں گی۔ مگر وائل سمجھا کہ یہ مجھے ڈرا رہی ہے۔ اس لیے وہ اپنے ارادے سے باز نہ آیا۔

یہ دیکھ کر اسماء اپنے لڑکوں کو پکارنے لگی: یاکلب! یاذئب! یافہد! یااسد! یاسبع! یاضبع! یانمر! یہ سن کر وہ سب ہاتھوں میں تلوار لیے ہوئے دوڑ کر آئے۔ جانوروں کے نام سے منسوب نوجوانوں کو آتا دیکھ کر وائل کہنے لگا:

مَاھٰذِہٖ اِلَّا وَادِیُ السِّبَاعِ

یہ تو وادی سباع ہے۔ یعنی جانوروں کی آبادی ہے۔

اس وقت سے اس وادی کا نام وادی سباع پڑ گیا۔

نماز میں جانوروں سے مشابہت کی ممانعت

ایک مجلس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نمازی سجدے میں اپنے ہاتھوں کو درندوں کی طرح نہ پھیلائے۔ (بخاری و مسلم)

چیر پھاڑ کرنے والے جانور پر سواری کرنے والا نوجوان

3 ...... ایک دن شاہ کرمانی بادشاہ شکار کے لیے نکلا۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے جنگل میں کافی دور نکل گیا۔ اچانک اسے وہاں ایک نوجوان ملا جو کسی درندے (چیر پھاڑ کرنے والا جانور) پر سوار تھا اور اس کے اردگرد بہت سے اور بھی درندے تھے۔ جب درندوں نے بادشاہ کو دیکھا تو اس کی طرف دوڑے۔ لیکن اس نوجوان نے ان کو روک لیا۔ اتنے میں ایک بڑھیا ہاتھ میں شربت کا پیالہ لیے ہوئے آئی اور وہ پیالہ اس نوجوان کو دے دیا۔ اس نوجوان نے اس میں سے شربت پیا اور جو باقی بچا وہ بادشاہ کے حوالہ کر دیا۔

بادشاہ نے بھی وہ پیا اور کہا کہ میں نے آج تک ایسا لذیذ اور شیریں شربت نہیں پیا۔ اس کے بعد وہ بڑھیا غائب ہوگئی۔ اس نوجوان نے بادشاہ کو بتایا کہ یہ بڑھیا دنیا تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو میری خدمت کے لیے مامور کر دیا ہے۔ جب بھی مجھے کسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے تو میرے دل میں خیال آتے ہی وہ بڑھیا مجھے لاکر دے دیتی ہے۔

یہ سن کر بادشاہ کو بہت حیرت ہوئی۔ نوجوان بولا: آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا سے کہہ دیا ہے کہ اے دنیا! جو میری اطاعت کرے تو اس کی اطاعت کر اور جو تیری اطاعت کرے تو اسے اپنا غلام بنالے۔ اس کے بعد اس نوجوان نے بادشاہ کو بہت ساری نصیحتیں کیں جس کی وجہ سے بادشاہ نے گناہوں سے توبہ کی۔

(مناقب الابرار)

جانور اللہ والوں کے فرمانبردار ہوتے ہیں

4 ...... ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں استفادے کے لیے ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا تو وہ مغرب کی نماز پڑھ رہے تھے۔ مجھے لگا کہ انہوں نے سورۂ فاتحہ صحیح نہیں پڑھی۔ میں نے سوچا کہ میرا سفر تو ضائع ہوگیا۔ یعنی اس جاہل شخص سے مجھے کیا فائدہ حاصل ہوگا؟ صبح کو جب میں استنجاء کے لیے باہر نکلا تو اچانک ایک درندہ مجھے کھانے کے لیے میری طرف لپکا۔

میں نے واپس آ کر شیخ ابوالخیر الدیلمی کو سارا قصہ سنایا۔ یہ سن کر شیخ باہر نکلے اور درندے سے کہا کہ میں نے تجھے کہا تھا نا کہ میرے مہمانوں کو تنگ نہ کرنا۔ درندہ یہ سن کر چلا گیا۔ جب میں قضائے حاجت سے فارغ ہوکر واپس آیا تو شیخ نے فرمایا۔ تم لوگ ظاہری حالت کو درست کرنے میں لگے رہتے ہو لہٰذا درندوں سے ڈر جاتے ہو اور ہم باطنی حالت کو درست کرنے میں لگے رہتے ہیں لہٰذا درندے ہم سے ڈرتے ہیں۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمیں چاہیے کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ سے ایسا ہی ڈریں جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ کیونکہ جو شخص اللہ سے ڈرے اس سے ہر چیز ڈرا کرتی ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے تو ہر چیز اس کی اطاعت کرتی ہے۔ (حیات الحیوان، جلد 1)

نیک لوگوں کو جانور نقصان نہیں پہنچا سکے

6 ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سابقہ امتوں میں ایک خوفناک جانور نمودار ہوا جو لوگوں کو قتل کر دیتا تھا۔ چنانچہ جو بھی اس جانور کے پاس جاتا وہ جانور اسے موت کے گھاٹ اتار دیتا۔ چنانچہ ایک دن ایک کانا آدمی آیا اور لوگوں سے کہنے لگا کہ تم اس جانور کے بارے میں پریشان مت ہو۔

میں اس کا بندوبست کرلوں گا۔ چنانچہ جب وہ کانا شخص اس جانور کے پاس گیا تو اس جانور نے اس کانے کو کچھ نہ کہا بلکہ اپنی گردن اس کے آگے جھکا دی اور اس شخص نے آسانی سے اس کو قتل کر دیا۔

درندہ بھی تابع ہوگیا

5 ...... حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سیدنا شیبان راعی رحمۃ اللہ علیہ دونوں حج کے ارادے سے نکلے تو ان کے سامنے ایک درندہ آ گیا۔ حضرت سیدنا ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدنا شیبان راعی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: کیا آپ اس درندے کو نہیں دیکھ رہے؟

تو انہوں نے فرمایا: ڈریئے مت۔

پھر حضرت سیدنا شیبان راعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا کان پکڑ کر دبایا تو وہ دم ہلانے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی دم پکڑی تو حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیا یہ شہرت نہیں؟

تو انہوں نے جواب دیا: اگر مجھے شہرت کا خوف نہ ہوتا تو میں اپنا زادِ راہ اس کی پیٹھ پر رکھ دیتا، یہاں تک کہ مکہ مکرمہ پہنچ جاتا۔ (روضۃ الفائق)

لوگوں کو بہت تعجب ہوا۔ انہوں نے اس کانے آدمی سے کہا کہ آپ کا معاملہ تو بہت ہی عجیب ہے۔ آپ کچھ اپنے بارے میں بتائیے۔

اس آدمی نے کہا کہ میں نے اپنی پوری زندگی میں کوئی گناہ نہیں کیا۔ صرف ایک مرتبہ میری آنکھ نے ایک غیر محرم عورت کو دیکھا تھا۔ اس کی سزا میں، میں نے اپنی آنکھ نکال دی تھی اور اسی وجہ سے میں کانا ہوں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل یا ہم سے پہلے کسی اور امت میں توبہ کے لیے اس عضو کو ختم کرنا جائز ہوگا مگر اسلام میں ایسا کرنا جائز نہیں۔ اگر کسی مسلمان سے یہ گناہ سرزد ہوجائے اور وہ غیر محرم پر قصداً نگاہ ڈال لے تو اس کے لیے اپنی آنکھ نکالنا جائز نہ ہوگا۔ بلکہ سچے دل سے توبہ کرلینا کافی ہوگا۔ (مسند امام احمد و حیات الحیوان)

جانوروں کی زبان سمجھنے کی ضد کرنے والے شخص کی حکایت

7 ......حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا۔ اے اللہ کے رسول! بڑی مدت سے میری یہ تمنا ہے کہ میں جانوروں کی بولیاں سمجھنے لگوں۔ کرم فرمائیے اور مجھے جانوروں کی بول چال سمجھا دیجیے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: انسان بن اور جانوروں میں شامل ہونے کی تمنا نہ کر۔ لیکن وہ اپنی ضد پر قائم رہا اور یہی کہتا رہا۔

حضور! میرا یہ شوق ہے پورا کر دیجیے۔ آپ علیہ السلام نے پھر فرمایا: خدا تعالیٰ کی ہر بات میں کئی حکمتیں ہوتی ہیں۔ انسان جو جانور کی بولیاں نہیں سمجھتا اس میں کئی فوائد ہیں۔

اس نے کہا: کچھ بھی ہو۔ میرا شوق پورا کر دیجیے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: الٰہی! یہ شخص اپنی ضد سے باز نہیں آ رہا، میں کیا کروں؟ خدا نے فرمایا: ہم کسی کی دعا رد نہیں کرتے۔ اس سے کہہ دو کہ اچھا ہم تمہیں جانوروں کے کلام کی سمجھ عطا فرما دیتے ہیں لیکن اس کا انجام اگر اچھا نہ ہوا تو اس کے تم خود ذمہ دار ہو گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے لیے جانوروں کی بولیاں سمجھنے کی دعا کی اور وہ جانوروں کا کلام سمجھنے لگا۔ وہ بڑا خوش ہوا اور گھر آیا۔ اس نے ایک کتا اور ایک مرغ پال رکھا تھا۔ اس کی ایک خادمہ بھی تھی۔ کھانے کا وقت آیا تو خادمہ نے دسترخوان بچھایا اور کھانا چنا۔

وہ شخص جب کھانا کھا چکا تو خادمہ نے دسترخوان جھاڑا۔ گوشت کی ایک بوٹی دسترخوان سے گری تو مرغ نے جھٹ اسے اٹھالیا اور کتا منہ دیکھتا رہ گیا۔ کتے نے مرغ سے شکوہ کیا کہ تو، تو دانہ دنکا چن کر پیٹ بھر سکتا ہے۔ بوٹی میری خوراک تھی تو نے اسے بھی کھالیا۔ اسے تو میرے لیے رہنے دیتے۔ میں بھوکا تھا، مگر میری خوراک تم کھا گئے۔ تم پر بڑا افسوس ہے۔

مرغ نے جواب دیا: غم نہ کر، کل ہمارے مالک کا بیل مر جائے گا۔ جی بھر کر اس کا گوشت کھانا۔ مالک نے یہ بات سنی تو اسی وقت بیل فروخت کر دیا تا کہ یہ مرے تو خریدار کے گھر جا کر مرے اور میں نقصان سے بچ جاؤں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بیل کی قیمت اسے وصول ہوگئی اور بیل دوسرے روز خریدار کے گھر جا کر مر گیا۔ دوسرے روز کتے نے مرغ سے پھر شکوہ کیا کہ بیل تو مالک نے بیچ ہی دیا ہے۔ میں آج پھر بھوکا ہی رہا۔

مرغ نے کہا: یہ مالک کی غلطی ہے کہ اس نے اپنی بلا دوسروں پر ڈال دی اور بیل بیچ دیا۔ اب سنو کہ مالک کا گھوڑا کل مر جائے گا۔ تم جی بھر کے اس کا گوشت کھانا۔ مالک نے یہ بات سمجھ لی اور اسی روز گھوڑا بھی بیچ دیا تا کہ اسے گھوڑے کی قیمت مل جائے اور نقصان دوسرے کا ہو۔ چنانچہ گھوڑا دوسرے روز خریدار کے ہاں مر گیا۔

تیسرے روز کتے نے مرغ سے پھر شکوہ کیا اور کہا کہ تم عجیب دھوکہ باز ہو کہ مجھے ہر روز جھوٹ بول کر بہلا دیتے ہو اور میں تین روز سے بھوکا مر رہا ہوں۔

مرغ نے کہا: میں نے جھوٹ ہرگز نہیں کہا تھا۔ مگر یہ مالک کی غلطی ہے کہ وہ اپنے گھر آنے والی بلا کو دوسروں پر ڈال رہا ہے۔ اس کے ہاں اتلاف جان کی بلا بہرحال نازل ہونی تھی۔ پہلے روز اگر یہ اپنا بیل نہ بیچتا تو بیل مر جاتا اور اس کا گھوڑا بچ جاتا۔ لیکن اس نے بیل بیچ دیا۔ اس لیے یہ بلا پھر دوسرے روز گھوڑے پر نازل ہونی تھی لیکن اس نے گھوڑا بیچ دیا۔

اس لیے اب مجھ سے یہ بات سن لو اور یقین کرو کہ کل ہمارا یہ مالک خود مر جائے گا۔ اس کا بچنا محال ہے۔ بیل کو نہ بیچتا تو گھوڑا بھی بچ جاتا اور یہ خود بھی اور اگر گھوڑے کو نہ بیچتا تو کل یہ خود نہ مرتا۔ یہ بلا اس کے گھر بہرحال نازل ہونی تھی۔ مگر مالک نے غلطی کی کہ یہ بلا اس نے اپنے لیے مقرر کر لی۔ کل اس نے ضرور مر جانا ہے۔ اس کے مرنے پر غریبوں کے لیے بہت کچھ پکے گا۔ کل جو چاہو گے کھاؤ گے۔

مرغ کی یہ بات سن کر اس آدمی کے ہوش گم ہو گئے۔ بیل اور گھوڑے کو تو وہ بیچ کر نقصان سے بچ گیا لیکن اب اپنے لیے وہ کیا کرتا؟ گھبرایا ہوا اور سہا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ حضور دعا کیجیے کہ میں موت سے بچ جاؤں۔

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اب یہ مشکل ہے۔ تمہارے گھر ایک موت کا وارد ہونا لکھا جا چکا تھا اور یہ موت بیل پر آنی تھی لیکن تم نے بیل کو کھسکا دیا۔ اب موت کو گھوڑے پر واقع ہونا تھی، تم نے اسے بھی کھسکا دیا۔ اب اس کے لیے تم ہی باقی رہ گئے ہو۔ اب تمہارا بچنا محال ہے۔ یہ بات جو تمہیں اب معلوم ہوئی ہے مجھے اس کا علم پہلے ہی تھا۔ اسی لیے میں تمہیں اپنی ضد سے باز رہنے کے لیے کہتا رہا مگر تم نہ مانے۔ اب مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔

چنانچہ دوسرے روز وہ مر گیا۔ اگر وہ اپنے پیغمبر کی بات مان لیتا اور اس مہلک شوق سے باز آ جاتا تو وہ یقیناً بچ جاتا۔ مگر پیغمبر کی بات نہ مان کر اس نے اپنا خانہ برباد کر لیا۔ (مثنوی مولانا روم)

ایک پادری کے قبول اسلام کا عجیب واقعہ

8 ...... علامہ حریفیش رحمۃ اللہ علیہ روض الفائق میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک نصرانی جو اپنی قوم کا پادری تھا، میں نے اسے کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تو نے اپنے آبائی دین کو کیوں ترک کر دیا؟

پادری نے مجھے جواب دیا: مجھے اس دین نے ایک بہترین بدلہ دیا ہے۔

میں نے کہا: وہ کیسے؟

تو اس نے اپنا ایک عجیب واقعہ سنایا کہ میں سمندر میں ایک کشتی پر سوار تھا کہ طوفان سے وہ کشتی ٹوٹ گئی۔ میں بچ گیا اور ایک تختے پر سوار ہوگیا۔ سمندر کی موجیں میرے تختے کو دھکیلتی ہوئی ایک جزیرے پر لے گئیں۔ جب میں اس جزیرے میں پہنچا تو دیکھا کہ اس میں بڑے عمدہ باغ ہیں جن کے پھل شہد سے بھی زیادہ میٹھے ہیں اور پانی ٹھنڈا اور بڑا لذیذ ہے۔

میں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ یہاں پھل کھا کر اور ٹھنڈا پانی پی کر گزارہ کروں گا۔ شاید اللہ تعالیٰ میرے لیے گھر جانے کی کوئی سبیل پیدا کر دے گا۔ جب شام ہوئی تو میں ڈر کر ایک درخت پر چڑھ کر سوگیا۔ جب آدھی رات ہوئی تو دیکھا کہ ایک مہیب شکل کا جانور سمندر میں بیٹھ کر یہ تسبیح پڑھ رہا ہے:

لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ النَّبِيّ الْمُخْتَار اَبُوْبَكْر الصِّدِيْق صَاحِبٌ فِى الْغَارِ عُمَرُ الْفَارُوْق فَاتِحُ الْاَمْصَارِ عُثْمَانُ الْقَتِيْلُ فِى الدَّارِ عَلِیٌ سَيْفِ اللّٰهِ عَلَى الْكُفَّارِ فَعَلٰى مُبْغَضِيْهِمْ لَعْنَةَ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارِ وَعَاوَاهُمُ النَّارَ وَبِئْسَ الْقَرَار

کوئی معبود نہیں سوائے اللہ عزیز جبار کے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے انتخاب شدہ نبی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے غار کے رفیق ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ علاقوں کے فاتح ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گھر میں شہید کیے گئے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کافروں پر اللہ کی تلوار ہیں۔ ان چاروں کے دشمن پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے جو ایک بدترین مقام ہے۔ یہ تسبیح وہ حیوان تمام رات پڑھتا رہا۔ جب صبح ہوئی وہ جزیرے میں آ گیا۔ میں یہ دیکھ کر ڈر گیا اور بھاگنے لگا۔ وہ جانور بولا ٹھہر جا! ورنہ ہلاک ہوجائے گا۔

میں ٹھہر گیا۔ وہ کہنے لگا: تیرا دین کیا ہے؟

میں نے کہا میں نصرانی ہوں۔

اس نے کہا: اے برباد ہونے والے! اس دین کو چھوڑ دے اور اسلام قبول کرلے۔ کیونکہ یہ علاقہ جنات کا ہے۔ اس سے سوائے مسلمان کے کوئی بھی نہیں بچ سکتا۔ پھر اس نے مجھے کلمہ پڑھایا۔ پھر کہا جب تک تو خلفائے راشدین کی خلافت کا اقرار نہیں کرے گا تب تک تو مسلمان نہیں ہوسکتا۔

میں نے کہا کہ یہ تم نے کہاں سے سنا؟

اس نے کہا کہ ہماری قوم میں سے بعض جنات صحابی ہیں۔ انہوں نے ہمیں بتلایا ہے کہ خلفائے راشدین کی خلافت کے اقرار کے بغیر اسلام کامل نہیں ہوسکتا۔ پھر اس حیوان نے کہا کہ اب تو یہاں رہنا چاہتا ہے یا گھر جانا پسند کرتا ہے؟

میں نے کہا کہ گھر جانا پسند کرتا ہوں۔ اس نے کہا: ٹھہر جا...... جب کوئی کشتی گذرے گی تو ہم تجھے سوار کردیں گے۔

پھر ایک جہاز آ گیا۔ میں اس پر سوار ہوگیا۔ اس جہاز میں بارہ نصرانی بھی سوار تھے۔ میں نے انہیں اپنا واقعہ سنایا تو وہ بھی سن کر مسلمان ہوگئے۔ (الروض الفائق)

ایک جانور کی طرف سے مظلوم کی مدد

9 ...... ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ طواف کررہا تھا۔ دفعتاً میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ اس کے کاندھے پر ایک بچہ بہت کم سن بیٹھا ہے اور وہ یہ ندا کررہی ہے: اے کریم، اے کریم! تیرا گزرا ہوا زمانہ (یعنی کیسا موجب شکر ہے)۔

میں نے پوچھا وہ کیا چیز ہے جو تیرے اور مولیٰ کے درمیان گزری؟

کہنے لگی: میں ایک مرتبہ کشتی پر سوار تھی اور تاجروں کی ایک جماعت ہمارے ساتھ تھی۔ طوفانی ہوا ایسے زور سے آئی کہ وہ کشتی غرق ہوگئی اور سب کے سب ہلاک ہوگئے۔ میں اور یہ بچہ ایک تختہ پر رہ گئے اور ایک حبشی آدمی دوسرے تختہ پر، ہم تین کے سوا کوئی بھی ان میں سے نہ بچا۔

جب صبح ہوئی تو اس حبشی نے مجھے دیکھا اور پانی کو ہٹاتا ہوا میرے تختہ کے پاس پہنچ گیا اور جب اس کا تختہ میرے تختے کے ساتھ مل گیا تو وہ بھی میرے تختہ پر آ گیا اور مجھ سے بری بات کی خواہش کرنے لگا۔ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ سے ڈر! ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں۔ اس سے خلاصی اس کی بندگی سے بھی مشکل ہورہی ہے چہ جائیکہ اس کا گناہ ایسی حالت میں کریں۔

کہنے لگا: ان باتوں کو چھوڑ، اللہ تعالیٰ کی قسم! یہ کام ہوکر رہے گا۔ بچہ میری گود میں سورہا تھا۔ میں نے چپکے سے ایک چٹکی اس کے بھرلی۔ جس سے یہ ایک دم رونے لگا۔ میں نے اس سے کہا: اچھا ذرا ٹھہر جا! میں اس بچہ کو سلادوں، پھر جو مقدر میں ہوگا ہوجائے گا۔

اس حبشی نے اس بچہ کی طرف ہاتھ بڑھا کر اس کو سمندر میں پھینک دیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: اے وہ پاک ذات جو آدمی کے اور اس کے دلی ارادہ میں بھی حائل ہوجاتی ہے! میرے اور اس حبشی کے درمیان تو ہی اپنی طاقت اور قدرت سے جدائی کر، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قسم! ان الفاظ کو پورا بھی نہ کرپائی تھی کہ سمندر سے ایک بڑے جانور نے منہ کھولے ہوئے سر نکالا اور اس حبشی کا ایک لقمہ بناکر سمندر میں گھس گیا اور مجھے اللہ تعالیٰ نے محض اپنی طاقت اور قدرت سے اس حبشی سے بچایا۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے، پاک ہے، اس کی بڑی شان ہے۔

اس کے بعد سمندر کی موجیں مجھے تھپیڑتی رہیں، یہاں تک کہ وہ تختہ ایک جزیرہ کے کنارے سے لگ گیا، میں وہاں اتر پڑی اور سوچتی رہی کہ یہاں گھاس کھاتی رہوں گی، پانی پیتی رہوں گی، جب تک اللہ تعالیٰ کوئی سہولت کی صورت پیدا کرے اسی کی مدد سے کوئی صورت ہوسکتی ہے۔

چار دن مجھے اس جزیرہ میں گزر گئے۔ پانچویں دن مجھے ایک بڑی کشتی سمندر میں چلتی ہوئی نظر آئی۔ میں نے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر اس کشتی کی طرف اشارہ کیا اور کپڑا جو میرے اوپر تھا اس کو خوب ہلایا۔ اس میں سے تین آدمی ایک چھوٹی سی ناؤ پر بیٹھ کر میرے پاس آئے۔ ان کے ساتھ اس ناؤ پر بیٹھ کر اس کشتی پر پہنچی تو میرا یہ بچہ جس کو حبشی نے سمندر میں پھینک دیا تھا ان میں سے ایک آدمی کے پاس تھا، میں اس کو دیکھ کر اس پر گر پڑی۔ میں نے اس کو چوما، گلے لگایا اور کہا کہ یہ میرا بچہ ہے، میرا جگر پارہ ہے۔

وہ کشتی والے کہنے لگے تو پاگل ہے، تیری عقل ماری گئی ہے۔

میں نے کہا: نہ میں پاگل ہوں، نہ میری عقل ماری گئی۔ میرا عجیب قصہ ہے۔

پھر میں نے ان کو اپنا واقعہ سنایا، یہ ماجرا سن کر سب نے حیرت سے سر جھکالیا اور کہنے لگے۔ تو نے بڑی حیرت کی بات سنائی اور اب ہم تجھے ایسی ہی بات سنائیں جس سے تجھے تعجب ہوگا، ہم اس کشتی میں بڑے لطف سے چل رہے تھے، ہوا موافق تھی۔

اتنے میں ایک جانور سمندر کے پانی کے اوپر آیا، اس کی پشت پر یہ بچہ تھا اور اس کے ساتھ ہی ایک غیبی آواز ہم نے سنی کہ اگر اس بچہ کو اس کی پشت پر سے اٹھا کر اپنے ساتھ نہ لیا تو تمہاری کشتی ڈبودی جائے گی۔ہم میں سے ایک آدمی اٹھا اور اس بچہ کو اس کی پشت پر سے اٹھالیا اور وہ جانور پھر پانی کے اندر چلا گیا۔ تیرا واقعہ اور یہ واقعہ دونوں بڑی حیرت کے ہیں اور اب ہم سب عہد کرتے ہیں کہ آج کے بعد سے اللہ تعالیٰ ہمیں کبھی کسی پر ظلم کرتے ہوئے نہ دیکھے گا۔ (مظلوم کی آہ)

چوپایوں کا ادب

10 ......حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ ننگے پاؤں چلتے تھے اور جب تک آپ بغداد میں زندہ رہے کسی چوپائے نے راستے میں گوبر نہ کی۔ اس حرمت و ادب کے پیش نظر کہ حضرت حافی رحمۃ اللہ علیہ ننگے پاؤں چلتے ہیں۔ ایک دن ایک چوپائے نے راستے میں گوبر کردی تو اس کا مالک یہ بات دیکھ کر گھبرایا اور سمجھا کہ آج یقیناً حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوگیا ہے ورنہ یہ جانور کبھی راستے میں گوبر نہ کرتا۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد اس نے سن لیا کہ واقعی حضرت کا وصال ہوگیا ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء، صفحہ 137)

دنیا میں جو کچھ ہے قلیل ہے

11 ......بنی اسرائیل میں سے کسی عابد نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا: اے موسیٰ آپ اپنے رب سے میرے لیے رزق مانگیے۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے رزق طلب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی۔ آپ تھوڑا مانگتے ہیں یا بہت؟ انہوں نے کہا: بہت۔
جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ اس شخص کو درندہ کھا گیا۔ انہوں نے عرض کیا: مولیٰ کریم! میں نے تجھ سے اس کے لیے بہت رزق طلب کیا تھا اور اسے درندہ کھا گیا۔ ارشاد فرمایا: اے موسیٰ! تو نے اس کے لیے بہت رزق مانگا تھا اور دنیا میں جو کچھ ہے قلیل ہے۔

انسان آگ میں زندہ داخل ہوں گے

12 ......حضرت رابعہ عدویہ بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شخص کے قریب سے گزر ہوا۔ اس کے پاس بھنا ہوا گوشت تھا۔ وہ بڑی دیر تک اسے دیکھتی رہیں۔ پھر رونے لگیں۔ اس شخص نے کہا: شاید اس میں سے آپ کھانا چاہتی ہیں۔
آپ نے کہا: میں نے اس کی طرف کسی اور ارادہ سے نگاہ نہیں کی ہے بلکہ میں یہ دیکھتی ہوں کہ حیوانات آگ میں مردہ ہوکر داخل ہوتے ہیں اور انسان اس میں زندہ داخل ہوگا۔ (نزہۃ المجالس، جلد2)

دنیا سے ایسے ڈرو جیسے درندوں سے ڈرتے ہو

13 ......ایک بزرگ کی روایت ہے جو بعض کتابوں میں مذکور ہے کہ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تو دنیا سے اس طرح ڈر اور دور بھاگ جس طرح تو درندے سے ڈرتا اور بھاگتا ہے۔ کافی ہے یقین کے لیے یہ بات کہ آدمی زاہد و تارک دنیا ہو اور کافی ہے علم کے لیے یہ بات کہ آدمی عبادت گزار ہو اور دیگر مشاغل کو چھوڑ کر صرف عبادت میں مشغول ہونا ہی کافی ہے۔

(حلیۃ الاولیاء 347/7 بحوالہ گلستان قناعت 173)

امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حیوانوں کی محبت

14 ......حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جب حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ بیمار ہوئے تو بہت سے جانور آپ کی عیادت کے لیے دروازے اور گلیوں میں جمع ہوگئے۔ (طبقات الکبریٰ، جلد1 صفحہ 48)
دیکھئے حیوانات تک ائمہ کرام کے ساتھ محبت رکھتے تھے۔ اللہ والوں کے ساتھ تمام چیزیں محبت رکھتی ہیں۔

جانوروں کا عجیب و غریب استعمال

ساؤتھ سی آئی لینڈ کے وحشی قبائل میں صدیوں سے یہ دلچسپ رسم چلی آتی ہے کہ جب وہ آپس میں لڑتے ہیں تو اپنے سروں پر سیی مچھلی کا بنا ہوا خود پہنتے ہیں۔ اس خود میں یہ خاصیت ہے کہ نیزے، کلہاڑی اور تلوار کا اس پر قطعاً اثر نہیں ہوتا۔ اس علاقے میں یہ مچھلی کثرت سے پائی جاتی ہے۔ اس کی شکل وصورت اور جسم بالکل خار پشت کی طرح ہوتا ہے۔ یہ پانی کی سطح پر تیرتی ہے اور کبھی کبھی کنارے پر آ کر آرام کرتی ہے۔

اس وقت اس کے بیرونی کانٹے کھال کے ساتھ چمٹے رہتے ہیں، لیکن جونہی مچھلی خطرہ محسوس کرتی ہے، یہ نوکیلے اور لمبے کانٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اور مچھلی اپنی جسامت سے دوگنی نظر آنے لگتی ہے۔ دور سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے وہ کوئی غبارہ ہے۔

اس مچھلی سے خود بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ جب وہ پھولی ہوئی ہو تو اس وقت اسے ہلاک کردیا جائے اور اسے دھوپ میں سکھالیا جائے۔ سوکھنے کے بعد اس کا سر اور آنتیں علیحدہ کردی جاتی ہیں اور اس ٹوپی نما کھال کے اندر گھاس پھونس رکھ کر اسے کافی آرام دہ بنالیا جاتا ہے۔ بس خود تیار ہے۔ سوکھنے کے بعد یہ کھال ایسی مضبوط اور سخت ہوجاتی ہے کہ شدید سے شدید ضرب بھی اس پر اثر نہیں کرتی۔

جانوروں کی کھال کا حیران کن استعمال

اس کھال کی دوسری عجیب خصوصیت یہ ہے کہ یہ نہایت شفاف اور چمکدار ہوتی ہے۔ اسی لیے جاپانی لوگ اس کی نہایت خوبصورت قندیلیں بنا کر فروخت کرتے ہیں جو تمام دنیا میں گھروں کی آرائش اور سجاوٹ کے لیے مشہور ہیں۔

شارک مچھلی کو دنیا کی مختلف اقوام میں بے شمار طریقوں سے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کی کھال بھی نہایت مضبوط اور سخت ہوتی ہے اور اس کی زرہیں اور خود آسانی سے بنائے جاسکتے ہیں۔ شارک کے دانتوں کو دستانوں کے اوپر لگایا جاتا ہے اور یہ دستانے دشمن سے مقابلے کے وقت پہن لیے جاتے ہیں۔ یہ دانت قدرتی طور پر ریزر بلیڈ کی مانند تیز اور فولاد کی مانند سخت ہوتے ہیں اور ان کا گھاؤ جان لیوا ثابت ہوتا ہے۔

چنانچہ قدیم ترین اقوام کے جو جنگی ہتھیار اب تک پائے گئے ہیں ان میں شارک مچھلی کی کھال سے بنی ہوئی زرہیں، سر پر پہننے کے خود اور دستانے موجود ہیں۔ علاوہ ازیں اس کی کھال تلواروں، کلہاڑوں، نیزوں اور خنجروں کے دستے پر بھی منڈھی جاتی ہے تاکہ کھردرے پن کے باعث ہاتھ کی گرفت مضبوط ہوسکے۔

تلواروں کے دستوں پر شارک کی کھال چڑھانے کے رواج نے بھی بہت زور پکڑا۔ پہلی جنگ عظیم کے خاتمے تک یہ حال تھا کہ جرمنی میں شارک کی اتنی کھالیں فروخت کے لیے عالمی منڈی میں بھیجی گئیں جو تیس ہزار تلواروں کے دستوں میں کام آسکتی تھیں۔ اس کھال کی ایک اور خوبی یہ ہے کہ کھردری لکڑی کو نہایت صاف اور شفاف بنانے کے لیے اچھے اچھے بڑھئی شارک کی کھال کو ریگ مال کی جگہ استعمال کرتے ہیں۔

متواتر استعمال کے بعد بھی یہ اپنی پہلی حالت پر قائم رہتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شارک کی کھال کے اوپر ہڈی کے بے شمار باریک اور نوکیلے دانے دانے سے ابھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ دانے دراصل ایک قسم کے دانت ہی ہوتے ہیں۔ شارک کی کھال بھی عام مچھلیوں کی نسبت ذرا موٹی ہوتی ہے لکڑی پر اگر یہ کھال رگڑ دی جائے تو وہ شیشے کی مانند چمکنے لگتی ہے۔

شارک مچھلیاں پکڑنے والا مشہور عالم انگریز شکاری کیپٹن ولیم ای ینگ اپنی کتاب میں ایک دلچسپ واقعہ لکھتا ہے:

ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ میں نے یکے بعد دیگرے سات شارک مچھلیاں پکڑیں اور انہیں خالی کشتی کے اندر پھینک دیا۔ وہ دیر تک تڑپتی اور اچھلتی رہیں۔ کنارے پر آ کر جب میں نے ان مچھلیوں کو باہر نکالا تو یہ دیکھ کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ کشتی کے اندر کی وہ تمام جگہ جہاں یہ مچھلیاں تڑپ کر اِدھر اُدھر اچھلتی رہی تھیں ایسی ہوگئی ہیں کہ جیسے کسی بڑھئی نے اچھی طرح ریگ مال پھیر دیا ہے۔ رنگ و روغن سب اڑ چکا تھا اور نیچے سے لکڑی صاف و شفاف ہوکر شیشے کی طرح چمک رہی تھی۔

شارک کی کھال کا سب سے زیادہ حیران کن استعمال اس کے بٹوے بنانے میں ظاہر ہوا ہے۔ یہ بٹوے ''جیب تراش پروف'' کہلاتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اس کھال کے بنے ہوئے بٹوے کو ماہر سے ماہر جیب تراش بھی نہیں نکال سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جونہی کوئی شخص آپ کی جیب میں انگلیاں ڈال کر بٹوہ اڑانے کی کوشش کرتا ہے کھال کے اوپر اُگے ہوئے باریک دانت جیب کے کپڑے میں کانٹوں کی طرح پھنس جاتے ہیں اور بٹوہ باہر نہیں نکل سکتا۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس بٹوے کو ریزر بلیڈ یا قینچی سے بھی آسانی کے ساتھ کاٹا نہیں جاسکتا۔

چنانچہ یورپ اور امریکا میں شارک کی کھال سے بنے ہوئے بٹوے بہت استعمال ہورہے ہیں اور جیب کتروں کے لیے خاصی پریشانی کا باعث بن رہے ہیں۔ ان بٹوؤں کے مالکوں کو بھی جیب سے بٹوہ نکالنے کے لیے پہلے خاصی مشق کرنا پڑتی ہے اور اس احتیاط سے نکالنا پڑتا ہے کہ بٹوے پر لگے ہوئے دانت کپڑے کو چھونے نہ پائیں۔

مچھلیوں کے ذریعہ کیڑوں سے نجات

امریکہ کے جنگلوں کی سیاحت کرنے والوں کو وہ چھوٹے چھوٹے کیڑے تو ضرور یاد رہ جاتے ہیں جو اچانک سینکڑوں کی تعداد میں ٹانگوں اور گردن پر جونک کی طرح چمٹ جاتے ہیں اور جب تک انہیں نوچ کر نکال نہ دیا جائے ایسی تکلیف ہوتی ہے کہ بیان سے باہر۔ چونکہ یہ کیڑے بہت چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں، اس لیے انہیں نوچ نوچ کر نکالنا بھی آسان کام نہیں۔ بعض کیڑے تو گوشت کے اندر تک اتر جاتے ہیں۔

مقامی باشندے اس عذاب کا علاج ایک خاص قسم کی مچھلی سے کرتے ہیں جو ان کیڑوں کو چن چن کر ہڑپ کر جاتی ہے۔ ایک سفید فام سیاح جس کے ساتھ مقامی باشندے بھی تھے اچانک ان خون آشام کیڑوں کا شکار ہوگیا۔ مقامی باشندوں نے اسے ہدایت کی کہ فوراً اپنے کپڑے اتار کر قریبی تالاب میں چھلانگ لگادے۔ اگرچہ اس کے لیے یہ علاج نہایت عجیب تھا لیکن تکلیف سے مجبور ہوکر اسے تالاب میں چھلانگ لگانی ہی پڑی اور وہ گہرے پانی میں چلا گیا۔ اس کے بعد کیا ہوا، یہ آپ خود اسی کے الفاظ میں سنیے:

چند منٹ بعد میں نے محسوس کیا کہ چھوٹی چھوٹی بے شمار مچھلیاں میرے اردگرد جمع ہوگئیں اور بار بار میرے جسم پر منہ مارتی ہیں۔ میں نے بڑی احتیاط سے سر جھکا کر دیکھا تو سرخ رنگ کی مچھلیاں جن کی لمبائی ڈھائی تین انچ سے زائد نہ ہوگی میرے جسم سے چمٹ گئیں اور سب کیڑوں کو چن چن کر چٹ کر گئیں اور اس دوران انہوں نے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔

مچھلی کے ذریعہ آگ جلانے کا طریقہ

شمالی امریکہ کے ریڈ انڈینز شمالی بحرالکاہل میں پائی جانے والی ایک مچھلی کو مشعل کی طرح استعمال کرتے ہیں۔ اس مچھلی کے اندر چربی بہت زیادہ ہوتی ہے اور اگر اسے خشک کرکے آگ دکھائی جائے تو فوراً جل اٹھتی ہے۔ یہ قبائل ایسی مچھلیاں پکڑ کر سکھا لیتے ہیں اور ان کے جسم کے اندر ایک موٹا دھاگہ ڈالنے کے بعد مشعل تیار کرلیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک مچھلی کی چربی بارہ گھنٹے تک بخوبی جل سکتی ہے اور اس کی روشنی میں پچاس ساٹھ گز دور تک کی چیزیں صاف نظر آتی ہیں۔

زندہ مچھلیوں کا بنا ہار

ایک عرصے تک پیرس کی فیشن ایبل خواتین نے نہایت چھوٹی رنگ برنگی مچھلیوں کو اپنے میک اپ کے سامان میں شامل کر رکھا تھا۔ شیشے کے بہت خوبصورت اور نازک گلاسوں میں پانی بھر کر ان مچھلیوں کو بند کردیا جاتا تھا اور ان سے ہار بنائے جاتے تھے۔ بعدازاں یہ ہار گلے میں پہنے جاتے تھے۔ بہت سی عورتیں ان زندہ مچھلیوں کے بندے بنا کر پہنتی تھیں۔

تتلیوں سے بنا ہار

دنیا کے بعض ممالک ایسے ہیں جو اپنے گھروں کی سجاوٹ اور آرائش کے لیے مچھلیوں کے علاوہ حشرات الارض اور اڑنے والے پتنگوں، جگنوؤں اور تتلیوں کو کام میں لاتے ہیں۔ ملایا کی عورتیں اپنے بالوں کو خوشنما بنانے کے لیے رنگ برنگی تتلیوں کا جوڑا سر پر باندھتی ہیں۔ ان کے ہار گلے میں پہنتی ہیں۔ شمالی امریکہ کی ریڈ انڈینز کا پسندیدہ زیور ''بھونروں کا ہار'' ہے۔ یہاں بمشکل کوئی ایسا آدمی ملے گا جس نے اپنے بازوؤں یا گلے میں بھونروں کا ہار نہ پہن رکھا ہو۔ گویا وہاں اس ہار کو ''قومی نشان'' کی حیثیت حاصل ہے۔

فیشن کیلئے جگنو کا استعمال

کوسٹاریکا کی عورتیں رات کے وقت زندہ جگنوؤں کے جوڑے سروں پر باندھ کر باہر نکلتی ہیں اور اس وقت ان کی چمک دمک دیکھنے کے قابل ہوتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ننھے ننھے تاروں کے بے شمار تاج ہیں جو سروں پر رکھے ہوئے جھلمل جھلمل کر رہے ہیں۔ مرد بھی ان جگنوؤں کی قندیلیں رات کے وقت جنگل میں سفر کرتے ہوئے استعمال کرتے ہیں۔ ایک سیاح اپنے سفر نامے میں لکھتا ہے:

ان ننھے منے جگنوؤں کے باعث کئی مرتبہ میری جان بچی ہے۔ میں جب سینٹ ڈومنگو کے علاقے میں سفر کر رہا تھا تو تاریک راتوں میں یہ جگنو میری رہنمائی کرتے اور میرا گھوڑا جس راستے پر چلتا وہ ان جگنوؤں کی وجہ سے روشن ہوجاتا۔ یہاں کے جنگل بڑے گھنے ہیں۔ قدم قدم پر جھیلیں اور گھاٹیاں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس علاقے کے باشندے جگنوؤں کی قندیلیں استعمال نہ کریں تو رات کو سفر نہیں کر سکتے۔

ستاروں کی طرح چمکنے والے بھنورے

بعض جنگلوں میں بھونرے کی ایک ایسی قسم پائی جاتی ہے جس کا سارا جسم رات کو تارے کی مانند چمکتا ہے۔ وہاں کے باشندے ایسے بھونروں کو پکڑ کر ان کے ہار بناتے ہیں اور اپنے بازوؤں اور ٹخنوں پر باندھ کر رات کو سفر کرتے ہیں۔ ایک سیاح جسے چند سال قبل ایسے ہی ایک علاقے کی سیاحت کا موقع ملا تھا، بیان کرتا ہے:

میں رات کے وقت پتلے شیشے کی کئی بوتلیں سفر میں اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ ان بوتلوں میں بھونروں کو بند کر دیتا اور اتنی روشنی ہوجاتی کہ میں اخبار کی عبارت تک آسانی سے پڑھ لیا کرتا تھا۔

میوزیم کے ملازم بھونرے

نیویارک کے امریکی میوزیم آف نیچرل ہسٹری کے شعبے میں پانچ ہزار بھونرے بطور ''ملازم'' کام کر رہے ہیں۔ ان بھونروں کا کام یہ ہے کہ بڑے بڑے جانوروں کی ہڈیوں کے ڈھانچوں پر جو سوکھا ہوا گوشت چمٹا رہتا ہے۔ اسے صاف کر دیں۔ ہڈیوں کے یہ ڈھانچے جو سینکڑوں برس پرانے ہوتے ہیں۔ جب کھدائی کے بعد دریافت ہوتے ہیں تو ان کی حالت اتنی نازک اور بوسیدہ ہوتی ہے کہ ہلکی سی ضرب سے ریزہ ریزہ ہوجانے کا خدشہ ہوتا ہے۔ ان ڈھانچوں سے چمٹا ہوا گوشت اور مٹی جدا کرنے کے لیے بڑی احتیاط کی جاتی تھی۔ لیکن پھر بھی بہت سے ڈھانچے ضائع ہوجاتے تھے۔ آخر میوزیم کے ایک سائنس دان کو بھونروں سے کام لینے کی تدبیر سوجھی۔ ان ہڈیوں کے یہ ڈھانچے بھونروں کے حوالے کر دیے۔ جنھوں نے انہیں چاٹ چاٹ کر شیشے کی مانند چمکا دیا۔

بھونروں کیلئے بانس میں سوراخ کیجئے

بعض قبائل ان جنگلی بھونروں سے اپنی بانسریاں تیار کرانے کا کام لیتے ہیں۔ چونکہ یہ لوگ لکڑی کے اندر سوراخ کرنے کے آلے بنانا نہیں جانتے، اس لیے انہوں نے یہ تدبیر اختیار کی کہ لکڑی کی ایک لمبی شاخ لے کر اس کے ایک سرے پر معمولی سا سوراخ کیا، بھونرے کا لاروا اس میں داخل کر کے سوراخ بند کردیا۔ چند دنوں کے اندر یہ لاروا اندرونی حصہ کھا جاتا ہے اور شاخ کھوکھلی ہوجاتی ہے۔ اس کے بعد بھونرے کو آزاد کردیا جاتا ہے یا اسے کسی دوسری شاخ میں قید کردیا جاتا ہے اور اس طرح بانسریاں تیار ہوتی رہتی ہیں۔

بھونروں کے ذریعہ زخم کا علاج

ایک اور سیاح جس نے شمالی افریقہ کی سیاحت کی تھی، افریقی بھونروں کے بارے میں بڑی دلچسپ باتیں لکھتا ہے:

یہاں چھوٹے بھونروں کی ایک ایسی عجیب قسم میں نے دیکھی جس میں مقامی باشندے زخموں پر ٹانکے لگانے کا کام بڑی خوبی سے لیتے ہیں۔ بھونروں کو پکڑ کر زخم کے اوپر رکھ دیا جاتا ہے اور یہ زخم کے دونوں کناروں کو اپنے منہ میں دبا کر ایک دوسرے سے ملا دیتے ہیں۔ جب زخم اچھی طرح بند ہوجاتا ہے تو ان بھونروں کی گردنیں کاٹ دی جاتی ہیں۔ چند روز بعد زخم بھر جاتا ہے اور بھونروں کے چمٹے ہوئے منہ الگ کردیے جاتے ہیں۔

گیانا میں رہنے والے قدیم باشندے بھی زخموں پر اسی طرح ٹانکے لگایا کرتے تھے۔ وہاں بھونروں کے بجائے یہ کام خاص قسم کی چیونٹیوں کے ذریعے لیتے ہیں،جنہیں ''اتا'' کہتے ہیں۔ جب یہ چیونٹیاں زخم کے کنارے کو ملا دیتی ہیں تو انہیں ہلاک کردیا جاتا ہے۔ ہلاک ہونے کے بعد بھی یہ زخم سے پیوست رہتی ہیں اور اس وقت تک نہیں اترتیں جب تک زخم اچھا نہ ہوجائے۔ بتایا جاتا ہے کہ کتنا ہی بڑا زخم کیوں نہ ہو، اس طریقہ علاج سے ٹھیک ہوجاتا ہے۔ چند صدی قبل تک یہی طریقہ زخموں کو سینے کے لیے جنوبی فرانس اور شمالی اٹلی کے طبیب بھی استعمال کیا کرتے تھے۔

چیونٹی

انڈونیشیا کے جزیرہ بالی کے لوگ ''مرغ بازی'' کا بڑا شوق رکھتے ہیں اور مرغوں کے کے دنگل منعقد کرنا وہاں کا عام مشغلہ ہے۔ لڑائی کے بعد جب مرغ زخمی ہوجائے تو اس کا علاج یہ لوگ چیونٹیوں سے کرتے ہیں۔

مکڑے کے جالے سے مچھلی کا شکار

مختلف کاموں میں حشرات الارض کا جیسا نادر اور انوکھا استعمال آسٹریلیا کے لوگ کرتے ہیں، وہ دنیا میں کہیں اور نہیں پایا جاتا۔ یہاں ہزاروں قسم کی چھوٹی بڑی مکڑیاں پائی جاتی ہیں اور قدیم باشندے انہیں پالنے کا فن بھی جانتے ہیں۔ چنانچہ مشہور ہے کہ وہ مکڑیوں کے ذریعے ایسا جال بنوایا کرتے تھے جن سے چھوٹی چھوٹی مچھلیاں آسانی سے پکڑی جاسکتی تھیں۔ ان مکڑیوں کا کاتا ہوا ریشم حیرت انگیز طور پر باریک اور بے حد مضبوط ہوتا تھا اور اس میں ربڑ کی طرح پھیلنے اور سکڑ کر اصلی حالت پر واپس آجانے کی صلاحیت بھی موجود تھی۔ تجربات شاہد ہیں کہ مکڑی کے کاتے ہوئے ریشم کا تار جو ایک سینٹی میٹر کا دسواں حصہ ہوتا ہے اسّی گرام وزن سنبھال سکتا ہے۔

6فٹ لمبی مکڑی

آسٹریلیا کا خطہ اپنی مکڑیوں کے باعث مشہور ہے۔ کیونکہ یہاں اتنی بڑی بڑی مکڑیاں پائی جاتی ہیں جو دنیا میں کہیں اور نہیں ملتیں۔ ایک سیاح لکھتا ہے کہ میں نے یہاں ایک ایسی مہیب مکڑی دیکھی جو چھ فٹ لمبی تھی اور وہ اچھل کر آگے بڑھتی تھی۔ اتفاق سے میں نے اس مکڑی کا جالا بھی دیکھا جو مجھے دہشت زدہ کرنے کے لیے کافی تھا۔ اس جالے کے ایک تار کی موٹائی اون کے دھاگے کے برابر تھی۔ وہ جالا اس قدر وسیع تھا کہ اس کے اندر یہ خوفناک مکڑی نہ صرف چھوٹے چھوٹے پرندوں کو قید کرلیتی تھی بلکہ سانپوں کو بھی ہلاک کرکے ہڑپ کرجاتی تھی۔

مکڑی سے جال بنانے کا طریقہ

مقامی باشندے ان مکڑیوں سے جالے کس طرح بنواتے ہیں اس کا طریقہ بڑا دلچسپ ہے۔ یہ لوگ جنگل میں مختلف مقامات پر تین تین، چار چار بانس گاڑھ آتے ہیں اور چند روز کے اندر اندر مکڑیاں ان بانسوں کے اوپر اپنے جالے تان دیتی ہیں۔ بس جال تیار ہے۔ یہ جال دریا کے اس حصے میں ڈالے جاتے جہاں پانی کا بہاؤ تیز نہ ہوتا اور مچھلیاں بھی زیادہ بڑی نہیں ہوتیں۔ ان جالوں کے ذریعے ایک ایک پونڈ وزن کی مچھلیاں آسانی سے پکڑلی جاتی ہیں اور جال صحیح سلامت رہتا ہے۔

1906ء میں مکڑی کے جال کے ذریعے مچھلیاں پکڑنے کا حال جب پڑھے لکھے لوگوں کے کانوں تک پہنچا تو انہوں نے اسے اس صدی کی بہترین گپ قرار دیا اور کہا کہ یہ بات ناممکن ہے۔ لیکن جب 1924ء اور 1936ء میں دو اور سیاحوں نے جن کے نام کیپٹن سی اے مونکٹن اور میکون تھے اس حقیقت کی پرزور الفاظ میں تصدیق کی تو لوگوں کو یقین آیا۔

کیپٹن مونکٹن نے اپنی یادداشتوں میں یہاں تک لکھا کہ میں نے خود ان باشندوں اور مکڑی کے جالوں کو دیکھا ہے جو دریا پر مکڑیاں پکڑنے کے لیے استعمال ہوتے تھے۔ ان کے اندر تین تین چار چار پونڈ وزن کی مچھلیاں پھنس جاتی تھیں۔ یہ جال پانی کے اندر پڑے ہوئے بالکل دکھائی نہیں دیتے اور نہ صرف مچھلیاں بلکہ ان کے ذریعے چڑیا، طوطے، تتلیاں اور چمگادڑیں بھی پکڑی جاتی تھیں۔

شہید کی مکھی کا جنگ میں استعمال

اس سے پیشتر 1887ء میں گوپی نامی ایک شخص نے جو جزائر فجی اور سولومن کی سیاحت کر چکا تھا، مکڑی کے ان جالوں کا تفصیلاً ذکر کیا ہے۔

شہد کی مکھیوں پر اب تک جس قدر تحقیق ہوئی ہے اور اس کے متعلق جتنا لکھا گیا ہے میرا خیال ہے کہ کسی اور جانور پر نہیں لکھا گیا۔ تاہم میرے علم میں ان سے متعلق جو دلچسپ واقعات ہیں وہ بیان کر دیتا ہوں۔

ان مکھیوں سے انسان نے صرف شہد ہی حاصل نہیں کیا بلکہ انہیں جنگ سے لے کر اسمگلنگ جیسے جرائم تک میں استعمال کرتا رہا ہے۔ ہنری اول کے زمانے کا وہ واقعہ تو بے حد دلچسپ ہے جب ڈیوک آف لورین کے فوجی دستوں نے ہنری اول کے قلعے کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ محاصرے سے تنگ آ کر ایک روز ہنری کی فوجوں کے کمانڈر جنرل نے حکم دیا کہ شہد کی مکھیوں کے چھتے لائے جائیں۔ چنانچہ عین حملے کے وقت یہ چھتے ڈیوک کے سپاہیوں پر پھینک دیے گئے اور ان مکھیوں نے وہ آفت مچائی کہ اس کی وجہ سے ڈیوک کے سپاہیوں کو بھاگتے ہی بنی اور انہوں نے محاصرہ اٹھالیا۔

پہلی جنگ عظیم کے دوران جب جرمن فوجیں مشرقی افریقہ میں امریکیوں سے لڑ رہی تھیں، ایک مقام پر جرمن فوجی دستے کے پاس اسلحہ ختم ہوگیا اور انہیں خدشہ ہوا کہ وہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے تو انہوں نے جنگل میں جا کر شہد کی مکھیوں کے چھتے توڑ دیے اور یہ لاکھوں مکھیاں اتفاق سے امریکی سپاہیوں کی طرف اڑنے لگیں۔ امریکیوں نے جب اس آفت کو اپنی جانب آتے دیکھا تو میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور جرمنوں نے اپنی جانیں بچالیں۔

شہد کی مکھیوں کے ذریعے اسمگلنگ جیسے جرم کو سرانجام دینا اس صدی کا حیرت انگیز واقعہ ہے اور اس کا موجد سوئٹزرلینڈ کا رہنے والا ایک تاجر تھا۔ جس نے دوسری جنگ عظیم کے دوران اٹلی کی شکست کے بعد یہ کارنامہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ سوئٹزرلینڈ کا یہ شخص دراصل بڑے پیمانے پر شہد کا بیوپاری تھا اور اس کے پاس اپنی پالتو مکھیوں کے کافی چھتے تھے۔ اتفاق کی بات ہے کہ اسے اٹلی کے شہد کی سخت ضرورت درپیش ہوئی۔ اس نے اٹلی کے ایک تاجر کو خط لکھا اور اس سے کہا کہ وہ کسی نہ کسی طرح دو سو پونڈ شہد روانہ کرے۔ اٹلی سے جواب آیا کہ چونکہ سرحدوں پر کسٹم کی شدید نگرانی ہے اس لیے شہد نہیں بھیجا جاسکتا۔

اب یہ تاجر سخت پریشان ہوا کہ شہد منگانے کے لیے کیا تدبیر اختیار کرے۔ سوچتے سوچتے اس کے ذہن میں ایک انوکھی تدبیر آئی۔ اس نے اٹلی کے تاجر کو ایک خفیہ خط بھیجا جس میں لکھا تھا کہ تم ایسا کرو فلاں تاریخ تک شہد کے تمام ڈبے لاکر ہماری سرحدوں سے کوئی ایک ہزار گز دور کسی خاص جگہ چھپا کر رکھ دو۔ ڈبوں کے منہ ضرور کھول کر رکھ دینا۔ اس کے بعد تم واپس چلے جانا۔ شہد مجھ تک پہنچ جائے گا۔

اونٹوں کا حیران کن استعمال

اٹلی کے تاجر نے ایسا ہی کیا۔ اس نے اٹلی اور سوئٹزرلینڈ کی سرحد پر ایک جگہ شہد کے ڈبے کھول کر رکھ دیے اور واپس چلا گیا۔ سوئٹزرلینڈ کا تاجر وقت مقررہ پر اپنی پالتو شہد کی مکھیوں کے چھتے لے کر وہاں پہنچا اور مکھیوں کو آزاد کردیا۔ تین روز کے اندر اندر اٹلی سے دو سو پونڈ شہد سوئٹزرلینڈ پہنچ چکا تھا۔

عرب ممالک اور دوسرے صحرائی علاقوں کے اسمگلر اسمگلنگ کے لیے اونٹوں کو استعمال کرتے ہیں۔ مصر میں عرصہ دراز سے افیون، حشیش اور کوکین اسمگل ہوتی تھیں اور حکام کو قطعاً پتہ نہیں چلتا تھا کہ یہ منشیات کس طرح ملک میں آتی ہیں۔ انہوں نے سراغ لگانے کی ہر ممکن کوشش کی مگر ناکام رہے۔ آخر ایک اسمگلر نے جو اپنے ساتھیوں سے ناراض ہوگیا تھا، پولیس کو اس راز سے آگاہ کردیا۔ راز یہ تھا کہ سیسے کی چھ انچ لمبی اور ڈیڑھ انچ موٹی کھوکھلی سلاخیں تیار کی جاتی تھیں اور منشیات بھرنے کے بعد ان سلاخوں کو اونٹوں کے معدوں تک پہنچادیا جاتا تھا جہاں یہ کئی کئی ہفتے تک محفوظ رہتیں۔ اس دوران اونٹ کئی سرحدوں سے گزرتے اور کسٹم کی دیکھ بھال سے نکلتے ہوئے مصر پہنچ جاتے۔ وہاں ان اونٹوں کو ایک قصاب خرید لیتا اور انہیں ذبح کرکے منشیات سے بھری ہوئی سلاخیں نکال لی جاتیں۔

چنانچہ مصری کسٹم پولیس نے ایکسرے کی نہایت طاقتور مشین کا انتظام کیا اور اس مشین کے ذریعے جب ایک موقع پر باہر سے مصر میں آنے والے اونٹوں کے معدوں کا معائنہ کیا گیا تو ہر اونٹ کے معدے میں سے ستائیس ستائیس سلاخیں برآمد ہوئیں۔

سانڈے کی کھال کا انوکھا استعمال

پاک و ہند کے اکثر نقب زنوں کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ جرائم کی وارداتوں میں چھپکلی نما ایک جانور استعمال کرتے تھے۔ جس کی خاصیت یہ تھی کہ وہ دیوار سے چمٹ جاتا ہے۔ اس جانور کو ان ملکوں کے لوگ سانڈا کہتے ہیں۔

عمودی دیواروں پر چڑھنے کے لیے یہ نقب زن سانڈے کی کمر میں مضبوط ڈوری کو اپنی پوری قوت سے دیوار پر اس جگہ پھینکتے تھے جہاں کوئی سوراخ یا شگاف ہو۔ سانڈے کے پنجے جونہی دیوار کو چھوتے وہ اسے سختی سے پکڑ لیتا اور پھر نقب زن ڈوری کے سہارے دیوار پر چڑھ جاتا۔ اس چھوٹے سے جانور میں اتنی قوت ہوتی ہے کہ وہ پورے آدمی کا وزن سنبھال لیتا ہے۔

جرائم پیشہ مینا

مینا کے بارے میں آپ نے سنا ہوگا کہ وہ آوازوں کی نقل بہت اچھی طرح اتار لیتی ہے۔ لیکن آپ کو یہ معلوم کرکے حیرت ہوگی کہ لوگوں نے اس پرندے کو بھی اپنے جرائم کا ذریعہ بنایا ہے۔ مینا کی ایک عادت یہ ہے کہ وہ ہر چمکنے والی چیز کو چونچ میں دبا کر گھونسلے میں لے جاتی ہے۔ شکاگو کی ایک جرائم پیشہ عورت نے اپنی پالتو مینا کی اس عادت سے فائدہ اٹھایا۔

جس عمارت میں یہ عورت رہتی تھی اس کے سامنے ہی ایک ہوٹل تھا جس میں شرفاء اور امیر کبیر لوگ آ کر قیام کرتے تھے۔ ان لوگوں کی بیویاں ہاتھوں اور گلے میں ہیروں کی انگوٹھیاں اور ہار اکثر پہنتی تھیں اور نہانے یا منہ دھونے کے وقت اپنے زیور اتار کر کمرے یا غسل خانے میں کسی جگہ رکھ دیتیں۔ چنانچہ اس عورت نے اپنی مینا کو اس ہوٹل کے کمروں سے ''چمکدار چیزیں'' اڑا لانے کا گر سکھایا۔ آہستہ آہستہ اس ہوٹل میں چوری کی وارداتیں شروع ہوئیں۔ عورتوں کے زیور، گھڑیاں، ہار اور انگوٹھیاں غائب ہونے لگیں۔

کمال یہ تھا کہ کمرے کے دروازے اندر سے بند ہوتے اور چیزیں غائب ہوجاتیں۔ پولیس والے ان چوریوں سے تنگ آ گئے۔ انہوں نے ہوٹل کے چپے چپے کی نگرانی کی مگر چور نہ پکڑا گیا۔ کسی کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ یہ پراسرار چوریاں کون کرتا ہے؟

آخر ایک روز اتفاق سے چور کا پتہ چل ہی گیا۔ دوپہر کے کھانے کے بعد ہوٹل کی ایک مسافر عورت صوفے پر آنکھیں بند کیے لیٹی تھی۔ اس نے اپنی سونے کی انگوٹھیاں قریب کی تپائی پر اتار کر رکھ دیں۔ چند منٹ بعد کمرے کے اندر کسی پرندے کے اڑنے کی آواز سن کر اس کی آنکھ کھلی تو اس نے بازار کے رخ کھلی ہوئی کھڑکی کے پاس ایک مینا کو بیٹھے ہوئے پایا جو متلاشی نظروں سے کمرے میں اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی۔ یکایک وہ اڑی اور کمرے میں چکر کاٹنے لگی۔

دفعتاً اس کی نگاہ سونے کی چمکدار انگوٹھی پر پڑی اور فوراً ہی اس نے انگوٹھی کو چونچ میں دبایا اور کھڑکی کے راستے باہر اڑ گئی۔ یہ عورت جلدی سے اٹھی اور مینا کو سامنے کی عمارت کے کمرے میں داخل ہوتے دیکھ لیا۔ اس نے اس واقعے کا ذکر فوراً ہوٹل کے منیجر سے کیا۔ منیجر نے پولیس کو اطلاع دی اور تھوڑی دیر بعد پولیس نے اس عمارت کے ایک کمرے سے بہت سے چوری شدہ زیور برآمد کر لیے۔

مزدوری کرنے والے بندر

آج سے دو ہزار سال پیشتر مصر کی وادی میں رہنے والے لوگ بندروں کے ذریعے درختوں سے پھل تڑوایا کرتے تھے۔ اس دور کے مقبروں پر کھدی ہوئی ایسی تصاویر موجود ہیں جن میں بندر ناریل اور کھجوریں توڑتے ہوئے دکھائے گئے ہیں۔

ملایا اور سماٹرا میں آج بھی بندروں سے بہت کام لیا جاتا ہے۔ ایک سیاح بورنیو اپنے سفرنامے میں لکھتا ہے:

بندر کی کمر میں دو سو فٹ لمبی رسی باندھ دی جاتی ہے اور اسے ناریل کے درخت پر چڑھنے کا اشارہ کر دیا جاتا ہے۔ بندر بڑی پھرتی سے درخت کی چوٹی پر پہنچ

جاتا ہے اور پکے پکے ناریل توڑ کر نیچے پھینکنا شروع کر دیتا ہے۔ یہ بندر ملائی زبان کے بہت سے الفاظ بخوبی سمجھ لیتے ہیں۔ مثلاً: درخت پر چڑھ جاؤ، فلاں ناریل کچا ہے اسے مت توڑو۔ اب نیچے آ جاؤ چنانچہ جب بندر ناریل توڑ لیتے ہیں تو سب ناریل اٹھا کر اس ٹوکرے میں بھر کر مالک کے حکم پر نیچے اتر آتے ہیں حتا کہ مزدوروں کی طرح اس ٹوکرے کو اٹھا کر مالک کے گھر میں جا کر اسے رکھ آتے ہیں۔

چوری کرنے والا زبیں بندر

اس سے ملتا جلتا ایک اور دلچسپ واقعہ نیویارک کے ایک حصے میں پیش آیا جو اٹالین کوارٹر کہا جاتا ہے۔ اس علاقے کے گھروں اور دکانوں میں یکا یک چوری کی وارداتیں شروع ہوگئیں۔ دواؤں کی بوتلیں، کھانے پینے کی اشیاء کے سربند ڈبے، ڈبل روٹیاں، مٹھائی اور پھلوں سے بھری ہوئی ٹوکریاں، بستروں کی چادریں اور ربڑ کے بنے ہوئے کھلونے، پلاسٹک کے برتن اور اسی طرح کے گھریلو استعمال کی چھوٹی موٹی سینکڑوں چیزیں کثرت سے چوری ہونے لگیں۔ دو ماہ تک ان عجیب وغریب وارداتوں کا سلسلہ جاری رہا۔

پولیس والوں نے چور کو پکڑنے کی انتہائی کوشش کی لیکن وہ ناکام رہے۔ ایک روز چھ سال کے ایک لڑکے نے چور کا سراغ لگالیا۔ یہ ایک سپاہی کا بچہ تھا اور اپنے گھر سے باہر سڑک پر کھڑا تھا۔ یکا یک اس نے قریب سے گزرتے ہوئے ایک عجیب سے پستہ قامت ''آدمی'' کو دیکھا جو اچھلتا ہوا جا رہا تھا۔ لڑکے نے جب آگے بڑھ کر اسے دیکھا تو ڈر کر پیچھے ہٹ گیا کیونکہ یہ آدمی نہیں بلکہ چمپینزی بندر تھا۔

جس نے باقاعدہ کوٹ پتلون پہن رکھا تھا۔ گلے میں ٹائی بندھی ہوئی تھی اور پیروں میں جوتے تھے۔ بندر کے گلے میں کپڑے کا ایک خالی تھیلا بھی لٹک رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ آدمی نما بندر ایک دکان میں گھس گیا۔ لڑکا بھی شوق تجسس میں اس کا تعاقب کرتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد جب یہ بندر باہر نکلا تو مختلف چیزوں سے اس کا تھیلا بھرا ہوا تھا۔ لڑکا اب بھی اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ چند منٹ بعد بندر ایک گلی کے اندر گھسا اور پہلے مکان کی نچلی منزل میں داخل ہوکر غائب ہوگیا۔

لڑکا وہاں سے واپس اپنے گھر آیا اور رات کے کھانے پر جب گھر کے سب لوگ میز پر جمع ہوئے تو لڑکے نے بندر کو دیکھنے کا دلچسپ واقعہ بیان

کیا۔ یہ قصہ سن کر اس کے والد کے کان کھڑے ہوگئے اور وہ کھانے کے بعد لڑکے کو ساتھ لے کر اس خاص مکان کو دیکھنے کے لیے گیا۔ معلوم ہوا کہ نچلی منزل میں گرانڈی نام کا ایک شخص رہتا ہے اور یہ بندر اس کا ہے۔ اس کے گھر کی جب تلاشی لی گئی تو وہاں سے وہ سارا سامان برآمد ہوگیا جو گزشتہ دو ماہ میں مختلف مکانوں اور دکانوں سے چوری ہو چکا تھا۔

گرانڈی نے عدالت میں اس بندر سے متعلق بڑا دلچسپ واقعہ بیان کیا۔ بندر کی ذہانت دیکھتے ہوئے اس نے اس کا نام ''سقراط'' رکھا تھا۔

سقراط بچہ ہی تھا جب گرانڈی نے اسے خریدا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ بچوں کا دلچسپ ساتھی بن جائے گا۔ انہی دنوں گرانڈی کا روزگار جاتا رہا اور خاندان پر ابتلاء کا وقت آیا اور فاقے ہونے لگے۔

ایک روز گھر کے سب لوگ بھوک سے نڈھال ہوکر اداس بیٹھے تھے کہ سقراط چپکے سے باہر نکل گیا اور آدھ گھنٹے بعد جب وہ واپس آیا تو دو ڈبل روٹیاں اس کے ہاتھ میں تھیں اور ایک منہ میں دبی ہوئی تھی۔ گرانڈی نے اسی دن طے کرلیا کہ بندر کے ذریعے باہر سے مفت چیزیں آسانی سے منگوائی جاسکتی ہیں۔ چنانچہ وہ اس کے گلے میں تھیلا باندھ کر باہر بھیج دیتا اور اردگرد کے مکانوں اور دکانوں سے بندر کو جو چیزیں ہاتھ لگتیں وہ انہیں تھیلے میں چھپا کر گرانڈی کے گھر لے آتا۔ عدالت نے مسٹر گرانڈی کو جیل اور مسٹر سقراط کو چڑیا گھر بھیج کر یہ معاملہ ختم کیا۔

موضوع نمبر 1

اونٹ......اللہ کی ایک نشانی

اونٹ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا حیران کن اور فرمانبردار بنایا ہے کہ چوہیا بھی اس کی نکیل پکڑ کر چل پڑے تو اونٹ اس کے پیچھے چل پڑے۔ اونٹ ایسا صحرائی جہاز ہے کہ ایک ماہ سے زیادہ بغیر پانی پیے ایسے صحرا میں چل سکتا ہے جہاں انسان کے لیے ریت کے گرد و غبار کی وجہ سے چلنا ناممکن ہوتا ہے۔ اس کی پشت میں اتنی وسعت ہوتی ہے کہ انسان اپنے کھانے پینے کی چیزوں اور گدے وغیرہ کے ساتھ ایسے سفر کرتا ہے جیسے وہ اپنے گھر میں بیٹھا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اونٹ کی لمبی گردن اس لیے بنائی تا کہ وہ سواری اور بوجھ کو لے کر آسانی کے ساتھ اٹھ بیٹھ جائے اور بھاری بوجھ اٹھا کر چل سکے۔

تپش سے محفوظ رکھنے والی اون

یہ اون گھنے اور گچھے دار بالوں سے بنتی ہے جو نہ صرف اس جانور کو یخ بستہ کر دینے والی سردیوں اور جلا دینے والی گرمی سے محفوظ رکھتی ہے بلکہ جسم میں پانی کی کمی واقع ہونے سے بھی بچاتی ہے۔ سعودی عرب اور شمالی افریقہ کا اونٹ اپنے جسم کے درجہ حرارت کو 41 ڈگری سینٹی گریڈ تک بڑھا کر پسینے کے عمل کو مؤخر کر سکتا ہے۔ اس طرح سے وہ جسم سے پانی کی کمی کو دور رکھتا ہے۔

اونٹ اپنی گھنی اون کے ذریعے ایشیا میں موسم گرما میں زیادہ سے زیادہ 50+ ڈگری سینٹی گریڈ تک اور موسم سرما میں کم از کم 50- ڈگری سینٹی گریڈ تک برداشت کر لیتا ہے۔

کوہان بطور خوراک کے ذخیرے کے

اونٹ کا کوہان چربیوں سے بنتا ہے۔ یہ اس جانور کو خوراک کی کمی کے دوران غذا فراہم کرتا اور بھوک سے مر جانے سے بچاتا ہے۔ اس قدرتی نظام کے ساتھ یہ جانور تین ہفتوں تک پانی کے بغیر زندہ رہ سکتا ہے۔ اس عرصے میں اس کا 33% وزن کم ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی حالات اگر انسان کو درپیش ہوں تو وہ اپنا 8% وزن کھو دیتا ہے اور 36 گھنٹوں کے اندر مر جاتا ہے کیونکہ اس کے جسم کا سارا پانی ختم ہو جاتا ہے۔

ریت سے محفوظ سر

اونٹ کی پلکوں میں ایک باہم قفل بندی کا نظام پایا جاتا ہے۔ یہ خطرے کی حالت میں خود بخود بند ہو جاتی ہے۔ یہ باہم قفل بندی کا نظام ریت اور مٹی کے ذرات کو اس جانور کی آنکھوں میں داخل ہونے سے روکتا ہے۔ اس کی ناک اور کان لمبے بالوں سے ڈھکے ہوئے ہوتے ہیں جو اس جانور کو ریت اور مٹی سے محفوظ رکھتے ہیں۔ اس جانور کی لمبی گردن پتوں کو خوراک بنانے کے لیے زمین سے تین میٹر بلندی تک پہنچنے میں مدد دیتی ہے۔

پاؤں......جو ہر قسم کی زمین کے لیے موزوں ہیں

اس کے پاؤں میں دو پنجے ایک گدی نما لچکدار پیڈ سے جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس ساخت کے پاؤں اس جانور کو اس قابل بناتے ہیں کہ وہ زمین پر اپنے پاؤں کی گرفت کو مضبوط بنا سکیں۔ ان میں چار چربیلے گیند نما ٹکڑے ہوتے ہیں۔ یہ پاؤں ہر قسم کی زمین پر چلنے کے لیے موزوں ہوتے ہیں۔ اس کے پنجوں کے ناخن کسی تکیے کی صورت میں پاؤں کو نقصان سے بچاتے ہیں۔

اس کے گھٹنوں پر سخت کھال ہوتی ہے جو سینگ سے بھی زیادہ سخت اور موٹی ہوتی ہے۔ جب اونٹ تپتی ریت پر بیٹھنے کے لیے پہلے گھٹنے ٹیکتا ہے تو سخت کھال والی یہ ساخت اونٹ کو شدید گرم ریت سے زخمی ہونے سے بچاتی ہے۔

جھلسا دینے والے گرم اور یخ بستہ کر دینے والے سرد موسموں سے تحفظ

اونٹ کے جسم پر گھنے اور گچھے دار بال ہوتے ہیں۔ یہ بال صحرا کی جھلسا دینے والی دھوپ کو اونٹ کی کھال تک نہیں پہنچنے دیتے۔ سخت سردی کے دوران یہی بال اس جانور کو گرم رکھتے ہیں۔ صحرا کے اونٹ پر 50°C ڈگری سینٹی تک کوئی اثر نہیں ہوتا اور دو کوہانوں والے اونٹ (Bactrian Camels) بہت کم درجہ حرارت 50- ڈگری سینٹی گریڈ درجہ حرارت پر بھی زندہ رہ سکتے ہیں۔ اس قسم کے اونٹ سطح سمندر سے 4000 میٹر بلند وادیوں میں بھی زندہ رہتے ہیں۔ (از ہارون یحییٰ)

اونٹ کی ایک حیران کن بات یہ ہے کہ وہ کانٹے دار پودوں کو بھی بڑے مزے سے کھا جاتا ہے اور اسے ان پودوں کو ہضم کرنے میں بھی کوئی تکلیف نہیں ہوتی کیونکہ اس کی زبان اور انتڑیاں اتنی مضبوط ہوتی ہیں جو اسے خاردار چیزوں کو چبانے اور ہضم کرنے میں مدد دیتی ہیں۔

اونٹ پانی پیے بغیر کئی دن تک زندہ رہ سکتا ہے۔ اس کے معدے کے تین حصے ہوتے ہیں۔ ایک حصے میں پانی جمع کرنے والے خلیے ہوتے ہیں۔ یہ حصہ ایک گیلن تک پانی جمع رکھ سکتا ہے۔ لیکن پانی مل جائے تو پانچ سے سات گیلن تک استعمال کر سکتا ہے۔

اونٹ......قرآن کی نظر میں

افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت O والی السمآء کیف رفعت O والی الجبال کیف نصبت O والی الارض کیف سطحت O

''تو کیا وہ لوگ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کس طرح (عجیب طور پر) پیدا کیا گیا ہے اور آسمان کو (نہیں دیکھتے) کہ کس طرح بلند کیا گیا ہے اور پہاڑوں کو (نہیں دیکھتے) کہ کس طرح کھڑے کیے گئے ہیں اور زمین کو (نہیں دیکھتے) کہ کس طرح بچھائی گئی ہے۔''

(سورۃ الغاشیہ 88 آیت 17 تا 20)

اونٹ حقیقت اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم قدرت

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری ملاقات قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی تو میں نے پوچھا آپ کہاں جا رہے ہیں؟

انہوں نے کہا: میں کوفہ کے قریب کوڑھی نامی گاؤں جا رہا ہوں۔

میں نے پوچھا: آپ وہاں جا کر کیا کریں گے؟

انہوں نے کہا: میں وہاں جا کر اللہ کے حکم کو زندہ کروں گا۔ کیونکہ قرآن میں ارشاد ہے:

افلا ینظرون إلی الابل کیف خلقتo

''کیا وہ اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے کہ اسے کیسے پیدا کیا گیا۔''

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وعلیها وعلی الفلک تحملونo

''اور اونٹوں پر بھی اور کشتی پر بھی لدے لدے پھرتے ہیں۔''

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اونٹوں کے ساتھ کشتی کا تذکرہ اس لیے فرمایا کہ اونٹ بھی ظاہری طور پر ایک کشتی کی طرح ہے۔

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں اور کافروں کو اپنی قدرت کے شواہد میں غور کرنے کی دعوت دی ہے۔ سب سے پہلے اونٹ کی طرف ان کی توجہ مبذول کرائی کیونکہ یہ جانور عرب میں بکثرت پایا جاتا ہے۔ اس کی خوبیوں اور خصلتوں سے یہ لوگ پوری طرح آگاہ تھے۔ اس لیے انہیں اس کی تخلیق میں پائی جانے والی ندرتوں پر غور کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔

اونٹ کی خصوصیات

یہ اتنا بڑا جانور ہے، لیکن ایک چھوٹا سا بچہ اس کی نکیل پکڑ لے تو یہ بلا چوں و چرا اس کے ہر حکم کی تعمیل کرتا ہے۔ وہ بیٹھنے کو کہے تو بیٹھ جاتا ہے۔ اٹھنے کا اشارہ کرے تو اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ اس لیے اس کے خالق نے اسے ایسا پیدا کیا ہے کہ دوسرے جانوروں کی طرح اسے بار بار پیاس نہیں لگتی۔ یہ لگا تار دس دن تک پانی پیے بغیر سفر کر سکتا ہے۔ وہ جڑی بوٹیاں جو دوسرے جانور نہیں کھاتے۔ انہیں کھا کر یہ اپنا پیٹ بھر لیتا ہے۔

مزید برآں سارے جانوروں کی تمام خوبیاں اسی میں پائی جاتی ہیں۔ بعض جانور دودھ دیتے ہیں۔ بعض بوجھ اٹھاتے ہیں۔ کوئی سواری کے کام آتے ہیں۔ کسی کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ اونٹ ایسا جانور ہے جو دودھ بھی دیتا ہے، بوجھ بھی اٹھاتا ہے، سواری کے کام بھی آتا ہے اور ذبح کر کے اس کا گوشت بھی کھایا جاتا ہے۔

اس کی ایک اور خصوصیت یہ بھی ہے کہ سواری کے دوسرے جانوروں پر جب کوئی سوار ہوتا ہے تو وہ بیٹھتے نہیں بلکہ کھڑے رہتے ہیں اور یہ سواری کے وقت بیٹھ جاتا ہے۔ اس کی گردن لمبی، پاؤں نرم گدیلے، اس کے سینے کے نیچے ایک چکی سی بنی ہوتی ہے۔ الغرض اس کی جس چیز پر آپ غور کریں گے آپ کو اپنے رب کی حکمتوں کے ان گنت جلوے نظر آئیں گے۔

ڈاکٹر خالد غزنوی لکھتے ہیں:

صحرا میں جب پانی نہیں ملتا تو اونٹ کئی دن پیاسا رہنے کے باوجود چاق و چوبند رہتا ہے۔ جبکہ اس کا سوار موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہوتا ہے۔ پہلے خیال تھا کہ وہ پیٹ میں پانی ذخیرہ کر لیتا ہے۔ مگر پوسٹ مارٹم پر اس کے معدہ میں پانی کا ذخیرہ رکھنے والی کوئی جگہ نہ مل سکی۔ پھر قیاس کیا گیا کہ یہ کوہان میں موجود اضافی چربی کو جلد پانی بنالیتا ہے۔ کیلیفورنیا یونیورسٹی میں کیے گئے تجربات میں جن اونٹوں کو موت کی حد تک پیاسا رکھا گیا ان کے جسموں میں چربی کی مقدار تقریباً اتنی ہی تھی جتنی کہ ان کے ہم وزن دوسرے تندرست اونٹوں میں تھی۔ اس کا غالباً مطلب یہ ہے کہ اس کا جسم ہوا کی ہائیڈروجن اور آکسیجن کو ملا کر پانی بنانے کی اہلیت رکھتا ہے جیسے کہ ایک ہی زمین پر ایک ہی کھاد اور پانی سے پرورش پانے والے درختوں میں سیب اور شہتوت جیسے میٹھے درختوں کے ساتھ نیم کا پودا تلخی حاصل کر لیتا ہے۔

قرآن میں بغیر کسی عنوان کے اونٹ کا ذکر

قرآن مجید سورہ یوسف، ع 9،8 میں بغیر کسی عنوان سے بھی اونٹ کا تذکرہ موجود ہے۔ اونٹ کے لیے عربی میں متعدد لفظ ہیں۔ ان میں سے ایک بـعیـر بھی ہے۔ قرآن مجید میں یہ لفظ دوبار آیا ہے۔ دونوں مرتبہ حضرت یوسف کے قصہ میں اور بار برداری کے سلسلہ میں۔

حضرت یوسف ﷺ کی وزارت مصر کے زمانہ میں جب مصر اور گرد وپیش کے دوسرے ملکوں میں قحط عظیم پڑا اور آپ ﷺ کے حسن تدبیر وانتظام سے سب کو غلہ راشن ملنے لگا تو فلسطین سے آنے والے قافلوں کے لیے فی کس ایک ایک بارشتر (راشن) تجویز ہوا تھا۔ چنانچہ فرزندان یعقوب ﷺ جب اپنے دوبارہ سفر مصر کے وقت اپنے چھوٹے بھائی بن یامین کو اپنے ساتھ لانا چاہتے تھے تو اپنے والد سے کہتے تھے ''ہم اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے اور ایک بارشتر غلہ اور لے آئیں گے۔'' پھر اسی قصہ میں جب سرکاری پیمانہ گم ہو جاتا ہے تو اس کے ڈھونڈ لانے والے کے لیے اعلان کیا جاتا ہے کہ ''جو کوئی اسے لے آئے گا'' اس کے لیے (انعام) ایک بارشتر (غلہ) ہے۔

(حیوانات قرآنی، صفحہ 37)

قرآن مجید میں جہنم کے موضوع پر اونٹنی کا ذکر

قرآن مجید کی سورۃ المرسلات ع 1 میں اونٹ کا ذکر جملت کے عنوان سے موجود ہے۔ مذکورہ لفظ جہنم کی ہولناکیوں میں آتا ہے۔ گویا کہ اس لفظ کا مطلب یہ ہے کہ جہنم میں انگارے اتنے بڑے بڑے ہوں گے جیسے محل اور رنگ میں ایسے جیسے زرد زرد اونٹ۔ یہ ایسی تشبیہ ہے جو قرآن کے مخاطبین اولین کی سمجھ میں باآسانی آسکتی تھی۔
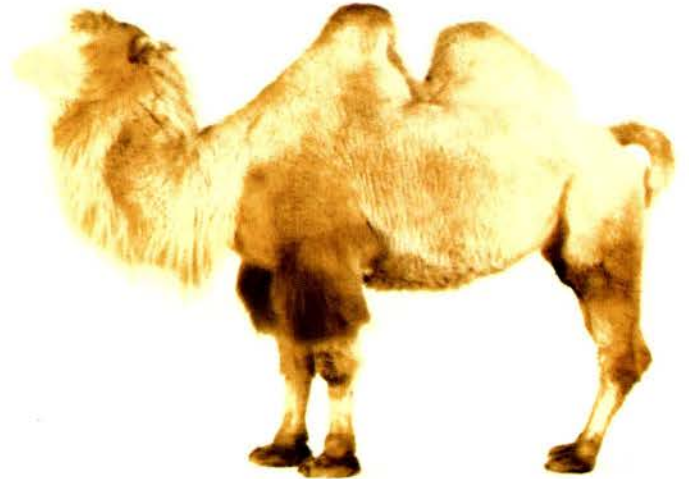
قرآن میں ابل کے عنوان سے اونٹ کا ذکر

قرآن میں اونٹ کا ذکر ابل کے عنوان سے سورۃ الانعام، رکوع 17 اور سورۃ الغاشیہ آیت 17 میں موجود ہے۔

اونٹ کے لیے عربی میں بہت سے نام ہیں۔ یہ خاص نام قرآن مجید میں دو جگہ آیا ہے۔ ایک جگہ حلت وحرمت حیوانات کے سلسلہ میں اور وہاں صرف اس قدر ہے کہ اللہ نے اونٹ کی بھی دو صنفیں پیدا کی ہیں۔ نر اور مادہ۔ دوسری جگہ قدرت الٰہی وصنعت باری کے سلسلہ میں ہے کہ کیا یہ لوگ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ اسے کیسا (عجیب) پیدا کیا گیا ہے اور یہاں الابل کے ساتھ ذکر تین اور چیزوں کا ہے۔ السماء، الجبال، الارض۔

قرآن مجید کے اولین مخاطب عرب ہی تھے۔ ان کا واسطہ زندگی بھر علی العموم انہی چار چیزوں سے رہتا تھا۔ صحرا میں پھرتے تو ہر وقت کا رفیق اونٹ رہتا اور اطراف میں خشک پہاڑیاں۔ اوپر نظر اٹھائی تو آسمان کی چھت، نیچے نظر کی تو زمین کا فرش۔ گویا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اونٹ کے ساتھ ساتھ آسمان، پہاڑ اور زمین میں غور کی دعوت دی ہے۔

اونٹ کے گوشت کا شرعی حکم قرآن کی نظر میں

قرآن مجید میں اونٹ کے گوشت کے بارے میں ارشاد ہے:

احلت لکم بھیمۃ الانعام

''تمہارے لیے چوپائے حلال کر دیے گئے ہیں۔''

اونٹ کے بارے میں قرآن میں ارشاد ہے:

ولمن جاء بہ حمل بعیر

''جو شخص اسے لائے گا اسے ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر غلہ دیا جائے گا۔''

قرآن مجید میں قیامت کے موضوع پر اونٹ کا ذکر

قرآن مجید کی سورۃ التکویر میں بھی اونٹ کا لفظ عشار (دس ماہ کی حاملہ اونٹنی) کے عنوان سے موجود ہے۔

عشار کا لفظ قرآن مجید میں صرف ایک جگہ قیامت کے منظر میں آیا ہے کہ روز قیامت دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں بھی آزاد پھر رہی ہوں گی۔ مگر اس وقت ایسا نفسا نفسی کا عالم ہوگا کہ کوئی بھی ان کی طرف توجہ نہ کرے گا بلکہ ہر کوئی اپنی فکر میں لگا ہوا ہوگا۔ عرب میں دس ماہ کی حاملہ اونٹنی کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ کیونکہ ایسی اونٹنی دو اونٹنیوں کے قائم مقام ہوتی ہے۔

حضرت صالح ﷺ کی اونٹنی کا قرآنی واقعہ

قرآن مجید میں صالح ﷺ کی دعا سے پیدا ہونے والی اونٹنی کا ذکر عقر (ہلاک کرڈلا) اور عقروھا (اس اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ ڈالی) کے عنوان سے درج ذیل سورتوں پارہ 8 سورۃ الاعراف ع 1 پارہ 12، سورۃ ہود، ع 6، پارہ 19، سورۃ الشعراء، ع 18، پارہ 30 سورۃ الشمس میں آتا ہے۔

یہ اونٹنی بطور معجزہ کے ظاہر ہوئی تھی اور قوم ثمود کو حکم ملا کہ اسے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ انہوں نے اس کی تعمیل نہ کی بلکہ اس کی کونچیں کاٹ کر ہلاک کر دیا۔ قرآن مجید میں مختلف موقعوں پر ذکر اسی عقر کا ہے۔

اسی طرح قرآن مجید میں اونٹنی کا ذکر ناقہ (اونٹنی) کے عنوان سے چھ سورتوں میں سات مقامات پر آیا ہے۔ اب آیئے ہم صالح ﷺ کی اونٹنی کا واقعہ مفسرین کی زبانی پڑھتے ہیں:

معصوم اونٹنی کی ہلاکت کی سنسنی خیز کہانی

قرآن مجید میں متعدد دلچسپ قصے جانوروں کے ہیں۔ ایک دلچسپ

کہانی ایک معصوم اونٹنی کے بارے میں ہے، جسے چند شرپسندوں نے بلاوجہ مار ڈالا تھا۔ یہ سچی کہانی خدا کے پیغمبر حضرت صالح ﷺ کے زمانے کی ہے۔ حضرت صالح ﷺ بہت نفیس انسان تھے۔ آپ کا زمانہ 2400 قبل از مسیح کا ہے۔ وہ لوگ جن کی طرف آپ اللہ کے پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے ثمود کہلاتے تھے۔ ثمود بہت برے اور مغرور لوگ تھے۔ وہ بت پرست تھے اور غریبوں پر ظلم وستم کے عادی تھے۔ جب حضرت صالح ﷺ نے ان لوگوں میں اصلاح وتبلیغ کا مشن شروع کیا تو قوم ثمود نے حضرت صالح ﷺ کی سخت مخالفت کی۔ وہ آپ ﷺ کا مذاق اڑاتے، آپ کے راستے میں روڑے اٹکاتے اور آپ کو طرح طرح کی دھمکیاں بھی دیتے رہتے تھے۔

اونٹنی نے آتے ہی بچہ جن دیا

ایک دن ثمودیوں نے حضرت صالح ﷺ سے ایک عجیب وغریب فرمائش کی۔ انہوں نے کہا کہ وہ اس وقت تک ان کی باتوں پر دھیان نہیں دیں گے جب تک وہ انہیں ایک معجزہ نہ دکھا دیں۔ ان کا مطلوبہ معجزہ یہ تھا کہ ان کے سامنے والی چٹانوں سے ایک اونٹنی دفعتاً نمودار ہو جائے اور آتے ہی ایک بچے کو بھی جنم دے دے۔

حضرت صالح ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تو چٹانوں سے ایک بڑے جسم والی خوبصورت اونٹنی فوراً نمودار ہوگئی۔ اونٹنی نے سامنے آ کر ایک پیارا سا بچہ بھی دے دیا۔ معجزہ رونما اور مطالبہ پورا ہونے کے بعد چاہیے تو یہ تھا کہ وہ لوگ آپ کی رہنمائی قبول کر کے اچھے مسلمان بن جاتے۔ مگر وہ اجڈ ثمودی اپنی بری حرکتوں سے بالکل باز نہ آئے بلکہ انہوں نے حضرت صالح ﷺ اور ان کی اونٹنی کے خلاف طرح طرح کی سازشیں شروع کر دیں۔

اس بستی میں ایک ہی تالاب تھا جس میں پہاڑوں کے چشموں سے پانی گر کر جمع ہوتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! دیکھو یہ معجزہ کی اونٹنی ہے۔ ایک روز تمہارے تالاب کا سارا پانی یہ پی ڈالے گی اور ایک روز تم لوگ پینا۔ قوم نے اس کو مان لیا۔ پھر آپ ﷺ نے قوم ثمود کے سامنے یہ تقریر فرمائی:

یقوم اعبدوا اللہ مالکم من الہ غیرہ قد جآء تکم بینۃ من ربکم ھذہ ناقۃ اللہ لکم ایۃ فذروھا تاکل فی ارض اللہ ولا تمسوھا بسوء فیأخذکم عذاب الیم ο (اعراف، رکوع 10)

''اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل آئی ہے۔ یہ اللہ کا ناقہ ہے تمہارے لیے نشانی پس تم اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھائے اور اسے برائی سے ہاتھ نہ لگاؤ کہ تمہیں دردناک عذاب آئے گا۔''

چند دن تو قوم ثمود نے اس تکلیف کو برداشت کیا کہ ایک دن ان کو پانی نہیں ملتا تھا کیونکہ اس دن تالاب کا سارا پانی اونٹنی پی جاتی تھی۔ اس لیے ان لوگوں نے طے کر لیا کہ اس اونٹنی کو قتل کر ڈالیں۔

قدار بن سالف

اس قوم میں قدار بن سالف جو سرخ رنگ کا بھوری آنکھوں والا اور پستہ قد آدمی تھا وہ ایک زنا کار عورت کا لڑکا تھا۔ ساری قوم کے حکم سے اس اونٹنی کو قتل کرنے کے لیے تیار ہوگیا۔ حضرت صالح ﷺ منع ہی کرتے رہے لیکن قدار بن سالف نے پہلے تو اونٹنی کے چاروں پاؤں کاٹ ڈالے، پھر اس کو ذبح کر دیا اور انتہائی سرکشی کے ساتھ حضرت صالح ﷺ سے بے ادبانہ گفتگو کرنے لگا۔

زلزلہ کا عذاب

قوم ثمود کی اس سرکشی پر عذاب خداوندی کا ظہور اس طرح ہوا کہ پہلے ایک زبردست چنگھاڑ کی آواز آئی، پھر شدید زلزلہ آیا، جس سے پوری آبادی اتھل پتھل ہو کر چکنا چور ہوگئی۔ تمام عمارتیں ٹوٹ پھوٹ کر تہس نہس ہوگئیں اور قوم ثمود کا ایک ایک آدمی گھٹنوں کے بل اوندھا گر کر مر گیا۔

پتھر سے اونٹنی کی پیدائش

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ تورات کا ایک بہت بڑا عالم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور اس نے آپ کے سامنے اپنے چند سوال پیش کیے اور کہا کہ آپ مجھے ان سوالوں کے فوری طور پر جواب دیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا کہ تم سوال کرو۔ اس نے کہا کہ آپ یہ بتائیں کہ کونسا مرد ہے جس کی نہ والدہ ہے اور نہ والد اور یہ بتائیں کہ وہ کونسی عورت ہے جس کی نہ والدہ ہے اور نہ ہی والد اور وہ کونسا مرد ہے جس کی والدہ تو ہے مگر والد نہیں ہے اور وہ پتھر کونسا ہے جس سے ایک جانور کی ولادت ہوئی اور وہ کونسی عورت ہے جس نے ایک ہی دن میں صرف تین پہروں میں ایک بچہ کو جنم دیا اور وہ کون سے دو دوست ہیں جو کبھی بھی آپس میں دشمن نہیں بنیں گے اور وہ کونسے دو دشمن ہیں جو کبھی دوست نہیں بنیں گے۔

اس عالم کے سوالات ختم ہوتے ہی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا کہ تمہارے سوالوں کے جوابات یہ ہیں کہ وہ مرد جس کی نہ والدہ ہے اور والد وہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور وہ عورت جس کی نہ والدہ ہیں اور نہ ہی والد وہ حضرت بی بی حوا سلام اللہ علیہا ہیں۔ جس پتھر کے بارے میں تم نے پوچھا وہ پتھر ہے جس سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی پیدائش ہوئی تھی اور وہ عورت جس نے ایک ہی دن میں تین پہروں میں ایک بچے کو جنم دیا وہ حضرت مریم سلام اللہ علیہا ہیں۔ جن کو ایک پہر میں حمل ٹھہرا اور دوسرے پہر میں زچگی کا درد ہونا شروع ہوا اور تیسرے پہر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت پاک ہوگئی اور وہ دو دوست جو کبھی بھی آپس میں دشمن نہ بنیں گے روح اور جسم ہیں اور وہ دو دشمن جو آپس میں کبھی بھی دوست نہیں بنیں گے موت اور زندگی ہیں۔

یہ جوابات سن کر وہ عالم حیرت کے سمندر میں کھو گیا اور کہنے لگا: اے علی! بلاشبہ آپ نے درست جواب دیے ہیں۔

احادیث میں اونٹ اور اونٹنی کا ذکر

1 ...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اونٹ کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ وہ خون بہا کا بدلہ اور شریف آدمی کے لیے مہر ہے۔ (حیات الحیوان، ج 1)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قرآن کو برابر پڑھتے رہا کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے کہ قرآن سینوں سے اتنی جلدی نکل جاتا ہے کہ اونٹ بھی اتنی تیزی سے اپنی رسی سے نہیں نکلتا۔ (بخاری و مسلم)

2 ...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: "آخری زمانے میں ایسی عورتیں ہوں گی کہ ان کے سر بختی اونٹ (نر اونٹ کو بختی کہتے ہیں) کے کوہانوں کی طرح ہوں گے اور وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پاسکیں گی۔ حالانکہ جنت کی خوشبو 500 سال کی مسافت سے محسوس ہوتی ہے۔ (رواہ مسلم)

بیماری کس نے پیدا کی؟

3 ...... صحیح حدیث میں مذکور ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں کہ عدوی یعنی چھوت کی کوئی حقیقت نہیں ہے مگر جب ایک تندرست اونٹ کے پاس کوئی خارشی اونٹ کھڑا ہوجاتا تو تندرست اونٹ بھی خارش زدہ ہوجاتا ہے۔

اس کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ تو بتا کہ سب سے پہلے جو اونٹ اس مرض میں مبتلا ہوا تھا اس کو یہ مرض کس نے لگایا تھا؟ چنانچہ اعرابی سے یہ سوال فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وہم کی تردید فرمادی اور اس کو بتلا دیا کہ بیماریاں حکم خداوندی کے تابع ہیں۔ وہی بیماری دیتا ہے اور وہی شفا دیتا ہے اور ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی۔

(حیات الحیوان جلد 1)

ایک اونٹ کی فریاد

4 ...... امام ابو نعیم و بیہقی حضرت عبداللہ بن جعفر سے راوی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے اس باغ میں ایک اونٹ تھا:

فلما رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم وحن الیه وزرقنا عینا

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اونٹ کے مالک سے فرمایا کہ تو خدا سے نہیں ڈرتا۔ اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا ہے۔

(خصائص ج 1 ص 56)

اونٹ کی فریاد

5 ......حضرت سیدنا عقیل بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور ﷺ کے ہمراہ سفر کر رہا تھا۔ ہم چلے جا رہے تھے کہ اچانک ایک اونٹ بھاگتا ہوا آیا اور حضور ﷺ سے اپنی زبان میں فریاد کرنے لگا۔ اتنے میں پیچھے سے ایک اعرابی ننگی تلوار لیے آ پہنچا۔ حضور ﷺ نے اس اعرابی سے پوچھا کہ اس مسکین اونٹ کے بارے میں کیا ارادہ ہے؟

عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے زر کثیر دے کر اسے خریدا ہے مگر یہ نافرمان ہے۔ میں اسے نحر (ذبح) کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے گوشت سے نفع اٹھاؤں۔ حضور ﷺ نے اونٹ سے فرمایا: کیوں نافرمانی کرتے ہو؟

اونٹ نے جواب دیا کہ حضور ﷺ میں اور کاموں میں تو نافرمانی نہیں کرتا مگر غلط کاموں میں، میں اس کی نافرمانی ضرور کرتا ہوں۔ یہ شخص ان لوگوں میں سے ہے جو عشاء کی نماز نہیں پڑھتے اور سو جاتے ہیں۔ مجھے اس بات کا خوف آتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس پر اللہ عزوجل کا عذاب نازل ہو اور میں بھی لپیٹ میں آ جاؤں۔

حضور ﷺ نے اس عرابی سے نماز کی پابندی کا پکا وعدہ لیا اور پھر اونٹ کو اس کے حوالے کر دیا۔ حضور ﷺ نے اس قوم کے لوگوں کو بھی بلا کر عشاء کی نماز سے پہلے سونے سے منع فرمایا کہ نمازوں سے غافل نہ ہوں۔ یہ منافقین کی علامت ہے۔ اونٹ کی زبان سے یہ سب باتیں سن کر ساری قوم نے توبہ کی اور نماز کی پابندی کا وعدہ کیا۔

(مدراج النبوۃ، جلد اول صفحہ 292، جامع المعجزات صفحہ 276 و کتاب الشفاء)

جب اونٹ نے سید الانبیاء ﷺ کو کی تعظیم کی

6 ...... امام احمد نسائی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سب اہل بیت انصار اونٹ پالا کرتے تھے۔ ان میں سے ایک آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! ہم اپنے اونٹ پر پانی لاد کر لایا کرتے تھے۔ اب اس نے سرکشی شروع کر دی ہے۔ نہ اپنے اوپر بوجھ لادنے دیتا ہے نہ پیٹھ پر سوار ہونے دیتا ہے۔ ہمارے سب کھجوروں کے باغ خشک ہو گئے ہیں۔ کھجوریں اور کھیتیاں سوکھ رہی ہیں۔

حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ساتھ لیا اور انصاری کے باغ کے اندر گئے۔ اونٹ ایک گوشہ میں کھڑا تھا۔ سرکار مدینہ ﷺ اس اونٹ کی طرف چل پڑے تو انصاری عورت نے کہا: یارسول اللہ! یہ اونٹ کتے کی مانند باؤلا ہو گیا ہے۔ ہمیں ڈر ہے کہیں آپ ﷺ پر حملہ آور نہ ہو جائے؟

حضور ﷺ نے فرمایا: مجھے اس سے کوئی خطرہ نہیں ہے، اطمینان رکھو۔

جب اونٹ نے حضور ﷺ کو اپنی طرف آتے دیکھا تو وہ بھی حضور ﷺ کی طرف چلنے لگا۔ حتیٰ کہ اپنا منہ نبی کریم ﷺ کے سامنے زمین پر رکھ دیا۔ حضور ﷺ نے اس کی پیشانی کو بالوں سے پکڑا، وہ مطیع ہو گیا۔ پھر اسے کام پر لگا دیا۔ اس نے بھی حسب سابق کام کرنا شروع کر دیا۔ مالک سے کہا اسے چارہ کھلاؤ۔

یہ دیکھ کر صحابہ کرام c م نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ عقل و دانش سے محروم آپ ﷺ کو سجدہ کر رہا ہے۔ ہم عقلمند ہیں، حضور ﷺ کے منصب خداداد کو سمجھتے ہیں۔ اس اونٹ کی نسبت ہمیں یہ زیادہ زیب دیتا ہے کہ آپ کو سجدہ کریں۔

کسی بشر کو زیب نہیں دیتا کہ وہ بشر اور مخلوق کو سجدہ کرے۔ اگر بشر کا بشر کو اور مخلوق کا مخلوق کے لیے سر بسجود ہونا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ خاوند کے حق عظمت کو ادا کرنے کے لیے اسے سجدہ کرے۔ کیونکہ خاوند کا عورت پر بڑا حق ہے۔

اس حدیث کو ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے۔

ہر مخلوق جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں لیکن گنہگار انسان اور نافرمان و سرکش جن نہیں جانتے۔

(رواہ امام احمد و نسائی، ضیاء النبی، جلد 5 صفحہ 817)

کمزور اونٹ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کلی مبارک کی برکت سے دوڑنے لگ گیا

7 ...... سیدنا خلاد بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بھائی رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدر کی طرف نکلے۔ وہ دونوں ایک اونٹ پر سوار تھے۔ جب وہ روحا کے قریب پہنچے چونکہ اونٹ نہایت ہی لاغر اور کمزور تھا تو بیٹھ گیا کمزوری کی وجہ سے اٹھ نہ سکا۔ دونوں بھائی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے دعا کی: یااللہ! ہمیں بدر تک پہنچادے تو ہم اس اونٹ کو ذبح کر کے تقسیم کر دیں گے۔

اچانک حضور ﷺ تشریف لائے۔ دیکھ کر فرمایا: کیا ہوا؟ ہم نے ماجرا بیان کیا۔ آپ ﷺ سواری سے اترے۔ وضو کیا اور کلی کر کے فرمایا: اس کے منہ میں ڈال دو، اس کے سر پر گردن اور کوہان میں ڈال دو۔ ہم نے ایسے ہی کیا، پھر تاجدار مدینہ ﷺ نے دعا فرمائی۔ دعا کی برکت سے اونٹ اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے دوڑنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ ہم سب سے اگلے قافلے تک پہنچ گئے اور بدر پر جا کر ہی رکے اور ہم نے اپنی نذر کے مطابق اس اونٹ کو ذبح کر کے گوشت تقسیم کر دیا۔

(نسائی شریف مترجم جلد سوم کتاب البیوع، صفحہ 262، شواھد النبوت 124 البرھان صفحہ 180 حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ434)

صحابی کا نام سفینہ رکھنے سے وہ سات اونٹوں کا بوجھ اٹھا لیتے

8 ......حضرت سفینہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ فرمایا: میرا نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سفینہ رکھا ہے۔

پوچھا: کیوں؟

آپ نے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ تشریف لے گئے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم بھی ساتھ تھے۔ ان کے وزن ان پر بوجھ تھے تو مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چادر بچھاؤ۔ میں نے چادر بچھادی تو سب نے اپنا سامان اس میں رکھ دیا اور اٹھا کر میرے اوپر رکھ دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اس کو اٹھا، کیونکہ تو سفینہ ہے (کشتی ہے)۔ بس اس دن سے میں ایک یا دو تین، چار، پانچ، چھ، سات اونٹوں کا سامان اٹھالوں تو مجھے کوئی بوجھ محسوس نہیں ہوتا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، صفحہ 436)

اونٹوں کا محبت میں جلدی قربان ہونا

9 ...... حجۃ الوداع کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں اونٹوں نے چھری دیکھی تو ایک دوسرے سے آگے بڑھنے لگے تاکہ ان کے گلے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے چھری چلے۔

ہر جاندار چھری سے بھاگتا ہے۔ جان ہر کسی کو پیاری ہے۔ لیکن یہاں معاملہ الٹ ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عید قربان میں اونٹ ذبح کرنے کا ارادہ فرمایا تو ہر ایک اونٹ اچھل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ہوتا تھا کہ اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے ذبح فرمائیں۔ (خصائل کبریٰ، جلد 2)

ہر ایک کی تمنا تھی کہ پہلے مجھے ذبح فرمائیں
تماشا کر رہے تھے مرنے والے عیدِ قرباں میں

نوٹ:......اونٹ کا اگلا بایاں پاؤں باندھ کر اسے تین پاؤں پر کھڑا کر کے گردن کے آخر میں ہنسلی کی ہڈی کے ساتھ نرم حصے میں چھرا گھونپا جاتا ہے جس سے اس کا خون بہنا شروع ہوجاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب خون زیادہ بہہ جاتا ہے تو اونٹ گر پڑتا ہے۔ پھر اسے ذبح کرلیا جاتا ہے۔ اونٹ کے ذبح کا یہ طریقہ نحر کہلاتا ہے۔ اور صحابہ کرام م قربانی کے موقع پر اونٹوں کو اسی طرح نحر کیا کرتے تھے۔ (سنہرے حروف 262)

بندہ کی توبہ سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتے ہیں

10 ...... سماک بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نعمان بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی توبہ سے اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے جس نے اپنا زادِسفر اور پانی کا مشکیزہ وغیرہ کسی اونٹ پر لادا اور سفر کے لیے چل پڑا۔ یہاں تک کہ ایک ویران بیابان میں جا پہنچا۔ اسے نیند آ گئی تو سواری سے اترا اور ایک درخت کے نیچے قیلولہ کیا، اس کی آنکھیں نیند سے بوجھل ہوگئیں اور اس کا اونٹ کسی خفیہ جگہ پر چلا گیا۔ یہ جب بیدار ہوا تو وہ ایک منزل تک دوڑتا تلاش کرتا رہا۔ پھر بھی کچھ نظر نہ آیا۔ پھر وہ واپس مڑا، یہاں تک کہ اسی جگہ آ گیا جہاں اس نے قیلولہ کیا تھا۔ابھی وہ بیٹھا ہوا ہی تھا کہ اچانک اسی اثناء میں اس کا اونٹ چلتا ہوا آ گیا اور اپنی مہار اس کے ہاتھ میں ڈال دی تو اس اونٹ کے ملنے کے وقت اس بندہ کو جو خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ کو بندہ کی توبہ سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ (صحیح مسلم حوالہ کتاب الدعوات)

خوامخواہ جانور کو دوڑانا منع ہے

11 ...... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفہ کے دن چل رہا تھا کہ پیچھے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں کے مارنے اور سختی سے ہانکنے کی آواز سنی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے مڑ کر ان کی طرف اپنے کوڑے سے اشارہ فرمایا کہ لوگو!اطمینان سے کام لو، کیونکہ اونٹوں کا دوڑانا بھلائی نہیں ہے۔ (صحیح بخاری)

ابوجہل کے لیے بددعا

12 ...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں نماز پڑھنے میں مصروف تھے۔ حرم میں اس وقت قریش کی ایک جماعت موجود تھی۔ عقبہ بن ابی معیط نے ابوجہل کے کہنے پر ذبح کیے ہوئے اونٹ کی اوجھڑی کہیں سے لاکر سجدے کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دی۔ یہ دیکھ کر باقی سب لعین ونابکار زور زور سے ہنسنے لگے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں وہاں کھڑا تھا۔ مجھے بولنے کی بھی ہمت نہ تھی میں تو اپنی حفاظت بھی نہیں کرسکتا تھا وہاں سے جانے لگا۔ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کسی نے اطلاع دے دی۔ وہ اس وقت کم سن تھیں، سن کر دوڑی آئیں۔ پشت مبارک سے اوجھڑی اتار کر پلیدی دور کردی اور کفار قریش کو برا بھلا کہا۔ اس طرح ان لوگوں نے اللہ کے گھر کی بھی بے حرمتی کی تھی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ اس طرح دعا فرمائی:

''یااللہ! تو اس گروہ قریش کو پکڑ۔ یااللہ تو ابوجہل (عمرو بن ہشام)، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، عقبہ بن ابی معیط، امیہ بن خلف، ولید بن عقبہ کو پکڑ۔''

یہ دعا سن کر سب کے ہوش اڑ گئے۔ مگر پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت دیکھئے کہ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح پوری قوم کی تباہی و بربادی کی دعا نہیں مانگی۔ صرف قریش کے رئیسوں کے حق میں اس طرح سے دعا کی۔

صحیح بخاری ومسلم اور امام احمد کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کافروں کو دیکھا کہ یہ سب جنگ بدر میں مارے گئے۔ امیہ بن خلف کے سوا سب کو بدر کے کنوئیں میں پھینک دیا گیا۔ امیہ بھاری بھرکم تھا، کنوئیں میں پھینکنے سے پہلے ہی اس کے اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے تھے۔

(صحیح بخاری ومسلم، کتاب الجہاد، سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم، صفحہ 81، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد سوم، صفحہ 294، سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ)
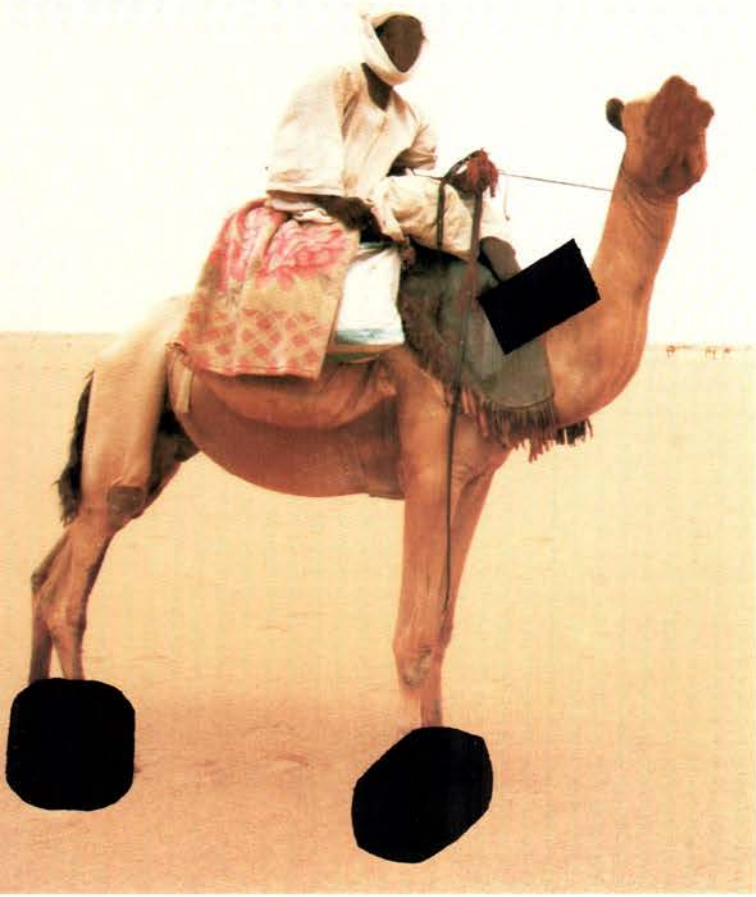
سیاہ رنگ کے بچے کی پیدائش

13 ...... بنی فزارہ کا ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے حضور ﷺ سے شکایت کی کہ میری بیوی کے یہاں کالے رنگ کا لڑکا پیدا ہوا ہے۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس اونٹ ہیں؟

اس نے کہا: ہاں ہیں۔

آپ ﷺ نے پوچھا: ان کا رنگ کیسا ہے؟

اس شخص نے جواب دیا کہ ان کا رنگ سرخ ہے۔

آپ ﷺ نے پوچھا: کیا ان میں سے کسی کا رنگ ورقاء (خاکستری) بھی ہے؟اس شخص نے کہا: ہاں! ورقاء (خاکستری) بھی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: سرخ اونٹوں کے درمیان خاکستری رنگ کا اونٹ کہاں سے آ گیا؟ جواب دیا کہ ہوسکتا ہے کسی رنگ نے اسے کھینچ لیا ہو۔

حضور ﷺ نے فرمایا: تمہارے لڑکے کا بھی یہی مسئلہ ہے۔

(بخاری ومسلم)

جانوروں کی پیٹھ منبر نہیں

14 ......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے جانوروں (اونٹ، گھوڑے) کی پیٹھوں کو منبر نہ بناؤ۔کیونکہ انہیں حق تعالیٰ نے تمہارے تابع کیا ہے۔ ان کے ذریعہ تم ان جگہوں تک باآسانی جاسکتے ہو جہاں تم بغیر مشقت کے نہیں پہنچ سکتے اور اللہ تعالیٰ نے زمین کوتمہارے لیے ٹھکانا بنایا ہے۔توتم ان پر سوار ہوکر اپنی حاجات پوری کرو۔ (حیات الحیوان، جلد2)

خوش قسمت اونٹنی

15 ...... حضرت ام حصین احمسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھی اور میں نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ ایک نے آپ ﷺ کی اونٹنی کی مہار پکڑ رکھی تھی اور دوسرے نے آپ ﷺ کو گرمی سے بچانے کے لیے کپڑا اونچا کر کے سایہ کیا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ جمرۂ عقبیٰ کی رمی سے فارغ ہوگئے۔

(مسلم، ابوداؤد)

پراسرار اونٹ اور ابوجہل

16 ...... ایک آدمی مکہ معظمہ آیا۔ جس نے کچھ جانور ابوجہل کے پاس فروخت کیے۔ ابوجہل نے قیمت ادا کرنے میں ٹال مٹول کی۔ ایک دن وہ قریش کی مجلس میں آیا اور کہنے لگا کہ میں غریب آدمی ہوں۔ ابوجہل نے مجھ سے جانور خریدے لیکن قیمت ادا نہیں کر رہا۔ کوئی ہے جو میرے پیسے دلائے۔

اس وقت حضور ﷺ کہیں نزدیک ہی تشریف فرما تھے۔ قریش نے ازراہ تمسخر اس شخص کو حضور ﷺ کی طرف بھیج دیا تاکہ وہ اپنا کام ان سے کروالے۔ اس نے حضور ﷺ کی خدمت میں آکر تمام ماجرا سنایا۔

حضور ﷺ اٹھے اور فرمایا: آؤ تجھے تیرا حق لے کر دوں۔

قریش نے دو آدمی ان کے پیچھے بھیجے کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے ابوجہل کے دروازے پر دستک دی۔ ابوجہل بولا: کون ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں محمد بن عبداللہ ہوں، باہر آؤ۔

ابوجہل نے دروازہ کھولا تو اس کا رنگ فق ہوگیا اور جسم پر لرزہ طاری ہوگیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اسے اس کا حق دو۔

ابوجہل بولا: ابھی دیتا ہوں۔

حضور ﷺ نے فرمایا: دیکھو جب تک اس کا حق اسے نہ مل جائے، میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔

ابوجہل جلدی سے اندر گیا اور اس کا حق لے کر باہر آگیا اور اسے دے دیا۔ حضور ﷺ تشریف لے گئے تو وہ بابلی (بابل کا رہنے والا) قریش کی مجلس میں آیا اور حضور ﷺ کی تعریف کرنے لگا۔ اور کہا محمد (ﷺ) نے اس ظالم سے میرا حق دلوایا ہے۔ پھر ان آدمیوں نے بھی یہی قصہ آکر سنایا۔

ابوجہل بھی ان کے پیچھے پیچھے چلا آیا اور کہنے لگا: جس وقت محمد ﷺ نے میرے دروازے پر دستک دی تو میرا دل دہل گیا۔ میں باہر آیا تو دیکھا کہ میرے سر پر ایک بہت بڑا اونٹ منہ کھولے کھڑا ہوا ہے۔ اگر میں ایک لمحہ بھی ادائے حق میں تاخیر کرتا تو وہ میرا سر کچل دیتا۔ قریش بولے: لو یہاں بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا جادو اثر کر گیا۔

تیز دانت اور اونٹ

17 ...... ایک دوسرے موقع پر ابوجہل (معاذ اللہ) حضور ﷺ کا سر کچلنے کے لیے پہنچا۔ مگر خوف کے مارے واپس بھاگ گیا۔ قریش نے پوچھا: اے ابوالحکم! کیا ہوا؟

کہنے لگا: خدا کی قسم، اس کے دائیں طرف ایک اونٹ تھا جو اتنا بالا قد تھا کہ میں نے کبھی اتنی بلند کوہان والا اونٹ نہیں دیکھا۔ وہ مجھ پر حملہ آور ہوگیا۔ وہ اتنا تندخو اور تیز دانتوں والا تھا کہ میں نے ایسا کبھی دیکھا نہ سنا۔ اگر وہ میرے نزدیک آجاتا تو مجھے یقیناً ہلاک کر دیتا۔ پھر اس نے ''لودنا منہ لاخذہ'' کے الفاظ کہے۔ جن کا مطلب ہے کہ اگر وہ اس کے نزدیک ہوتا تو وہ اسے یقیناً پکڑ لیتا۔ (بحوالہ شواہد النبوۃ)

تین آیات تین حاملہ اونٹنیوں سے بہتر

18 ...... حضور ﷺ کا ارشاد ہے: کیا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند ہے کہ جب وہ یہاں سے اپنے گھر لوٹ کر جائے تو اس کے گھر میں تین حاملہ فربہ اونٹنیاں بندھی ہوئی ہوں۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا:

اے اللہ کے رسول! یہ بات تو ہم سب کو محبوب ہے۔

یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا:

تم میں سے جو نماز میں تین آیات پڑھتا ہے وہ اس کے حق میں تین موٹی اونٹنیوں سے بہتر ہیں۔ (صحیح مسلم)

جہنم کی گہرائی

19 ...... آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر سات موٹی حاملہ اونٹنیاں جہنم (کے سات دروازوں سے) میں ڈال دی جائیں تو ان کو دوزخ کی گہرائی تک پہنچنے میں ستر (70) سال لگیں گے۔ (مستدرک)

مجاہد پر جنت واجب

20 ......حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

جس نے اونٹنی کے دو مرتبہ دودھ دوہنے کے درمیانی وقفہ کی بقدر اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔(یعنی اگر کوئی تھوڑے سے وقت کے لیے بھی جنگ میں شریک ہوا تو بھی اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کر دیتے ہیں)۔ (مستدرک)

حضور ﷺ کا تجارت کے لیے اونٹنی پر سفر

21 ......حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو تجارت کے لیے مزدوری پر بھیجا تھا اور مزدوری میں انہیں نوجوان اونٹنی دی تھی۔ (حاکم)

جب حضور ﷺ کی عمر مبارک پچیس (25) سال کی ہوئی تو آپ ﷺ کے چچا ابوطالب نے کہا کہ میں سفید پوش آدمی ہوں اور زمانہ بہت تنگی کا ہے۔ تمہاری قوم کا قافلہ شام کے سفر پر جا رہا ہے اور خدیجہ بنت خویلد تمہاری قوم کے لوگوں کو تجارت کے لیے بھیجتی ہے۔ اگر تم کہو (کہ مزدوری لے کر اس کی تجارت کے لیے جاؤ) تو وہ مان جائیں گی۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے چچا ابوطالب نے کہا: تم محمد کو مزدوری کے لیے کیوں نہیں بھیجتیں۔ ہمیں پتہ چلا ہے کہ تم فلاں آدمی کو مزدوری میں دو اونٹ دے کر تجارت کے لیے بھیجتی ہیں۔ البتہ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے کم از کم چار اونٹ مزدوری میں لیں گے۔

خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بولیں: اگر آپ سنگدل آدمی کے بارے میں کہتے تب بھی میں قبول کر لیتی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو قریبی دوست ہیں۔ ان کے ساتھ میں ایسا کیوں نہیں کروں گی؟ ابوطالب نے نبی کریم ﷺ سے کہا:

یہ رزق تمہیں اللہ نے دیا ہے، اسے قبول کرلو۔ (طبقات ابن سعد)

تمنائے میزبانی

22 ...... مکہ سے مدینہ ہجرت کے سفر میں حضور ﷺ کی اونٹنی جس جس محلے سے گذرتی وہاں کے لوگ اونٹنی کی رسی تھام لیتے اور بصد ادب عرض گذار ہوتے: یارسول اللہ! ہمارے ہاں قیام فرمائیے۔ ہم آپ ﷺ کو نہایت عزت وتکریم سے رکھیں گے اور ہر طرح سے آپ کی حفاظت کریں گے۔

حضور ﷺ ان کے والہانہ جذبات سے مسرور ہوتے اور ان کو دعائے خیر و برکت سے نوازتے ہوئے ارشاد فرماتے:

دعوها فانها مامورة

اونٹنی کو جانے دو، یہ حکم الٰہی کے ماتحت چل رہی ہے۔

حضور ﷺ خود بھی اونٹنی کو کسی مخصوص سمت میں لے جانے کی کوشش نہیں کررہے تھے بلکہ مہار ڈھیلی چھوڑ رکھی تھی اور وہ اپنی مرضی سے چلی جارہی تھی۔ آخر محلّہ بنی نجار میں پہنچ کر رک گئی اور جس مکان میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رہا کرتے تھے اس کے دروازے کے قریب بیٹھ گئی۔ ذرا سا بیٹھ کر پھر اٹھ کھڑی ہوئی اور چاروں طرف گھوم پھر کر اور دیکھ بھال کر دوبارہ اپنی جگہ بیٹھ گئی اور اپنی گردن زمین پر ڈال دی۔ پھر دھیمی دھیمی آواز نکالی۔

شاید عرض کی ہوگی کہ آقا! آپ کو جہاں پہنچانے کا مجھے حکم دیا گیا تھا وہ یہی جگہ ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ اتر پڑے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کا سامان اور کجاوہ اٹھایا اور اپنے گھر لے گئے۔ بنی نجار کے بہت سے افراد اب بھی امیدوار تھے کہ شاید آقا ہمارے ہاں قیام کرنے پر رضامند ہوجائیں۔ مگر آپ ﷺ نے یہ فرما کر کہ المرء مع رحله (ہر آدمی اپنی سواری کے پاس ٹھہرنا پسند کرتا ہے) ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی میزبانی کا شرف بخش دیا۔

(سیرت ابن ہشام، حصہ دوم، جلد 12، تاریخ طبری، جلد 2، صفحہ 206، بحوالہ سید الوری)

پکار پر مویشی دوڑ پڑے

23 ......حضرت محمد بن اسحٰق کا بیان ہے کہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کفار نے گرفتار کرکے انہیں تانتوں سے باندھ رکھا تھا۔ ان کے والد مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ماجرا عرض کیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنے بیٹے عوف کے پاس کسی قاصد کے ذریعے یہ کہلا دو کہ وہ بکثرت لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم پڑھتے رہیں۔

چنانچہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ وظیفہ پڑھنے لگے۔ ایک دن ناگہاں ان کی تمام تانتیں ٹوٹ گئیں اور وہ رہا ہوکر کفار کی قید سے نکل پڑے اور ایک اونٹنی پر سوار ہوکر چل پڑے۔ راستہ میں ایک چراگاہ کے اندر کفار کے سینکڑوں اونٹ چر رہے تھے۔ آپ نے ان اونٹوں کو پکارا تو وہ سب کے سب دوڑتے بھاگتے ہوئے آپ کی اونٹنی کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ انہوں نے مکان پر پہنچ کر اپنے والدین کو پکارا تو وہ سب ان کی آواز سن کر دوڑ پڑے اور یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اونٹوں کے زبردست ریوڑ کے ساتھ موجود ہیں، سب خوش ہوگئے۔

ان کے والد حضرت مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ نبوت میں پہنچ کر سارا قصہ سنایا اور اونٹوں کے بارے میں بھی عرض کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان اونٹوں کو تم جو چاہو کرو، تمہارا بیٹا ان اونٹوں کا مالک ہوچکا۔ میں ان اونٹوں میں کوئی مداخلت نہیں کروں گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک رزق ہے جو تمہیں عطا کیا گیا۔

روایت ہے کہ اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

ومن یتق اللہ یجعل له مخرجا ویرزقه من حیث لایحتسب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبه (سورہ طلاق، پارہ 28)

''اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے مضرتوں سے نجات کی شکل نکال دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے، جہاں اس کو گمان بھی نہیں ہوتا اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہے۔ (الترغیب والترہیب، جلد 3، صفحہ 105 و تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 380)

اونٹنی کی حضور ﷺ سے گفتگو

24 ...... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے صدقہ کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ ایک کنجوس اعرابی اتنا متاثر ہوا کہ فوراً پکار اٹھا: یارسول اللہ! یہ اونٹنی میں خدا و رسول کے نام پر صدقہ کرتا ہوں۔

حضور ﷺ نے اونٹنی کو دیکھ کر تعجب کیا اور فرمایا:

عمر! یہ اونٹنی اگر فروخت کی گئی تو میرے لیے خرید لینا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اونٹنی خرید لی۔ حضور ﷺ نے بعض غزوات میں اسی اونٹنی پر سواری فرمائی۔

ایک رات آپ ﷺ گھر سے باہر نکلے۔ آپ کی اونٹنی دوسرے جانوروں میں بیٹھی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ قریب سے گزرے تو اونٹنی بولی: ''السلام علیکم! اے کائنات کی زیب و زینت۔''

''وعلیکم السلام''۔ حضور ﷺ نے جواب دیا۔

تو اونٹنی نے پھر کہا: ''یارسول اللہ! سب سے پہلے میں اغضب نامی ایک قریشی کے پاس تھی۔ ایک دن میں بھاگ نکلی۔ رات ایک بیابان میں آ گئی۔ میں درندوں سے خوفزدہ تھی۔ لیکن انہوں نے مجھے کچھ نہ کہا۔ وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اسے کچھ نہ کہو محمد ﷺ کی سواری ہے۔ صبح ہوئی تو مجھے درختوں سے آواز آنے لگی کہ اے اونٹنی! ہمارے پتے کھاؤ، تم محمد ﷺ کی سواری ہو۔ بالآخر میں آپ کے قدموں تک پہنچ گئی۔''

حضور ﷺ نے پہلے مالک کے نام پر اس کا نام غضباء رکھ دیا۔

آپ ﷺ نے اونٹنی کو تھپتھپایا تو وہ پھر بولی: ''آقا! میری ایک آرزو ہے۔''

''کہو کیا تمنا ہے؟'' ''میرے حق میں اللہ سے یہ دعا فرمائیے کہ جس طرح آپ ﷺ نے دنیا میں مجھ پر سواری فرمائی ہے۔ اسی طرح آخرت میں بھی میں آپ کی سواری بن جاؤں اور اگر آپ ﷺ مجھ سے پہلے وصال فرمائیں تو حکم دے جائیں کہ کوئی دوسرا مجھ پر سوار نہ ہو، کیونکہ میرا دل یہ گوارا نہ کر سکے گا'' یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا:

''میں نے تیری آرزو کو پورا کر دیا''

آپ ﷺ نے جب وصال فرمایا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وصیت فرمائی کہ اس اونٹنی پر کوئی شخص سواری نہ کرے۔ جب یہ اونٹنی مرجائے تو اپنے ہاتھوں سے اسے دفن کر دینا۔

ایک رات بی بی فاطمہ اونٹنی کے قریب سے گذریں تو اونٹنی نے کہا:

''السلام علیک! اے بنت رسول!''

''وعلیک السلام اے ناقہ رسول! کہو کیسی ہو؟''

''کیا بتاؤں سیدہ! جب سے حضور ﷺ نے وصال فرمایا، مجھے کھانا پینا بھول گیا ہے۔ سیدہ! میرا آخر وقت آ پہنچا ہے، لہٰذا اپنے ابا جان کی وصیت پوری فرمائیے گا۔'' یہ کہہ کر اونٹنی نے اپنا سر فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں ڈال دیا اور دم توڑ دیا۔ علی الصبح حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے گڑھا کھودنے کا حکم دیا اور اونٹنی پر ٹاٹ لپیٹ کر اسے دفن کر دیا۔

جنت کی اونٹنی

25 ...... ایک روز حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کچھ سوت دیا اور فرمایا اسے بازار لے جا کر فروخت کر دیں اور آٹا لے آئیں تاکہ حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لیے روٹی پکاؤں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوت بازار لے کر گئے اور چھ درہم میں فروخت کر دیا۔ وہ آٹا خریدنا چاہتے تھے۔ اتنے میں آواز آئی ''کوئی ہے جو مجھے اللہ کے نام پر کچھ دے۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت کا یہ حال تھا کہ کسی سوالی کو خالی ہاتھ نہ جانے دیتے تھے۔ بازار میں سائل کی آواز سنی تو وہ درہم اسے دے دیئے اور گھر کی طرف چل دیے۔ اتنے میں ایک بدو آیا۔ اس کے پاس ایک موٹی تازی اونٹنی تھی۔ وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگا۔ علی! یہ اونٹنی خریدو گے؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا۔ میرے پاس دام نہیں ہیں۔

بدو بولا: میں ادھار ہی دیتا ہوں۔

اس نے نہ قیمت بتائی نہ کوئی اور بات کی۔ اونٹ کی مہار حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تھمائی اور چلا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی وہیں کھڑے تھے کہ اتنے میں ایک اور بدو آیا اور کہنے لگا: علی! یہ اونٹنی بیچتے ہو؟

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: ہاں لے لو۔

بدو کہنے لگا میں اس کے تین سو درہم دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے تین سو درہم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیے اور اونٹنی لے کر چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بدو کو تلاش کرنے لگے جو انہیں اونٹنی دے گیا تھا مگر وہ کہیں نہ ملا۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر کی طرف چل دیے۔ گھر پہنچے تو دیکھا کہ حضور ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوچا کہ ابھی اونٹنی والا واقعہ سناتا ہوں کہ حضور ﷺ نے مسکراتے ہوئے خود ہی فرمایا: اے علی! جانتے ہو وہ اونٹنی والے لوگ کون تھے؟

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علی! تم نے راہ خدا میں چھ درہم دیے تو اللہ نے تمہیں تین سو درہم عطا کیے۔ اللہ کو تمہارا یہ کام بہت پسند آیا۔ تمہیں اس کا بدلہ اگلے جہاں میں تو ملے گا ہی مگر اللہ نے دنیا میں بھی تمہیں بدلہ دے دیا۔ رہی اونٹنی والی بات تو وہ دونوں اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتے تھے۔ ایک جبرائیل علیہ السلام، دوسرے اسرافیل علیہ السلام۔ یہ اونٹنی جنت کی اونٹنی تھی، جس پر فاطمہ جنت میں سواری کرے گی۔ (جامع المعجزات، ونزہۃ المجالس، جلد 2)

مہار والی اونٹنیاں

26 ...... حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص مہاروالی اونٹنی لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا یہ اللہ کے راستہ میں ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لک بها یوم القیامة سبعمائة ناقة کلها مخطومة.

''تیرے لیے قیامت کے دن سات سو اونٹنیاں ہوں گی (اور) سب کی سب مہار والی ہوں گی۔(جنت کے حسین مناظر)

کھجور کے تنے کا رونا

27 ...... روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو جمعہ کے روز صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے خطاب فرمانے کے لیے آپ کھجور کے ایک خشک تنے سے سہارا لگایا کرتے تھے۔ ایک دن ایک رومی نے کہا:اگر حضور اجازت دیں تو میں ان کے لیے ایک منبر بنادوں۔

صحابہ نے حضور کی خدمت میں رومی کی خواہش کا اظہار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔ چنانچہ رومی نے ایک منبر بنا کر آپ کی خدمت میں پیش کردیا۔ یہ منبر مسجد نبوی میں رکھ دیا گیا۔ دوسرے جمعہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہوکر صحابہ سے خطاب فرمایا۔

کھجور کے تنے سے ایک چیخ اٹھی اور فراق رسول میں وہ دوپارہ ہوگیا۔ خشک تنا اس طرح رونے لگا جس طرح اونٹنی اپنے بچے سے بچھڑ کر بلکتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک تنے پر رکھا اور اسے سینہ مبارک سے لگالیا۔ کھجور کا تنا خاموش ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا:

اے کھجور کے خشک تنے! اگر تم پسند کرو تو میں دعا کروں کہ خدا تعالیٰ تمہیں جنت الفردوس کے درختوں میں اس مقام پر لگادے جہاں میں ہوں گا۔ وہاں تو ابدالآباد تک رہے گا اور انبیاء و اولیاء تیرا پھل کھایا کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے تنے کی آواز سنی :ایسا ضرور فرمایئے یارسول اللہ!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تنے کو مسجد میں دفن فرمادیا۔(صحیح بخاری)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے دائی حلیمہ کی سست اونٹنی تیز رفتار گھوڑی بن گئی

28 ......عرب میں خالص عربی صرف دیہاتوں ہی میں موجود تھے اور دیہات کی آب و ہوا بھی شہر کی بہ نسبت زیادہ مفید ہوتی ہے۔ ان ہی وجوہات کی بناء پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے دادا عبدالمطلب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دائی حلیمہ کے حوالہ کیا۔ دائی حلیمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنی کمزور اور مریل اونٹنی پر سوار ہوئیں تو اونٹ کی رفتار دیکھ کر دائی حلیمہ حیران رہ گئی۔اب تو اس کی حالت ہی بدل گئی۔ یوں تیز قدم اٹھاتی تھی گویا چل نہیں رہی بلکہ اڑ رہی ہے۔

قافلے والیاں کہنے لگیں: اے ابوذویب کی بیٹی! ہم پر رحم کر اپنی اونٹنی کو آہستہ آہستہ چلا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار ہونے کی برکت سے ایسی چست و چالاک بن گئی کہ قافلے کے تمام جانوروں سے آگے چل رہی تھی۔ حالانکہ پہلے کمزوری و لاغری کی وجہ سے سب سے پیچھے رہ جاتی تھی۔ ساتھ کی عورتیں حیران ہوکر پوچھتی تھیں کہ اے ابوذویب کی بیٹی! کیا یہ وہی سواری ہے؟اور حلیمہ سعدیہ جواب دیتیں۔ واللہ! سواری تو وہی ہے،سوار بدل گیا ہے۔

بنوسعد کے قبیلہ میں سخت قحط و خشک سالی تھی۔ مگر رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے حلیمہ سعدیہ کے مویشی سیر ہوکر آتے اور خوب دودھ دیتے۔

(ضیاء النبی جلد دوم صفحہ64، سیرت رسول عربی، صفحہ46، کتاب الشفاء اول، ضیاء النبی جلد پنجم، صفحہ 773، حجة الله علی العالمین، واهب وزرقانی، ابن اسحاق، ابن راهویه، ابویعلی، طبرانی، بیهقی، ابونعیم، طبقات ابن سعد)
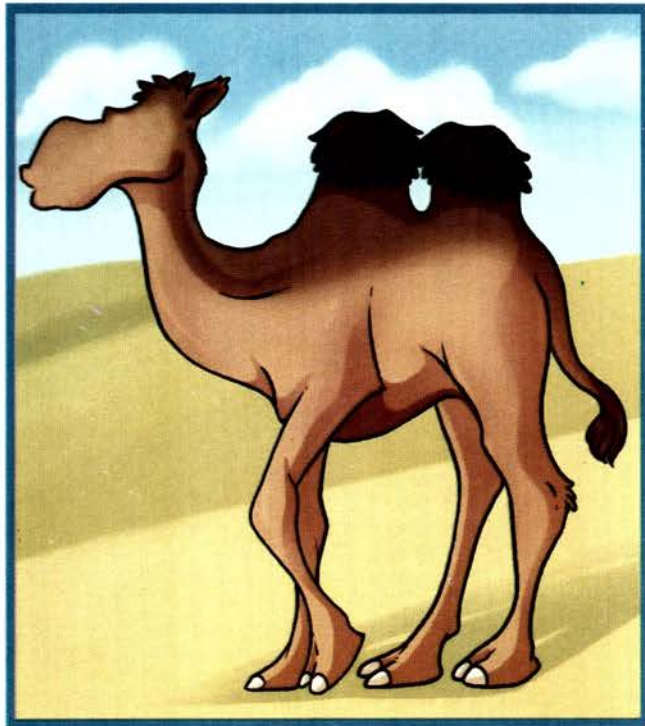
جانور کو کھلا چھوڑنا توکل کے خلاف ہے

29 ......حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے توکل کی حقیقت کے بارے میں سوال کیا کہ

أعقلها وأتوكل أو أطلقها وأتوكل

میں اونٹنی کا گھٹنا باندھ کر اللہ تعالیٰ پر توکل کروں یا اس کا گھٹنا کھلا چھوڑ کر توکل کروں؟ (مقصد یہ تھا کہ اونٹنی کا گھٹنا باندھنا ظاہری اسباب پر عمل کے قبیل سے ہے تو ظاہری اسباب اختیار کرنا توکل کے خلاف تو نہیں؟)

نبی ﷺ نے جواب میں فرمایا:

إعقلها وتوكل

اونٹنی کا گھٹنا باندھ کر توکل کرنا چاہیے۔ (ترمذی شریف)

ناموں کا اثر ہوتا ہے

30 ......نبی ﷺ کو ایک اونٹنی ہدیہ میں دی گئی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: اس اونٹنی کا دودھ کون دوہے گا؟

ایک آدمی نے کھڑے ہوکر کہا کہ میں دوہوں گا۔ آپ ﷺ نے اس سے اس کا نام پوچھا؟ اس نے جواب دیا مرہ (کڑوا)

آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ پھر دوبارہ پوچھا: اس اونٹنی کو کون دوہے گا؟ پھر ایک آدمی کھڑا ہوا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ جواب دیا: حرب (جنگ)۔

آپ ﷺ نے اس کو بھی بیٹھ جانے کا حکم دیا۔ پھر تیسری مرتبہ پوچھا: اس اونٹنی کو کون دوہے گا؟ پھر ایک آدمی کھڑا ہوگیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تمہارا کیا نام ہے؟ کہا: یعیش (زندگی)۔ فرمایا: ٹھیک ہے، تم اس اونٹنی کو دوہ لو۔

فائدہ:...... احادیث اور اسلاف کے واقعات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھے نام کے اچھے اثرات اور برے نام کے برے اثرات ہوتے ہیں۔ شاید اسی وجہ سے آپ ﷺ نے ان صحابی کو دوسرے صحابہ پر ترجیح دی جن کے نام کے معنی دوسروں کی نسبت زیادہ پسندیدہ تھے۔

اونٹنی کا دودھ جیسے پینا سنت رسول ﷺ ہے اور یہ کئی بیماریوں کی شفا بھی ہے آج عرب ممالک میں جگہ جگہ اونٹنی کے دودھ کے ہوٹل بنے ہوئے ہیں جہاں سے عرب اونٹنی کا تازہ دودھ اسی وقت نکال کر پیتے ہیں۔

حلال کمائی سے صدقہ

31 ...... نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص اپنی حلال کمائی سے صدقہ کرتا ہے، اگرچہ وہ کھجور کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ میں لیتے ہیں اور اسے بڑھاتے رہتے ہیں۔جیسا کہ تم میں سے کوئی اپنے بچھڑے یا نوجوان اونٹنی کی پرورش کر کے اسے بڑا کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ کے برابر یا اس سے بھی بڑا ہوجاتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ صدقہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ مبارک میں بڑھتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ پہاڑ سے بھی اونچا ہوجاتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

حق سے زیادہ صدقہ دہرے اجر کا ثواب ہوگا

32 ...... حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے عامل بنا کر بھیجا۔ چنانچہ میں ایک آدمی کے پاس گیا۔ جب اس نے اپنے مال مویشی جمع کیے تو اس کے مویشیوں میں سے صرف ایک بنت مخاض زکوٰۃ میں فرض ہوئی۔ میں نے اسے کہا: بنت مخاض صدقہ میں دے دو۔

وہ آدمی بولا: اس سے نہ دودھ حاصل ہوگا اور نہ ہی سواری کے کام آئے گا۔ یہ فربہ اور نوجوان اونٹنی لے لو۔

لیکن میں نے اونٹنی لینے سے انکار کردیا اور ہم دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں فیصلہ کروانے آئے۔ آپ ﷺ نے اس آدمی سے فرمایا: تمہارے اوپر فرض تو بنت مخاض ہی ہے، البتہ اگر تم اونٹنی ہی دینا چاہتے ہو تو ہم لے لیں گے اور ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں اجر ملے گا۔

وہ آدمی بولا: یارسول اللہ! میں یہ اونٹنی اپنے ساتھ لے کر آیا ہوں۔ اسے قبول کرلیجئے۔رسول اللہ ﷺ نے اونٹنی لینے کا حکم دیا اور اس کے مال میں برکت کی دعا کی۔ (احمد، ابوداؤد، حاکم)

یہ آدمی چور نہیں

33 ......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ ایک آدمی کو آپ ﷺ کے پاس لے کر آئے اور اس پر الزام لگایا کہ اس نے ہم سب کی اونٹنی چوری کی ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے اس آدمی کو جانے کی اجازت دے دی۔ وہ آدمی یہ کلمات پڑتے ہوئے چلا گیا:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَایَبْقٰی مِنْ صَلَاتِکَ شَیْءٌ وَّبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِنْ بَرَکَاتِکَ شَیءٌ وَّسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَایَبْقٰی مِنْ سَلَامِکَ شَیْءٌ

اے اللہ! محمد ﷺ پر درود ہو، یہاں تک کہ درود باقی نہ رہے اور محمد ﷺ پر برکت نازل فرما۔ یہاں تک کہ تیری برکتوں میں سے کچھ بھی باقی نہ رہے اور محمد ﷺ پر سلام فرمایہاں تک کہ تیرے پاس سلام ختم ہوجائے۔

اچانک اونٹنی بولی: یارسول اللہ! یہ آدمی چور نہیں ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے کہا کہ کوئی ہے جو اس آدمی کو دوبارہ میرے پاس لے آئے۔ چنانچہ اہل بدر کے ستر آدمی اس شخص کی تلاش میں نکلے اور اسے دوبارہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر کردیا۔

آپ ﷺ نے اس آدمی سے پوچھا کہ تم نے ابھی کیا پڑھا تھا؟اس آدمی نے بتایا کہ میں نے یہ پڑھا تھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اسی لیے تو میں مدینہ کی گلیوں میں فرشتوں کا ہجوم دیکھ رہا ہوں۔ قریب تھا کہ وہ میرے اور تمہارے درمیان حائل ہوجاتے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم پل صراط سے گزروگے تو تمہارا چہرہ پورے چاند کی طرح روشن ہوگا۔ (طبرانی)

صحابہ رضی اللہ عنہم کے واقعات میں اونٹ کا تذکرہ

1 ......سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں ایک مرتبہ فوج کو لے کر مکہ مکرمہ کی پہاڑی پر چڑھ رہے تھے۔ دوپہر کا وقت ہے۔ چلچلاتی دھوپ ہے۔ ایک جگہ کھڑے ہوگئے اور نیچے وادی میں دیکھنا شروع کردیا۔ فوج ساری کھڑی ہے۔ پسینہ میں شرابور ہے۔ کوئی سایہ نہیں۔ بچاؤ کی صورت نہیں۔ سب پریشان ہوگئے۔ کسی نے کہا: امیرالمومنین، خیریت تو ہے، آپ یہاں کھڑے ہیں؟

فرمایا: میں نیچے وادی میں دیکھ رہا ہوں جہاں اسلام لانے سے پہلے میں اپنے اونٹوں کو چرانے آتا تھا اور لڑکپن میں مجھے اونٹ چرانے کا طریقہ نہیں آتا تھا۔ میرے اونٹ خالی پیٹ گھر جاتے تو میرا والد خطاب مجھے ڈانٹتا تھا، کوستا تھا، کہتا تھا عمر تو کیا کامیاب زندگی گزارے گا؟ تجھے تو اونٹ بھی چرانے نہیں آتے۔ اس وقت کو یاد کررہا ہوں کہ جب عمر کو جانور چرانے نہیں آتے تھے اور آج اس وقت کو دیکھ رہا ہوں کہ جب اسلام اور قرآن کے صدقے اللہ نے عمر کو امیرالمومنین بنادیا ہے۔

یہ کتاب (قرآن) یوں اٹھاتی ہے۔ ہم بھی اگر اس کو پڑھیں گے، اللہ رب العزت ہمیں بھی عزت عطا فرمائیں گے۔ (دوائے دل: صفحہ 65)

صدقے کے اونٹ کے گم ہونے پر عمر رضی اللہ عنہ کی پریشانی

2 ......حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ صبح کے وقت میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ ایک اونٹ پر سوار وادی کی طرف چلے جارہے ہیں۔ میں نے آواز دے کر پوچھا: اے امیرالمومنین! آپ کہاں تشریف لے جارہے ہیں؟

آپ نے ارشاد فرمایا: صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ گم ہوگیا ہے۔ اس کو تلاش کررہا ہوں۔ میں نے کہا: اے امیرالمومنین! آپ نے اپنے بعد آنے والے خلفاء کو مشکل میں ڈال دیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: اے ابوالحسن! مجھے ملامت نہ کرو، رب کائنات کی قسم! جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول برحق بناکر مبعوث فرمایا ہے۔ اگر دریائے فرات کے کنارے ایک سالہ بھیڑ کا بچہ بھی مرجائے تو قیامت کے دن اس کے متعلق بھی مواخذہ ہوگا۔ کیونکہ اس امیر کی کوئی عزت نہیں جس نے مسلمانوں کو ہلاک کردیا اور نہ اس بدبخت کا کوئی مقام ہے جس نے مسلمانوں کو خوفزدہ کیا۔

مثالی انسان کا بے مثال صبر اور درگزر

3 ......حضرت عبداللہ بن عوف رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ جب آپ کو اپنے کسی بچے یا غلام کی کسی حرکت پر بہت زیادہ غصہ آتا تھا تو فقط "بارک اللہ علیک" فرماتے اور خاموش ہوجاتے۔ خواہ آپ کو جتنا بھی غصہ آتا ہوتا، اس سے زیادہ کچھ نہ کہتے۔

آپ کے پاس ایک اونٹ تھا جس پر اکثر حج کو جاتے۔ وہ اونٹ آپ کو بہت عزیز تھا۔ حتیٰ کہ آپ اس کو چارا بھی خود ڈالا کرتے تھے اور اس پر کسی دوسرے کو سوار بھی نہ ہونے دیتے تھے۔ ایک دن یوں ہوا کہ آپ کا غلام اونٹ کو پانی پلانے لے گیا اور راستے میں کسی وجہ سے غصے میں آکر اس نے اونٹ کی آنکھ پر کوڑا دے مارا جس سے اس کی آنکھ زخمی ہوگئی۔ جب وہ واپس آیا اور گھر والوں کو اس بات کا پتہ چلا تو کہنے لگے کہ آج تو حضرت کو خوب غصہ آئے گا اور غلام کو خوب کھری کھری سنائیں گے۔

لیکن جب آپ نے اونٹ کی حالت دیکھی اور آپ کو پتہ چلا کہ اونٹ کی آنکھ خراب ہوگئی ہے تو غلام کو بلاکر کہا: بارک اللہ فیک۔ جا میں نے تجھے آزاد کیا۔ لوگو! گواہ رہنا کہ میں نے اسے آزاد کردیا ہے۔ یہ کہا اور اٹھ کر نماز ادا کرنے لگ گئے۔

تمام لوگ کہنے لگے: لگتا ہے ان کے فرشتوں نے ان کے نامۂ اعمال میں بیس سال سے صرف یہی کلمہ لکھا ہوگا جبکہ آپ کا حال یہ تھا کہ جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو اسی کلمہ کی وجہ سے آپ روتے رہے۔

اونٹنی کا پسینہ دیکھ کر عمر بھر نے پھر مچھلی نہ کھائی

4 ......حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک بار تازہ مچھلی کھانے کی خواہش ہوئی تو آپ کے غلام یرفاء نے ایک اونٹنی پر سوار ہوکر تیز دوڑا کر ایک مچھلی خریدی اور پھر تیز دوڑا کر واپس بھی آگیا۔ پھر اونٹنی کو غسل دیا تاکہ معلوم ہو کہ پسینہ میں شرابور نہیں ہے بلکہ غسل کا اثر ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ چلو تمہاری سواری دیکھیں تو کان کے نیچے پسینہ موجود پایا جسے وہ دھونا بھول گیا تھا۔ یہ رنگ دیکھ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: عذبت بهيمة فى شهوة عمر

یعنی عمر کی خواہش جلد پوری کرنے کے خیال سے تم نے ایک جانور کو عذاب میں مبتلا کردیا۔ اللہ کی قسم! اب عمر تمہاری اس مچھلی کا ذائقہ تک نہ چکھے گا۔ (منتخب کنزالعمال، جلد 4 صفحہ 214)

اونٹ نے مدینہ جانے سے انکار کر دیا کیوں؟

5......حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ٹانگ سے لنگڑے تھے، اس لیے جہاد میں شریک نہ ہوسکتے تھے۔ دل میں شوق رہتا مگر معذور تھے۔ جنگ احد میں یہ شوق بہت زیادہ ہوا اور آپ کی اہلیہ محترمہ نے بھی لڑائی پر ابھارنے کے لیے کچھ طعن آمیز گفتگو کی۔ اس لیے شرکت کا اور بھی پختہ ارادہ کرلیا۔ ہتھیار لے کر روبہ قبلہ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اے اللہ! مجھے میرے گھر والوں کی طرف نہ لوٹائیو۔

لوگوں نے منع کیا کہ عمرو تم معذور ہو، نہ جاؤ۔ لیکن آپ نہ مانے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنی خواہش کا اظہار کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی فرمایا کہ تم معذور ہو، گھر میں بیٹھ کر دعا کرو۔ لیکن آپ نے عرض کیا: حضور! مجھے ضرور اجازت دیجئے۔ میری تمنا ہے کہ میں اپنے لنگڑے پاؤں سے جنت میں چلوں پھروں۔ چنانچہ اجازت عطا فرمادی گئی۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عمرو کو میدان جنگ میں دیکھا کہ اچھلتے ہوئے اور اکڑتے ہوئے جارہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اللہ کی قسم میں جنت کا مشتاق ہوں۔ چنانچہ دشمن کے دستے میں گھس کر خوب لڑے، آخرکار شہید ہوگئے۔ ان کے ایک صاحبزادے بھی ان کے ساتھ تھے۔ وہ بھی لڑکر شہید ہوئے۔ ان کی اہلیہ نے دونوں لاشوں کو اونٹ پر لادا تاکہ مدینہ شریف میں دفن کریں۔ مگر اونٹ اول تو بیٹھ گیا۔ بڑی مشکل سے اٹھا تو ہر چند مدینے شریف کی طرف کو ہانکا مگر نہ چلا۔ بار بار احد ہی کی طرف منہ کرتا تھا۔ مجبور ہوکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں شکایت کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹ کو یہی حکم ہے کہ وہ مدینے کی طرف نہ جائے۔ عمرو (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے گھر سے چلتے وقت کچھ دعا بھی کی تھی۔ انہوں نے عرض کیا: ہاں کی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہی وجہ ہے کہ اونٹ اس طرف نہیں جاتا۔

روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سوراخ کرنے سے اونٹ موٹے ہوگئے

6......ابوالجوزاء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مدینہ والے لوگ قحط میں مبتلا کیے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ایک سال مدینہ منورہ میں قحط پڑا۔ لوگ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پہنچ کر فریادی ہوئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم لوگ ایسا کرو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر حاضر ہوکر اس میں ایک روشن دان آسمان کی طرف کھول دو تاکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ رہے۔ کوئی بھی حجاب باقی نہ رہے۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ خوب بارش ہوئی، خوب گھاس اگی اور اونٹ اس گھاس کو کھا کھا کر اتنے فربہ اور موٹے تازے ہوگئے کہ چربی سے پھٹنے لگے۔ اسی مناسبت سے اس سال کو "عام الفتق" کہا جاتا ہے۔ یعنی ارزانی کا سال (سرسبزی والا سال) اس واقعہ کے بعد سے قحط کے وقت روشن دان کا کھولنا اہل مدینہ کا طریقہ چلا آرہا ہے۔ قبر شریف کے محاذ میں آج بھی جالی لگا ہوا سوراخ موجود ہے۔ (صحیح مسلم، صفحہ 559، مشکوٰۃ شریف، حصہ دوم، صفحہ 402، مشکوٰۃ شریف مترجم، جلد سوم، صفحہ 203)

وفات النبی ﷺ
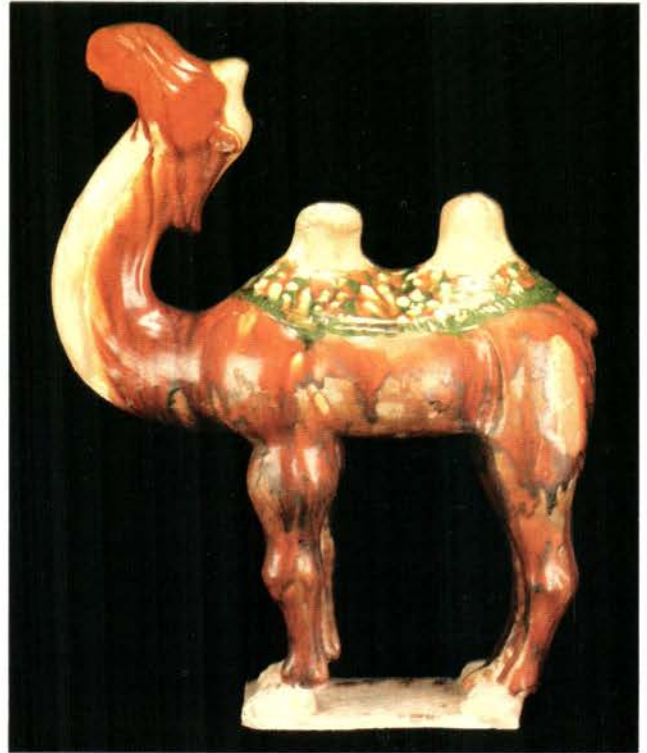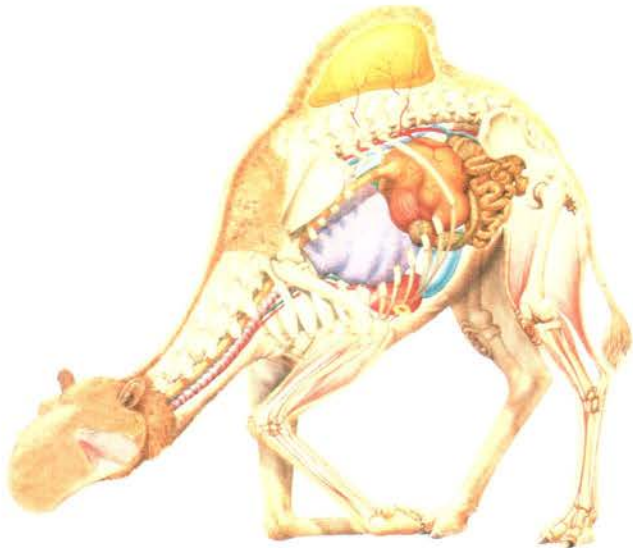
8 ...... ابوذویب ہذلی شاعر کا بیان ہے کہ جب مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہیں تو مجھے بہت رنج ہوا۔ جس کی وجہ سے مجھے رات بھر نیند نہ آئی اور رات گزارنی مشکل ہوگئی۔ تاہم صبح کے وقت میری آنکھ لگ گئی۔ اچانک مجھے غیبی آواز سنائی دی تو کوئی کہہ رہا تھا:

خطب اجل ناخ بالاسلام

بين النخيل ومقعد الاطام

نخیل اور مقعد اطام کے درمیان یعنی مدینہ منورہ میں اسلام کو ایک بڑا حادثہ پیش آیا:

قبض النبی محمد فعيوننا

تذری الدموع عليه بالاسجام

یعنی نبی کریم ﷺ کی وفات ہوگئی جس کی وجہ سے ہماری آنکھیں متواتر آنسو بہارہی ہیں۔

ابوذویب کہتے ہیں کہ میں یہ آواز (اشعار) سن کر خوفزدہ ہوگیا اور ڈر گیا اور میں نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے سعدالذابح ستارے کے علاوہ کچھ نظر نہ آیا تو میں نے اس کی تعبیر یہ لی کہ عرب میں خونریزی ہوگی اور یہ کہ رسول اکرم ﷺ کی یا تو وفات ہوچکی ہے یا اسی بیماری میں آپ ﷺ وفات پانے والے ہیں۔

چنانچہ میں اسی فکر میں اپنی اونٹنی لے کر نکل پڑا اور لگاتار چلتا رہا۔ جب صبح ہونے لگی تو مجھے اپنی اونٹنی کو تیز دوڑانے کے لیے چابک کی ضرورت پڑی۔ چنانچہ میں قمچی تلاش کرنے لگا کہ اچانک میں نے دیکھا کہ ایک خار پشت (سیہی) نے سانپ کو پکڑا ہوا ہے اور وہ سانپ اس پر لپٹا ہوا ہے اور کچھ دیر بعد اس خار پشت نے سانپ کو کھالیا۔ میں نے اس سے یہ فال نکالی کہ خار پشت (سیہی) غم وحزن کی علامت ہے اور سانپ کا خار پشت (سیہی) سے لپٹنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حق سے پھر کر کسی قائم (حاکم) کے خلاف جمع ہوجائیں گے۔ سانپ کو نگل جانے کا میں نے یہ مطلب لیا کہ آخر میں اس قائم کا غلبہ ہوگا۔ اس کے بعد میں نے اپنی اونٹنی کو تیز کردیا۔ جب میں غابہ کے مقام پر پہنچا تو میں نے ایک پرندہ سے فال لی۔ اس نے مجھے آپ ﷺ کی وفات کی غمزدہ خبر دی۔ پھر ایک کوا بائیں طرف سے اڑ کر بولنے لگا۔ اس سے بھی میں نے یہی نتیجہ نکالا۔

چنانچہ جب میں مدینہ پہنچا تو وہاں میں نے لوگوں کی چیخ و پکار سنی اور معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی وفات ہوچکی ہے۔ پھر میں مسجد نبوی ﷺ میں گیا تو اس کو خالی پایا۔ وہاں میں رسول اللہ ﷺ کی جگہ پر گیا تو اس کا دروازہ بند تھا۔ میں نے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سقیفہ بنی ساعدہ گئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ میں وہاں پہنچ گیا۔ دیکھا تو حضرت ابوبکر، عمر، ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم قریش کی ایک جماعت کے ساتھ موجود ہیں۔

میں نے وہاں انصار کو دیکھا جن میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شعراء انصار میں حضرت حسان بن مالک وکعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی موجود تھے۔ میں قریش کی صف میں بیٹھ گیا۔ انصار نے لمبی لمبی تقاریر کیں اور استحقاق خلافت پر دلائل پیش کیے۔

اس کے بعد تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے چلے گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ آیا اور آپ ﷺ کی نماز جنازہ اور تدفین میں شریک ہوا۔

زیرنظر تصویر اونٹ کی کھال سے بنے ہینڈ بیگ کی ہے

تاریخی واقعات میں اونٹ کا ذکر

حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب کی پاکدامنی

1 ......ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب کہیں سفر پر جارہے تھے کہ راستے میں ایک یہودی عورت ملی جو اپنے مذہب کی کتابوں کو خوب جانتی تھی اور وہ کاہنہ بھی تھی۔ اس کا نام ''فاطمہ بنت مر'' تھا۔ بہت زیادہ حسین وجمیل اور پارسا تھی۔ لوگ اس سے شادی کی خواہش کرتے تھے، حسن وخوبصورتی میں اس کا بہت چرچا تھا۔ جب اس کی نظر آپ پر پڑی تو اسے آپ کی پیشانی میں نور نبوت چمکتا ہوا نظر آیا، وہ آپ کے قریب آکر کہنے لگی: ''اے نوجوان! اگر تو مجھ سے ابھی مباشرت کرلے تو میں تجھے سو اونٹ دوں گی۔''

یہ سن کر عفت وحیا کے پیکر حضرت سیدنا عبداللہ نے فرمایا: مجھے حرام کام میں پڑنے سے موت زیادہ عزیز ہے اور حلال کام تیرے پاس نہیں، یعنی تو میرے لیے حلال نہیں، پھر میں تیری خواہش کیسے پوری کرسکتا ہوں؟

پھر آپ واپس گھر تشریف لائے اور حضرت سیدہ آمنہ سے صحبت فرمائی۔ چند دنوں کے بعد ایک مرتبہ پھر آپ کی ملاقات اس عورت سے ہوئی۔ اس نے آپ کے چہرہ انور پر نور نبوت نہ پاکر پوچھا: تم نے مجھ سے جدا ہونے کے بعد کیا کیا؟

آپ نے فرمایا: میں اپنی زوجہ کے پاس گیا اور اس سے مباشرت کی۔

یہ سن کر وہ بولی: خدا عزوجل کی قسم! میں بدکارہ نہیں۔ لیکن میں نے تمہارے چہرے پر نورِ نبوت دیکھا تو میں نے چاہا کہ وہ نور مجھے مل جائے۔ مگر اللہ عزوجل کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ اس نے جہاں چاہا اس نور کو رکھا۔

جب یہ بات لوگوں کو معلوم ہوئی تو انہوں نے اس عورت سے پوچھا: کیا واقعی عبداللہ نے تجھے قبول نہ کیا۔ تو نے اسے اپنی طرف سے دعوت دی تھی؟

یہ سن کر اس نے چند اشعار پڑھے، جن کا ترجمہ یہ ہے:

میں نے ایک بجلی دیکھی جس نے سیاہ بادلوں کو بھی جگمگادیا۔ اس بجلی میں ایسا نور تھا جو سارے ماحول کو چودھویں کے چاند کی طرح روشن کررہا تھا۔ میں نے چاہا کہ اس نور کو حاصل کرلوں تاکہ اس پر فخر کرتی رہوں۔ مگر ہر پتھر کی رگڑ سے آگ پیدا نہیں ہوتی۔ مگر اے عبداللہ! وہ زہری عورت (یعنی حضرت آمنہ) بڑی نصیب والی ہے جس نے تیرے دونوں کپڑے لے لیے۔ وہ کیا جانے کہ اس نے کتنی عظیم چیز حاصل کرلی ہے۔ (یعنی حضرت آمنہ نے تم سے وہ شہزادہ حاصل کرلیا ہے جس کے وجود پر دو چادریں ہیں۔ ایک حکومت کی اور دوسری نبوت کی)۔ وہ عورت اکثر یہ اشعار پڑھا کرتی تھی۔

اس واقعہ سے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم کی پاکدامنی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ایک نوجوان کو حسین وجمیل مالدار عورت گناہ کی دعوت دے اور صرف گناہ کی دعوت ہی نہیں بلکہ سو اونٹ بھی ساتھ دے لیکن پھر وہ غیرت مند اور عفت وحیا کا پیکر اپنی عزت کو محفوظ رکھنے کے لیے اس کی طرف بالکل بھی توجہ نہ دے اور اس کی دعوت کو ٹھکرادے، تو کیا یہ پاکدامنی، تقویٰ، پرہیزگاری اور خوف خدا عزوجل کی ایک اعلیٰ ترین مثال نہیں؟ یقیناً یہ خوف خدا عزوجل کی بہترین مثال ہے۔ ایسے مرد مومن کی پاکدامنی پر کروڑوں سلام۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''اللہ عزوجل مجھے ہمیشہ پاک ستھری پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل فرماتا رہا۔ صاف ستھری، آراستہ جب دوشاخیں پیدا ہوئیں، میں ان میں بہتر شاخ میں تھا۔'' (بحوالہ کنزالعمال، جلد 12 صفحہ 192، الحدیث 35484)

اونٹنی چرانے والا کون؟

2 ......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے اپنے چچازاد بھائی کے لیے بددعا کی۔ قصہ کچھ یوں تھا کہ اس کے چچازاد بھائی نے اس کی اونٹنی چرائی۔ چنانچہ وہ اس کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا تو اس نے حرم میں اپنے چچازاد بھائی کو اونٹنی سمیت پالیا اور اس سے کہنے لگا۔ یہ اونٹنی تو میری ہے۔

اس کے چچازاد بھائی نے اسے جھٹلاتے ہوئے کہا: یہ اونٹنی تمہاری نہیں ہے۔ اونٹنی کے مالک نے کہا: اچھا تو تم قسم کھاؤ کہ یہ اونٹنی میری نہیں ہے۔

اس نے کہا: ٹھیک ہے، میں قسم کھاتا ہوں اور مقام ابراہیم پر اس طرح قسم کھا بیٹھا کہ میں اس گھر کے مالک کی قسم کھاتا ہوں جو کہ خلاف عادت چیزوں کے ظہور پر قادر ہے کہ یہ اونٹنی تمہاری نہیں ہے۔

تو لوگوں نے اونٹنی کے مالک سے مایوس کن انداز میں کہا: اب تمہارے پاس اس اونٹنی کو حاصل کرنے کے لیے کوئی چارہ کار نہیں۔

یہ سن کر اونٹنی کا مالک رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان ہاتھ پھیلا کر کھڑا ہوا اور اپنے حریف کو بددعا دینے لگا۔ ابھی وہ بددعا کرکے اس جگہ سے ہٹا بھی نہ تھا کہ چور ہوش وحواس سے بیگانہ ہوگیا اور اس کی عقل جاتی رہی۔ وہ دیوانہ وار مکہ کی گلیوں میں چلاتا پھرتا کہ میرا اونٹنی سے کیا واسطہ! میرا اس اونٹنی والے سے کیا مطلب!

جب عبدالمطلب کو اس معاملے کی خبر پہنچی تو انہوں نے اس اونٹنی کو اس مظلوم شخص کے حوالے کردیا اور چور اسی دیوانگی کے عالم میں کچھ عرصہ رہا۔ یہاں تک کہ ایک پہاڑ سے نشیب میں گر پڑا اور وحشی درندوں کا نوالہ بنا۔

(مظلوم کی آہ)

اونٹوں کی قطار اور نظر کا علاج

3 ...... خراسان میں ایک شخص تھا جو اشیاء کو نظر لگا دیا کرتا تھا۔ چنانچہ کسی روز ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اودھر سے اونٹوں کی ایک قطار نکلی۔ اس نے لوگوں سے کہا کہ تم کونسا اونٹ کھانا چاہتے ہو؟ انہوں نے ایک اونٹ کی طرف اشارہ کیا۔ اس کا نظر بھر کر دیکھنا تھا کہ وہ اونٹ فوراً گر پڑا۔ اونٹ کے گرتے ہی اس کے مالک نے یہ پڑھنا شروع کر دیا:

بِسْمِ اللّٰهِ عَظِيْمِ الشَّانِ شَدِيْدِ الْبُرْهَانِ مَاشَآءَ اللّٰهُ كَانَ حَبْسٌ حَابِسٍ مِنْ حَجَرٍ يَابِسٍ وَّشِهَابٍ قَابِسٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَرَدْتُّ عَيْنَ الْعَائِنِ وَفِىْ كَبِدِه وَكُلْيَتِه وَاجِبِ الْخَلْقِ اِلَيْهِ لَحْمٌ رَقِيْقٌ وَعَظْمٌ رَقِىٌّ فَمَا يَلِيْقُ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ مَاشَآءَ اللّٰهُ كَانَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

''اللہ کے نام سے جس کی بڑی شان ہے جس کی دلیل سخت ہے جو اللہ نے چاہا وہ ہوا۔ خشک پتھر اور روشن ستارے سے روکنے والے نے روکا۔ اے اللہ، میں نے نظر لگانے والے کی نظر کو اسی پر اور اسی کے جگر اور گردہ میں لوٹا دیا۔ مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب اس کو پتلا گوشت اور باریک ہڈی ہے۔ پس جو لائق ہو۔ پس نظر پھیر کیا کوئی شگاف دیکھتا ہے۔ پھر بار بار نظر پھیر تیری طرف مردود مر کر اور تھک کر پھر نظر لوٹ آئے گی۔ جو اللہ نے چاہا وہ ہوا۔ بے مدد کے کسی کو قوت نہیں۔''

اس کے پڑھتے ہی اونٹ اچھل کر اٹھ کھڑا ہوا اور نظر لگانے والے کی آنکھ نکل پڑی۔ (نزہۃ المجالس)

زمانہ جاہلیت کی ایک مشہور لڑائی کا سبب

4 ...... عرب کا قبیلہ ربیعہ چالیس برس تک زبردست خانہ جنگی میں الجھا رہا اور اس کا سبب صرف ایک اونٹنی کا قتل تھا۔ یہ لڑائی جنگ بسوس کے نام سے آج تک مشہور ہے۔ ایک طرف قبیلۂ شیبان و بکر تھا، دوسری طرف قبیلۂ تغلب تھا۔ ظہور اسلام سے قبل پانچویں صدی عیسوی کے آخر اور چھٹی صدی کے شروع میں ان کی لڑائیاں ہوئی تھیں۔ پورے عرب میں ان کی جنگوں کے تذکروں سے مجالس گرم رہتی تھیں۔

ان لڑائیوں میں سینکڑوں انسان قتل ہوئے۔ عورتیں بیوہ ہوئیں، بچے یتیم ہوئے، خاندان تباہ ہوئے، کئی گھر اجڑ گئے اور میدان انسانی لہو سے رنگین ہوگئے اور یہ جنگ جاری رہی تاآنکہ دونوں قبیلوں کے سرکردہ افراد نیست و نابود ہوگئے۔ قوت جواب دے گئی اور جنگ کرنے کی سکت باقی نہ رہی۔ تب جا کر معمولی سی گفت وشنید پر صلح کرنے پر مجبور ہوئے اور صلح ہوئی۔

بنوشیبان میں جساس بن مرہ کی بسوس نامی خالہ کی ایک اونٹنی تھی۔ اس اونٹنی کا نام سراب تھا۔ بعض روایات میں ہے کہ یہ اونٹنی بسوس کے ایک جار یعنی حلیف کی تھی۔ کلیب قبیلہ ربیعہ یعنی بنوتغلب اور بنوشیبان کا سردار تھا۔ نسلاً تغلبی اور بڑا سرکش تھا۔ اپنے اونٹوں کے لیے جس علاقے کو بطور چراگاہ منتخب کرلیتا تو کسی اور کا اونٹ وہاں چرنے کے لیے نہیں جاسکتا تھا۔ اس کی چراگاہ میں قنبرہ پرندے کا آشیانہ تھا۔

ایک مرتبہ کلیب نے سراب اونٹنی کو دیکھا کہ اس نے وہ آشیانہ خراب کرکے قنبرہ کے انڈوں کو توڑ دیا ہے تو اس نے غصے میں آکر اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اس اونٹنی کا بچہ قتل کردو اور اس کے تھنوں پر تیر مارو۔ تیر لگنے سے اونٹنی کا خون اور دودھ بہنے لگا۔

اونٹنی چیختی چلاتی ہوئی جب واپس اپنے گھر پہنچی تو اس کی مالکن (عورت) نے شور برپا کردیا۔ اس کے بھانجے جساس نے دوسرے دن کلیب کو جو اس کا بہنوئی بھی تھا قتل کرڈالا۔ چنانچہ دونوں قبیلوں میں جنگ چھڑ گئی۔ اس طرح چالیس یا بیالیس برس تک ان کی آپس میں لڑائی ہوتی رہی۔ کتاب ''ایام العرب'' میں اس جنگ کی تفصیل مذکور ہے۔

(از حضرت مولانا موسیٰ روحانی بازی)

سنت نبوی کا مذاق اڑانے کا انجام

4 ......حضرت سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ سفر کررہے تھے۔ جب انہوں نے سفر شروع کیا تو یہ دعا پڑھی:

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ

''پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لیے اسے مطیع کردیا اور ہم اسے قابو میں لانے والے نہ تھے اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔''

ان لوگوں میں ایک شخص تھا جس کی اونٹنی کمزور تھی۔ اس نے اس دعا کے پڑھنے کے بجائے یوں کہا کہ میری تو یہ حالت ہے خود اونٹنی میرے مسخر نہیں ہے۔تو اونٹنی جب اس کو لے کر چلی تو اس کو گرایا اور اس کی گردن کو توڑ دیا۔ (عذاب کے واقعات، صفحہ 219)

خوفناک وادی

6 ......حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک بنوتمیمی شخص نے اپنے اسلام لانے کا یہ قصہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ مجھے ایک سفر کے دوران ایک بہت بڑے ریگستان میں رات گزارنا پڑی۔ اس خوفناک ریگستان میں میری اونٹنی میرے ساتھ تھی اور میں بالکل تنہا تھا۔ رات کا وقت تھا۔ میں نے اونٹنی کو ایک جگہ بٹھایا اور خود لیٹ گیا اور سوجانے سے پہلے میں نے یہ پڑھا:

اعوذ بعظیم هذا الوادی

''اس وادی کے بڑے جن کے ساتھ میں پناہ مانگتا ہوں۔''

یہ پڑھ کر میں سوگیا۔ سونے کے بعد خواب میں، میں نے دیکھا کہ ایک قوی ہیکل جوان جس کے ہاتھ میں ایک خنجر ہے آیا اور آتے ہی وہ خنجر اس نے میری اونٹنی کے حلق پر رکھ دیا۔ یہ دیکھتے ہی میں گھبرا کر جاگ اٹھا اور اردگرد دیکھنے لگا۔مگر مجھے کوئی چیز نظر نہ آئی۔ میں اسے یوں ہی وہم و خیال سمجھ کر پھر سوگیا۔

دوبارہ پھر وہی جوان ہاتھ میں خنجر لیے نظر آیا۔ اس نے خنجر میری اونٹنی کے گلے پر رکھ دیا۔ میں پھر چونک پڑا اور دیکھا کہ میری اونٹنی بھی کانپ رہی ہے۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہی جوان ہاتھ میں خنجر لیے کھڑا نظر آیا اور اس کے ساتھ ایک بوڑھا شخص بھی تھا۔جس نے اس جوان کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا اور اونٹنی کے قریب آنے سے روک رکھا تھا اور دونوں آپس میں لڑ جھگڑ رہے تھے۔

تھوڑی دیر میں تین بڑے بڑے بیل وہاں آگئے اور اس بوڑھے نے اس جوان سے کہا کہ ان بیلوں میں سے جو بیل چاہو، اس میرے پڑوسی آدمی کی اونٹنی کے بدلے میں لے لو۔مگر میرے پڑوسی آدمی کی اونٹنی کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ چنانچہ وہ جوان آگے بڑھا اور ان بیلوں میں سے ایک بیل اس نے پکڑلیا اور اسے لے کر وہاں سے چلا گیا۔

پھر وہ بوڑھا شخص مجھ سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ دیکھو بھائی! اب تم لوگ اس قسم کی ڈراؤنی جگہوں میں کسی جن کے ساتھ پناہ نہ مانگا کرو۔ اس لیے کہ اب اس کا زور اور ان کا طلسم ٹوٹ چکا ہے۔ اب تم یوں کہا کرو:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ رَبِّ مُحَمَّدٍ مِنْ هَوْلِ هٰذَا الْوَادِی

''میں محمد کے رب کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں اس وادی کے ہول (ہیبت) سے۔''میں نے کہا کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں؟

اس نے بتایا کہ یہ نبی عربی ہے۔میں نے پوچھا: کہاں رہتے ہیں؟

اس نے کہا: مدینہ منورہ میں۔

میں یہ سن کر انتہائی شوق میں اپنی اونٹنی پر سوار ہوا اور سیدھا مدینہ منورہ آپہنچا اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ حضور ﷺ نے مجھے دیکھتے ہی میرا یہ سارا قصہ خود ہی لفظ بہ لفظ سنادیا اور پھر مجھے مسلمان ہوجانے کے لیے ارشاد فرمایا تو میں فوراً کلمہ پڑھ کر حلقہ بگوش اسلام ہوگیا۔

(کتاب نوادر قلیوبی، صفحہ 120)
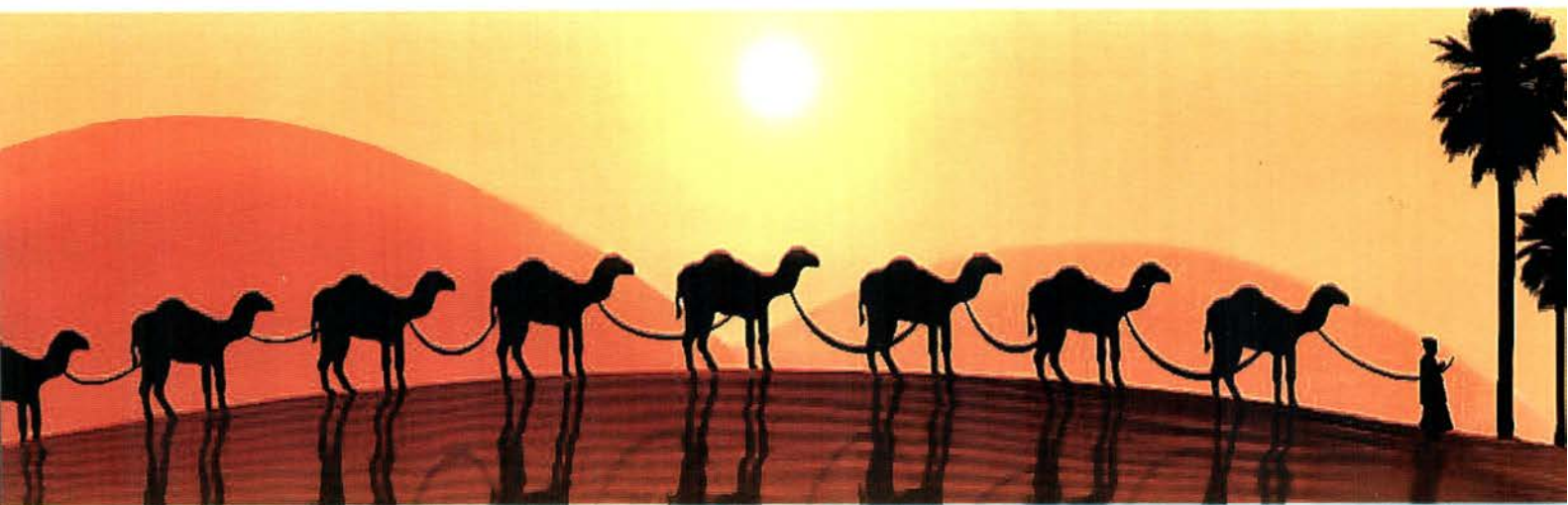
اونٹ بدک گئے

7 ...... کہتے ہیں کہ امیہ کو جن نظر آتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ قریش کے کسی قافلہ کے ساتھ نکلا۔ راستہ میں اس کو ایک سانپ نظر آیا۔ قافلہ والوں نے اس کو مار ڈالا۔ اس کے بعد ایک اور سانپ نمودار ہوا اور کہنے لگا کہ مجھے فلاں مقتول کا قصاص دو۔ یہ کہہ کر اس نے زمین پر ایک لکڑی ماری، جس کی وجہ سے قافلہ کے سارے اونٹ بدک کر منتشر ہونے لگے۔

قافلہ والے منتشر اونٹوں کو جمع کرتے کرتے تھک گئے۔ قافلہ والوں نے جب ان اونٹوں کو جمع کرلیا تو وہ سانپ پھر نمودار ہوا اور پھر زمین پر لاٹھی ماری۔ جس کی وجہ سے تمام اونٹ پھر بدک گئے۔ قافلہ والے ان اونٹوں کو تلاش کرتے کرتے ایک ایسے چٹیل میدان میں پہنچ گئے جہاں پانی کا نام و نشان نہ تھا۔ قافلہ والے تھکن اور پیاس سے چور تھے۔

انہوں نے امیہ سے اس مصیبت سے بچنے کا راستہ پوچھا۔

امیہ نے جواب دیا کہ دیکھتا ہوں، شاید کوئی صورت نکل آئے۔

امیہ اس کوشش میں وہاں سے چل دیا۔اس کو دور ایک آگ جلتی نظر آئی۔ وہ آگ کی سمت چل پڑا۔ جب آگ کے قریب پہنچا تو اس کو خیمہ میں ایک بوڑھا شخص نظر آیا جو دراصل جن تھا۔ امیہ نے اس کو سارا واقعہ سنایا۔اس بوڑھے نے کہا کہ اگر پھر تم کو وہ سانپ ستانے آئے یہ کلمہ سات مرتبہ پڑھ دینا ''بِاسْمِکَ اَللّٰھُمَّ''

چنانچہ تیسری مرتبہ پھر جب جنات قافلہ والوں کو ستانے کے لیے آئے تو انہوں نے یہ کلمہ پڑھ دیا۔ یہ کلمہ سن کر جنات کہنے لگے کہ تمہارا ناس ہو۔ یہ کلمہ تم کو کس نے بتادیا۔ اور اس طرح ان قافلے والوں کو جنات سے خلاصی ہوئی۔ (حیات الحیوان، جلد 1)

اونٹ زندہ ہوگیا

8 ...... حضرت سیدنا محمد بن سعید بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بصرہ کے راستے میں پیدل چل رہا تھا کہ میں نے ایک دیہاتی کو اپنے اونٹ کو ہانکتے ہوئے دیکھا۔ میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اچانک اونٹ گر کر مر گیا اور وہ شخص اور کجاوہ گر گیا۔تو وہ دیہاتی اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کرنے لگا:

''اے تمام اسباب کو پیدا کرنے والے! اور ہر طلبگار کی طلب کو پورا کرنے والے! مجھے اسی حالت پر لوٹادے۔''

تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اونٹ دوبارہ اٹھ کھڑا ہوا اور وہ شخص اور کجاوہ بھی اس کے اوپر ہوگیا۔ (عیون الحکایات)

علامہ قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بصرہ کے راستے میں ایک دیہاتی کو اونٹ پر جاتے ہوئے دیکھا۔تھوڑا ہی چل کر وہ اونٹ گر پڑا۔ میں جب اس دیہاتی کے قریب گیا تو وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کررہا تھا۔ اے مسبب الاسباب تو اپنی رحمت سے میری سواری لوٹادے۔

میں نے دیکھا کہ کچھ ہی دیر میں وہ اونٹ کان جھاڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور سوار اس پر سوار ہوکر چل پڑا۔ (رسالہ قشیریہ)

9 ......ایک تاجر اپنے اونٹ پر بہت سا مال تجارت لاد کر مصر گیا۔ مصر پہنچا تو وہاں ہجوم میں اپنا اونٹ معہ سامان کے کھو بیٹھا۔ بڑا پریشان ہوا اور اونٹ کی کافی تلاش کی۔ مگر وہ نہ ملا۔ ایک شخص نے اس سے کہا کہ یہاں ایک بہت بڑے بزرگ حضرت ابوالعباس ومہوری ہیں۔ ان کی خدمت میں جاؤ۔ وہ دعا کریں گے تو تمہارا اونٹ معہ سامان کے مل جائے گا۔

چنانچہ وہ تاجر حضرت ابوالعباس کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضور! میرا اونٹ معہ سامان کے گم ہوگیا ہے۔ میرے لیے دعا فرمائیے۔

حضرت نے اس کی بات کا تو کوئی جواب نہ دیا۔ صرف اتنا کہا کہ آج ہمارے پاس دو مہمان آئے ہیں ان کے لیے کچھ آٹا اور گوشت درکار ہے۔

تاجر نے جب یہ سنا تو دل ہی دل میں کہنے لگا: کمال ہے میں اپنا دکھ بیان کر رہا ہوں اور انہیں اپنے آٹے، گوشت کی پڑی ہے۔ بددل ہوکر واپس آ گیا اور واپس آتے ہوئے اسے اپنا ایک مقروض نظر آیا جس سے اس نے کافی رقم لینا تھی۔ یہ اس کے درپے ہوگیا اور کہنے لگا: آج تو میں کچھ نہ کچھ لے کر ہی چھوڑوں گا۔

اس نے ساٹھ درہم ادا کردیئے۔ یہ تاجر بازار گیا اور دل میں کہنے لگا کہ حضرت ابوالعباس نے آٹے اور گوشت کا کہا تھا۔ روپے مل ہی گئے ہیں۔ چلو یہ چیزیں خرید لو اور چل کر حضرت ابوالعباس کو دو۔ یا تو سب کچھ مل جائے گا اور یا پھر یہ ساٹھ درہم بھی گئے۔

چنانچہ اس نے کچھ آٹا، کچھ گوشت اور باقی پیسے جو بچے ان سے کچھ میٹھی چیزیں بھی خرید لیں اور سب کچھ لے کر حضرت ابوالعباس کے پاس جانے لگا۔ جب حضرت کے مکان کے قریب پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کا اونٹ معہ سامان کے ان کے دروازے کے پاس کھڑا ہے۔ یہ دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔ قریب جا کر دیکھا تو واقعی اس کا اپنا ہی اونٹ تھا اور سامان بھی سارا موجود تھا۔ خوشی سے اندر گیا اور سب چیزیں حضرت ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ کے آگے رکھ دیں۔

حضرت نے دیکھ کر فرمایا کہ آٹے اور گوشت کے علاوہ یہ چیزیں کیسی ہیں؟ تاجر نے کہا: حضور! یہ میں اپنی طرف سے زائد لے آیا ہوں۔

فرمایا: مگر معاہدہ میں یہ چیزیں تو شامل نہ تھیں۔ اچھا اگر تم لے آئے ہو تو ہم بھی زیادہ کردیتے ہیں۔ جاؤ اپنا سامان منڈی میں لے کر جاؤ اور اپنا سامان اچھی قیمت پر بیچو اور کسی دوسرے تاجر کے آجانے کا خوف مت کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ جب تک تم اپنا مال خاطر خواہ داموں پر بیچ نہ لوگے دوسرا کوئی تاجر منڈی میں نہ آئے گا۔

چنانچہ یہ تاجر منڈی میں پہنچا تو اور کوئی دوسرا تاجر وہاں موجود نہ تھا۔ اس نے اپنا سب مال اچھے داموں میں بیچ دیا تو پھر دیکھا کہ ایک دم دوسرے تاجر بھی آ گئے اور یہ کافی نفع حاصل کرکے وہاں سے لوٹا۔ (روض الریاحین، صفحہ 210)

اونٹ، بیل اور دنبے کی مزاحیہ کہانی

10 ...... ایک اونٹ، بیل اور دنبہ یہ تینوں کہیں جا رہے تھے اور تینوں ہی بھوکے تھے۔ اتفاقاً راستے میں گھاس کا ایک ڈھیر انہیں مل گیا اور تینوں نے مشورہ کیا کہ اسے کون کھائے؟ اگر تینوں ہی کھاتے ہیں تو تینوں میں سے کوئی سیر نہ ہوگا۔ اس لیے ایک کھالے تاکہ ایک تو سیر ہوجائے۔ مگر کھائے کون؟ آخر فیصلہ یہ ہوا کہ تینوں میں سے جو عمر میں بڑا ہو وہ کھائے۔

چنانچہ دنبہ بولا کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جب قربان ہونے لگے تھے اور ان کی جگہ جنت سے جو دنبہ آیا تھا، اس دنبے کا میں چھوٹا بھائی ہوں۔

بیل بولا جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر تشریف لائے تھے اور انہوں نے جس بیل کے ساتھ زمین پر ہل چلایا تھا اس بیل کا میں بڑا بھائی ہوں۔ اونٹ نے جو دیکھا کہ اب تو کوئی زمانہ ہی باقی نہیں رہا تو اس نے اپنی لمبی گردن ایک دم گھاس کے ڈھیر میں ڈالی اور گھاس کھانے لگا اور کہنے لگا کہ جو دیکھنے میں بڑا نظر آئے وہی بڑا ہے۔

مست اونٹ لاغر ہوگیا

11 ...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک شخص کے قریب سے گذر ہوا جو اونٹ چرا رہا تھا۔ وہاں آپ نے ایک موٹا اونٹ دیکھا کہ مست ہوکر ایک اونٹ کو کاٹ رہا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کا کان پکڑ کر کہا کہ تو، تُو مرنے والا ہے۔ پھر کچھ دنوں بعد جو اس شخص پر گذر ہوا تو دیکھا کہ وہ بدستور اونٹ چرا رہا تھا اور اس اونٹ کو دیکھا کہ دبلا ہوگیا ہے اور سب سے الگ ہے، کھانا پینا چھوڑ دیا ہے۔ اس چرواہے سے حال پوچھا تو اس نے کہا کہ اے روح اللہ! مجھے معلوم نہیں مگر اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ایک شخص گذرا تھا اور وہ اس کے کان میں کچھ کہہ گیا، جب سے اس کی یہ حالت ہوگئی ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔

کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب موت کی یاد کرتے تھے تو بدن سے خون ٹپکنے لگتا تھا۔ (نزہۃ المجالس، جلد 1)

قوم عاد نے جب اللہ کی نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ نے بطور عذاب ان پر خوفناک آندھی کو مسلط کیا۔ جس کی وجہ سے سات راتیں اور آٹھ دن تک ان پر ہوا کا عذاب چلایا گیا۔ حتیٰ کہ طوفانی ہوا کی وجہ سے قوم عاد کے اونٹ، بکریاں اور دیگر مویشی زمین کے اوپر پرندوں کی مانند اڑ رہے تھے۔ (العقوبات)

اونٹ کو تلاش کرتے ہوئے شداد کی جنت میں پہنچ گئے

(12).....قوم عاد کا مورث اعلیٰ عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح ہے۔ اس ''عاد'' کے بیٹوں میں ''شداد'' بھی ہے۔ یہ بڑی شان و شوکت کا بادشاہ ہوا ہے۔ اس نے اپنے وقت میں تمام بادشاہوں کو اپنے جھنڈے کے نیچے جمع کر کے سب کو اپنا مطیع و فرمانبردار بنالیا تھا۔

اس نے پیغمبروں کی زبان سے جنت کا ذکر سن کر بطور سرکشی دنیا میں ایک جنت بنانی چاہی اور اس ارادہ سے ایک بہت بڑا شہر بنایا۔ جس کے محل سونے چاندی کی اینٹوں سے تعمیر کیے گئے اور زبرجد اور یاقوت کے ستون ان عمارتوں میں نصب کیے گئے اور ایسے ہی فرش مکانوں میں بنائے گئے۔ سنگریزوں کی جگہ آبدار موتی بچھائے گئے۔ ہرمحل کے گرد جواہرات پر نہریں جاری کی گئیں۔ قسم قسم کے درخت زینت اور سائے کے لیے لگائے گئے۔ الغرض اس سرکش نے اپنے خیال سے جنت کی تمام چیزیں اور ہرقسم کی عیش و عشرت کے سامان شہر میں جمع کر دیے۔

جب یہ شہر مکمل ہوا تو شداد بادشاہ اپنے اعیان سلطنت کے ساتھ اس کی طرف روانہ ہوا۔ جب ایک منزل کا فاصلہ باقی رہ گیا تو آسمان سے ایک ہولناک آواز آئی جس سے اللہ تعالیٰ نے شداد اور اس کے تمام ساتھیوں کو ہلاک کردیا اور وہ اپنی بنوائی ہوئی جنت کو دیکھ بھی نہ سکا۔

ہوئے صحرائے عدن سے گزر کر اس شہر میں پہنچے اور اس کی تمام زینتوں اور آرائشوں کو دیکھا۔ مگر وہاں کوئی رہنے بسنے والا انسان نہیں ملا۔ یہ تھوڑے سے

ہوئی تو انہوں نے عبداللہ بن قلابہ کو بلا کر پورا حال دریافت کیا اور انہوں نے جو کچھ دیکھا تو سب کچھ بیان کردیا۔

پھر حضرت امیر معاویہ نے کعب احبار کو بلا کر دریافت کیا کہ کیا دنیا میں کوئی ایسا شہر ہے؟

تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے۔ یہ شہر شداد بن عاد نے بنایا تھا۔ لیکن یہ سب عذاب الٰہی سے ہلاک ہوئے اور اس قوم میں سے ایک آدمی بھی باقی نہیں رہا اور آپ کے زمانے میں ایک مسلمان جس کی آنکھیں نیلی، قد چھوٹا اور اس کے ابرو پر ایک تل ہوگا اپنے اونٹ کو تلاش کرتے ہوئے اس ویران شہر میں داخل ہوگا۔ اتنے میں عبداللہ بن قلابہ بھی آگئے تو کعب احبار نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ بخدا جو شخص جو شداد کی بنائی ہوئی جنت کو دیکھے گا وہ یہی شخص ہے۔ (خزائن العرفان، صفحہ **864**)

ایک بزرگ اپنا قصہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک دفعہ اپنی اونٹنی پر سفر کررہے تھے کہ شام کے وقت وہ ایک چشمے کے پاس پہنچے جو کسی اعرابی کا تھا۔ وہ اس خیمے میں چلے گئے۔ اندر صرف اس کی بیوی تھی۔ وہ پوچھنے لگی کہ تم کون ہو؟

انہوں نے کہا: میں یہاں مہمان ہوں۔

وہ کہنے لگی: مہمان کا ہم سے کیا کام؟ اتنے بڑے جنگل میں تمہیں یہی جگہ ملی؟ اس کے بعد اس عورت نے گندم پیس کر آٹا گوندھا اور روٹی پکا کر کھانے لگی۔ کچھ دیر میں ہی اس کا خاوند آیا تو وہ اپنے ساتھ دودھ لیتا آیا تھا۔ اس نے آتے ہی سلام و دعا کی اور پھر ان بزرگ سے پوچھنے لگا کہ وہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں مہمان ہوں۔

یہ سن کر وہ بہت خوش ہوا اور خوش آمدید کہا۔ پھر ایک دودھ کا پیالہ انہیں پینے کے لیے پیش کیا۔ پھر کہنے لگا: لگتا ہے کہ میری بیوی نے آپ کو کچھ کھانے کے لیے نہیں دیا۔ انہوں نے کہا: خدا کی قسم میں نے کچھ نہیں کھایا۔

یہ سن کر وہ عورت پر بہت برہم ہوا اور کہنے لگا۔ تیراناس ہو تو نے خود تو پیٹ بھر کر کھالیا جبکہ ہمارا مہمان بھوکا بیٹھا رہا۔

عورت نے کہا: میں کیا کروں، میرے پاس اس کے علاوہ کچھ نہ تھا، خود بھوکی رہتی اور تیرے مہمان کو اپنا کھانا کھلا دیتی۔ اس سے دونوں میں تکرار ہوئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے عورت کو مارا اور زخمی کردیا۔

اس کے بعد اس نے چھری لے کر بزرگ کی اونٹنی کو ذبح کردیا۔

انہوں نے کہا: یہ تو نے کیا کردیا؟

اس نے جواب دیا: بخدا میرا مہمان رات کو بھوکا نہیں سو سکتا۔ پھر اس نے آگ جلائی اور اس پر گوشت کو بھونا۔ پھر ان کے ساتھ بیٹھ کر کھایا اور اپنی بیوی کو غصے سے کہا کہ خدا تجھے رزق نہ دے۔

صبح کو وہ ان سے پہلے گھر سے چلا گیا اور بزرگ نہایت غمگین بیٹھے تھے کہ اونٹنی تو ذبح ہوگئی تھی۔ دوپہر کے وقت وہ اعرابی گھر آیا تو اپنے ساتھ ایک موٹی تازی نہایت خوبصورت اونٹنی لایا۔ اس نے وہ اونٹنی ان بزرگ کو ذبح کی ہوئی اونٹنی کے بدلے دے دی اور کچھ بچا ہوا گوشت اور سفر کا کچھ اور سامان ساتھ دے دیا۔ پھر وہ بزرگ وہاں سے رخصت ہوکر اپنے راستے کی طرف چل پڑے۔

اسی دن شام کے وقت وہ بزرگ ایک خیمے کے پاس پہنچے۔ وہ بھی کسی اعرابی کا خیمہ تھا۔ وہ اندر گئے اور سلام کیا۔ وہاں بھی ایک عورت تھی جس کا شوہر گھر پر نہ تھا۔ اس عورت نے سلام کا جواب دے کر ان سے سوال کیا کہ وہ کون ہیں؟ انہوں نے اسے بھی وہی جواب دیا کہ وہ مہمان ہیں۔

مہمان کا سن کر وہ بہت خوش ہوئی اور اسے خوش آمدید کہا۔ اس کے بعد اس نے گندم پیسا اور آٹا گوندھ کر روٹی پکائی اور اس پر گھی لگا کر روٹی اور تلی ہوئی مرغی ان کو دے دی اور ان کو کھانے کا کہہ کر عاجزی سے کہنے لگی کہ ہم صحیح طریقے سے آپ کی تواضع نہیں کرسکے۔ آپ ہمیں معذور سمجھئے کہ ہم آپ کے شایان شان مہمان نوازی نہیں کرسکتے۔

کچھ ہی دیر میں ایک بدشکل اعرابی آیا اور انہیں سلام کرکے پوچھنے لگا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں مہمان ہوں۔

یہ سن کر اس نے سختی سے کہا: مہمان کا ہم سے کیا کام؟

اس کے بعد اپنی بیوی سے کھانا مانگا۔

بیوی نے بتایا کہ کھانا تو اس نے مہمان کو دے دیا۔ یہ سن کر وہ آگ بگولہ ہوگیا کہ مہمان میرا کھانا کھائے اور میں بھوکا رہوں اور اس عورت کو مار مار کر اس کا سر پھاڑ دیا۔

یہ منظر دیکھ کر وہ بزرگ ہنسنے لگے۔ ان کو ہنستا دیکھ کر اعرابی نے اس کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے اسے پہلے اعرابی اور اس کی عورت کا قصہ سنایا۔

یہ سن کر اس نے بتایا کہ اس کی بیوی اس پچھلے اعرابی کی بہن ہے اور اس پچھلے اعرابی کی بیوی جس نے مہمان نوازی نہ کی میری بہن ہے۔

بزرگ فرماتے ہیں: یہ رات میں نے بڑی حیرانی سے گزاری اور صبح ہوتے ہی وہاں سے چل دیا۔ (حیاۃ الحیوان جلد نمبر **2**)

موضوع نمبر 2

قرآن مجید میں گائے کا ذکر

قرآن مجید کی سورتوں میں عجل، عجلا، عجل (بچھڑا) کے الفاظ ملتے ہیں۔

جن سورتوں میں یہ الفاظ ملتے ہیں ان کے نام درج ذیل ہیں:

پارہ 1	سورۃ البقرہ	رکوع نمبر 6
پارہ 6	سورۃ النساء	رکوع نمبر 22
پارہ 12	سورۃ ھود	رکوع نمبر 7
پارہ 27	سورۃ الذاریات	رکوع نمبر 2
پارہ 1	سورۃ البقرہ،	رکوع نمبر 11
پارہ 9	سورۃ الاعراف	رکوع نمبر 8
پارہ 16	سورۃ طٰہٰ	رکوع نمبر 4

بچھڑے اور گوسالہ کا نام قرآن مجید میں نو مقام پر آیا ہے۔ ذیل میں گائے کے بارے میں چند معلوماتی باتیں پیش کی جاتی ہیں:

بیل کی مادہ گائے کہلاتی ہے۔ ہزارہا سال ہوئے انسان نے گائے کو پالتو بنالیا تھا۔ مگر ان کی کئی اقسام اب بھی جنگلوں میں موجود ہیں۔ جنگلی گائے عموماً 5 سے 20 جانوروں پر مشتمل ریوڑوں کی صورت میں رہتی ہیں جنہیں ایک بیل کی قیادت حاصل ہوتی ہے۔ جنگلی گائے عموماً صبح سویرے اور دوپہر کو آرام کے علاوہ باقی سارا دن اِدھر اُدھر چرتی پھرتی ہیں۔ چرنے کے بعد گائے کسی محفوظ جگہ بیٹھ کر جگالی اور آرام کرتی ہے۔

ایک عام گائے روزانہ 30 سے 40 لیٹر تک دودھ دیتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ یومیہ دودھ دینے والی گائے کا عالمی ریکارڈ 109 لیٹر تھا۔ اب جنوبی افریقہ کی ایک گائے نے 111 لیٹر یومیہ دودھ دے کر پچھلا عالمی ریکارڈ توڑ دیا ہے۔

گائے بہت مفید اور کارآمد چوپایہ ہے۔ اس کے دودھ سے کئی مفید کام لیے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس کے گوبر تک سے انسان کو متعدد فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ گوبر کے اپلے بنا کر ایندھن کا کام لیا جاتا ہے۔ گوبر اور ہڈیوں سے کھاد بھی تیار ہوتی ہے۔ (حیوانوں کے قرآنی قصے)

سامری کا بچھڑا

اس کا تفصیلی واقعہ یوں ہے کہ فرعون کی ہلاکت کے بعد بنی اسرائیل اس کے پنجے سے آزاد ہوکر ایمان لائے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خداوندکریم کا یہ حکم ہوا کہ وہ چالیس راتوں کا کوہ طور پر اعتکاف کریں۔ اس کے بعد انہیں کتاب (توراۃ) دی جائے گی۔

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر چلے گئے اور بنی اسرائیل کو اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کے سپرد کردیا۔ آپ علیہ السلام چالیس دن تک دن بھر روزہ دار رہ کر ساری رات عبادت میں مشغول رہتے۔

جن دنوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر معتکف تھے۔ سامری نے آپ کی غیرموجودگی کوغنیمت جانا اور یہ فتنہ برپا کردیا کہ اس نے بنی اسرائیل کے سونے چاندی کے زیورات کو مانگ کر پگھلایا اور اس سے ایک بچھڑا بنایا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدموں کی خاک جو اس کے پاس محفوظ تھی اس نے وہ خاک بچھڑے کے منہ میں ڈال دی تو وہ بچھڑا بولنے لگا۔ پھر سامری نے بنی اسرائیل سے یہ کہا کہ اے میری قوم! حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر خداعزوجل کے دیدار کے لیے تشریف لے گئے ہیں حالانکہ تمہارا خدا تو یہی بچھڑا ہے۔ لہٰذا تم لوگ اسی کی عبادت کرو۔

سامری کی اس تقریر سے بنی اسرائیل گمراہ ہوگئے اور بارہ ہزار آدمیوں کے سوا ساری قوم نے سونے چاندی کے بچھڑے کو بولتا دیکھ کر اس کو خدامان لیا اور اس کے آگے سربسجود ہوکر اس بچھڑے کو پوجنے لگے۔ چنانچہ خداوند قدوس کا ارشاد ہے:

واتخذ قوم موسٰی من بعدہ من حلیھم عجلا جسدا لہ خوار

''اور موسیٰ کے بعد اس کی قوم اپنے زیوروں سے ایک بچھڑا بنا بیٹھی۔ بے جان کا دھڑ گائے کی طرح آواز کرتا۔'' (اعراف، رکوع **18**)

جب چالیس دنوں کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام خداعزوجل سے ہم کلام ہوکر توراۃ شریف ساتھ لے کر بستی میں تشریف لائے اور قوم کو بچھڑا پوجتے ہوئے دیکھا تو آپ پر بے حد غضب و جلال طاری ہوگیا۔ آپ نے جوش غضب میں اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی اور سر کے بال پکڑے اور فرمانے لگے کہ کیوں تم نے ان لوگوں کو اس کام سے نہیں روکا۔ حضرت ہارون علیہ السلام معذرت کرنے لگے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

قال ابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی فلا تشمت بی الاعدآء ولا تجعلنی مع القوم الظلمین ○

''کہا اے میرے ماں جائے! قوم نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ مجھے مار ڈالیں تو مجھ پر دشمنوں کو نہ ہنس اور مجھے ظالموں میں نہ ملا۔''

(اعراف، رکوع **18**)

حضرت ہارون علیہ السلام کی معذرت سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا غصہ ٹھنڈا پڑ گیا۔ اس کے بعد آپ نے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کے لیے رحمت اور مغفرت کی دعا فرمائی۔ پھر آپ نے اس بچھڑے کو توڑ پھوڑ کر اور جلا کر ریزہ ریزہ کرکے دریا میں بہادیا۔

سامری کون تھا؟

بعض حضرات نے کہا کہ یہ آل فرعون کا قبطی آدمی تھا جو موسیٰ علیہ السلام کے پڑوس میں تھا۔ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آیا اور جب بنی اسرائیل کو لے کر موسیٰ علیہ السلام مصر سے نکلے تو یہ بھی ساتھ ہولیا۔

بعض نے کہا کہ یہ بنی اسرائیل ہی کے ایک قبیلہ سامرہ کا رئیس تھا اور قبیلہ سامرہ ملک شام میں معروف ہے۔

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ فارسی شخص کرمان کا رہنے والا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ایک ایسی قوم کا آدمی تھا جو گائے کی پرستش کرنے والی تھی۔ یہ کسی طرح مصر پہنچ گیا اور بظاہر بنی اسرائیل میں داخل ہوگیا مگر اس کے دل میں نفاق تھا۔ (قرطبی) حاشیہ قرطبی میں ہے کہ یہ ہندوستان کا ہندو تھا جو گائے کی عبادت کرتے ہیں۔ (انتھیٰ) موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آیا۔ پھر اپنے کفر کی طرف لوٹ گیا یا پہلے ہی سے منافقانہ طور پر ایمان کا اظہار کیا۔ واللہ اعلم۔

مشہور یہ ہے کہ سامری کا نام موسیٰ ابن ظفر تھا۔ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ موسیٰ سامری پیدا ہوا تو فرعون کی طرف سے تمام اسرائیلی لڑکوں کے قتل کا حکم جاری تھا۔ اس کی والدہ کو خوف ہوا کہ فرعونی سپاہی اس کو قتل کردیں گے تو بچہ کو اپنے سامنے قتل ہوتا دیکھنے کی مصیبت سے یہ بہتر سمجھا کہ اس کو جنگل کے ایک غار میں رکھ کر اوپر سے بند کردیا۔ (کبھی کبھی اس کی خبرگیری کرتی ہوگی) ادھر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل امین کو اس کی حفاظت اور غذا دینے پر مامور کردیا۔ وہ اپنی ایک انگلی پر شہد، ایک پر مکھن، ایک پر دودھ لاتے اور اس بچہ کو چٹادیتے تھے۔ یہاں تک کہ یہ غار ہی میں پل کر بڑا ہوگیا اور اس کا انجام یہ ہوا کہ کفر میں مبتلا ہوا اور بنی اسرائیل کو مبتلا کیا۔ پھر قہرالٰہی میں گرفتار ہوا۔ اسی مضمون کو کسی شاعر نے دو شعروں میں اس طرح ضبط کیا ہے۔ (از روح المعانی)

''جب کوئی شخص پیدائشی نیک بخت نہ ہو تو اس کے پرورش کرنے والوں کی عقلیں بھی حیران رہ جاتی ہیں اور اس سے امید کرنے والا محروم ہوجاتا ہے۔ دیکھو! جس موسیٰ کو جبرائیل امین نے پالا تھا وہ کافر ہوا اور جس موسیٰ کو فرعون لعین نے پالا تھا وہ خدا کا رسول بن گیا۔'' (معارف القرآن، جلد **6** صفحہ **134** سورہ طٰہٰ، آیت **85**، بحوالہ قصص معارف القرآن **357**)

سات موٹی گائیں

قرآن مجید میں سبع بقرات سمان سات موٹی (گائیں) کے الفاظ سورۃ یوسف میں آئے ہیں۔ اس جگہ قرآن نے ایک واقعہ کو بیان کیا ہے کہ یوسف ﷺ عزیز مصر کے حکم پر جیل بھیجے گئے تو وہاں پر ایک قیدی کو خواب کی یوسف ﷺ نے تعبیر بتائی۔ جس سے یوسف ﷺ کی شہرت ہوگئی۔ پھر فرعون مصر نے خواب میں دیکھا کہ سات دبلی گائیں سات موٹی گائیوں کو نگلے جاتی ہیں۔ اس کی تعبیر حضرت یوسف ﷺ نے آکر یہ دی کہ سات موٹی گائیوں سے مراد خوشحالی کے سات سال ہیں اور سات دبلی گائیوں سے بدحالی کے سات سال۔ توریت میں یہ خواب تفصیل سے اور دوبار بیان ہوا۔ تفصیلی واقعہ کچھ اس طرح ہے:

بادشاہ مصر کا خواب میں گائے دیکھنے کا واقعہ

بادشاہ مصر نے ایک خواب دیکھا اور اپنے درباری حکماء، کاہنوں، نجومیوں کو جمع کرکے اپنے اس خواب کی تعبیر پوچھی کہ میں نے خواب دیکھا کہ سات موٹی تازی گائیں خشک نہر سے نکلیں اور سات لاغر بھی نکلیں گائیں۔ پھر لاغر گائیں موٹی گائیوں کو کھا گئیں اور سات سبز بالیاں دیکھیں جو دانوں سے بھرپور ہیں اور سات خشک کو دیکھا جو سبز پر لپٹ کر ان پر غالب آ گئیں۔

درباری کاہنوں، نجومیوں اور حکماء نے کہا کہ یہ خواب بلا ترتیب و پریشان ہے۔ اس میں اختلاط و اضطراب پایا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کی تعبیر بیان نہیں کی جاسکتی۔ یہ محض پراگندہ خیالات ہیں۔

لیکن بادشاہ اس جواب سے مطمئن نہیں ہوا۔ اسے خواب میں کمزور کا توانا پر اور خشک کا سبز پر غالب آجانا کسی خطرے کی علامت محسوس ہو رہا تھا۔

چنانچہ بادشاہ کی پریشانی کو دیکھ کر اس رہا ہونے والے شخص کو اچانک یوسف ﷺ کا خیال آ گیا کہ انہوں نے کہا تھا کہ بادشاہ کے سامنے میرا ذکر کرنا اور اسے یہ بھی یاد آیا کہ یوسف ﷺ نے میرے خواب کی تعبیر بالکل صحیح بتائی تھی کہ تو قید سے نجات پائے گا اور بادشاہ کو شراب پلائے گا۔ سو ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ اس نے بادشاہ سے کہا کہ مجھے قید خانہ بھجوادیں۔ وہاں ایک شخص ہے جو خواب کی تعبیر جانتا ہے۔ میں اس سے خواب بیان کروں گا اور وہ جو تعبیر اس خواب کی بتائے گا وہ واپس آکر آپ کو بتادوں گا۔

چنانچہ وہ شخص یوسف ﷺ کے پاس گیا اور بادشاہ کا خواب بیان کیا اور آپ ﷺ سے اس کی تعبیر پوچھی۔

یوسف ﷺ نے بغیر کسی تاخیر و شرط کے اور بغیر کسی طعنہ زنی کے کہ اتنے سال بعد میں تجھے کیسے یاد آ گیا؟ بغیر کسی غصہ و رنج کے تعبیر بیان کی، نہ ہی مطالبہ کیا کہ پہلے مجھے قید سے رہائی دلواؤ، نہ ہی کسی قسم کی شرط عائد کی اور بادشاہ کے خواب کی تعبیر بیان کی کہ پہلے سات سال خوب فصلیں اگیں گی اور غلے کی کثرت ہوگی۔ پھر سات سال قحط ہوگا۔ بارشیں نہیں ہوں گی اور فصل کا نام و نشان نہ ہوگا اور لوگ تمام غلہ ختم کردیں گے۔ اس کے بعد پھر ایک سال بارش ہوگی۔ شادابی و خوشحالی ہوگی۔ انگور، زیتون، گنے اور تل وغیرہ کی کثرت کے ساتھ پیداوار ہوگی جن سے لوگ رس نکالیں گے اور بعض سے تیل نکالیں گے۔

ساتھ ساتھ آپ ﷺ نے قحط سالی سے نمٹنے کے لیے یہ تدبیر بھی بتائی کہ پہلے سات سالوں میں ہونے والی پیداوار کو ذخیرہ کرنا ہے۔ بے دریغ استعمال نہ کرنا۔ صرف اتنا ہی غلہ صاف کرنا جتنا کھانا ہو۔ باقی غلہ خوشوں میں ہی رہنے دینا تاکہ غلہ کم سے کم خرچ ہو اور خراب و ضائع ہونے سے محفوظ رہے

اور قحط سالی کے دنوں میں یہ غلہ کام آ سکے اور ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ جب قحط سالی ہو تو ہر شخص کم سے کم غلہ استعمال کرے۔ یہ تمام تر منصوبہ بندی حضرت یوسف ؑ کے علم وحکمت اور فہم وفراست کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

(حیات الانبیاء، صفحہ 318)

بوڑھی گائے

قرآن مجید کی سورۃ البقرہ رکوع 8 میں فارض: بوڑھی (گائے) کے الفاظ ملتے ہیں۔

یہ لفظ قرآن مجید میں ایک ہی جگہ آیا ہے، بنی اسرائیل جب ذبح گاؤ کی فرمائش کے وقت اس گائے کی شناخت کے سلسلہ میں طرح طرح کے سوالات کر رہے تھے تو انہیں ایک پتا یہ بھی بتا دیا گیا تھا کہ وہ گائے نہ زیادہ بوڑھی ہو اور نہ ہی بچھیا۔ (حیوانات قرآنی، صفحہ 157)

اسی طرح سورۃ البقرہ، رکوع 8 میں تثیر (الارض) وہ گائے جو ہل کی گاڑی میں جوتنے کے لیے باندھی گئی ہو کے الفاظ ملتے ہیں۔ اس کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل کو جس گائے کے ذبح کرنے کا حکم ملا تھا۔ اس کے سلسلہ میں اس کی شناخت کی مزید علامات کے لیے یہ ارشاد ہوا تھا کہ وہ ایسی نہ ہو، جس نے زمین کو جوتا ہو۔

ہل چلانا اور جوتنا واضح رہے کہ محض بیل کے لیے مخصوص نہیں۔ بعض ملکوں میں گائے بھی زمین جوتنے کے کام میں آتی ہے۔ (حیوانات قرآنی، صفحہ 48)

قرآن مجید کی چار سورتوں میں بقر، البقر (گائیں) بقرات (گائیں) بقرۃ (گائے) کے الفاظ ملتے ہیں۔ یہ الفاظ جن سورتوں میں ملتے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

سورۃ البقرہ،	رکوع 8
سورۃ الانعام،	رکوع 18
سورۃ یوسف،	رکوع 6

مذکورہ سورتوں میں ان الفاظ کے تحت ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے۔

البقرہ صیغہ واحد میں یہ لفظ چار مرتبہ آیا ہے اور چاروں مرتبہ اسی صورت میں جو سورۃ البقرۃ سے موسوم ہے۔ چاروں مرتبہ ایک ہی سیاق میں بنی اسرائیل کے حکم ذبح گائے کے سلسلہ میں۔ پہلے یوں کہ حضرت موسیٰ ؑ نے اپنی قوم کو یہ حکم الٰہی پہنچایا کہ ''تم ایک گائے ذبح کرو۔''

دوسری جگہ اسی حکم خداوندی کی مزید تشریح کہ ''وہ گائے ایسی ہو جو نہ بوڑھی ہو نہ ہی بچھیا۔''

تیسری بار ان لوگوں کے جواب میں پھر تشریح کہ ''وہ گائے ایسی ہو جو خوب گہرے زرد رنگ کی ہو۔''

اور چوتھی مرتبہ ایک اور تشریح کی کہ '' گائے ایسی نہ ہو جو محنت کرتی ہو، زمین جوتتی ہو۔''

دنیا کی سب سے قیمتی گائے

یہ بہت اہم اور نہایت ہی شاندار قرآنی واقعہ ہے اور اسی واقعہ کی وجہ سے قرآن مجید کی اس سورۃ کا نام ''سورہ بقرہ'' (گائے والی سورۃ) رکھا گیا ہے۔

اس کا واقعہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بہت ہی نیک اور صالح بزرگ تھے اور ان کا ایک ہی بچہ تھا جو نابالغ تھا اور ان کے پاس فقط ایک گائے کی بچھیا تھی۔ ان بزرگ نے اپنی وفات کے قریب اس بچھیا کو جنگل میں لے جا کر ایک جھاڑی کے پاس یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ یااللہ (عزوجل) میں اس بچھیا کو اس وقت تک تیری امانت میں دیتا ہوں کہ میرا بچہ بالغ ہوجائے۔

اس کے بعد ان بزرگ کی وفات ہوگئی اور بچھیا چند دنوں میں بڑی ہوکر درمیانی عمر کی ہوگئی اور بچہ جوان ہوکر اپنی ماں کا بہت ہی فرمانبردار اور انتہائی نیکوکار ہوا۔ اس نے اپنی رات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک حصہ میں سوتا تھا اور ایک حصہ میں عبادت کرتا تھا اور ایک حصہ میں اپنی ماں کی خدمت کرتا تھا اور روزانہ صبح کو جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتا اور ان کو فروخت کرکے ایک تہائی رقم صدقہ کردیتا اور ایک تہائی اپنی ذات پر خرچ کرتا اور ایک تہائی رقم اپنی والدہ کو دے دیتا۔

ایک دن لڑکے کی ماں نے کہا کہ میرے پیارے بیٹے! تمہارے باپ نے میراث میں ایک بچھیا چھوڑی تھی۔ جس کو انہوں نے فلاں جھاڑی کے پاس جنگل میں خدا (عزوجل) کی امانت میں سونپ دیا تھا۔ اب تم اس جھاڑی کے پاس جاکر یوں دعا مانگو کہ اے حضرت ابراہیم وحضرت اسمٰعیل وحضرت اسحٰق (علیہم السلام) کے خدا! تو میرے باپ کی سونپی ہوئی امانت مجھے واپس دے دے اور اس بچھیا کی نشانی یہ ہے کہ وہ پیلے رنگ کی ہے اور اس کی کھال اس طرح چمک رہی ہوگی کہ گویا سورج کی کرنیں اس میں سے نکل رہی ہیں۔

یہ سن کر لڑکا جنگل میں اس جھاڑی کے پاس گیا اور دعا مانگی تو فوراً ہی وہ گائے دوڑتی ہوئی آکر اس کے پاس کھڑی ہوگئی اور یہ اس کو پکڑ کر گھر لایا تو اس کی ماں نے کہا: بیٹا! تم اس گائے کو لے جاکر بازار میں تین دینار میں فروخت کرڈالو۔ لیکن کسی گاہک کو بغیر میرے مشورہ کے مت دینا۔

ان دنوں بازار میں گائے کی قیمت تین دینار ہی تھی۔ بازار میں ایک گاہک آیا جو درحقیقت فرشتہ تھا۔ اس نے کہا کہ میں گائے کی قیمت تین دینار سے زیادہ دوں گا مگر تم ماں سے مشورہ کیے بغیر گائے میرے ہاتھ فروخت کرڈالو۔

لڑکے نے کہا کہ تم خواہ کتنی ہی زیادہ قیمت دو مگر میں اپنی ماں سے مشورہ کیے بغیر ہرگز ہرگز اس گائے کو نہیں بیچوں گا۔

لڑکے نے ماں سے سارا ماجرا بیان کیا تو ماں نے کہا کہ یہ گاہک شاید کوئی فرشتہ ہو۔ تو اے بیٹا! تم اس سے مشورہ کرو کہ ہم اس گائے کو ابھی فروخت کریں یا نہیں؟

چنانچہ اس لڑکے نے بازار میں جب اس گاہک سے مشورہ کیا تو اس نے کہا کہ ابھی تم اس گائے کو نہ فروخت کرو۔ آئندہ اس گائے کو حضرت موسیٰ ﷺ کے لوگ خریدیں گے تو تم اس گائے کے چمڑے میں سونا بھر کر اس کی قیمت طلب کرنا تو وہ لوگ اتنی ہی قیمت دے کر خریدیں گے۔

چنانچہ چند ہی دنوں کے بعد بنی اسرائیل کے ایک بہت مالدار آدمی کو جس کا نام عامیل تھا اس کے چچا کے لڑکوں نے قتل کردیا اور اس کی لاش کو ایک ویرانے میں ڈال دیا۔ صبح کو قاتل کی تلاش شروع ہوئی مگر جب کوئی سراغ نہ ملا تو کچھ لوگ حضرت موسیٰ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قاتل کا پتہ پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ ایک گائے ذبح کرو اور اس کی زبان یا دم کی ہڈی سے لاش کو مارو تو وہ زندہ ہوکر خود ہی اپنے قاتل کا نام بتادے گا۔

یہ سن کر بنی اسرائیل نے گائے کے رنگ، اس کی عمر وغیرہ کے بارے میں بحث وکرید شروع کردی اور بالآخر جب وہ اچھی طرح سمجھ گئے کہ فلاں قسم کی گائے چاہیے تو ایسی گائے کی تلاش شروع کردی یہاں تک کہ جب یہ لوگ اس لڑکے کی گائے کے پاس پہنچے تو ہوبہو ایسی ہی گائے تھی جس کی ان لوگوں کو ضرورت تھی۔ چنانچہ ان لوگوں نے گائے کو اس کے چمڑے میں سونا بھر کر اس کی قیمت دے کر خریدا اور ذبح کرکے اس کی زبان یا دم کی ہڈی سے مقتول کی لاش کو مارا تو وہ زندہ ہوکر بول اٹھا کہ میرے قاتل میرے چچا کے دونوں لڑکے ہیں جنہوں نے میرے مال کے لالچ میں مجھ کو قتل کردیا ہے یہ بتا کر پھر وہ مر گیا۔ چنانچہ ان دونوں قاتلوں کو قصاص میں قتل کردیا گیا اور مرد صالح کا لڑکا جو اپنی ماں کا فرمانبردار تھا کثیر دولت سے مالا مال ہوگیا۔

(تفسیر جلالین وتفسیر، صاوی)

قرآن میں بچھڑے کا ذکر

قرآن مجید کی سورۃ الذاریات، رکوع 2 اور سورہ ہود میں سمین (موٹے بچھڑے) کا لفظ موجود ہے۔ اس جگہ اللہ تعالیٰ نے ایک واقعہ کو بیان کیا ہے کہ جب فرشتے انسانی شکل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس دیار لوط کو جاتے ہوئے آئے تو آپ انہیں انسان اور اپنا مہمان سمجھ کر ان کی ضیافت پر فوراً آمادہ ہوگئے اور ان کے لیے بھون کر یا تل کر ایک موٹا تازہ بچھڑا پیش کیا۔ لفظ ''سمین'' بطور بچھڑے کی صفت کے آیا ہے۔

توریت میں بھی اسی موقع پر ہے

اور ابراہیم گلے کی طرف دوڑا، اور ایک موٹا تازہ بچھڑا لاکر ایک جوان کو دیا اور اس نے جلد اسے تیار کیا۔

قرآن مجید کی سورہ ہود رکوع 7 میں حنیذ (بھنا ہوا بچھڑا) کا ذکر ہے۔ اس جگہ ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جب چند مہمان آئے تو آپ علیہ السلام نے ان کے آگے ایک بھنا ہوا بچھڑا پیش کیا۔ بچھڑے کا گوشت لذیذ بھی ہوتا ہے اور مفید بھی۔ فلسطین، شام، عراق وغیرہ میں ضیافت کے موقعوں پر اس کا رواج بھی تھا۔ توریت میں بھی یہی ذکر موجود ہے۔ (حیوانات قرآنی، صفحہ 115)

دودھ کے طبی فوائد

ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ کھانا کھلائے اسے کہنا چاہیے: اللہ تعالیٰ ہمارے لیے اس میں برکت دے اور اس سے بہتر رزق ہمیں عطا فرما اور جس کو اللہ تعالیٰ دودھ پلائے اسے کہنا چاہیے: اے اللہ، ہمارے لیے اس میں برکت دے اور یہ ہمیں زیادہ عطا فرما۔ کیونکہ مجھے معلوم نہیں کہ سوائے دودھ کے کوئی اور شے بھی کھانے اور پانی کے قائم مقام ہوسکتی ہے اور جان لو کہ نہایت عمدہ دودھ اس وقت ہوتا ہے جب وہ تازہ تازہ دوہا جاتا ہے اور وہ انسان کی تمام پینے کی چیزوں سے زیادہ نافع ہے اور چرنے والے جانور کا دودھ چارہ کھلائے ہوئے جانور کے دودھ سے بہتر ہوتا ہے۔ (ابوداؤد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جب چارہ جانور میں جاکر ٹھہرتا ہے تو اس کا معدہ اسے پکاتا ہے اور پھر اس کے اوپر کا حصہ خون بن جاتا ہے اور درمیانی حصہ لذیذ دودھ بن جاتا ہے جو گلے سے باآسانی اتر جاتا ہے اور نیچے کا حصہ غلیظ ہوتا ہے۔ پس دودھ بننے والا حصہ تھنوں میں جاتا ہے اور خون رگوں میں اور غلیظ اوجھڑی میں رہ جاتا ہے۔

شکر کے ساتھ اس کا پینا انسان کو خوش رنگ بناتا ہے اور بوڑھوں کے بدن سے خارش کی بیخ کنی کرتا ہے اور شہد کے ساتھ نزلہ اور درد چشم کو نفع بخشتا ہے اور اخلاط سوداویہ کے لیے دودھ سب سے زیادہ بڑھ کر دوا ہے اور وسواس کو نافع ہے۔ جس شخص نے دودھ پیا، اس کو اس کے بعد کوئی ثقیل شے نہ کھانا چاہیے اور نہ فوراً سونا چاہیے بلکہ تھوڑی دیر ٹھہر جانا چاہیے۔ (نزہۃ المجالس، جلد 2)

دودھ! اللہ کی ایک نشانی

جانوروں کے جسموں کے اندر جو عجیب وغریب نظام ہے وہ بھی غور کے قابل ہے۔ ایک ہی گھاس پھوس کی غذا ان کے پیٹ میں جاتی ہے۔ پھر اسی کا کچھ حصہ لید اور گوبر، کچھ خون اور کچھ دودھ بن جاتا ہے اور اسی لید اور گوبر کے باہر آنے کے راستوں اور سرخ خون کی رگوں کے درمیان سے خالص سفید، شیریں دودھ کی دھاروں کا نکلنا کتنا عجیب ہے۔

قرآن مجید میں دودھ کا تذکرہ

قرآن میں دودھ کا تذکرہ لبن کے عنوان سے دو سورتوں میں ہے جس میں سے ایک نحل اور دوسری سورہ محمد ہے۔

وان لکم فی الانعام لعبرۃ نسقیکم مما فی بطونہ من بین فرث ودم لبنا خالصا سائغا للشربین O (النحل، آیت 66)

''اور بے شک تمہارے لیے مویشیوں میں ایک عبرت ہے۔ دیکھو ہم تمہیں پلاتے ہیں جو ان کے شکموں میں گوبر اور خون ہے ان کے درمیان سے نکال کر خالص دودھ جو بہت خوش ذائقہ ہے پینے والوں کے لیے۔''

اللہ تعالیٰ اپنی ایک اور نعمت جلیلہ یاد دلا کر اس میں غور کرنے کا ارشاد فرماتے ہیں۔ ایک بھینس جو خوراک کھاتی ہے وہ سب اس کے حلق سے اتر کر اس کے معدہ میں چلی جاتی ہے۔ معدہ ایک ہے اور وہ عوامل بھی یکساں ہیں جو خوراک کو ہضم کے مختلف مرحلوں سے گزارتے ہیں۔ لیکن اس کا کچھ حصہ گوبر بن جاتا ہے اور کچھ خون بن کر جسم کے تمام اعضاء میں پہنچ جاتا ہے اور اس تقسیم میں بھی یہ حکمت ملحوظ ہے کہ ہر عضو کو خون کی اتنی مقدار ہی بہم پہنچائی جاتی ہے جتنی اس کو ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن خون اور گوبر کے علاوہ وہیں ایک اور چیز بھی اس خوراک سے بنتی ہے رنگ، بو اور ذائقہ میں وہ ان دونوں چیزوں سے مختلف ہوتی ہے اور وہ ہے سفید دودھ۔

اب کوشش سے سونگھو کیا اس میں گوبر کی بو کا شائبہ بھی ہے۔ غور سے دیکھو! کیا ان میں خون کی ہلکی سی سرخی بھی دکھائی دیتی ہے۔ وہ کون ہے جو اس طرح کی چیزوں سے ایسی پاک اور صاف چیز کشید کرتا ہے اور اتنی لذیذ اور خوش ذائقہ ہے کہ خود بخود حلق سے نیچے اترتی چلی جاتی ہے۔ ہر چیز اپنے خالق کی حمد و ثناء میں مصروف ہے۔ لیکن اے انسان تو ہی بڑا ناشکرا ہے کہ اپنے کریم پروردگار کو نہیں پہچانتا اور سرکشی پر ہر وقت آمادہ رہتا ہے۔

گائے کا دودھ ایک معجزہ

سچی بات یہ ہے کہ اگر دودھ کی پیدائش کے نظام پر ہی غور کیا جائے تو انسان حیران رہ جاتا ہے۔ پیٹ میں ایک طرف ناپاک اور غلیظ گوبر اور دوسری طرف بدبودار خون۔ لیکن ان دونوں کے درمیان جو چیز پیدا ہورہی ہے وہ انتہائی صاف، خوشگوار اور خوشبودار ہے اور انسانی زندگی کے لیے نہایت ضروری ہے۔ اگر انسانی عقل ضد کی وجہ سے اندھی نہ ہوگئی ہو تو ایک ایسی ہستی کا وجود جو ماؤں میں مامتا پیدا کردیتا ہے اور مامتا کے ذریعے دودھ پلادیتا ہے، سورج کی روشنی سے زیادہ عیاں نظر آتا ہے۔

گائے دودھ کیوں دیتی ہے

دودھ وہ مائع ہے جسے جانور اپنے بچے کی پیدائش کے فوراً بعد اس کی غذا کے طور پر اپنے تھنوں سے خارج کرتے ہیں۔ دودھ اس خون کی جگہ لیتا ہے جو بچے کی پیدائش سے پہلے اس کی نشوونما کرتا ہے۔ حقیقت میں دودھ بالکل خون کی طرح ہوتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اس میں سرخ خلیے اور خون کے رنگریزے نہیں ہوتے۔

دودھ کی ترکیب دودھ دینے والے جانوروں کی اقسام کے لحاظ سے ہر نوع میں ذرا مختلف ہوتی ہے۔ لیکن چکنائی، پروٹین، کاربوہائیڈریٹ اور معدنیات دودھ کے مستقل اجزاء ہیں۔ مثلاً: بکری کے دودھ میں گائے کے دودھ کی نسبت دوگنی چکنائی ہوتی ہے اور بارہ سنگھا کے دودھ میں گائے کے دودھ سے پانچ گنا چکنائی ہوتی ہے۔

ہر جانور کے دودھ میں اس کے بچے کی ضرورت کے مطابق نمک ہوتا ہے۔ بچے کی نشوونما جتنی تیز ہوگی اس جانور کے دودھ میں اتنا زیادہ نمک ہوگا۔ گائے کا بچہ اپنے پیدا ہونے کے **47** دن کے بعد اپنے وزن سے دگنا ہوجاتا ہے۔ لیکن انسان کا بچہ **180** دن میں اپنے وزن سے دگنا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گائے کے دودھ میں نمکیات اور پروٹین اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ انسان کے نوزائیدہ بچے کو دیتے وقت اس میں پانی ملاکر ہلکا کرنا لازمی ہوتا ہے۔

گائے کے دودھ کا انحصار مختلف عوامل پر ہے۔ ایک عامل گائے کی نسل اور خود گائے کی جسمانی ترکیب ہے۔ دوسرا عامل دودھ دوہنے کے بیچ کا وقفہ ہے۔ آخر میں دوہے جانے والے دودھ میں چکنائی زیاہ ہوتی ہے۔

چونکہ ہری غذا گائے کے لیے حیاتین کا بڑا اہم ذریعہ ہے اس لیے گرمی میں گائے کے دودھ میں حیاتین جاڑے کے مقابلے میں زیادہ ہوتے ہیں کیونکہ جاڑے میں گائے چراگاہ میں چر نہیں سکتی۔ دودھ کے ہر لیٹر میں **110** گرام غذائی ٹھوس اجزاء ہوتے ہیں۔ ان میں سب سے اہم اجزاء مکھن، دودھ کی شکرین، معدنیات اور دودھ کے پروٹین ہیں۔

پانچ ذہین گائیں

ڈاکٹر اے ایس ہڈسن جو مویشیوں کا علاج کرنے والے ایک اسپتال میں ملازم ہیں، ایک عجیب واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ایک دفعہ گرمیوں کے موسم میں پانچ گائیں اسپتال میں داخل کی گئیں۔ ہر اتوار کو انہیں چاٹنے کے لیے نمک کی خاص مقدار دی جاتی تھی۔ ایک اتوار کا ذکر ہے کہ میں ان کے لیے نمک لے جانا بھول گیا۔ اس وقت گائیوں کا دودھ دوہا جارہا تھا۔ ان کا معمول تھا کہ دودھ دینے کے بعد یہ اپنے باڑے میں خودبخود واپس چلی جاتی تھیں، لیکن اس روز میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب دودھ دینے کے بعد بھی یہ گائیں وہیں کھڑی رہیں اور بار بار میری جانب منہ اٹھا کر تکتی رہیں۔ معاً مجھے خیال آیا کہ آج تو اتوار ہے اور یہ نمک کا انتظار کررہی ہیں۔ اس کے اگلے اتوار کو میں دانستہ نمک لے کر نہیں گیا۔ صبح دودھ نکلواتے ہی یہ پانچوں گائیں آہستہ آہستہ چلتی ہوئی آئیں اور میرے قریب آ کر کھڑی ہوگئیں اور اس وقت تک چراگاہ میں واپس نہ گئیں جب تک انہیں نمک نہ دے دیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی

قرآن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالی ارشادفرماتے ہیں:

فجاء بعجل سمین

ایک فربہ تلا ہوا بچھڑا لائے۔

اس آیت کی تفسیر میں قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بیشتر مال گائیں تھیں۔ آپ علیہ السلام نے مہمانوں کے اکرام کے لیے چھانٹ کر موٹا بچھڑا ذبح کیا اور پکا کر مہمانوں کو پیش کیا۔

قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ بعض لغتوں میں عجل کے معنی شاۃ (بکری) ذکر کیے گئے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت مہمان نواز تھے اور آپ علیہ السلام نے مہمانوں کے اکرام کے لیے ایک جائیداد وقف کر رکھی تھی۔ اس سے آپ علیہ السلام لوگوں کی ضیافت کیا کرتے تھے۔ (تفسیر قرطبی)

عون بن شداد کہتے ہیں کہ مہمان جو دراصل فرشتے تھے جب کھانا کھانے سے رک گئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس بچھڑے کو اپنے پَر سے چھوا جس سے وہ بچھڑا زندہ ہوکر اپنی ماں کے پاس چلا گیا۔

ذخیرہ احادیث میں گائے کا ذکر

1 ...... امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھی، اس کے بعد لوگوں کی طرف رخ فرمایا اور ارشاد فرمایا:

ایک شخص ایک گائے کو ہانک رہا تھا کہ اسی دوران اس پر سوار ہوگیا اور اسے (دوڑانے کے لیے) مارنے لگا۔ وہ کہنے لگی:

انا لم نخلق لهذا، انما خلقنا للحرث

ہمیں اس کام (سواری) کے لیے نہیں پیدا کیا گیا، ہم تو فقط کھیتی باڑی کے کام کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔

یہ سن کر لوگ کہنے لگے: سبحان اللہ! گائے بھی بات کرتی ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فانی اومن بهذا انا وابوبکر وعمر، وما هما ثم

''بلاشبہ میں تو اس پر ایمان رکھتا ہوں اور ابوبکر وعمر بھی۔ حالانکہ وہ وہاں (اس واقعہ کے موقع پر) موجود نہیں تھے (پھر بھی یقین رکھتے ہیں)''۔

اور ایک شخص اپنے مویشیوں کے درمیان تھا کہ اسی دوران اچانک ایک بھیڑیا اس کے مویشیوں پر حملہ آور ہوا اور ایک بکری ان میں سے اٹھا لے گیا۔

اس نے اس کا پیچھا کیا اور اس سے بکری چھڑانے کی کوشش کی اور بکری اس سے چھڑالی تو بھیڑیے نے اس سے کہا:

آج تو اس بکری کو تو نے مجھ سے چھڑالیا۔

لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! بھیڑیا بھی گفتگو کرتا ہے؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بلاشبہ میں تو اس پر ایمان رکھتا ہوں، میں بھی اور ابوبکر وعمر بھی۔ حالانکہ وہ دونوں وہاں نہیں تھے۔ (بخاری شریف)

اندھے، گنجے اور کوڑھی کا امتحان

2 ...... نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
بنی اسرائیل میں تین شخص تھے۔ ایک برص (کوڑھ) کا مریض، دوسرا گنجا، تیسرا اندھا۔ اللہ عزوجل نے ان کی آزمائش کے لیے ایک فرشتہ (بشری صورت میں) ان کے پاس بھیجا۔ پہلے وہ برص کے مریض کے پاس آیا اور اس سے پوچھا: تجھے سب سے زیادہ کونسی چیز محبوب ہے؟

اس نے کہا: مجھے اچھا رنگ اور اچھی جلد پسند ہے اور میری خواہش ہے کہ جس بیماری کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں وہ مجھ سے دور ہوجائے۔

فرشتے نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو اس کی بیماری جاتی رہی، اس کا رنگ بھی اچھا ہوگیا اور جلد بھی اچھی ہوگئی۔

فرشتے نے پھر اس سے پوچھا: تجھے کونسا مال زیادہ پسند ہے؟

اس نے کہا: ''مجھے اونٹنی پسند ہے۔''

اسی وقت اسے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی دے دی گئی اور فرشتے نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تجھے اس مال میں برکت دے۔

پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا: تجھے کونسی شے سب سے زیادہ محبوب ہے؟

اس نے کہا: مجھے خوبصورت بال زیادہ پسند ہے اور میں چاہتا ہوں کہ جس چیز سے لوگ مجھ سے گھن کھاتے ہیں وہ دور ہوجائے۔

فرشتے نے اس پر ہاتھ پیرا تو اس کی وہ شے جاتی رہی جس سے لوگ گھن کھاتے تھے اور اس کے سر پر بہترین بال آ گئے۔

فرشتے نے پوچھا: تجھے کونسا مال زیادہ پسند ہے؟

اس نے کہا: مجھے گائے بہت پسند ہے۔ چنانچہ ایک گابھن گائے دے دی گئی۔ فرشتے نے اس کے لیے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تیرے لیے اس میں برکت دے۔ پھر فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور کہا: تجھے سب سے زیادہ کونسی چیز محبوب ہے؟ اس نے کہا: مجھے یہ پسند ہے کہ اللہ عزوجل میری بینائی مجھے واپس کردے تاکہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔

فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی آنکھیں روشن ہوگئیں۔ پھر اس نے پوچھا: تجھے کونسا مال زیادہ محبوب ہے؟

اس نے کہا: بکریاں۔

چنانچہ ایک گابھن بکری اسے دے دی گئی۔

اب اونٹنی، گائے اور بکری نے بچے دینا شروع کیے۔ کچھ ہی عرصے میں ان کے جانور اتنے بڑھے کہ ایک کے اونٹوں، دوسرے کی گائیوں اور تیسرے کی بکریوں سے ایک پوری وادی بھر گئی۔

پھر فرشتہ اس برص کے مریض کے پاس اس کی پہلی صورت یعنی برص کی حالت میں آیا اور اس سے کہا: میں ایک غریب و مسکین شخص ہوں۔ میرے پاس زادِراہ ختم ہوگیا ہے اور واپس جانے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ مگر اللہ عزوجل کی رحمت سے امید ہے اور میں تیری مدد کا طلبگار ہوں۔ جس ذات نے تجھے خوبصورت رنگ، اچھی جلد اور مال عطا کیا ہے میں تجھے اس کا واسطہ دیتا ہوں کہ آج مجھے ایک اونٹ دے دے تاکہ میں اپنی منزل تک پہنچ سکوں۔

یہ سن کر اس نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ میرے حقوق بہت زیادہ ہیں۔ تو فرشتے نے کہا: مجھے ایسا لگتا ہے کہ میں تجھے جانتا ہوں۔ کیا تو وہی نہیں جس کو کوڑھ کی بیماری لاحق تھی اور لوگ تجھ سے نفرت کیا کرتے تھے اور تو فقیر و محتاج تھا۔ پھر اللہ عزوجل نے تجھے مال عطا کیا۔

اس نے کہا: مجھے تو یہ سارا مال وراثت میں ملا ہے اور نسل درنسل یہ مال مجھ تک پہنچا ہے۔ فرشتے نے کہا: اگر تو اپنی اس بات میں جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے ایسا ہی کردے جیسا تو پہلے تھا۔

پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس اس کی پہلی صورت میں آیا اور اس سے بھی وہی بات کہی جو برص والے سے کہی تھی۔ اس نے بھی برص والے کی طرح جواب دیا۔ فرشتے نے کہا: اگر تو اپنی بات میں جھوٹا ہے تو اللہ عزوجل تجھے تیری سابقہ حالت پر لوٹا دے۔

پھر فرشتہ اندھے کے پاس اس کی پہلی حالت میں آیا اور کہا کہ میں ایک مسکین مسافر ہوں اور میرا زادِ راہ ختم ہوچکا ہے۔ آج کے دن میں اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکتا۔ مگر اللہ عزوجل کی ذات سے امید ہے اور اس کے بعد مجھے تیرا آسرا ہے۔ میں اسی ذات کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں جس نے تجھے آنکھیں عطا فرمائیں کہ مجھے ایک بکری دے دے تاکہ میں اپنی منزل تک پہنچ سکوں۔

وہ کہنے لگا: میں بھی تو پہلے اندھا تھا پھر اللہ عزوجل نے مجھے آنکھیں عطا فرمائیں۔ تو جتنا چاہے اس مال میں سے لے لے اور جتنا چاہے چھوڑ دے۔ خداعزوجل کی قسم! تو جتنا مال لینا چاہے لے لے، میں تجھے مشقت میں نہ ڈالوں گا (یعنی منع نہ کروں گا)۔

یہ سن کر فرشتے نے کہا: تیرا مال تجھے مبارک ہو، یہ سارا مال تو اپنے ہی پاس رکھ۔ تم تینوں شخصوں کا امتحان لیا گیا تھا۔ تیرے لیے اللہ عزوجل کی رضا ہے اور تیرے دوستوں (یعنی کوڑھی اور گنجے) کے لیے اللہ عزوجل کی ناراضگی ہے۔ (بخاری شریف مصنف ابن جوزیؒ)

حیوانوں کی شرک سے نفرت

3 ......علامہ امام ابن قیم رحمۃ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ ایک حدیث میں آیا ہے:

اکرموا البقر فانها لم ترفع راسها الی السماء منذ عبد العجل حیاء من الله عزوجل (اجتماع الجیوش الاسلامیہ، صفحہ 134)

''گائے کو عزت کی نگاہ سے دیکھا کرو۔ کیونکہ جب سے بچھڑا پرستی کی گئی ہے اس نے اللہ تعالیٰ سے حیاء کی وجہ سے آسمان کی طرف سر نہیں اٹھایا۔''

دیکھئے کہ گائے میں کتنی حیا ہے کہ اس منحوس شرک کی وجہ سے جو اس کی نسل پر کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ سے کس قدر شرمسار ہے اور کتنے انسان ہیں کہ شرک کرتے ہوئے بھی نہیں شرماتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے جمعہ کے دن غسل کیا، پھر وہ پہلی فرصت میں (مسجد) نماز کے لیے چلا گیا گویا اس نے ایک اونٹ کی قربانی کی اور دوسری گھڑی میں گیا گویا کہ اس نے گائے کی قربانی کی اور تیسری گھڑی میں گیا گویا اس نے ایک سینگ والے دنبہ کی قربانی کی اور جو چوتھی گھڑی میں گیا گویا اس نے ایک مرغی کی قربانی کی اور جو پانچویں گھڑی میں گیا گویا اس نے ایک انڈے کی قربانی کی۔ (رواہ الامام المسلم)

دوسری حدیث میں اس طرح الفاظ وارد ہوئے ہیں:

وفی الساعة الرابعة بطة وفی الخامسة دجاجة وفی السادسة بیضة

(المسند للامام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ)

''اور چوتھی گھڑی میں بطخ کی قربانی کا ثواب ملے گا اور پانچویں گھڑی میں مرغی کا اور چھٹی گھڑی میں انڈے کی قربانی کا ثواب ملے گا۔

(حیات الحیوان، جلد اول، صفحہ 310)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیش گوئی

4 ......حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر تم مدت دراز تک زندہ رہے تو قریب ہے کہ تم ایسے لوگوں کو دیکھو گے جن کے ہاتھوں میں گائے کی دموں کی مانند چیز ہوگی۔ وہ اللہ کے غضب میں صبح کریں گے اور اللہ کی ناراضگی میں یا لعنت میں شام کریں گے۔ (مسلم ومشکوٰۃ)

علماء نے لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا ہے کہ ان کے ہاتھوں میں گائے کی دموں کی مانند چیز ہوگی۔ اس سے مراد کوڑے ہیں اور ان لوگوں سے مراد ظالم امراء کے اعوان و انصار ہیں۔ ہمارے زمانہ میں کوڑے تو رہے نہیں ان کی جگہ بید کی چھڑی، لاٹھی اور ڈنڈے آگئے ہیں۔ اور ظالم امراء کے اعوان و انصار پولیس والے بن گئے ہیں جو ظالم امراء کی خوشنودی اور اپنی نوکری کی خاطر انتہائی ظالمانہ انداز سے لوگوں کو مارتے ہیں اور بے گناہوں کو ایسی سزائیں دیتے ہیں کہ انسانیت سر پیٹ کر رہ جاتی ہے۔ (جواہر پارے)

اہل جنت کی ضیافت

5 ......حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اہل جنت کے جنت میں داخلے کے بعد ان کی ضیافت کے لیے جنت کا ایک بیل ذبح کیا جائے گا جو جنت میں چرا کرتا تھا۔

ابن اسحٰق سے روایت ہے کہ جس وقت شہداء جنت میں داخل ہوں گے تو جنتیوں کے دوپہر کے کھانے کے لیے جنت کی مچھلی اور بیل آئیں گے اور آپس میں کھیلنے لگیں گے۔ جب جنتی اس کی رغبت کرنے لگیں گے تو بیل اپنے سینگوں سے مچھلی کو قتل کردے گا اور اسے چیر پھاڑ کر اسی طرح ٹکڑے کردے گا جیسے جنتی اسے ذبح کر سکتے تھے۔ شام کو وہ دونوں جنتیوں کے شام کے کھانے کے لیے ان کے سامنے آئیں گے اور اسی طرح سے کھیلنے لگیں گے اور کھیلتے کھیلتے مچھلی اپنی دم سے بیل کو مار کر اسی طرح ٹکڑے ٹکڑے کردے گی جس طرح جنتی اس کو ذبح کر سکتے تھے۔ (حیات الحیوان، جلد 1)

جہنم میں سورج اور چاند مثل بیل ہونگے

6 ......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

سورج اور چاند جہنم میں دہشت زدہ بیل کی طرح ہوں گے۔

(ابوداؤد، الطیالسی)

اس حدیث کی شرح میں حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سورج اور چاند کو جہنم میں اس وجہ سے ڈالا جائے گا تاکہ جو لوگ سورج اور چاند کی عبادت کرتے تھے وہ دیکھ لیں کہ جن کی وہ پوجا کیا کرتے تھے وہ سب جہنم کا ایندھن ہیں۔

جیسا کہ حق تعالیٰ شانہ کا قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ تم اللہ کے سوا جن کی عبادت کرتے ہو وہ سب جہنم کا ایندھن ہیں۔ (حیات الحیوان، جلد 1)

جب آدم علیہ السلام کو جنت سے دنیا میں بھیجا گیا تو اس وقت آپ کے ساتھ ایک سرخ رنگ کا بیل بھی اتارا گیا جس سے وہ کھیتی باڑی کرتے تھے۔

(حیات الحیوان، جلد 1)

صبر ایوب علیہ السلام پر شیطان چلا اٹھا

1 ......امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ انبیاء میں بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام اٹھارہ برس تک بلا میں مبتلا رہے۔ پھر بیان کیا ہے کہ ابلیس بھی حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر سے چیخ اٹھا۔ اس پر تمام شیطان اس کے پاس جمع ہوگئے اور پوچھنے لگے کہ تجھے کیا ہوا؟ بولا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر سے میں عاجز آ گیا۔

وہ پوچھنے لگے کہ تیرا وہ مکر وفریب کہ جس سے تو اگلوں کو ہلاک کر ڈالتا تھا کہاں گیا؟

وہ کہنے لگا کہ تمام کا تمام حضرت ایوب علیہ السلام کے پیچھے جاتا رہا۔

انہوں نے پوچھا کہ جنت سے حضرت آدم علیہ السلام کو تو نے کیسے نکالا تھا؟اس نے کہا: ان کی بیوی حضرت حوا کے سبب سے۔

ان سب نے کہا کہ تو پھر حضرت ایوب علیہ السلام کو بھی ان کی بیوی کے ذریعہ سے گمراہی میں ڈال۔

چنانچہ وہ ان کی بیوی کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ حضرت ایوب علیہ السلام سے کہہ کہ اس بچھڑے کو بغیر اللہ تعالیٰ کا نام لیے ہوئے ذبح کرڈالیں تو ابھی اچھے ہوجائیں گے۔

وہ حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس اسے لے کر آئے اور جیسے شیطان نے ان سے کہا تھا ویسے ہی انہوں نے حضرت ایوب علیہ السلام سے کہا کہ اس بچھڑے کو بغیر اللہ تعالیٰ کا نام لیے ہوئے ذبح کر ڈالیے۔

انہوں نے پوچھا: بھلا بتاؤ ہم نے آسائش و آرام سے کتنی مدت تک عیش کیا ہوگا؟انہوں نے جواب دیا: اسّی برس۔

تو حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا: جیسے ہم نے اسّی برس آسائش میں گذارے ہیں اسی طرح جب تک ہم اسّی برس تک صبر نہ کرلیں اس وقت تک تیرا ایسی بات کہنا اللہ تعالیٰ کے حضور میں انصاف نہیں ہوسکتا اور اگر مجھے اللہ تعالیٰ نے شفا عطا کردی تو میں تجھے ضرور سو کوڑے ماروں گا۔ واللہ اعلم۔

(نزہۃ المجالس، جلد 1)

بھنا ہوا بچھڑا

2 ...... رب کائنات نے حضرت جبرائیل رب کو قوم لوط کی بستیاں الٹ دینے کا حکم فرمایا تو انہوں نے فرشتوں سے کہا کہ ایک اللہ کا سچا دوست ہے اس کی زیارت کرنا۔ چنانچہ وہ رات کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس گئے۔ آپ علیہ السلام نے بچھڑے کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا اور وہ بچھڑا حضرت سارہ کو نہایت عزیز تھا کیونکہ انہوں نے اسے پالا تھا اور ان کے ہاں اس وقت تک اولاد نہ تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دروازہ کی دراڑ سے دیکھا تو وہ کھڑی تھیں۔ان سے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں مہمانوں کی خدمت کے لیے کھڑی ہوں۔

انہوں نے کہا کہ مہمان تو تمہیں دیکھتے نہیں۔

وہ بولیں: میرا اللہ تو مجھے دیکھتا ہے۔ جب ان مہمانوں نے اس میں سے کچھ نہ کھایا تو حضرت سارہ رونے لگیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے جواب دیا نہ بچھڑا ہی باقی رہا نہ ثواب ملا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: اے ابراہیم! سارہ کو حضرت اسحٰق کی خوشخبری دیجئے۔ پھر بچھڑے کو پر سے چھوا تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ زندہ ہوگیا اور کہا جو دوبارہ بچھڑے کے زندہ کرنے پر قادر ہے وہ لڑکا دینے پر بھی قادر ہے۔

حضرت قتادہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مال میں عام طور پر بیل اور گائیں تھیں۔

امام قشیری رحمہ اللہ کہتے ہیں بعض لغات میں عجل بکری کو کہتے ہیں۔

(نزہۃ المجالس، جلد 2)

دو جہنمی اور ایک جنتی قاضی

3 ......''الحلیۃ'' میں ہے۔ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں تین قاضی تھے، ان میں سے کسی ایک کی موت واقع ہوگئی۔ پھر اس کی جگہ پر کسی اور کو قاضی بنادیا گیا۔ پھر انہوں نے خوب فیصلے کئے۔ اللہ تعالیٰ نے قاضیوں کی آزمائش کے لیے ایک فرشتہ بھیجا۔ فرشتے نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنی گائے کو پانی پلارہا ہے اور گائے کے پیچھے اس کا بچھڑا بھی کھڑا ہے۔ فرشتے نے گھوڑے پر سوار ہوکر بچھڑے کو اپنے پیچھے لگالیا۔ بچھڑا گھوڑے کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ چنانچہ گائے کا مالک اور فرشتہ دونوں قاضی کے پاس مقدمہ لے کر آئے۔ فرشتے نے اپنا قیمتی موتی قاضی کو دے کر کہا کہ فیصلہ میرے حق میں کردیجئے۔ یہ بچھڑا میرا ہے۔

قاضی نے کہا: میں یہ فیصلہ کیسے کرسکتا ہوں؟

فرشتے نے کہا کہ گھوڑا، گائے اور بچھڑا تینوں کو چھوڑ دیجئے۔ اگر گھوڑے کے ساتھ چلنے لگے تو بچھڑا میرا ہے۔

پس قاضی نے اسی طرح کیا تو وہ بچھڑا گھوڑے کے پیچھے چلنے لگا۔ چنانچہ قاضی نے فرشتہ کے حق میں فیصلہ کردیا۔ کہ بچھڑا تمہارا ہی ہے۔

پھر دونوں فریق مقدمہ لے کر دوسرے قاضی کے پاس گئے تو دوسرے قاضی نے فرشتے سے موتی لے کر اس کے حق میں فیصلہ کردیا۔ پھر دونوں فریق تیسرے قاضی کے پاس مقدمہ لے کر حاضر ہوئے تو فرشتہ نے قاضی کو ایک موتی دے کر کہا کہ میرے اور اس آدمی کے درمیان فیصلہ فرمادیجئے۔

قاضی نے کہا کہ مجھے تو حیض آرہا ہے۔

فرشتے نے کہا سبحان اللہ! کیا مرد کو بھی حیض آتا ہے؟

قاضی نے کہا کہ سبحان اللہ! کیا گھوڑا بھی کبھی بچھڑا جنتا ہے۔ چنانچہ قاضی نے گائے والے کے حق میں فیصلہ کردیا کہ بچھڑا گائے والے آدمی کا ہے۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی قسم کے قاضی کے متعلق ارشاد فرمایا کہ دو قاضی جہنمی ہیں اور ایک جنتی ہے۔

(نزہۃ المجالس، جلد 2)

گائے معبود نہیں ہوسکتی

4 ...بنی اسرائیل میں ایک شخص گائے کی پرستش کیا کرتا تھا۔ ایک دن وہ اس کو باغ میں لے گیا۔ وہاں بادل نمودار ہوا اور بجلی چمکنے لگی۔ بادل گرجا، اس پر گائے بھاگ کھڑی ہوئی۔ یہ اپنے دل میں کہنے لگا کہ جو بجلی کی چمک اور بادل کی گرج سے ڈرے اور گھبرائے وہ معبود نہیں ہوسکتی۔ یہ کہہ کر بادل کی طرف نظر اٹھائی اور کہنے لگا کہ اے بادل کے پروردگار! اگر آپ کی بھیڑیں ہیں تو میرے پاس بھیج دیجئے میں چرایا کروں گا اور اگر آپ کے پاس نہ ہوں تو میں اپنی بھیڑوں میں سے آپ کو حصہ دوں گا۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے نبی پر وحی بھیجی کہ فلاں شخص کے پاس جا کر میرا سلام کہو اور اس کو دین کے ارکان سکھلاؤ۔ میں نے اپنی معرفت اس کے دل میں ڈال دی ہے اور اس کی دعا قبول کرلی ہے اور قبل اس کے کہ وہ مجھ کو چاہتا میں نے اس کو چاہا ہے۔ (نزہۃ المجالس ج1)

بیل کب گونگے ہوئے؟

5 ...حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اتر آئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کے پاس دو سرخ رنگ کے بیل لائے۔ انہوں نے ان سے کھیتی کی۔ اس مشقت سے پیشانی پر جو پسینہ آتا آدم علیہ السلام اس کو پونچھتے اور یہی وہ مشقت ہے جس کا قرآن میں ذکر ہے اور ایک مرتبہ ان بیلوں نے چلنے سے انکار کردیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے ان کو مارا۔

بیلوں نے کہا کہ آپ ہمیں مارتے کیوں ہیں؟

حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا: چونکہ تم نے میری نافرمانی کی ہے۔

انہوں نے کہا کہ آپ کا رب آپ کو کیوں سزا نہ دے، جب آپ نے درخت میں سے کچھ کھالیا۔

اس پر حضرت آدم علیہ السلام رو پڑے اور کہنے لگے: اے میرے رب! مجھے ہر چیز شرمندہ کرتی ہے۔ یہاں تک کہ بیل بھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو قیامت تک کے لیے گونگا بنادیا۔ (نزہۃ المجالس، جلد2)

بعض مفسرین نے اس واقعہ میں یہ روایت بھی لکھی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جنت سے دو سرخ رنگ کے بیل اور تین دانے گیہوں کے لے آئے اور کہا کہ دو دانے آپ کے اور ایک دانہ حضرت حوا کا ہے۔ چنانچہ اسی وقت سے مرد کے لیے عورت کا دگنا حصہ مقرر ہوگیا اور ہر دانہ ایک ہزار آٹھ سو درہم کے برابر وزن میں تھا اور چار گھڑی میں انہوں نے اس کو کاشت کیا، کاٹا، پیسا اور روٹی پکائی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ایک گائے

6 ...حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ایسی گائے کے پاس سے گزرے جس کے پیٹ میں بچہ تھا اور وہ پیدا نہیں ہورہا تھا۔ جس سے گائے کو بڑی تکلیف تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کو وہ کہنے لگی: اے کلمۃ اللہ! دعا کیجئے اللہ تعالیٰ مجھے اس مشکل سے نجات دے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی:

یَاخَالِقَ النَّفْسِ مِنَ النَّفْسِ وَیَا مُخْرِجَ النَّفْسِ مِنَ النَّفْسِ خَلِّصْهَا

''اے ایک نفس سے دوسرے نفس کو پیدا کرنے والے اور اے ایک نفس سے دوسرے نفس کو نکالنے والے اسے نجات دے۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس دعا سے گائے کے ہاں بچہ فوراً پیدا ہوگیا۔
یہ دعا آج بھی مفید ہے۔ اگر کسی عورت پر ولادت مشکل ہورہی ہے تو یہی دعا لکھ کر اس کے گلے میں ڈالیے۔ آسانی سے ولادت ہوجائے گی۔

(نزہۃ المجالس، جلد2 وحیات الحیوان)

تم اسے نیل گائے کا شکار کرتے پاؤ گے

7 ...بیہقی اور ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ غزوہ تبوک ہی سے حضور ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چار سو سواروں کا دستہ دے کر اکیدر بن عبدالمالک کندی جو کہ نصرانی سردار تھا کو زیر کرنے کے لیے بھیجا وہ ایک بہت سرکش حاکم تھا، اکیدر دومۃ الجندل کے قلعہ میں رہتا تھا، حضور ﷺ نے فرمایا: اے خالد! تم اکیدر کو نیل گائے کا شکار کرتے پاؤ گے۔ اکیدر رات کو شکار کے لیے نکلے گا تم اسے گرفتار کرلینا۔

جب خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قلعہ کے پاس پہنچے تو عجیب واقعہ پیش آیا۔ چاندنی رات تھی۔ وہ قلعہ کے پاس چھپ کر بیٹھ گئے۔ رات کو چند گائیں آئیں اور قلعہ کے دروازے پر سینگ مارنے لگیں۔ اکیدر کی آنکھ کھل گئی۔ وہ ان کے شکار کے لیے قلعہ سے اتر آیا اور شکار کے پیچھے ہولیا۔ اسی اثناء میں خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستہ نے حملہ کردیا اور محاصرہ کرکے اکیدر کو گرفتار کرلیا۔ اس کا بھائی اور بیٹا مارا گیا۔ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے گرفتار کرکے مدینہ لے آئے۔ اس نے جزیہ پر صلح کرلی اور واپس اپنے قبیلہ میں چلا گیا۔ اس طرح حضور ﷺ کی پیشگوئی سچ ثابت ہوئی۔

(بیہقی ابن اسحاق، کتاب الشفاء، قاضی عیاض صفحہ 520، سیرت رسول عربی ﷺ، صفحہ 264، معجزات نبوی ﷺ، صفحہ 54)

خشک تھن دودھ سے بھر گیا

1 ...حضرت خباب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک کرامت یہ ہے کہ یہ ایک مرتبہ جہاد کے لیے نکلے تو ایک ایسے مقام پر پہنچ گئے جہاں پانی کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔ جب یہ اور ان کے ساتھی پیاس کی شدت سے ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگے اور بالکل ہی نڈھال اور بے تاب ہوگئے تو آپ نے اپنے ایک ساتھی کی اونٹنی کو بٹھایا اور بسم اللہ شریف پڑھ کر اس کے تھن کو ہاتھ لگایا تو ایک دم اس کا سوکھا ہوا تھن اس قدر دودھ سے بھر گیا کہ پھول کر مشک کے برابر ہوگیا۔ اس اونٹنی کا دودھ دوہ کر سب ساتھیوں نے شکم سیر ہوکر پی لیا اور سب کی جان بچ گئی۔

عجیب خواب اور اس کی تعبیر

2 ...حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ بڑی بڑی گائیں چھوٹی چھوٹی گائیوں کا دودھ دوہ رہی ہیں اور منبروں پر بت دیکھے جو اپنے منہ سے آگ کے شعلے نکال رہے ہیں اور خشک نہر پر سرسبز باغ دیکھے اور دیکھا کہ بیمار تندرستوں کی عیادت کرر ہے ہیں اور ایک دوسر والا گھوڑا دیکھا کہ جو کھاتا ہے اور لید نہیں کرتا اور آسمان اور زمین کے درمیان ایک کپڑا لٹک رہا ہے جس کے سرے میں سب لٹک گئے اور پرندے دیکھے جو اپنے گھونسلے سے نکل کر چلے گئے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ خواب جو تو نے دیکھا ہے کہ بڑی گائیں چھوٹی کو دوہتی ہیں، یہ امراء ہیں جو لوگوں کا مال کھاتے ہیں اور جو بت منبر پر تھے وہ لوگ ہیں جو منبر پر جا بیٹھتے ہیں اور اس کے اہل نہیں ہوتے اور خشک نہر پر سرسبز باغ وہ علماء ہیں جن کا ظاہر علم سے آراستہ اور باطن ترک عمل سے خشک ہورہا ہے اور جو مریض تندرستوں کی عیادت کرر ہے ہیں، یہ وہ فقیر ہیں جو تونگروں کے پاس آمدورفت رکھتے ہیں اور دو سر والا گھوڑا وہ تونگر ہے جو کھاتا ہے اور شکر نہیں ادا کرتا اور آسمان و زمین کے درمیان لٹکا ہوا کپڑا اسلام ہے اور دو پرندے وفا اور امانت ہیں جو نکل کر پھر واپس نہیں آتے۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں، میں نے دیکھا کہ ایک نصرانی نے یہی خواب کچھ زیادتی کے ساتھ دیکھا تھا۔ یعنی اس نے یہ کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ کچھ محل آسمان سے اترتے چلے آرہے ہیں اور اس کے اردگرد بندر اور سور ہیں اور مجھے کچھ پرندے آسمان سے زمین پر اترتے نظر آئے، پھر وہ بغیر سر کے واپس گئے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: محل ظالم بادشاہ کا ہے اور بندر اور سور اس کے معاون و مددگار ہیں۔ پرندے سے اسلام مراد ہے کہ اس کا صرف نام ہی نام رہ جائے گا اور شریعت آسمان کی طرف واپس چلی جائے گی۔

(نزہۃ المجالس، جلد 2)

دو مظلوم بیل

1 ...... حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ دو بیل رسی میں بندھے ہوئے دیکھے جو کھیت جوت رہے تھے۔ جب ان میں سے ایک رک کر اپنا جسم کھجلانے لگتا تو دوسرا بھی رک جاتا۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ وہ دو بھائی ہیں جن کی محبت اللہ کے لیے ہے کہ ان میں جب ایک رکتا ہے تو دوسرا بھی اس کا ساتھ دیتا ہے اور اس طرح اخلاص کمال کی بلندی پر پہنچتا ہے۔ جو شخص اپنے بھائی کے لیے مخلص نہیں وہ منافق ہے۔ اخلاص نام ہے اس بات کا کہ ہمارا عمل کسی کی موجودگی اور غیر موجودگی میں ایک جیسا ہو۔

کبھی گھوڑے نے بھی بچھڑے کو جنا ہے؟

2 ...... حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں یہ بنی اسرائیل میں تین قاضی تھی۔ ان میں سے ایک مرجاتا تو دوسرا اس کی جگہ پر آجاتا اور فیصلے کرتا۔ انہوں نے خوب فیصلے کیئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ ان کا امتحان لینے کیلئے ایک فرشتہ بھیجا۔ فرشتے نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنی گائے کو پانی پلا رہا ہے۔ گائے کے پیچھے اس کا بچھڑا کھڑا ہے۔ فرشتہ گھوڑے پر سوار ہوا اور اس نے بچھڑے کو اپنے گھوڑے کے پیچھے لگالیا۔ چنانچہ وہ بچھڑا گھوڑے کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔

پھر گائے والا اور یہ فرشتہ دونوں مقدمہ لے کر قاضی کے پاس آئے۔ فرشتے کے پاس کچھ قیمتی ہیرے تھے، اس نے قاضی کو دے دیئے اور اپنے حق میں فیصلہ کرنے کی شرط رکھی۔ قاضی نے کہا کہ میں یہ فیصلہ کیسے کردوں کہ بچھڑا تمہارا ہے؟ فرشتے نے ترکیب بتائی کہ گھوڑا، گائے، بچھڑا تینوں کو چھوڑ دیجئے۔ اگر بچھڑا گھوڑے کے پیچھے چلنے لگے تو سمجھ لیجئے کہ بچھڑا میرا ہے۔ چنانچہ قاضی نے اس پر عمل کیا تو بچھڑا گھوڑے کے پیچھے پیچھے چلنے لگا تو قاضی نے فرشتے کے حق میں فیصلہ سنایا کہ یہ بچھڑا تم لے جاؤ۔

پھر یہ دونوں فریق دوسرے قاضی کے پاس گئے تو دوسرے نے بھی اسی طرح فیصلہ سنایا کہ یہ بچھڑا تم لے جاؤ۔

پھر یہ دونوں فریق تیسرے قاضی کے پاس گئے تو فرشتے نے اس کو ایک موتی دیا اور اسی طرح اپنے حق میں فیصلے کی درخواست کی۔

یہ سن کر قاضی نے کہا کہ مجھے تو حیض آرہا ہے۔ فرشتے نے کہا: سبحان اللہ! کیسی باتیں کررہے ہیں؟ بھلا مرد کو بھی کبھی حیض آیا ہے؟ قاضی نے جواب دیا کہ تو پھر کبھی گھوڑے نے بھی بچھڑے کو پیدا کیا ہے؟ چنانچہ قاضی نے گائے والے کے حق میں فیصلہ دیا۔ (حوالہ حلیۃ الاولیاء)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیل کو خواب میں دیکھنا

3 ... ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں کسی ٹیلے پر کھڑی ہوں اور میرے اردگرد بہت سے بیل ذبح کیئے جارہے ہیں۔ چنانچہ میں نے اس کی تعبیر مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کی تو آپ نے جواب دیا کہ اگر آپ کا خواب سچا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ آپ کے سامنے گھمسان کی لڑائی ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آپ کے سامنے جنگ جمل ہوئی۔ (حیات الحیوان)

گائے کو کندھے میں اٹھانے والا شخص

1 ...... پرانے زمانے میں ایک آدمی تھا جو ایک شہر سے دوسرے شہر کا چکر لگایا کرتا تھا۔ اس کے پاس ایک موٹا تازہ بیل تھا۔ اس بیل کو وہ اپنے کاندھے پر لیے گھوما کرتا تھا۔ لوگ اس کی قوت کا یہ کمال دیکھتے تو حیران رہ جاتے تھے۔ وہ سوچا کرتے تھے کہ یہ بلا کی قوت اس معمولی شخص میں کہاں سے آ گئی؟ یہ کیا کھاتا ہے؟ کہاں سے یہ قوت لاتا ہے؟

ایک مرتبہ لوگوں میں سے ایک نے یہ کمال دیکھ کر اس سے پوچھا کہ تم نے اتنی زبردست قوت و طاقت کہاں سے اور کیسے حاصل کی؟

اس نے جواب دیا۔ اس بیل کو جب یہ ذرا سا بچھڑا تھا میں روز اپنے کندھے پر اٹھانے کا عادی ہوں۔ کوئی دن بھی ایسا نہیں گذرا کہ میں اسے اپنے کندھے نہ اٹھا تا ہوں۔ اس مشق اور مداومت و استقلال کا نتیجہ ہے کہ جیسے جیسے اس کا وزن بڑھتا گیا میری قوت و طاقت بھی بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ یہ اگرچہ پورا سانڈ بن چکا ہے مگر اسے اپنے کاندھے پر اٹھا لینے میں مجھے ذرا بھی تکلیف نہیں ہوتی۔

غریب کسان کی گائے

2 ......حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بادشاہ اپنی مملکت کی سیر کے لیے نکلا اور ایک گاؤں میں ایک شخص کے گھر ٹھہرا۔ اس رات صاحب خانہ نے اپنی گائے کا دودھ دوہا تو اس نے تیس گائیوں کے برابر دودھ دیا۔ بادشاہ بڑا متعجب ہوا اور دل میں ارادہ کرلیا کہ یہ گائے میں اپنے قبضہ میں کرلوں گا۔ دوسرے دن اس گائے کا دودھ دوہا گیا تو اس نے پہلے روز سے آدھا دودھ دیا۔ بادشاہ نے یہ قصہ دیکھ کر صاحب خانہ سے پوچھا کہ آج اس گائے کا دودھ کم کیوں ہوگیا؟

اس نے جواب دیا: اس لیے کہ بادشاہ کی نیت بدل گئی ہے۔ بادشاہ جب ظلم کرے یا ظلم کا ارادہ ہی کرے تو برکت اٹھ جاتی ہے۔

بادشاہ نے یہ بات سن کر دل ہی دل میں اپنا ارادہ بدل دیا اور پھر تیسرے روز جب گائے کا دودھ دوہا گیا تو اس نے پورا دودھ دیا۔ بادشاہ کو یقین ہوگیا کہ بادشاہ کے برے ارادوں کا اثر ساری مملکت پر پڑتا ہے۔ (عیون الحکایات)

دودھ میں ملاوٹ کا نتیجہ

3 ...... امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ ایک شخص گائے کے دودھ میں پانی ملا کر فروخت کیا کرتا تھا۔ چند ہی دنوں بعد ایسا سیلاب آیا جو گائے کو بہا کر لے گیا تو اس کے معصوم بچے نے کہا کہ ابا جان ہم دودھ میں جو پانی ملا کر فروخت کرتے تھے وہ اپنے روزانہ اللہ کے خزانہ میں اکٹھا ہوتا رہا اور پھر ہمارے اس عمل کی بدولت سیلاب بن کر آیا اور ہماری گائے کو لے گیا۔ (احیاء العلوم)

بادشاہ کے سامنے ایک بیوہ کی بے باکی

4 ...... سلطان ملک شاہ سلجوقی ایک مرتبہ اصفہان کے جنگل میں شکار کھیل رہا تھا۔ کسی گاؤں میں قیام ہوا۔ وہاں ایک غریب بیوہ کی گائے تھی جس کے دودھ سے اس کے تین بچوں کی پرورش ہوتی تھی۔ سلطان کے لشکریوں نے اس گائے کو ذبح کرکے خوب کباب اڑائے۔

غریب بڑھیا کو خبر ہوئی تو وہ بدحواس ہوگئی۔ لشکریوں کے اس نامناسب فعل پر کوئی روک ٹوک کرنے والا نہ تھا۔ ان کے آگے کوئی لاوارث بیوہ کی فریاد سننے کو تیار نہ تھا۔ ساری رات اس نے پریشانی میں کاٹی۔ صبح ہوئی تو دل میں خیال آیا کہ کوئی نہیں سنتا تو نہ سہی۔ کیا بادشاہ بھی نہیں سنے گا جس کو اللہ نے غریبوں کو ظالموں سے نجات دینے کے لیے اتنی بڑی سلطنت دی ہے؟

اس نے بادشاہ تک پہنچنے کی کوشش کی مگر ناکام رہی۔ معلوم ہوا کہ بادشاہ فلاں راستے سے شکار کو نکلے گا۔ چنانچہ اصفہان کی مشہور نہر کے پل پر جاکر کھڑی ہوگئی۔ جب سلطان پل پر آیا تو بڑھیا نے ہمت اور جرأت سے کام لے کر کہا: اے الپ ارسلان کے بیٹے! میرا انصاف اس نہر کے پل پر کرے گا یا پل صراط پر؟ جو جگہ پسند ہو انتخاب کرلے۔

بادشاہ کے ہمراہی یہ بے باکی دیکھ کر حیرت زدہ ہوگئے۔ بادشاہ گھوڑے سے اتر پڑا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس عجیب وغریب اور حیرت انگیز سوال کا اس پر خاص اثر ہوا ہے۔ بڑھیا سے کہا: پل صراط کی طاقت نہیں ہے۔ میں اسی جگہ فیصلہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہو کیا کہتی ہو؟

بڑھیا نے اپنا سارا قصہ بیان کیا۔ بادشاہ نے لشکریوں کی اس ظالمانہ حرکت پر افسوس ظاہر کیا اور ایک گائے کے عوض اس کو ستر گائیں دلائیں اور مالا مال کردیا اور جب اس بڑھیا نے کہا کہ تمہارے عدل و انصاف سے میں خوش ہوں اور میرا اللہ خوش ہے، تب وہ گھوڑے پر سوار ہوا۔

آہ! کیا زمانہ تھا، کہنے والے کیسے جرأت مند تھے اور سننے والے کیسے عالی حوصلہ! اگر موجودہ تہذیب و شائستگی کے زمانے میں کوئی شخص اس طرح حاکم کی سواری روک لے اور اس سے ایسی آزادانہ گفتگو کرے تو شاید پاگل خانے بھجوادیا جائے۔ (نظام الملوک 686/2 بحوالہ سنہرے فیصلے)

پتھر کی گائے

5 ...... امام نجم الدین نسفی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ کسی عابد کا ایک شخص پر گزر ہوا جو گائے کی پرستش کررہا تھا۔ عابد نے کہا لاالٰہ الااللہ کہہ۔

اس نے جواب دیا کہ میں تو نہیں کہتا۔

اس عابد نے گائے سے خطاب کرکے کہا: لاالٰہ الااللہ کی برکت سے پتھر بن جا۔ یہ کہنا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ پتھر بن گئی۔ تو اس سے اس عابد نے کہا کہ کہہ دے نہیں تو تُو بھی اسی کی طرح ہوجائے گا۔ اس پر اس نے کلمہ پڑھ لیا۔ (نزہۃ المجالس، جلد 1)

طاقتور مگر شریف جانور

6 ...علامہ دمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہ منظر بڑا عجیب اور دلکش ہوتا ہے جب بہت سارے جنگلی بھینس گول دائرے کی شکل میں جمع ہوجاتی ہیں۔ ان سب کی پشت ایک دوسرے کی پشت کی جانب رہتی ہیں اور بیچ میں بچے اور چرواہے ایسے معلوم ہوتے ہیں گویا کہ ایک مضبوط جاری دیوار سے بنا ہوا قلعہ۔

بھینس جب جنگل میں ہوتا ہے تو جنگلی بھینسے کی اٹھان اور مضبوط ٹھوس جسم کو دیکھ کر شیر بھی خوف کھا جاتا ہے۔ مگر حیران کن بات یہ ہے کہ اللہ نے اس مخلوق کو اپنے بندوں کی نفع اور خدمت کے لیے بنایا ہے۔ اس وجہ سے اللہ نے اس کو ایسا دل دیا ہے جو انسان سے ڈرتا ہے حتیٰ کہ ایک بچہ بھی بھینس کی رسی پکڑ کر جہاں لے جانا چاہے لے چلتا ہے۔ اور جب وہ بچہ دن بھر کی محنت کے بعد پیدا ہونے والے دودھ کو نکالتا ہے تب بھی بھینس حکم الٰہی پر اسے نقصان نہیں پہنچاتی اور طاقتور بھینسے کو اس کا مالک ایک اشارہ کرتا ہے تو وہ دوڑتا ہوا چلا آتا ہے۔ یہ اللہ کی قدرت نہیں تو اور کیا ہے۔ (حیات الحیوان)

جو اللہ کی مانتا ہے سب اس کی مانتے ہیں

7 ...... حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے جنگل کے ایک چرواہے سے کہا کہ مجھے دودھ یا پانی چاہئے۔

چرواہے نے کہا کہ دونوں چیزیں موجود ہیں۔ آپ کونسی چیز پسند فرمائیں گے؟ میں نے کہا کہ پانی۔ اس نے اپنی لاٹھی ایک پتھر پر ماری۔ پتھر سے چشمہ پھوٹ پڑا۔ میں نے پانی پیا:

فإذا هو أبرد من الثلج وأحلى من العسل.

یعنی وہ پانی برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔

میں حیران رہ گیا۔ چرواہے نے کہا:

لاتتعجب فإن العبد إذا أطاع مولاه أطاعه كل شيء.

یعنی بندہ جب اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے تو ہر شے اس کی اطاعت کرتی ہے۔ (تعلیم الرفق فی طلب الرزق)

کسریٰ بادشاہ اور بڑھیا کی گائے

کسریٰ بادشاہ شکار کیلئے نکلا، کچھ دیر کے بعد وہ اپنے ساتھیوں سے الگ ہوکر بچھڑ گیا۔ اچانک بادل ہر طرف چھاگئے اور تیز بارش ہونے لگی۔ جس کی وجہ سے وہ اپنے لشکر سے بالکل بچھڑ کر ایک الگ راستے پر چلنے لگا اس راستے کے بارے میں اسے خود بھی معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں جارہا ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک جھونپڑی میں پہنچا جو کسی بڑھیا کی تھی اور اس کے یہاں مقیم ہوگیا۔ بڑھیا نے اس کا گھوڑا اندر باندھ دیا۔ اس کی لڑکی گائے کا دودھ دوہنے لگی۔ کسریٰ نے دیکھا کہ گائے تو بہت زیادہ دودھ دے رہی ہے تو اس نے سوچا کہ گائے بھی اتنی ساری مقدار میں دودھ دیتی ہے تو کیوں نہ گائے پر بھی ٹیکس لگادیا جائے؟

دوسری رات جب بڑھیا کی لڑکی دودھ دوہنے کیلئے چلی تو دیکھا کہ گائے کے تھنوں میں بالکل دودھ نہ تھا۔ چنانچہ لڑکی نے بآواز بلند ماں کو پکار کر کہا کہ اے میری ماں! بادشاہ رعایا کے ساتھ غلط سلوک کرنے کا ارادہ کرچکا ہے۔ ماں نے کہا: تجھے اس بات کا کیسے علم ہوا؟ اس نے جواب دیا کہ گائے نے بالکل دودھ ہی نہیں دیا۔ تو ماں نے کہا: خاموش رہ، رات کا معاملہ ہے۔ چنانچہ یہ دیکھ کر بادشاہ نے توبہ کرلی اور انصاف وحسن سلوک کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا۔ چنانچہ جب دوسری رات ہوئی تو ماں نے بیٹی سے کہا کہ دودھ نکال لو۔ لڑکی نے دودھ دوہنے کا ارادہ کیا تو گائے کے تھن بھر رہے تھے۔ لڑکی نے کہا: اے ماں خدا کی قسم بادشاہ نے اپنا برا ارادہ بدل دیا ہے۔

جب دوپہر ہوئی تو بادشاہ کے ساتھی آگئے، بادشاہ سوار ہوا بڑھیا اور اس کی لڑکی کو بھی ساتھ لانے کا حکم دیا۔ چنانچہ دونوں گئیں تو کسریٰ نے خوب انعام واکرام سے نوازا اور یہ پوچھا کہ تم دونوں نے یہ راز کیسے جان لیا؟ بڑھیا نے کہا کہ ہم دونوں بہت عرصے سے اس جھونپڑی میں رہتے ہیں۔ جب کوئی ہمارے ساتھ انصاف کرتا ہے تو ہماری کھیتی سرسبز ہوجاتی ہے اور ہماری زندگی آسان ہوجاتی ہے اور جب کوئی ظلم کرتا ہے تو ہماری زندگی تنگ ہوجاتی ہے اور منافع ختم ہوجاتا ہے۔

(مواعظ الملوک والسلاطین)

موضوع نمبر 3

کتا: قرآن کی روشنی میں

قرآن مجید میں کتے کا ذکر یلھث اور کلبھم کے عنوان سے موجود ہے۔ کتا غالباً پہلا جنگلی جانور تھا جسے انسان نے مغلوب کیا اور پالتو بنایا۔ تقریباً چھ ہزار قبل مسیح سے کتا انسان کے ساتھ رہا ہے۔ کتے کا تعلق اس خاندان سے ہے جس میں بھیڑیا، گیدڑ اور لومڑی شامل ہیں۔ دراصل یہ بھیڑیئے ہی کی ایک قسم سے وجود میں آیا۔ لیکن اب تک اس کی ایک سو چالیس سے زیادہ نسلیں پیدا کی جا چکی ہیں جو کسی بھی پالتو جانور سے زیادہ ہیں۔

کتا نہ صرف وفادار جانور ہے بلکہ بہت کارآمد بھی۔ بھیڑوں کی رکھوالی کرتا ہے۔ شکاری کتے شکار کرنے میں مدد دیتے ہیں اور چوکیدار کتے چور اچکوں سے محفوظ رکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ برفانی علاقوں میں جہاں بار برداری کے لیے کوئی اور جانور کام نہیں کر سکتا، کتا برفانی گاڑی چلاتا ہے۔

وفادار ہونے کے علاوہ کتا انسان کا اچھا دوست بھی ہے۔ بہت سے لوگ خصوصاً بچے بہت شوق سے کتا پالتے ہیں۔ مگر احادیث میں کتا پالنے کی ممانعت آئی ہے لیکن نوجوان احادیث کو فراموش کر کے کتا پالنے کو فیشن سمجھتے ہیں۔

کتا نہ درندہ ہے اور نہ چوپایہ۔ پورا درندہ ہوتا تو انسان سے مانوس نہ ہوتا اور اگر پورا چوپایہ ہوتا تو گوشت نہ کھاتا۔ کتیا کے ہاں جو بچے پیدا ہوتے ہیں وہ اندھے پیدا ہوتے ہیں۔ بارہ دن کے بعد ان کی آنکھیں کھلتی ہیں اور وہ دیکھنے لگتے ہیں۔ کتے میں کسی چلنے والے کے پاؤں کے نشانات کو پہچاننے اور بو سونگھنے کی جو خاصیت پائی جاتی ہے وہ کسی دوسرے جانور میں نہیں۔ مردار کا گوشت مزے سے کھاتا ہے۔ یہ اپنے مالک کا پہرہ دیتا ہے۔ اس کے گھر کی حفاظت کرتا ہے اور اسی خاطر رات بھر جاگتا ہے۔ اسی لیے یہ صبح کو سوتا ہے کیونکہ رات بھر کا جاگا ہوا ہوتا ہے اور صبح کو پہرے کی ضرورت نہ سمجھ کر اپنی نیند پوری کرتا ہے اور یہ اپنی نیند میں بھی بہت زیادہ سننے والا اور چوکنا ہوتا ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ معزز اور وجاہت والے انسان کی عزت کرتا ہے۔ اس پر نہیں بھونکتا اور بسا اوقات اس کے لیے راستہ چھوڑ دیتا ہے اور ایک طرف ہو جاتا ہے اور سیاہ اور پھٹے پرانے کپڑے پہننے والوں اور کمزور و مفلوک الحال کو دیکھ کر بھونکتا ہے۔

اس کی طبیعت میں مسکینی و عاجزی، رضا و تسلیم داخل ہے۔ اسے چاہے کتنا بھی ماریئے بلانے پر دم ہلاتا ہوا پھر آ جاتا ہے۔ بسا اوقات اس کا مالک اس سے کھیلے تو یہ محبت سے اپنے مالک کو اس طور پر کاٹتا ہے کہ جس سے مالک کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ اسے جو سکھایئے سیکھ جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اگر اس کے سر پر شمع رکھئے اور سامنے روٹی ڈال دیجیے تو اسی طرح ساکن کھڑا رہے گا اور روٹی کی طرف ہرگز التفات نہ کرے گا۔ جب تک اس کے سر پر شمع رہے گی اسی طرح کھڑا رہے گا اور جب اس کے سر سے شمع اٹھالی جائے تو فوراً روٹی کی طرف لپکے گا۔ رات کو اگر کتا کسی انسان پر بھونکے اور انسان اگر بیٹھ جائے تو کتا واپس چلا جاتا ہے۔ وہ یہ سمجھتا ہے کہ انسان نے اپنی شکست تسلیم کر لی ہے۔

کتے کی چند عمدہ صفات جو انسانوں میں کم ہیں

امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ ''روض الریاحین'' میں کتے کے چند عمدہ خصائل لکھتے ہیں کہ یہ صالحین کی طرح بھوکا بہت رہتا ہے اور متوکلین کی طرح اس کا کوئی معروف مکان نہیں ہوتا اور محبین کی طرح رات کو سوائے تھوڑی دیر کے سوتا نہیں اور جب مر جاتا ہے تو زاہدوں کی طرح کچھ چھوڑ کر نہیں مرتا اور مریدوں کی طرح اپنے مالک کو چھوڑتا نہیں۔ اگر چہ وہ اس پر سختی کرے اور متواضعین کی طرح زمین میں تھوڑی سی جگہ پر راضی ہو جاتا ہے اور رضا جو لوگوں کی طرح جب اپنی جگہ سے ہنکا دیا جاتا ہے تو دوسری جگہ چلا جاتا ہے اور اگر مارا جائے اور پھر اس کے سامنے ٹکڑا ڈال دیا جائے تو خاشعین کی طرح فوراً قبول کر لیتا ہے اور کینہ نہیں رکھتا اور جب کھانا آتا ہے تو مساکین کی طرح دور بیٹھا رہتا ہے۔

(نزہۃ المجالس، جلد 2)

نافرمان بندہ کی زبان کتے کی طرح باہر نکل آئی.....قرآنی واقعہ

قرآن مجید کی سورہ اعراف، رکوع 22 میں اللہ تعالیٰ نے بلعم نامی ایک نافرمان کا واقعہ بیان کیا ہے:

واتل علیهم نباالذی ء اتینه ایتنا فانسلخ منها فاتبعه الشیطن فکان من الغوین O ولو شئنا لرفعنه بها ولکنه' اخلد الی الارض واتبع هوئه فمثله کمثل الکلب ان تحمل علیه یلهث او تترکه یلهث ذلک مثل القوم الذین کذبوا بایتنا فاقصص القصص لعلهم یتفکرون O

(اعراف:175,176)

''اور سنائیے ان کو حال اس شخص کا جس کو ہم نے دی تھی اپنی آیتیں پھر وہ ان کو چھوڑ نکلا۔ پھر اس کے پیچھے لگا شیطان تو وہ ہوگیا گمراہوں میں اور ہم چاہتے تو بلند کرتے اس کا رتبہ ان آیتوں کی بدولت، لیکن وہ تو ہورہا زمین کا اور پیچھے ہولیا اپنی خواہش کے تو اس کا حال ایسا ہے جیسے کتا، اس پر تو بوجھ لادے تو ہانپے اور چھوڑ دے تو ہانپے۔ یہ مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو۔ سو بیان کر یہ احوال تاکہ وہ دھیان کریں۔''

مولانا عبدالماجد دریاآبادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ کتا جو پیاس سے زبان نکالے ہانپتا جائے، اس کے لیے عربی میں فعل لہث آتا ہے۔ **وھو ان یدلع لسانه من العطش** (راغب) قرآن مجید میں ذکر ایک ایسے بدکردار شخص کا آتا ہے جو دینی اور ایمانی نعمتوں سے سرفرازی کے بعد مرتد ہوگیا اور اس کا نام **بلعم** تھا اور اس کے لیے یہ ارشاد ہوا ہے کہ اس کی مثال کتے کی سی ہے کہ اسے دھتکارو اور اسے اس کے حال پر چھوڑے رہو تو (ہر حال میں) وہ زبان نکالے ہانپتا رہتا ہے۔

تشبیہ پریشان خاطری کے لحاظ سے ہے، یعنی جو شخص دین سے ارتداد اختیار کرلیتا ہے اس کا حال وحشت و دہشت زدہ کتے کا سا ہوجاتا ہے جسے سکون خاطر و راحت قلب کسی حال میں بھی نصیب نہیں۔ مفسرین کا خیال ہے کہ یہ اشارہ خصوصی ایک درویش بلعم باعوراکی جانب ہے جس کا ذکر توریت میں (کتاب گنتی وغیرہ) میں تفصیل سے آیا ہے۔ (حیوانات قرانی، صفحہ 213)

بلعم کی زبان کتے کی طرح لٹک کر سینے پر آ گئی

بلعم بن باعوراء اپنے دور کا بہت بڑا عالم اور عابد و زاہد تھا اور اس کو اسم اعظم کا بھی علم تھا۔ یہ اپنی جگہ بیٹھا ہوا اپنی روحانیت سے عرش اعظم کو دیکھ لیا کرتا تھا اور بہت ہی مستجاب الدعوات تھا کہ اس کی دعائیں بہت زیادہ مقبول ہوا کرتی تھیں۔ اس کے شاگردوں کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی۔ مشہور یہ ہے کہ اس کی درسگاہ میں طالب علموں کی دواتیں بارہ ہزار تھیں۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ''قوم جبارین'' سے جہاد کرنے کے لیے بنی اسرائیل کے لشکروں کو لے کر روانہ ہوئے تو بلعم باعوراء کی قوم اس کے پاس گھبرائی ہوئی آئی اور کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت ہی بڑا اور نہایت ہی طاقتور لشکر لے کر حملہ آور ہونے والے ہیں اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو ہماری زمینوں سے نکال کر یہ زمین اپنی قوم بنی اسرائیل کو دے دیں۔ اس لیے آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے ایسی بددعا کردیجئے کہ وہ شکست کھا کر واپس چلے جائیں۔ آپ چونکہ مستجاب الدعوات ہیں اس لیے آپ کی دعا ضرور مقبول ہوجائے گی۔

یہ سن کر بلعم بن باعوراء کانپ اٹھا اور کہنے لگا کہ تمہارا برا ہو۔ خدا کی پناہ! حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں اور ان کے لشکر میں مومنوں اور فرشتوں کی جماعت ہے۔ ان پر بھلا میں کیسے اور کس طرح بددعا کرسکتا ہوں؟

لیکن اس کی قوم نے رو رو کر اور گڑگڑا کر اس طرح اصرار کیا کہ اس نے یہ کہہ دیا کہ استخارہ کرلینے کے بعد اگر مجھے اجازت مل گئی تو بددعا کردوں گا۔ مگر استخارہ کے بعد جب اس کو بددعا کی اجازت نہیں ملی تو اس نے صاف صاف جواب دے دیا کہ اگر میں بددعا کروں گا تو میری دنیا وآخرت دونوں برباد ہوجائیں گی۔

اس کے بعد اس کی قوم نے بہت گراں قدر ہدایا تحائف اس کی خدمت میں پیش کرکے بے پناہ اصرار کیا یہاں تک کہ بلعم بن باعوراء پر حرص اور لالچ کا بھوت سوار ہوگیا اور وہ مال کے جال میں پھنس گیا اور اپنی گدھی پر سوار ہوکر بددعا کے لیے چل پڑا۔ راستہ میں بار بار اس کی گدھی ٹھہر جاتی اور منہ موڑ کر بھاگ جانا چاہتی تھی مگر یہ اس کو مار مار کر آگے بڑھاتا رہا۔ یہاں تک کہ گدھی کو اللہ تعالیٰ نے گویائی کی طاقت عطا فرمائی اور اس نے کہا کہ افسوس! اے بلعم باعوراء تو کہاں اور کدھر جارہا ہے؟ دیکھ! میرے آگے فرشتے ہیں جو میرا راستہ روکتے اور میرا منہ موڑ کر مجھے پیچھے دھکیل رہے ہیں۔ اے بلعم! تیرا برا ہو کیا تو اللہ کے نبی اور مومنین کی جماعت پر بددعا کرے گا؟

گدھی کی تقریر سن کر بھی بلعم بن باعوراء واپس نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ ''حسبان'' نامی پہاڑ پر چڑھ گیا اور بلندی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لشکروں کو بغور دیکھا اور مال و دولت کے لالچ میں اس نے بددعا شروع کردی۔ لیکن خدا عزوجل کی شان کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے بددعا کرتا تھا مگر اس کی زبان پر اس کی اپنی قوم کے لیے بددعا جاری ہوجاتی تھی۔ یہ دیکھ کر کئی مرتبہ اس کی قوم نے ٹوکا کہ اے بلعم! تم تو الٹی بددعا کررہے ہو۔

تو اس نے کہا کہ اے میری قوم! میں کیا کروں۔ میں بولتا کچھ اور ہوں

اور میری زبان سے کچھ اور ہی نکلتا ہے۔

پھر اچانک اس پر یہ غضب الٰہی نازل ہوگیا کہ ناگہاں اس کی زبان لٹک کر اس کے سینے پر آ گئی۔ اس وقت بلعم بن باعوراء نے اپنی قوم سے رو رو کر کہا کہ افسوس کہ میری دنیا و آخرت دونوں برباد ہوگئیں۔ میرا ایمان جاتا رہا اور میں قہر قہار و غضب جبار میں گرفتار ہوگیا۔ اب میری کوئی دعا قبول نہیں ہوسکتی۔ مگر میں تم لوگوں کو مکر کی ایک چال بتاتا ہوں۔ تم لوگ ایسا کرو تو شاید حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لشکروں کو شکست ہوجائے۔ تم لوگ ہزاروں خوبصورت لڑکیوں کو بہترین پوشاک اور زیورات پہنا کر بنی اسرائیل کے لشکروں میں بھیج دو۔ اگر ان کا ایک آدمی بھی زنا کرے گا تو پورے لشکر کو شکست ہوجائے گی۔

چنانچہ بلعم بن باعوراء کی قوم نے اس کے بتائے ہوئے مکر کا جال بچھایا اور بہت سی خوبصورت دوشیزاؤں کو بناؤ سنگھار کرا کر بنی اسرائیل کے لشکر میں بھیجا۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل کا ایک رئیس ایک لڑکی کے حسن و جمال پر فریفتہ ہوگیا اور اس کو اپنی گود میں اٹھا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے گیا اور فتویٰ پوچھا کہ اے اللہ کے نبی یہ عورت میرے لیے حلال ہے یا نہیں؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا: خبردار! یہ تمہارے لیے حلال نہیں، فوراً اس کو اپنے سے الگ کردے اور اللہ کے عذاب سے ڈر۔

مگر اس رئیس پر غلبہ شہوت کا ایسا زبردست بھوت سوار ہوگیا تھا کہ وہ اپنے نبی کے فرمان کو ٹھکرا کر اس عورت کو خیمہ میں لے گیا اور زنا کاری میں مشغول ہوگیا۔ اس گناہ کی نحوست کا یہ اثر ہوا کہ بنی اسرائیل کے لشکر میں اچانک طاعون (پلیگ) کی وباء پھیل گئی اور گھنٹے بھر میں ستر ہزار آدمی مارے گئے اور سارا لشکر تتر بتر ہوکر ناکام و نامراد واپس چلا گیا۔ جس کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قلب مبارک پر بہت ہی صدمہ گزرا۔

(تفسیر صادی جلد 2 صفحہ 94 تفسیر ولالین وغیرہ)

بلعم باعوراء کیوں ذلیل ہوا؟:

روایت میں ہے کہ بعض انبیاء نے خدا تعالیٰ سے دریافت کیا کہ تو نے بلعم باعوراء کو اتنی نعمتیں عطا فرما کر پھر اس کو کیوں اس طرح ذلیل کیا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس نے میری نعمتوں کا کبھی شکر ادا نہیں کیا۔ اگر وہ شکرگزار ہوتا تو میں اس کی کرامتوں کو سلب کرکے اس کو دونوں جہاں میں اس طرح ذلیل و خوار اور غائب و خاسر نہ کرتا۔ (روح البیان، جلد 3 صفحہ 139)

کتے کا ذکر احادیث کی روشنی میں

1 ......رسول اللہ ﷺ کے اس قول **لاتدخل الملائکۃ بیتا فیہ کلب ولا صورہ** ''ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں کتا یا تصویر ہو'' کی تفسیر میں علمائے دین کا قول ہے کہ گھر میں کسی جاندار کی تصویر ہونے کی صورت میں فرشتے اس وجہ سے اس میں داخل نہیں ہوتے کہ تصویر کا رکھنا معصیت فاحشہ ہے۔ کیونکہ تصویر میں خلق اللہ سے مشابہت ہے۔

جس گھر میں کتا یا تصویر ہو

بعض علماء نے بیان کیاہے کہ جس گھر میں تصویر یا کتا ہوتا ہے، اس میں فرشتوں کے نہ آنے کی وجہ یہ ہے کہ تصویر میں مخلوق خداوندی کی مشابہت پائی جاتی ہے اور کتا بکثرت نجاست کھاتا ہے اور اس سے بدبو آتی ہے اور کالا کتا شیطان ہوتا ہے۔ پس اس کا شکار جائز نہیں اور اگر نمازی کے سامنے سے گزر جائے تو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کی نماز باطل ہوجاتی ہے اور امام خاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ شکاری کتا یا حفاظت کا کتا اور وہ تصویر جو ذلت کے ساتھ ہو، فرشتوں کے آنے سے مانع نہیں۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ مطلقاً کتا یا تصویر مانع ہے۔

مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس گھر میں کتا ہو اس میں فرشتوں کے نہ داخل ہونے کا سبب یہ ہے کہ وہ ابلیس کے تھوک سے پیدا ہوا ہے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر بن رہا تھا تو شیطان نے ان پر تھوک دیا۔ فرشتوں نے اتنی مٹی نکال ڈالی، چنانچہ وہ بنی آدم کی ناف کا مقام ہوگیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس مٹی سے جس میں ابلیس کا تھوک مل گیا تھا، کتے کو پیدا کیا، اس کو کتاب الحقائق میں بیان کیا ہے اور فرشتے اور شیطان یکجا اکٹھے نہیں ہوتے۔

مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس گھر میں جنبی شخص ہوتا ہے اس میں بھی فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس گھر میں کتا یا تصویر یا جنبی ہوتا ہے اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

(نزہۃ المجالس، جلد 2)

کتا رکھنے پر ہر روز ثواب کم ہوتا ہے

2 ......صحیح بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جو شخص سوائے شکاری کتے یا گلہ کی حفاظت کے لیے کتے کے اور کوئی کتا رکھتا ہے تو اس کے عمل سے روزانہ دو قیراط ثواب کم ہوجاتا ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ روزانہ اس کے عمل سے ایک قیراط کم ہوجاتا ہے۔ سوائے حفاظت یا گلہ کے کتے کے اور دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ یہ کمی بیشی کتوں کی ایذا رسانی کے مختلف ہونے سے مختلف ہوتی ہے۔ جن کتوں سے زیادہ نقصان پہنچتا

ہو، اس کے عمل سے دو قیراط کم ہوجاتے ہیں۔

بعض نے کہا ہے کہ یہ مقامات کے اختلاف سے مختلف ہوجاتا ہے۔ پس جو شہر میں رہتا ہو اس کے دو قیراط کم ہوجاتے ہیں اور جو صحرا میں رہتا ہو اس کا ایک قیراط اور حضور ﷺ نے پہلے قیراط کا بیان کیا تھا پھر زیادہ سختی فرمائی تو بڑھا کر دو قیراط ارشاد فرمائے۔ (نزہۃ المجالس، جلد 2)

جیسے مکہ اور مدینہ دونوں مقدس شہر اپنی عظمت و بزرگی کے لحاظ سے ایسے ہیں کہ اگر ان کی حدود میں رہنے والا کوئی شخص بلاضرورت کتا پالتا ہے تو وہ زیادہ گنہگار ہوتا ہے اس لیے اس کے ذخیرۂ ثواب میں روزانہ دو قیراط کے برابر کمی ہوجاتی ہے۔ جبکہ ان دونوں مقدس شہروں کے علاوہ کسی دوسرے شہر میں کتا پالنے والا نسبتاً کم گنہگار ہوتا ہے۔ اس لیے اس کے ثواب میں ایک قیراط کے برابر کم کیا جاتا ہے۔ (حوالہ مظاہر حق، جلد 4 صفحہ 49)

کتے کے بچہ کی وجہ سے جبرائیل علیہ السلام کا نہ آنا

3 ......حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو ایک دن بڑا غمگین پایا تو میں نے پوچھا: یارسول اللہ! یہ غم کس وجہ سے ہے؟

فرمایا: جبرائیل نے رات مجھ سے ملنے کا وعدہ کیا لیکن ابھی تک آئے نہیں۔ حالانکہ کبھی بھی جبرائیل نے وعدہ خلافی نہیں کی۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس دن ہمارے خیمہ میں کتے کا ایک بچہ تھا جسے میں نے آپ ﷺ کے حکم پر خیمہ سے باہر کیا۔

پھر شام کو حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ان سے نہ آنے کی وجہ پوچھی تو جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اسی دن سے کتوں کو مارنے کا حکم دیا۔ (صحیح مسلم)

کتے مارنے کا حکم

4 ......حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (مدینہ کے) کتوں کو مارڈالنے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ (ہم مدینہ اور اطراف مدینہ کے کتوں کو مار ڈالتے تھے) یہاں تک کہ جو عورت جنگل سے آتی اور اس کا کتا اس کے ساتھ ہوتا تو ہم اس کو بھی ختم کردیتے تھے۔ پھر بعد میں آنحضرت ﷺ نے عام کتوں کو مار ڈالنے سے منع فرمادیا اور یہ حکم دیا کہ خالص سیاہ کتے کو جو دو نقطوں والا ہو مار ڈالنا تمہارے لیے ضروری ہے۔ کیونکہ وہ شیطان ہے۔ (مسلم)

تشریح:......علماء نے لکھا ہے کہ کتوں کو مارڈالنے کا حکم صرف مدینہ منورہ کے ساتھ مخصوص تھا۔ کیونکہ وہ شہر مقدس محض اسی اعتبار سے تقدیس کا حامل نہیں تھا کہ اس میں سرکار دوعالم ﷺ اقامت پذیر تھے بلکہ اس اعتبار سے بھی اس کو پاکیزگی کی عظمت حاصل تھی کہ وہ وحی کے نازل ہونے اور ملائکہ کی آمدورفت کی جگہ تھی۔ لہٰذا یہ بات بالکل موزوں اور مناسب تھی کہ اس کی سرزمین کو کتوں کے وجود سے پاک رکھا جاتا۔

''جو دو نقطوں والا ہو'' یعنی وہ کالا بھجنگ کتا جس کی دونوں آنکھوں پر دو سفید نقطے (ٹیکے) ہوتے ہیں۔ اس قسم کا کتا چونکہ انتہائی شریر اور لوگوں کے لیے سخت تکلیف اور ایذاء پہنچانے والا ہوتا ہے اس لیے اس کو ''شیطان'' فرمایا گیا ہے۔ اس کو ''شیطان'' کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ایسا کتا نہ نگہبانی کے کام کا ہوتا ہے اور نہ شکار پکڑنے کے استعمال کا۔ چنانچہ اسی سبب سے حضرت امام احمد و اسحاق نے یہ کہا ہے کہ سیاہ کتے کا پکڑا ہوا شکار حلال نہیں کیونکہ وہ شیطان ہے۔ (مظاہر حق، جلد 4)

منافق کو کتے نے کاٹ لیا

5 ......حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص حاضر ہوا جس کی پنڈلیوں سے خون بہہ رہا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا معاملہ ہوا؟

اس نے عرض کیا کہ فلاں منافق کے کتے نے کاٹا ہے۔

آپ ﷺ نے عرض فرمایا: بیٹھ جاؤ۔

تھوڑی دیر کے بعد ایک اور شخص آ گیا۔ اس کی پنڈلیاں بھی زخمی تھیں، خون بہہ رہا تھا اس سے دریافت کیا تو اس نے بھی کہا کہ فلاں منافق کے کتے نے کاٹا ہے۔ حضور ﷺ کھڑے ہوگئے اور فرمایا: چلو اس کتے کو ماردیں۔ کہیں باؤلا نہ ہوگیا ہو۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور ﷺ کے ساتھ چل دیے۔ جب کتے کے پاس پہنچے تو وہ قدموں میں لوٹ پوٹ ہونے لگا اور فصیح زبان میں بولا ''مجھے ہلاک نہ کیجئے۔ میں اللہ اور آپ ﷺ پر ایمان رکھتا ہوں۔''

حضور ﷺ نے پوچھا: لیکن تم نے میرے دو صحابہ کو کیوں کاٹا؟

کتا بولا: یارسول اللہ! یہ دونوں شخص منافق ہیں اور یہ دونوں حضرت ابوبکرؓ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں نکال رہے تھے۔ برا بھلا کہہ رہے تھے۔ مجھ سے یہ برداشت نہ ہوسکا اور میں نے انہیں کاٹ لیا۔

حضور ﷺ دونوں منافقوں سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: یہ کتا کیا کہہ رہا ہے؟ ایک جانور تو شیخین سے محبت رکھتا ہے تم انسان ہوکر ان سے بغض

رکھتے ہو۔ یہ سنتے ہی دونوں منافق قدموں میں گر پڑے اور رو رو کر توبہ کی۔
(جامع المعجزات، صفحہ 85)

کتے کو پانی پلانے کا ثواب

6 ...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایک آدمی سفر کر رہا تھا۔ اسے سخت پیاس لگی۔ اس نے ایک کنواں دیکھا تو اس میں اتر کر پانی لے کر باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک کتا پیاس سے زبان نکالے زمین کی نمی چوس رہا ہے۔ اس نے سمجھا کہ جس طرح مجھے پیاس سے پریشانی تھی اسی طرح اس کتے کو بھی ہے۔ پس یہ کنویں میں پھر اترا اور اپنے موزے کو پانی سے بھرا۔ منہ سے پکڑا، اوپر چڑھا اور کتے کو پلایا تو اللہ پاک جل شانہ کو اس کی یہ ادا پسند آ گئی اور اللہ پاک نے اس کی مغفرت فرمادی۔

لوگوں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! کیا جانوروں سے بھی ثواب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر ذی روح کی خدمت یا بھلائی میں ثواب ہے۔
(بخاری، صفحہ 889، مسلم 237/2)

فائدہ: ...... مطلب یہ ہے کہ جانور بھی انسان کی طرح بھوکا پیاسا ہوتا ہے۔ اسے تکلیف و راحت ہوتی ہے۔ پس جو اس کی ضرورتوں کا، کھانے پینے کا اور تکلیف سے بچانے کا خیال رکھے اسے ثواب ملے گا۔ چنانچہ جانوروں کے ساتھ بھلائی کرنے پر کتنوں کی مغفرت ہوئی اور تکلیف پہنچانے پر سزا ملی ہے۔

کتیا کا بھونکنے سے رکنا

7 ...... مسند احمد اور طبرانی میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی نے بنی اسرائیل کے ایک آدمی کی اپنے گھر میں دعوت کی۔ اس کے گھر ایک حاملہ کتیا تھی۔ کتیا کہنے لگی:

لا واللہ لاابخ ضیف اھلی

قسم ہے اللہ تعالیٰ کی، میں اپنے گھر والوں کے مہمان پر ہرگز نہ بھونکوں گی۔ (حیات الحیوان، صفحہ 308 جلد 2)

جو لوگ غیر اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں یا اس کے جواز کے قائل ہیں کاش وہ اس کتیا جتنی عقل رکھتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عقل سلیم عطا فرمائے۔

جہنمیوں کا بھونکنا

8 ...... حضرت حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے نفس کو دنیا کی محبت سے خالی کر چکا ہوں۔ اب میری یہ حالت ہے کہ رات کو جاگتا ہوں اور دن کو پیاسا رہتا ہوں۔ گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ کا عرش میرے سامنے ہے اور جنتی ایک دوسرے سے ملاقات کر رہے ہیں اور جہنمی ایک دوسرے پر بھونک رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل کو ایمان سے روشن کر دیا ہے۔ (جہنم کے خوفناک مناظر، صفحہ 64)

کتے کو شکار پر چھوڑنے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا

9 ...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ جب تم اپنے کتے کو شکار پر چھوڑو تو اللہ کا ذکر بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر چھوڑو۔ اگر اس کتے نے تمہارے لیے شکار کو پکڑ لیا اور اگر شکار زندہ ہو تو اس کو ذبح کر دو، اگر اس کو ذبح نہ کیا تو اس کا کھانا حلال نہ ہوگا۔ اگر کتے نے اس شکار میں سے کچھ کھالیا تو پھر اس کو استعمال مت کرو۔ (بخاری، مسلم)

آخری زمانے میں مومن کی مثال

10 ...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک وقت آئے گا اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا کہ امیر شخص شیر کی مانند بن جائے گا اور حاکم خونخوار بھیڑیا کی مانند بن جائے گا اور تاجر بھونکنے والے کتے کی مانند بن جائے گا۔ مومن اس سہمی ہوئی بکری کی مانند ہوگا جو بہت ساری بھیڑ، بکریوں کے بیچ موجود ہو۔ بھلا بتاؤ اس بکری کا کیا حال ہوگا جو شیر، بھیڑیئے اور کتے کے درمیان کھڑی ہو؟ (میزان الحافظ ذہبی)

تحفہ دے کر واپس لینا

11 ...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص کسی کو کوئی چیز ہبہ (تحفہ) کر کے واپس لے وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کتا قے کر کے دوبارہ چاٹ لے۔ (بخاری، مسلم)

کتا برتن میں منہ مارے تو کیا کیا جائے؟

12 ...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تمہارے کسی کے برتن میں کتا چاٹ لے تو برتن میں جو کچھ ہو وہ گرا دو اور پھر سات مرتبہ برتن کو دھولو اور ایک بار مٹی سے بھی دھوؤ۔

(حیات الحیوان ج 2 ص 271)

نماز کو توڑنے والی تین چیزیں

13 ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نماز کو توڑنے والی تین چیزیں ہیں۔ گدھا، عورت اور سیاہ رنگ کا کتا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا: سیاہ رنگ کے کتے اور سرخ و

زرد رنگ کے کتے میں فرق کیوں رکھا گیا ہے۔

انہوں نے فرمایا: اے بھتیجے! میں نے بھی تیری طرح رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سیاہ کتا شیطان ہے۔

چنانچہ بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ شیطان سیاہ کتی کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ نے ہر سیاہ رنگ کے کتے کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔ (مسلم شریف)

کتا بھونکے تو اعوذ باللہ پڑھو

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رات کے وقت جب تم کتے کے بھونکنے یا گدھے کی آواز سنو تو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ لیا کرو، چونکہ یہ جانور کچھ دیکھتے ہیں۔ وہ کچھ تم نہیں دیکھتے ہو اور رات کو زیادہ باہر نہ نکلو۔ چونکہ اللہ تعالیٰ رات کے وقت اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتے ہیں زمین پر پھیلا دیتے ہیں۔ (حاکم)

سابقہ امتوں میں کتے کا ذکر

سب سے پہلے کتا حفاظت کے لیے کس نے رکھا

❶ ......حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: مولیٰ کریم تو نے مجھے کشتی بنانے کا حکم فرمایا ہے۔ میں دن بھر بناتا ہوں اور رات کو میری قوم اسے خراب کر دیتی ہے۔

ارشاد ہوا: اپنی حفاظت کے لیے ایک کتا پال لیجئے۔

انہوں نے ایک کتا پال لیا۔ اس کے بعد جب لوگ کشتی خراب کرنے آتے تو کتا چلانے لگتا اور حضرت نوح علیہ السلام جاگ پڑتے اور سب کو بھگا دیتے تھے۔ پس حضرت نوح علیہ السلام نے سب سے پہلے حفاظت کے لیے کتا پالا۔

(نزہۃ المجالس، جلد 2)

ایک صوفی اور کتا

❷ ......حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں ایک صوفی شخص کھانا کھا رہا تھا۔ اس کے پاس کتا آیا۔ اس نے اسے پتھر دے مارا۔ جس کی وجہ سے اس کا پیر ٹوٹ گیا۔ اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے شکایت کی۔ آپ علیہ السلام نے اس سے قصاص طلب کیا۔

اس شخص نے کہا: اے نبی اللہ! مجھے معاف کر دیجئے اور اسے میں روز دو روٹیاں دیا کروں گا۔ مگر وہ نہ مانا۔ صوفی نے اور زیادہ کیں۔ وہ پھر بھی نہ مانا۔ پھر کتا کہنے لگا: یا نبی اللہ! میں اس سے ذرا سی چیز مانگتا ہوں۔

انہوں نے پوچھا: وہ کیا ہے؟

اس نے کہا: اپنے دماغ سے تصوف کو نکال ڈالے، کیونکہ اس کے تصوف نے مجھے دھوکہ میں ڈالا تھا۔ (نزہۃ المجالس، جلد 2)

قوم لوط پر نافرمانی کی وجہ سے عذاب

❸ ......حضرت لوط علیہ السلام اپنے ساتھ سوائے زوجہ کے باقی گھر کے افراد کو رات کو لے کر نکل گئے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو لپیٹ دیا۔ اس طرح آپ ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے ان کی تمام بستیوں کو اپنے پر سے اٹھایا اور اتنا بلند کیا کہ آسمان والے ان کی بستیوں میں رہنے والے مرغوں کی آواز اور کتوں کی بھونک سن رہے تھے۔ پھر ان کو پلٹ کر نیچے گرا کر اوپر سے پتھروں کی بارش برسا کر تباہ و برباد کر دیا گیا۔

(روح المعانی، جلد 7 حصہ اول، صفحہ 113)

بچوں کو قتل کرنے والے شخص کا واقعہ

❹ ...... بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس کی اولاد نہیں تھی۔ ایک دن اس نے ایک لڑکے کو دیکھا جس نے زیور پہنا ہوا تھا۔ وہ اس کو بہلا پھسلا کر اپنے گھر لے آیا اور قتل کر دیا۔ پھر اپنے کھیت میں دبا دیا۔ اس کے بعد وہ حسد کی وجہ سے بچوں کو قتل کرنے لگا۔

ایک روز اس نے دو بھائیوں کو گھر لا کر قتل کر کے کھیت میں دبا دیا۔ اس کی بیوی اس کو بہت سمجھاتی اور اللہ کے عذاب سے ڈراتی تو وہ کہتا کہ اگر اللہ کو مجھے پکڑنا ہوتا اور عذاب دینا ہوتا تو اس وقت دیتا جب میں نے پہلا قتل کیا تھا۔

اس کی بیوی کہتی کہ اللہ نے تجھے مہلت دی ہے۔ جس دن تیرا ظلم انتہا کو پہنچے گا تو اللہ تعالیٰ تیری رسی کھینچ لے گا۔ پھر تجھے اس کے عذاب سے کوئی نہ بچا سکے گا۔ جن دو لڑکوں کو اس نے مارا تھا اس کا باپ وقت کے نبی کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ میرے لڑکے گم ہو گئے ہیں۔

وقت کے نبی نے باپ سے پوچھا کہ وہ دونوں اکیلے تھے یا ان کے ساتھ کوئی اور بھی تھا۔ تو اس نے بتایا کہ ان کے ساتھ ایک کتے کا بچہ بھی تھا۔ نبی نے کتے کے بچے کو منگوایا اور اس کو ایک انگوٹھی دی اور فرمایا: سب سے پہلے یہ جس گھر میں داخل ہوگا وہیں اپنے بچوں کو تلاش کرو۔

کتے کا بچہ سب سے پہلے قاتل کے گھر میں داخل ہوا۔ لوگوں نے جب اس گھر کی تلاشی لی تو اس کے کھیت سے بہت سارے بچوں کی لاشیں ملیں۔ لوگ قاتل کو پکڑ کر وقت کے نبی کے پاس لے آئے۔ انہوں نے قاتل کو سولی کی سزا دی تو اس کی بیوی نے کہا کہ میں اسی لیے تجھ کو اس دن سے ڈراتی تھی۔ دیکھ آج تجھے تیرے گناہ کی سزا ملی۔ پھر اس کو سولی پر چڑھا دیا گیا۔ (بیہقی)

عابد کی دعائیں ضائع ہوگئیں

5 ...حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے ایک عابد کو تین دعاؤں کا اختیار دیا گیا۔ اس کی ایک بیوی اور ایک لڑکا تھا۔ ایک مرتبہ اس کی بیوی نے فرمائش کی کہ اپنی تین دعاؤں میں سے ایک میرے حق میں فرمادیں۔انہوں نے پوچھا: بتا کیا چاہتی ہے؟

اس نے کہا کہ دعا کریں میں بنی اسرائیل کی تمام عورتوں سے خوبصورت بن جاؤں۔

اس کے شوہر نے اس کی خواہش پوری کی اور اس کے حق میں دعا کی تو وہ نہایت ہی خوبصورت وحسین ہوگئی۔مگر اس نے اپنے شوہر کو دھوکہ دیا اور اس سے بے وفائی کرنے لگی تو شوہر نے غصے میں آ کر دوسری دعا مانگی کہ وہ کتیا بن جائے۔لہٰذا وہ کتیا بن گئی اور پورے شہر میں جگہ جگہ بھونکنے لگی۔

بیٹے نے جب دیکھا کہ ماں کتیا بن گئی ہے اور گلی گلی بھونکتی پھرتی ہے تو اس نے باپ کی منت سماجت کی کہ آپ اس کے لیے دعا کریں کہ وہ واپس پہلے والی صوت میں آ جائے۔ کیونکہ اس طرح تو مجھے بہت شرمندگی ہوتی ہے اور لوگ مجھے کتیا کا بیٹا کہہ کر طعنہ دیتے ہیں۔

چنانچہ باپ نے بیٹے کی بات مان لی اور اس کے لیے دعا کی تو وہ واپس پہلی والی صورت میں آئی۔ اور اس طرح اس شخص کی تینوں دعائیں ضائع ہوگئیں۔ (تفسیر درمنشور)

کتا...تاریخی واقعات کی روشنی میں

بُرے اعمال کتے کی شکل میں

1 ...ملک یمن کے شہروں میں، میں نے بعض صالحین سے سنا ہے کہ ایک میت کو جب دفن کرکے لوگ واپس آنے لگے تو قبر سے ایک بڑے دھماکے کی آواز آئی اور قبر سے ایک کالا کتا نکل کر بھاگا۔ ایک بڑے صالح آدمی وہاں پر موجود تھے انہوں نے اس کتے سے کہا تیرا ناس ہوتو کون سی بلا ہے؟

وہ بولا: میں اس میت کا بدعمل ہوں۔

انہوں نے پوچھا کہ یہ (جو آواز آئی تھی اس کی) چوٹ تیرے لگی تھی یا میت کے؟ کہا: میرے ہی لگی تھی۔ وجہ اس کی یہ ہوئی کہ اس کے پاس سورۂ یٰسین وغیرہ جن کا یہ شخص ورد رکھتا تھا آ گئیں اور مجھے اس کے پاس تک نہ جانے دیا بلکہ مار کے نکال دیا۔

(میں کہتا ہوں کہ) اس کے نیک عمل قوی تھے۔ اللہ کی رحمت وعنایت سے اس کے بداعمال پر غالب آ گئے۔ اگر بداعمال قوی ہوتے تو وہی غالب آتے اور اسے عذاب اور طرح طرح کی تکلیفیں دلاتے۔ (اللہ ہم سب مسلمانوں کو محفوظ رکھے) آمین۔ (کرامت اولیاء)

والدین کے گستاخ کو قبر نے قبول کرنے سے انکار کردیا

2 ...والدین کے گستاخ کو زمین نے قبول کرنے سے انکار کردیا۔ گوجرانوالہ کے رہائشی (ف ر) کا انتقال ہوگیا۔ دفنانے کے لیے جب اسے قبرستان لے جایا گیا تو چھ دفعہ قبر کھودی گئی لیکن اسے دفنانے کے وقت زمین دوبارہ مل جاتی۔

والدین کی طرف سے معاف کرنے کے بعد ساتویں مرتبہ قبر کھودنے پر مرحوم کو زمین نے قبول کرلیا۔ بتایا گیا ہے کہ مرنے والا اپنے والدین کو کتیا اور کتے کے لقب سے پکارتا تھا اور اپنی بیوی کو کہتا تھا کہ کتے اور کتیا کو روٹی کے ٹکڑے پھینک آؤ۔ جنازہ میں شریک لوگوں اور عزیزوں نے مرنے والے کے والدین کو اسے معاف کرنے کے لیے کہا اور جب اس کے والدین نے اسے معاف کیا تب اسے زمین نے قبول کیا۔ (جواہر پارے)

اگر میرے لیے جہنم کا فیصلہ ہوگیا ہے تو یہ کتا مجھ سے افضل ہے

3 ...حضرت خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں روایت ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کوڑے کرکٹ جمع ہونے کی وجہ سے پرانے کپڑے چن چن کر پاک کرلیا کرتے اور انہیں سے گدڑی سی لیتے۔ سبزی فروشوں کے نکالے ہوئے پتے اور پھل وغیرہ کو کھانے کے لیے اٹھا لیتے تھے۔

ایک روز کوڑے دان کے پاس ایک کتا آپ رحمۃ اللہ علیہ پر بھونکنے لگا تو آپ نے فرمایا: جو تیرے قریب ہے اس سے تو کھا، جو میرے قریب ہے اس سے میں کھا رہا ہوں۔ تو مجھ پر بھونکتا کیوں ہے؟ اگر پل صراط سے میں سلامتی کے ساتھ گزر گیا تو میں تجھ سے بہتر ہوں ورنہ تو مجھ سے بہتر ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حال تھا کہ گھر والے آپ کو مجنوں خیال کرتے تھے اور اہل رشتہ دار حقارت سے دیکھتے۔تمسخر کرتے اور بچے پاگل سمجھ کر آپ کو کنکر پتھر مارتے تھے۔ (کتاب نوادر قلیوبی)

کتا کے لیے راستہ چھوڑ دینا

4 ...حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ اپنے مریدوں کے ساتھ ایک بہت تنگ گلی سے گزر رہے تھے کہ آپ نے دوسری طرف سے ایک کتے کو آتے دیکھا۔ جب کتا سامنے آیا تو حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ پیچھے مڑ آئے اور کتے کے واسطہ راستہ خالی کردیا۔ آپ کے مریدوں میں سے ایک مرید کے دل میں یہ بات گذر گئی کہ حق تعالیٰ نے انسان کو تو بزرگی وشرافت عطا فرمائی

ہے اور حضرت بایزید رحمۃ اللہ تعالیٰ نے باوجود اس مرتبے کے ہم سب کو اس کتے کے پیچھے موڑ لیا۔ گویا اس کتے کو ترجیح دے دی۔

حضرت بایزید رحمۃ اللہ تعالیٰ اس کے اس خدشہ پر مطلع ہوگئے اور اس مرید کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس کتے نے بزبان حال مجھ سے یہ کہا ہے کہ اے بایزید! یہ سب خدا کی شان ہے کہ اس نے روز ازل میں مجھے کتا بنادیا اور آپ کو جامہ انسانی پہنادیا اور پھر آپ کو سلطان العارفین کی قبا بھی پہنادی۔ دیکھئے میں بھی اسی کی مخلوق ہوں۔ کتے کی اس بات سے میں پریشان ہوگیا اور خدا کے فضل و کرم کے شکریہ میں، میں پیچھے ہٹ گیا اور کتے کے لیے راستہ خالی کردیا۔

(تذکرۃ الاولیاء، صفحہ 176)

کتا ہڈی جمع نہیں کرتا

5 ...... بعض کتب میں یہ بھی لکھا ہے کہ بایزید رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس کتے نے مجھ سے کہا کہ اے بایزید یہ تکبر جس کا آپ نے مظاہرہ فرمایا یہ تو سات سمندروں کے پانی سے بھی پاک نہیں ہوسکتا۔

آپ نے فرمایا کہ سچ کہتا ہے۔ اس لیے کہ تیرا تو ظاہر نجس ہے اور میرا باطن۔ لہٰذا ہم دونوں کو ایک ساتھ رہنا چاہیے تاکہ کچھ پاکیزگی میرے باطن کو بھی حاصل ہوجائے۔

لیکن کتے نے کہا کہ ہم دونوں کا ساتھ رہنا ممکن نہیں کیونکہ میں مردود ہوں اور آپ بارگاہ خداوندی میں مقبول۔ دوسرا یہ کہ میں دوسرے دن کے لیے ایک ہڈی بھی جمع نہیں کرتا اور آپ سال بھر کا غلہ جمع کرلیتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ صد افسوس ہے جب میں کتے کے ہمراہ رہنے کے قابل بھی نہیں تو پھر خدا کا قرب کیسے حاصل ہوسکتا ہے۔ اور پاک ہے وہ اللہ جو بدترین مخلوق کی باتوں سے بہترین مخلوق کو درس عبرت دیتا ہے۔ (اسلامی حکایات)

کتے کے ساتھ حسن سلوک

6 ...... شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ نقل کرتے ہیں کہ یمن کے شہر صنعاء میں حضرت خواجہ جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ سفر کر رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اثناء سفر میں ایک زخمی و ناتواں کتے کو دیکھا۔ جس کے دانت بھی بڑھاپے کے سبب نکل چکے تھے۔ وہ شکار کرنے کے قابل بھی نہ رہ گیا تھا تو اپنے توشہ دان و زادراہ میں سے آدھا سامان نکال کر اس کے سامنے پیش کردیا۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ روتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ معلوم نہیں خدا کے نزدیک ہم دونوں میں سے کون زیادہ بہتر ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ازاں برملائک شرف داشتند!

کہ خود رابہ از سگ نہ پنداشتند!

(بوستان سعدی)

یعنی یہ اولیاء فرشتوں سے بڑھ کر مرتبہ اس وجہ سے رکھتے تھے کہ ان میں ازحد خاکساری و تواضع موجود تھی۔ حتیٰ کہ وہ اپنی ذات کو کتے سے بہتر قرار نہ دیتے تھے لیکن آج کا انسان کتوں سے زیادہ رذیل ہوکر بھی اپنا شمار فرشتوں میں کرانا چاہتا ہے۔

شیخین کا دشمن کتا بن گیا

7 ...... حضرت امام مستغفری رحمۃ اللہ تعالیٰ ایک بزرگ سے ناقل ہیں کہ میں نے ملک شام میں ایک ایسے امام کے پیچھے نماز ادا کی جس نے نماز کے بعد حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں بددعا کی۔ جب دوسرے سال میں نے اسی مسجد میں نماز پڑھی تو نماز کے بعد امام نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں بہترین دعا مانگی۔ میں نے نمازیوں سے پوچھا کہ تمہارا پرانا امام کیا ہوا؟ تو لوگوں نے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ چل کر اس کو دیکھ لیجئے۔

میں جب ان لوگوں کے ساتھ ایک مکان پر پہنچا تو یہ دیکھ کر مجھ کو بڑی عبرت ہوئی کہ ایک کتا بیٹھا ہوا ہے اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ میں نے اس سے کہا کہ تم وہی امام ہو جو حضرات شیخین کے لیے بددعا کیا کرتا تھا؟ تو اس نے سر ہلا کر جواب دیا کہ ہاں۔

(شواہد النبوۃ صفحہ 156، حوالہ کرامات صحابہ، صفحہ 40)

ایک اللہ والے کی عجیب دعا

8 ...... رسالۂ قشیریہ میں ہے کہ ایک شخص ایک مرتبہ کسی جنگل میں گیا۔ وہاں اسے ایک آدمی ملا جو اللہ تعالیٰ کی یاد میں مصروف تھا اور اس کے پاس ایک بڑا خوفناک درندہ موجود تھا۔ اس نے اس سے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی ہے کہ جب میں تیرے ذکر سے غافل ہوجاؤں تو مجھ پر اپنے کتوں میں ایک کتا مسلط کردینا۔

(نزہۃ المجالس، جلد 1)

حضرت عبدالقدوس رحمۃ اللہ تعالیٰ کے پوتے کی عقیدت وطلب

9 ...... خواجہ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے کئی خلفاء تھے، ان کا ایک پوتا جوان ہوا تو اس وقت دادی اماں حیات تھیں۔ انہوں نے کہا: بیٹا! ایک نعمت تیرے دادا کے پاس تھی۔ اگر تو چاہتا ہے کہ وہ نعمت تجھے ملے تو ان کے صحبت یافتہ خلفاء کی خدمت میں جا، طلب صادق لے کر جا۔ تجھے وہ نعمت ملے گی۔

وہ نوجوان آمادہ ہوگیا۔ چنانچہ دادی اماں نے اسے ایک خلیفہ کی خدمت

میں روانہ کر دیا۔ جب خلیفہ صاحب کو پتہ چلا کہ میرے شیخ کے پوتے آرہے ہیں تو وہ جماعت لے کر شہر سے باہر استقبال کے لیے آئے۔ بڑی دھوم دھام کے ساتھ استقبال کیا۔ تین دن مہمان نوازی فرمائی۔ اس کے بعد پوچھا کہ جی کیسے تشریف لائے؟

عرض کیا کہ آپ کے پاس ایک نعمت ہے، اس کے حصول کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ فرمایا: پھر تو تقاضے کچھ اور ہیں۔ پیر بن کر تو وہ نعمت نہیں ملے گی، وہ تو مرید بن کر ملے گی۔ چنانچہ وہ گدیاں بھی گئیں، وہ بستر بھی گئے، فرمایا: چٹائی پر رہنا پڑے گا اور فلاں فلاں کام کرنے پڑیں گے۔

عرض کیا: بہت اچھا۔ حضرت نے ان کے ذمہ کئی قسم کے کام لگا دیئے۔ ان کو مجاہدے اور ریاضت کی لائن پر لگا دیا۔ وہ نوجوان لگا رہا۔ ایک ایسا وقت آیا کہ جب شیخ نے دیکھا کہ کچھ بہتر ہو رہا ہے تو سوچا کہ چلو آزماتے ہیں کہ طلب کتنی پکی ہے۔ کچھ لوگ شکار کے لیے جانے لگے تو شیخ نے خود بھی پروگرام بنالیا کہ ہم بھی شکار کے لیے جائیں گے۔ اس دور میں شکار کو کتوں کے ذریعہ پکڑا جاتا تھا۔ سدھائے ہوئے کتوں کا شکار شریعت نے حلال قرار دیا ہے۔

حضرت نے پلے ہوئے بڑے بڑے کتے ساتھ لیے اور نوجوان سے فرمایا کہ آپ کو ان کتوں کو پکڑنا اور سنبھالنا ہے۔

اس نے کہا: بہت اچھا۔ یہ بے چارہ مجاہدے کی وجہ سے سوکھ کر ہڈیوں کا ڈھانچہ بن چکا تھا۔ جب کہ آزمائش کے لیے کتے پکڑنے کی ڈیوٹی لگا دی گئی۔ بسا اوقات شیخ آزماتے ہیں، تکلیف دے کر بھی آزماتے ہیں۔ شیخ کو پتہ چل جاتا ہے کہ حقیقت کیا ہے؟ لیکن مرید کو پتہ نہیں چلتا۔ چنانچہ نوجوان نے رسی کو اپنی کمر سے باندھ لیا اور اپنے ہاتھوں سے مضبوطی سے اسے پکڑ بھی لیا۔ جب شکار سامنے آیا اور کتوں نے شکار کو دیکھا تو وہ بھاگے۔ چونکہ پلے ہوئے تھے اور یہ اکیلے اور کمزور تھے۔ اس لیے رسی کو اپنی ہمت سے پکڑا تو سہی مگر ساتھ کھنچے چلے گئے۔ کتے تیز بھاگے اور یہ کھنچتے کھنچتے گر گئے۔ اب ساتھ گھسٹتے چلے جا رہے ہیں۔ جسم زخموں سے چور چور ہو رہا ہے۔ مگر رسی کو نہ چھوڑا کیونکہ شیخ نے وہ رسی پکڑائی تھی۔ اب جان تو جا سکتی ہے مگر ہاتھوں سے رسی نہیں چھوٹ سکتی۔ یہ ہے تھی طلب۔

شیخ کو اس وقت کشف میں حضرت خواجہ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی اور خواجہ صاحب نے فرمایا کہ خلیفہ صاحب! ہم نے تو آپ سے اتنی محنت نہیں کروائی تھی۔ چنانچہ اسی وقت شیخ نے اس نوجوان کو سینے سے لگایا اور وہ نعمت ان کے سینے میں القاء فرما دی۔ (خطبات ذوالفقار، صفحہ 2/126)

کتے کی نصیحت...... مالک کے در کو نہ چھوڑیئے

10 ...... ایک متوکل صاحب اللہ پر توکل کرنے کی محنت کر رہے تھے۔ وہ ایک ویرانے میں عبادت کر رہے تھے۔ انہیں اللہ کی رحمت سے روزانہ کھانا مل جاتا تھا۔ ان کو تین سال تک کھانا ملتا رہا۔ ایک مرتبہ انہیں کھانا ملنا بند ہو گیا۔ تین دن کا فاقہ ہونے کی وجہ سے لاچار ہو گئے۔ چنانچہ کہنے لگے کہ کسی بندے سے جا کر کھانا لانا پڑے گا۔ لہٰذا وہاں سے گئے اور کسی بندے کے در پر جا کر سوال کیا۔ اس بندے نے ان کو تین روٹیاں دے دیں۔

وہ روٹیاں لے کر آرہے تھے کہ راستہ میں ایک کتا ان کے پیچھے لگ گیا۔ وہ اس قدر شدت سے بھونک رہا تھا کہ انہوں نے سمجھا کہ شاید یہ مجھے کھا جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے جان چھڑانے کے لیے کتے کو ایک روٹی پھینک دی۔ کتے نے وہ روٹی کھالی اور پھر ان کے پیچھے بھاگا۔ پھر انہوں نے جان چھڑانے کے لیے دوسری روٹی بھی ڈال دی۔ اس نے وہ روٹی بھی کھالی اور پھر ان کے پیچھے دوڑا۔ ابھی منزل پر نہیں پہنچے تھے کہ کتا پھر ان کے پاس پہنچ گیا۔ چنانچہ انہوں نے جان چھڑانے کے لیے تیسری روٹی بھی پھینک دی۔ کتے نے تیسری روٹی بھی کھالی۔ جب انہوں نے تیسری روٹی ڈالی تو ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ تم کتنے ظالم ہو کہ میرے لیے ایک روٹی بھی نہ بچائی۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کتے کو بات کرنے کی توفیق عطا فرما دی۔ جی ہاں! جب اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں تو بلوا دیتے ہیں۔ کتے نے ان سے کہا: میں ظالم نہیں بلکہ تم ظالم ہو۔

انہوں نے کہا کہ وہ کیسے؟

کتا کہنے لگا کہ وہ اس طرح کہ آپ کا مالک آپ کو تین سال تک ایک ہی جگہ بٹھا کر رزق دیتا رہا۔ پھر تین دن روٹی نہ ملی تو آپ نے رب کا در چھوڑ کر کسی اور کے دروازے پر دستک دی اور مجھے دیکھو کہ میرا مالک مجھے کئی دن روٹی نہیں ڈالتا۔ میں بھوکا تو رہ لیتا ہوں مگر مالک کا در نہیں چھوڑتا۔

(خطبات فقیر)

شیخین کی بے ادبی کرنے پر مسلط ہونے والا کتا

11 ...... حضرت مخلد بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مسجد کی طرف جانے والے میرے راستے میں ایک کتا تھا جو لوگوں کو کاٹتا تھا۔ میں نے ایک دن نماز کے لیے جانے کا ارادہ کیا تو راستے میں وہی کتا کھڑا تھا۔ میں خوف کی وجہ سے ایک طرف ہٹ گیا۔ کتے نے مجھے دیکھ کر کہا کہ اے ابوعبداللہ (یہ سفیان ثوری

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کنیت ہے) آپ گزر جائیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے صرف اس شخص پر مسلط کیا ہے جو ابوبکر و عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو گالی دیتا ہے۔

(حلیۃ الاولیاء، جلد 7 صفحہ 74 بحوالہ ترغیب المسلمین، صفحہ 375)

کتوں جیسی حرکات وسکنات کرنے والا بچہ

12 ...... کوٹ مومن میں کتوں جیسی حرکات و سکنات کرنے والا عجیب و غریب بچہ پورے شہر کی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔ایک دس، بارہ سالہ بچہ سارا دن قصابوں کی دکانوں کے گرد منڈلاتا رہتا ہے۔ جیسے ہی قصاب گوشت کا کوئی ٹکڑا اس کی طرف اچھالتے ہیں تو فوراً جھپٹ کر منہ میں ڈال لیتا ہے اور نہایت مزے لے کر کھانا شروع کردیتا ہے اور اگر قصاب گوشت نہ دے تو گاہکوں کی منت سماجت شروع کردیتا ہے اور پاؤں میں لپٹنا شروع کردیتا ہے۔ جیسے ہی گوشت کا ٹکڑا مل جائے تو فوراً کچا چبا کر نگل لیتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی برائیاں شمار فرما کر ارشاد فرمایا کہ جب یہ برائیاں ہونے لگیں تو سرخ آندھی، زلزلہ،زمین میں دھنس جانا،شکلیں بگڑ جانا، آسمان سے پتھر برسنا اور طرح طرح کے لگاتار عذابوں کا انتظار کرو۔ (مذکورہ اخباری خبر سے معلوم ہورہاہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیش گوئی فرمائی تھی اس کے ظہور کا وقت آرہا ہے)۔ (جواہر پارے)

میرا رزق مجھے کتے کے ذریعہ ملتا ہے

13 ...... ابوجعفر حداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ایک قافلے کے ساتھ تھا جو بصرہ سے بغداد کی طرف جارہا تھا۔ قافلہ میں ایک شخص تھا جو نہ کھاتا تھا اور نہ پیتا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟

کہنے لگا: میں عیسائی ہوں۔

میں نے پوچھا: کیا وجہ ہے کہ تم کھاتے پیتے کچھ نہیں ہو؟

اس نے کہا کہ میں متوکل ہوں (یعنی میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا ہوا ہے؟) میں نے کہا کہ میں نے بھی اللہ تعالیٰ پر توکل کیا ہوا ہے۔

اس کے بعد میں نے اسے کہا کہ توکل علی اللہ کا تقاضا یہ ہے کہ ہم یہاں نہ بیٹھیں اور نہ قافلے والوں کے ساتھ رہیں۔ قافلے والوں کی رفاقت اور کھانے پینے میں ان کی اعانت پر بھروسہ کرنا اور اسے درخوراعتناء سمجھنا توکل علی اللہ کے خلاف ہے۔ ابھی تھوڑی دیر کے بعد یہ لوگ کھانا کھانے کے لیے مل کر بیٹھیں گے۔ ہمارے پاس تو کچھ کھانے کے لیے ہے نہیں۔

پس لامحالہ یہ لوگ ہمیں بھی کھانے میں شرکت کی دعوت دیں گے اور بلائیں گے۔ پس قافلے والوں کے طعام اور ان کی اعانت کی امید پر یہاں رہنا اور ان کے ساتھ سفر کرنا توکل علی اللہ کے خلاف ہے۔اس لیے میں نے اسے کہا کہ آئیے کہ ہم دونوں قافلہ سے الگ ہوکر ان کی اعانت کے بغیر جنگل اور بیابانوں میں سفر جاری رکھتے ہیں۔

اس نے کہا: ٹھیک ہے مگر ایک شرط پر، وہ یہ کہ جب ہم کسی شہر میں داخل ہوں گے تو نہ تم کسی مسجد میں جاؤ گے اور نہ میں کسی گرجا گھر (چرچ) میں جاؤں گا۔ میں نے یہ شرط مان لی۔ چنانچہ ہم روانہ ہوئے۔ چلتے چلتے رات ہم ایک بستی میں پہنچے۔ وہاں ہم ایک جگہ بیٹھ گئے۔

فجاء نا كلب أسود وفي فمه رغيف. فوضعه قدام النصراني فأكله ولم يلتفت الي ولا عرض علي.

یعنی ''ایک کالے رنگ کا کتا منہ میں روٹی اٹھائے ہوئے آیا اور آکر روٹی اس عیسائی کے پاس رکھ دی۔ عیسائی نے ساری روٹی خود کھالی اور میری طرف اس نے ذرا بھی التفات (توجہ) نہ کیا اور نہ مجھے کھانے کو کچھ دیا۔''

پھر ہم مسلسل تین دن اور تین راتیں چلتے رہے۔ ہر رات یہی قصہ ہوتا کہ کتا اس کے پاس روٹی لے آتا اور وہ کھالیتا۔

چوتھی رات ہم ایک بستی میں داخل ہوئے میں نماز مغرب ادا کرنے کے لیے کھڑا ہوا۔ اتنے میں ایک شخص آیا:

ومعه طبق عليه طعام ودورق فيه ماء. فسلم علي. فلما فرغت من الصلاة وضعه قدامي. فقلت له: احمله الى ذلک الرجل

یعنی ''اس شخص کے پاس ایک بڑی رکابی میں کھانا اور برتن میں پانی تھا۔ اس نے مجھے السلام علیکم کہا۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو (میں نے اس کے سلام کا جواب دیا) اس نے وہ کھانا اور پانی میرے سامنے رکھا۔ میں نے اسے کہا کہ آپ یہ سب کچھ اٹھا کر اس دوسرے آدمی کو دے دیں۔''

میں پھر نماز میں مصروف ہوگیا۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو وہ عیسائی کھانے کی رکابی لے کر میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں کیونکہ تمہارا دین میرے دین سے بہتر ہے۔ پھر اس نے پڑھا:

أشهد أن لاإله إلا الله وأشهد ان محمدًا عبده ورسوله.

میں نے پوچھا کہ تمہیں یہ کیسے علم ہوا کہ اسلام بہتر دین ہے؟

اس نے کہا کہ مجھے میرا رزق مجھ جیسے ایک کتے کے ذریعے پہنچایا جاتا رہا۔ کتا ایک نجس جانور ہے۔ اور تمہارا رزق ایک نیک پاک انسان کے ذریعے تمہیں پہنچایا گیا۔ نیز میں سارا کھانا خود کھاجایا کرتا تھا۔ تمہیں اس میں سے کچھ بھی نہیں دیتا تھا اور تم نے جذبہ ایثار کے تحت یہ کھانا مجھے دے دیا اور خود کچھ بھی نہ کھایا۔ حالانکہ تمہیں یہ کھانا تین دن کے بعد ملا تھا۔ اس لیے مجھے یہ یقین ہوگیا کہ تمہارا دین بہتر، اعلیٰ اور افضل ہے۔ (ترغیب المسلمین، صفحہ 120)

جانثار کتے کی قبر

14 ......حضرت سیدنا محمد بن خلاد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے۔ ایک شخص کسی بادشاہ سے ملنے جارہا تھا کہ راستے میں اسے ایک قبر نظر آئی۔ جس پر قبہ بنا ہوا تھا۔ وہ قریب گیا تو ایک تختی پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی :یہ ایک کتے کی قبر ہے جسے پسند ہو کہ اس قبر کے متعلق جانے تو اسے چاہیے کہ فلاں بستی میں چلا جائے۔ وہاں اسے خبر دینے والا کوئی نہ کوئی مل جائے گا۔

یہ تحریر پڑھ کر وہ مطلوبہ بستی میں گیا تو لوگوں نے ایک گھر کا پتہ بتایا۔ جب وہ بتائے ہوئے مکان پر پہنچا تو وہاں سو سال سے بھی زائد عمر کا ایک بوڑھا ملا۔ آنے کا مقصد بتایا تو بوڑھے نے کہا کہ ہاں! میں تجھے اس قبر کے متعلق بتاتا ہوں۔ غور سے سن! ہمارے اس علاقے میں ایک عظیم الشان بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ اسے سیر و سیاحت اور شکار کا بہت شوق تھا۔ اس کا پالتو کتا ہر وقت اس کے ساتھ رہتا تھا۔ بادشاہ صبح و شام اپنے کھانے میں سے اسے کھلایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ بادشاہ نے اپنے غلام سے کہا کہ باورچی سے کہو کہ ہم شکار کے لیے جارہے ہیں۔ ہمارے لیے دودھ میں روٹیاں ڈال کر بہترین ثرید تیار کر رکھے۔ ہم واپسی پر وہی ثرید کھائیں گے۔

یہ کہہ کر وہ شکار پر چلا گیا۔ باورچی نے ثرید تیار کیا اور اس کو کسی چیز سے ڈھانپے بغیر دوسرے کاموں میں مصروف ہوگیا۔ اچانک کہیں سے ایک خطرناک اژدھا آیا، اس نے برتن میں منہ ڈال کر دودھ پیا اور اپنے منہ کا زہر اس میں اگل دیا۔ کتے اور گونگی کنیز نے یہ منظر دیکھ لیا اور باقی کسی کو اس واقعہ کا علم نہ ہوا۔ بادشاہ نے واپسی پر کھانا طلب کیا تو باروچی نے وہی زہر ملا ثرید سامنے رکھ دیا۔ گونگی کنیز نے اشاروں سے سمجھانے کی کوشش کی کہ اس کھانے میں خطرناک اژدھے کا زہر شامل ہے۔ لیکن کوئی بھی اس کی بات نہ سمجھ سکا۔ کتا بھونک بھونک کر سمجھانے کی کوشش کررہا تھا۔ لیکن کوئی نہ سمجھا۔

بادشاہ نے کتے کے سامنے روٹی ڈالی لیکن اس نے روٹی کو منہ تک نہ لگایا بلکہ مسلسل بھونکتا رہا۔ یہ دیکھ کر بادشاہ نے کہا کہ نہ جانے اسے کیا مسئلہ ہے، اسے اپنے حال پر چھوڑ دو۔ پھر جیسے ہی بادشاہ نے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا، کتے نے ایک لمبی چھلانگ لگائی اور وہی زہر ملا کھانا کھانے لگا۔ کچھ ہی دیر میں اس نے تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔

اب گونگی کنیز نے اشاروں سے بتایا تو سب لوگ سمجھ گئے کہ اس دودھ میں اژدھے کا زہر شامل ہوگیا تھا۔ اگر بادشاہ اسے کھالیتا تو فوراً مرجاتا۔ کتے نے اپنے مالک کو بچانے کے لیے اپنی جان دے دی تھی۔ بادشاہ اور وہاں پر موجودہ تمام لوگ کتے کی وفاداری پر بہت حیران ہوئے۔ بادشاہ نے اپنے وزیروں، مشیروں کو مخاطب کر کے کہا کہ دیکھو! اس بے زبان جانور نے مجھ پر اپنی جان قربانی کردی۔ اب یہ ہماری طرف سے اچھی جزا کا مستحق ہے، اسے کوئی بھی ہاتھ نہ لگائے۔ میں خود اسے اٹھاؤں گا اور اپنے ہاتھوں سے دفن کروں گا۔

چنانچہ بادشاہ نے اس وفادار کتے کے لیے ایک قبر کھدوائی اور اپنے ہاتھوں سے دفن کر کے اس کی قبر پر قبہ بنادیا جسے تم دیکھ کر آرہے ہو۔

بوڑھے کی زبانی وفادار کتے کی کہانی سن کر وہ شخص بہت حیران ہو۔

(عیون الحکایات)

مالک کو کھلانے والا کتا

15 ......حضرت سیدنا محمد بن حسین بن راشد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ ایک شخص اپنے کتے کی بہت زیادہ دیکھ بھال کیا کرتا تھا۔ سردیوں میں اسے عمدہ چادر میں چھپاتا اور بہترین اشیاء کھلاتا۔ میں نے اس سے، پوچھا کہ تم اس کتے کی اتنی دیکھ بھال کیوں کرتے ہو؟

کہا: میرے اس کتے نے مجھے بہت بڑی مصیبت سے نجات دلوائی ہے۔ سنو! میرا ایک انتہائی گہرا دوست تھا، ہم نے کافی عرصہ تک ایک ساتھ تجارت کی۔ ایک مرتبہ جہاد سے واپسی پر میرے پاس بہت زیادہ مال غنیمت اور بہت ہی قیمتی سامان تھا۔ راستے میں اس بے وفا دوست نے مجھے رسیوں سے باندھ کر ایک وادی میں پھینک دیا اور میرا سارا مال لے کر فرار ہوگیا۔ میرا یہ کتا بھی میرے ساتھ تھا۔ یہ اس وادی میں میرے ساتھ ہی بیٹھا رہا۔ پھر کہیں چلا گیا۔ جب واپس آیا تو اس کے پاس ایک روٹی تھی، اس نے وہ روٹی میرے سامنے رکھ دی۔ میں روٹی کھا کر اور گڑھے کا پانی پی کر وہیں پڑا رہا۔ کتا بھی ساری رات میرے قریب ہی بیٹھا رہا۔

صبح بیدار ہوا تو کتا نظر آیا، ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ وہ میرے لیے روٹی لے آیا۔ تیسرے دن بھی وہ اسی طرح روٹی لایا اور میری طرف پھینک دی۔ جیسے ہی میں نے روٹی کھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو میرے پیچھے میرا بیٹا موجود تھا۔ وہ مجھے اس حالت میں دیکھ کر رو رہا تھا۔ اس نے روتے ہوئے میری رسیاں کھولیں اور حقیقت حال دریافت کی۔ میں نے سارا واقعہ بتایا اور پوچھا تجھے کیسے معلوم ہوا کہ میں یہاں ہوں؟

میرے بیٹے نے کہا کہ یہ کتا ہمارے پاس آتا تو ہم حسب عادت اسے روٹی ڈال دیتے۔ اب کی بار جب یہ ہمارے پاس آیا تو آپ اس کے ساتھ نہ تھے۔ ہمیں بڑی تشویش ہوئی۔ جب ہم نے اسے روٹی ڈالی تو اس نے اسے کھایا نہیں بلکہ اٹھا کر ایک طرف چل دیا۔ دوسرے دن بھی اسی طرح ہوا۔ ہم بہت حیران ہوئے۔ آج جب یہ روٹی لے کر آنے لگا تو میں اس کے پیچھے

پیچھے چلا آیا اور اس طرح مجھے آپ تک پہنچنے کی راہ ملی۔

پھر ہم سب اپنے گھر آ گئے۔ اب مجھے یہ کتا اپنے عزیزوں اور دوستوں سے بھی زیادہ پیارا ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے میں موت کے منہ سے نکل آیا۔ اللہ عزوجل جس طرح چاہتا ہے اپنے بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔ وہ حکیم ومہربان ہے۔ (عیون الحکایات)

محبت میں دیوار اور کتے کی قدم بوسی

16 ...... ایک مرتبہ مجنوں کو کسی نے دیکھا کہ ایک کتے کے پاؤں چوم رہا ہے۔ اس نے پوچھا کہ مجنوں تم ایسا کیوں کررہے ہو؟

مجنوں نے کہا کہ یہ کتا لیلیٰ کی گلی سے ہوکر آیا ہے۔ میں اس لیے اس کے پاؤں چوم رہا ہوں۔ ایسے مغلوب الحال اور فاترالعقل انسان کو مجنوں پاگل نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے؟ کسی فارسی شاعر نے یہی بات شعر میں کہی ہے:

پائے سگ بوسید مجنوں خلق گفتہ ایں چہ بود
گفت گاہے ایں سگے درکوئے لیلیٰ رفتہ بود

مجنوں لیلیٰ کی گلی کا طواف کرتے ہوئے یہ شعر پڑھا کرتا تھا:

اطوف علی جدار و دیار لیلیٰ
اقبل ذالجدار وذالجدارا
وماحب الدیار شغفن قلبی
ولکن حب من سکن الدیارا

"میں لیلیٰ کے گھر کی دیواروں کا طواف کرتا ہوں۔ کبھی یہ دیوار چومتا ہوں کبھی وہ دیوار چومتا ہوں اور دراصل ان گھروں کی محبت میرے دل میں نہیں چھا گئی بلکہ اس کی محبت جو ان گھروں میں رہنے والی ہے۔"

ایک مرتبہ حاکم شہر نے سوچا کہ لیلیٰ کو دیکھنا چاہئے کہ مجنوں اور اس کی محبت کے افسانے زبان زدعام ہیں۔ جب سپاہیوں نے لیلیٰ کو پیش کیا تو حاکم حیران رہ گیا کہ وہ ایک عام سی لڑکی تھی۔ نہ شکل نہ رنگ و روپ تھا۔ اس نے لیلیٰ سے کہا:

ازدگر خوباں تو افزوں نیستی
گفت خامش چوں تو مجنوں نیستی

"تو دوسری حسیناؤں سے زیادہ بہتر نہیں ہے۔ کہنے لگی خاموش رہ۔ چونکہ تو مجنوں نہیں ہے۔" (خطبات ذوالفقار)

اولیاء کرام کے ساتھ کتے کی محبت

17 ...... حضرت کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اصحاب کہف رحمۃ اللہ علیہم رات کو نکل کر جارہے تھے تو ایک کتا ان کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ انہوں نے اس کتے کو بہت بھگایا۔ لیکن اس نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا اور ان سے کہنے لگا:

لاتخشوا جانبی لان احب احباب اللہ

تم لوگ میری طرف سے بالکل خوف نہ کرو کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے ساتھ محبت کرتا ہوں۔ (حیات الحیوان، صفحہ 291 جلد 2)

اولیاء کرام سے بے ادب انسانوں کو اس کتے سے ادب سیکھنا چاہیے۔ اولیاء کے ساتھ عداوت رکھنی سم قاتل ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسے (بے ادب) انسان کا خاتمہ کبھی ایمان پرنہیں ہوا۔

(طبقات الکبریٰ للشعرانی رحمۃ اللہ علیہ)

کتے کا اپنے مالک کے قاتل کو پکڑوانا

18 بغداد میں ایک شخص کتوں کا بہت شوقین تھا۔ ایک دفعہ وہ اپنے کسی کام سے گاؤں جارہا تھا تو اس کے کتوں میں سے ایک اس کے ساتھ چل پڑا۔ مالک نے اس کو روکا اور واپس کرنے کی کوشش کی مگر وہ واپس نہ گیا اور اس مالک کے ساتھ ہی گاؤں میں داخل ہوگیا۔

اس گاؤں والوں کی اس شخص سے دشمنی تھی۔ گاؤں والوں نے دیکھا کہ یہ شخص تو اکیلا ہے تو اسے پکڑ کر لے گئے اور بند کردیا۔ اس کا کتا بھی اس کے ساتھ تھا۔ پھر اس شخص کو ان لوگوں نے مار دیا اورایک خشک کنویں میں اس کو ڈال کر کنواں اوپر سے بند کردیا اور کتے کو مار کر بھگا دیا۔

کتا بے چارا مار کھا کر اپنے مالک کے گھر جا کر زور زور سے بھونکنے لگا۔ وہ شخص جب کچھ دن تک نہ آیا تو اس کی ماں نے اس کو بہت ڈھونڈا۔ لیکن کچھ پتا نہ چلا۔ آخر تھک ہار کر سمجھ گئی کہ اس کے بیٹے کو کسی نے مار ڈالا ہے۔ پھر اس کی تمام آخری رسومات ادا کیں اور کتوں کو بھی گھر سے نکال دیا۔

چنانچہ ...... سبھی کتے اِدھر اُدھر چلے گئے۔ مگر وہ کتا کسی بھی طرح اپنے مالک کے گھر سے نکلنے کو تیار نہ تھا۔ تنگ آ کر اس شخص کی ماں نے اس کو گھر سے باہر کرادیا اور دروازہ بند کرلیا۔ کتا گھر کے باہر دروازہ کے پاس ہی پڑا رہا۔ اتفاقاً ایک دن اس کے مالک کے قاتلوں میں سے ایک شخص کا اس گھر کے سامنے سے گزر ہوا۔ کتا فوراً اس کو دیکھ کر پہچان گیا اور اس کا دامن پکڑ کر خوب بھونکنے لگا۔

آس پاس کے لوگ جمع ہوگئے اور اس شخص کو کتے سے چھڑانے کی بہت کوشش کی۔ مگر کتے نے دامن نہ چھوڑا۔ یہ شور مقتول کی والدہ کے کان میں پڑا تو وہ بھی باہر آ گئی۔ اس کی نظر جب اس شخص پر پڑی تو اسے یاد آیا کہ یہ تو

میرے بیٹے کا دشمن ہے۔ ہو نہ ہو ضرور اس نے ہی میرے بیٹے کو قتل کرایا ہے۔ یہ کہہ کر وہ بھی اس شخص سے لپٹ گئی۔

ادھر کوتوال شہر کو اس واقعہ کا علم ہوا تو وہ بھی اس جگہ آ گیا اور اُس نے جب یہ ماجرا دیکھا تو اسے شک سا ہوا کہ ضرور کچھ معاملہ ہے۔ کیونکہ کتے کے جسم پر بھی کچھ زخم تھے۔ چنانچہ لوگ دونوں (کتا اور شخص) کو خلیفہ راضی باللہ کے پاس لے گئے۔

مقتول کی ماں نے ملزم پر استغاثہ دائر کیا۔ خلیفہ راضی باللہ نے ملزم کو خوب ڈرایا دھمکایا۔ مگر اس نے کسی طرح بھی جرم کا اقرار نہ کیا۔ آخرکار خلیفہ نے اس کو جیل میں ڈلوا دیا۔ چنانچہ وہ کتا بھی جیل کے باہر ہی بیٹھا رہا۔ کچھ عرصہ بعد خلیفہ نے اس کو رہا کردیا۔ مگر جب وہ جیل سے باہر آیا تو کتے نے پھر سے اس کا دامن پکڑلیا۔ لوگوں نے بہت چھڑانے کی کوشش کی مگر کتے نے اسے نہ چھوڑا۔

اس واقعہ کی خبر پھر خلیفہ راضی باللہ کو دی گئی۔ خلیفہ نے ملزم اور کتے کو چھوڑنے کا حکم دیا اوراپنے ایک غلام سے ان دونوں کا پیچھا کرنے کو کہا اور کہا کہ وہاں جوبھی معاملہ پیش آئے اس کی مجھے اطلاع کرنا۔

چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب ملزم اپنے گھر میں داخل ہوا اور اس کے پیچھے غلام اور کتا بھی داخل ہوگئے تو غلام نے گھر کی تلاشی لی۔ مگر اسے وہاں ثبوت جیسی کوئی چیز نہ ملی۔ کتا بھونکے جارہا تھا اور کنویں کی جگہ کو پاؤں سے کھرچ رہا تھا۔

غلام نے خلیفہ کو ان سب باتوں سے آگاہ کیا تو خلیفہ نے فوراً اس جگہ کو کھودنے کا حکم دیا۔ جب وہ جگہ کھودی گئی تو وہاں سے کنواں ظاہر ہوا اور اس کنوئیں سے مقتول کی لاش ملی۔ چنانچہ خلیفہ کے کارندے اس کو پھر سے خلیفہ کے پاس لے گئے۔ وہاں خلیفہ کے بہت زدوکوب کرنے پر اس نے اقرار جرم کیا اور اپنے ساتھیوں کے نام بھی بتائے۔ لہٰذا خلیفہ نے اس کو قتل کرایا او ربقیہ ملزمان کو پکڑنے کے لیے کارندے روانہ کیے۔ان ملزمان کو سب کچھ معلوم ہوگیا تھا۔ لہٰذا وہ لوگ وہاں سے کسی نامعلوم جگہ فرار ہوگئے۔ (کتاب النشوان لعثمان مرینی)

کتا مسلمان کے خون کو نہیں چاٹتا

کتے کی ایک عجیب بات یہ ہے کہ کتا کسی مسلمان کا خون نہیں چاٹتا۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ ایک قصہ نقل کرتے ہیں کہ قیروان کے فقہاء وعلماء اور سخنون کے اصحاب نے ابراہیم فزاری کو قتل کرنے کا فتویٰ دیا۔ ابراہیم فزاری ایک بہت بڑا شاعر تھا۔ علوم فنون کا وہ بہت ماہر تھا۔ قاضی ابوعباس بن ابوطالب کی مجلس میں اکثر دکھائی دیتا تھا اور ان سے مناظرے کرتا تھا، چنانچہ اکثراوقات برے کاموں میں شریک رہتا۔ رب تعالیٰ اور انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں گستاخی کرتا تھا۔ چنانچہ اسے قتل کرکے الٹا لٹکا دیا گیا، پھر اتار کر آگ میں جلا دیا گیا۔ جب اس کے اوپر رکھی ہوئی لکڑی کو ہٹایا گیا تو اس کی نعش قبلہ سے پھرگئی، ایک کتا آیا اور اس کا خون چاٹنے لگا۔

صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لایلغ الکلب فی دم مسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا کہ کتا مسلمان کا خون نہیں چاٹتا۔

کتنی عظیم بات ہے کہ کتا بھی مسلمان کا اس کے دین کی وجہ سے احترام کرتا ہے اور جو توہین نبوت کا مرتکب ہوتا ہے تو کتا اس کے خون کو پہچان لیتا ہے اور چاٹتا ہے۔ گویا کہ وہ مسلمان نہ رہا۔ لہٰذا توہین رسالت کرنے والوں کو اس سے وعظ اور عبرت لینی چاہیے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ توہین رسالت کرنے والا مرتد اور واجب القتل ہے۔

(کتاب الشفاء، صفحہ 223 وحیوۃ الحیوان، صفحہ 311 جلد 2)

قرآن مجید میں اصحاب کہف کے کتے کا ذکر

قرآن مجید میں کتے کا ذکر متعدد مقامات پر آیا ہے۔ سورۃ الکہف میں اصحاب کہف کے کتے کے بارے میں ارشاد ہے:

وکلبھم باسط ذراعیہ بالوصید (18:8)

''اور ان (اصحاب کہف) کا کتا غار کے دہانے پر بازو پھیلائے بیٹھا تھا۔

قرآن کی سورۃ الاعراف، ع **22** میں کتے کا کلب کے نام سے ذکر کیا گیا ہے۔

اصحاب کہف کے کتے کا واقعہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اصحاب کہف آئے اور وہ سات جوان تھے اور ان کا کتا بھی جو زرد رنگ کا تھا ان کے پیچھے ہولیا۔ باوجودیکہ انہوں نے اس کو کئی بار بھگایا لیکن وہ نہ بھاگا بلکہ کہنے لگا کہ مجھ سے تم لوگ خوف مت کرو۔ میں تو اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے محبت رکھتا ہوں اور تم سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کو پہچان چکا ہوں۔

اس پر انہوں نے اس کو اپنی گردنوں پر اٹھالیا۔ امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ وہ کتا ان کے ساتھ جنت میں جائے گا۔ (نزہۃ المجالس، جلد 1)

زیرِنظر تصویر اصحاب کہف کے غار کے بیرونی منظر کی ہے جہاں غار والے 7 نوجوان اپنے کتے کے ساتھ دفن ہیں۔ اصحاب کہف کے غار کی مزید تصاویر دیکھنے کے لئے احقر کی کتاب قرآن کے تاریخی مقامات (زیرطبع) مطالعہ کریں۔

موضوع نمبر 4

گھوڑے کی استقامت

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ اگر ایک مجاہد کسی گھوڑے کو اس لیے پالتا ہے کہ میں اس پر بیٹھ کر جہاد کروں گا تو وہ گھوڑا پہچانتا ہے کہ مجھے اس لیے کھلایا پلایا گیا تھا کہ میں نے جہاد میں شریک ہونا ہے۔ لہٰذا جب اس کا مالک زرہ پہن کر اس پر سوار ہوجاتا ہے اور تلوار ہاتھ میں لے لیتا ہے اور اسے دشمن کے سامنے لاکر کھڑا کرتا ہے تو وہ گھوڑا اگرچہ جانور ہے مگر اس میں فہم ضرور ہوتی ہے کہ اب اس وعدے کو پورا کرنے کا وقت آچکا ہے جس کے لیے میرے مالک نے میری خدمت کی تھی۔ چنانچہ گھوڑا تیار ہوجاتا ہے۔ اس کو اپنے سامنے تلواریں اور تیر نظر آرہے ہوتے ہیں مگر وہ گھوڑا گھبراتا نہیں، لہٰذا جب اس کا مالک اسے بھاگنے کے لیے ایڑی کا اشارہ کرتا ہے تو وہ گھوڑا بھاگنا شروع کردیتا ہے، وہ بڑھتا چلا جاتا ہے، سامنے دشمن تیر برساتا ہے، مگر تیر و تفنگ اور دشمن کے وار سے اس کے جسم سے خون کے فوارے بھی چھوٹ رہے ہوں تو وہ اس بات کی پرواہ کیے بغیر دشمن کی صفوں میں گھستا چلا جاتا ہے، وہ اپنی جان تو قربان کردیتا ہے مگر اپنے مالک کے اشارے کی لاج رکھ لیتا ہے۔ اللہ رب العزت نے گھوڑے کی یہ استقامت قرآن میں بیان کی ہے:

والعدیت ضبحا فالموریت قدحا، فالمغیرات صبحا

سبحان اللہ، اے مجاہد! تیری عظمت کو سلام کہ تیرے گھوڑے کے قدموں سے اٹھنے والی مٹی کی بھی میرا پروردگار قسمیں کھا رہا ہے۔ جس پروردگار کو گھوڑے کی جوانمردی اور شجاعت اس قدر پسند آئی کہ وہ قسمیں کھا کر قرآن میں اس کے تذکرے فرماتا ہے تو جب مومن شجاعت کا اظہار کریں گے تو اللہ رب العزت کو یہ بات کتنی پسند آئے گی۔ (خطبات فقیر)

اللہ کی محبت میں گھوڑے ذبح کرنے کا انعام

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی محبت میں گھوڑے ذبح کر دیئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے بطور انعام ہوا کو مسخر کر دیا وہ ان کے حکم کے مطابق چلتی تھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور ہم نے داؤد کو سلیمان (بیٹا) عنایت کیا۔ وہ اچھا بندہ (اللہ کی طرف) بہت رجوع رہنے والا تھا۔ جب سورج ڈھلے پر عمدہ اور اصیل گھوڑے اس کے سامنے لائے گئے تو کہنے لگا کہ میں نے مال کی (گھوڑوں کی) محبت اللہ کی یاد سے زیادہ چاہی۔ یہاں تک کہ سورج پردے میں چھپ گیا (یعنی ڈوب گیا) تو اس نے کہا: ان گھوڑوں کو میرے سامنے پیش کرو (وہ پیش کیے گئے) تو ان کی ٹانگیں اور گردنیں تلوار سے کاٹنا شروع کیں۔

مفسرین نے مذکورہ آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ سلیمان علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کی پسندیدہ خصلت کی بناء پر گھوڑوں سے بہت پیار کرتے تھے۔ آپ کے پاس مضبوط اور تیز رفتار گھوڑے تھے اور ان کے پہلو مزین تھے۔ (یعنی وہ پروں والے گھوڑے تھے) جو ہواؤں میں اڑتے تھے۔ اور ان کی تعداد بیس ہزار تھی۔ آپ ان کے جائزہ و معائنہ اور نظم و تنظیم میں مشغول رہے۔ اسی دوران نماز عصر نقش خیال سے اتر گئی کہ پڑھ نہ سکے۔ حالانکہ قصداً ایسا نہ کیا تھا۔ مگر جب یاد آیا کہ ان گھوڑوں کے پیار کی وجہ سے میری نماز فوت ہوگئی ہے تو کہنے لگے اللہ ذوالجلال کی قسم! آج کے بعد میرے رب کی عبادت میں تم رکاوٹ نہ بن سکوگے۔ پھر ان کے پاؤں کاٹنے کا حکم دیا اور ان کی گردنیں اور کونچوں پر تلوار مارنے کا کہا۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے بندۂ خاص سلیمان علیہ السلام کو دیکھا کہ اس نے میرے اخلاص کی وجہ سے، میرے عذاب سے خوفزدہ ہوکر اور میری محبت و جلالت کے سامنے سرافگندہ ہوکر صرف اس لیے ان نفیس گھوڑوں کو تہ تیغ کر دیا ہے کہ انہوں نے ان کو اپنی کشش میں اتنا محو کر دیا کہ نماز کا وقت نکل گیا ہے تو اللہ کریم نے اس کا صلہ اس سے کئی گنا بہتر دیا کہ سبک اندام اور چابک فرام ہوا تابع فرمان کردی۔ سلیمان علیہ السلام جہاں جانا چاہیں ان کے لیے رواں دواں رہتی تھی۔ ایک ماہ کا سفر آغاز دن سے اور ایک ماہ کا سفر دن کے پچھلے پہر طے کر لیتی تھی۔ یہ گھوڑوں کی رفتار دلکشا سے کہیں بہتر اور تیز تر تھی۔

اس واقعہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی صداقت حقیقت کے روپ میں سامنے آجاتی ہے:

''اے انسان! اگر تو کوئی چیز بھی خوف الٰہی سے ترک کرے گا تو اللہ عزوجل تجھے اس سے بہتر عنایت فرمائے گا۔'' (حوالہ گناہ چھوڑنے والے)

قرآن مجید میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں کے بارے میں ارشاد ہے:

''جب دکھانے کو لائے اس کے سامنے شام کو گھوڑے بہت خاصے تو بولا میں نے دوست رکھا مال کی محبت کو اپنے رب کی یاد سے یہاں تک کہ سورج چھپ گیا۔ اوٹ میں پھیر لاؤ ان کو میرے پاس پھر لگا جھاڑنے ان کی پنڈلیاں اور گردنیں۔''

رب کی یاد کے لیے گھوڑوں سے محبت

حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ ان پر گھوڑے پیش کیے جائیں تاکہ انہیں دیکھیں اور ان کے احوال کی کیفیت پر واقف ہوں تو آپ کے حکم کے مطابق گھوڑوں کو عصر سے دن کے آخر تک پیش کیا جاتا رہا، گھوڑوں کی دو لفظوں سے صفات بیان کی گئی ہیں۔ ''صافنات'' اور ''جیاد'' صافن کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ دونوں قدموں کا ایک قطار میں رکھنا اور گھوڑا جب تین قدموں پر زور ڈال کر کھڑا ہو، چوتھے قدم کا سم صرف زمین پر معمولی سہارا لگائے ہوئے ہو تو اسے بھی ''صافن'' کہتے ہیں۔ مقصد بیان یہ ہے کہ وہ ایسے گھوڑے تھے جب انہیں کھڑا کیا جاتا تو نہایت آرام و سکون سے کھڑے ہوجاتے۔

''جیاد'' تیز گھوڑوں کو کہا جاتا ہے۔ یعنی جب وہ چلتے ہیں تو ہوا کی طرح تیز چلتے ہیں، لیکن ان کی تیز رفتاری ایسی نہیں ہوتی کہ سوار کو گرادیں بلکہ تیز رفتاری میں بھی سوار کو سکون حاصل رہتا ہے۔ آپ نے کہا:

انی احببت حب الخیل عن ذکر ربی

''مجھے ان گھوڑوں کی محبت پسند آئی ہے اپنے رب کی یاد سے۔''

علامہ رازی اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ان هذه المحبة الشديدة انما حصلت عن ذكر الله وامره لاعن الشهوة والهوى.

یعنی ''مجھے ان گھوڑوں سے اتنی شدید محبت دنیاوی خواہشات و لذات کی وجہ سے نہیں بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی یاد کی وجہ سے ہے۔''

(تذکرۃ الانبیاء، صفحہ 411)

ذخیرہ احادیث میں گھوڑے کا ذکر

گھوڑے کی پیشانی کے بالوں میں خیر ہے

1 ...... جریر بن عبداللہ البجلیؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ اپنے دست مبارک سے گھوڑے کی پیشانی کے بالوں کو بٹ رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ گھوڑے کی پیشانی کے بال میں خیر و برکت رکھ دی گئی ہے۔

(مسند احمد، جلد 4 صفحہ 361)

آنحضرت ﷺ نے پیشانی کے بال کاٹنے اور دم کے بال حذف کرنے سے منع فرمایا ہے اور مصلحت بتائی ہے کہ دم کے بال سے گھوڑ اپنکھے کا کام لیتا ہے اور پیشانی کے بال اس کے لیے راحت کی چیز ہے۔

(منتخب کنز العمال، جلد 3 صفحہ 282)

گھوڑے کا کھانا اور لید بھی تولے جائیں گے۔

2 ...... حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور اس کے وعدے کو برحق جاننے کی وجہ سے اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے (اپنے گھر) گھوڑا باندھے تو اس گھوڑے کا کھانا، پانی، اس کی لید، پیشاب روز قیامت اس شخص کے اعمال کے ترازو میں تولے جائیں گے۔ (حیات الحیوان جلد 2)

دس لاکھ خادموں کے ساتھ سفر

3 ...... حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان ادنی اھل الجنة منزلة الذی یرکب فی الف من خدمه من الولدان المخلدین علی خیل من یاقوت احمرلها اجنحة من ذهب (واذا رأیت ثم رایت نعیما وملکا کبیرًا)

''جنت والوں میں ادنیٰ درجہ کا جنتی وہ ہے جو سرخ یاقوت کے گھوڑے پر سوار ہوگا۔ جس کے پر سونے کے ہوں گے (اور) ہمیشہ رہنے والے دس لاکھ خدمتگار لڑکے ساتھ ہوں گے۔ اے مخاطب اگر تو اس جگہ کو دیکھے تو تجھ کو بڑی نعمت اور بڑی سلطنت دکھلائی دے۔

گھوڑے پالنے کا ثواب

4 ...... حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ہاتھ سے گھوڑے کو کھلاتے تھے۔ کسی نے ان سے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے کہا کہ میں نے حضور ﷺ کو کہتے سنا ہے کہ جو کوئی اپنے گھوڑے کو صاف رکھتا ہے۔ پھر اسے کھلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر دانہ کے عوض ایک ایک نیکی لکھتا ہے۔ اس کو مجمع الاحباب میں نقل کیا گیا ہے اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑے پر خرچ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو خیرات کے لیے ہاتھ بڑھائے اور سمیٹے نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گھوڑا محبوب تھا

5 ...... حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ گھوڑے کی سواری کرو کیونکہ یہ تمہارے باپ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی میراث ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور ﷺ کو بیویوں کے بعد سب سے زیادہ گھوڑا محبوب تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ گھوڑا میدان جنگ میں یہ تسبیح پڑھتا ہے:

سبوح قدوس رب الملئکة والروح

خود حضور ﷺ کے چند گھوڑے تھے جن پر آپ ﷺ سواری فرمایا کرتے تھے۔

گھوڑے میں خیر ہے

6 ...... گھوڑا اونٹ سے افضل ہے، کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا: گھوڑے کی پیشانی سے خیر اور کامیابی قیامت تک وابستہ ہے اور اس کے پالنے والے کی مدد ہوتی ہے اور گھوڑے پر خرچ کرنے والا ایسا ہے جیسا صدقہ کے لیے ہاتھ فراخ رکھنے والا اور اس کا پیشاب اور لید اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن اس کے پالنے والوں کے لیے جنت کا مشک بن جائے گا، اس کو طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے۔

تین قسم کے گھوڑے

7 ...... حضور ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں:

(①)...... گھوڑا رحمٰن کے لیے۔
(②)...... گھوڑا انسان کے لیے۔
(③)...... گھوڑا شیطان کے لیے۔

رحمٰن کا گھوڑا تو وہ ہے جو فی سبیل اللہ رکھا جائے اور اس پر سوار ہو کر دشمنان خدا سے قتال کیا جائے اور انسان کا گھوڑا وہ ہے جو پوشیدہ رکھا جائے اور اس پر زیب و زینت کی جائے اور شیطان کا گھوڑا وہ ہے جس پر بازی لگائی جائے یا جوا کھیلا جائے۔ اس کو طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے۔

گھوڑے کی دعا

8 ...... حضور ﷺ نے فرمایا: کوئی عربی گھوڑا نہیں جس کو ہر صبح ان کلمات سے دعا کرنے کی اجازت نہ ملتی ہو۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اے اللہ! اپنے بنی آدم میں سے جس کو مجھے دے دیا اور مجھے اس کا بنادیا۔ پس مجھے اس کے اہل اور مال میں سب سے زیادہ محبوب بنادے۔ اس کو نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے۔

گھوڑے کی پیشانی میں برکت

9 ...... حضور ﷺ نے فرمایا کہ برکت گھوڑے کی پیشانی میں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ گھوڑے کی پیشانی سے قیامت تک خیر وابستہ ہے۔

(نزہۃ المجالس، جلد 2)

گھوڑیاں زیادہ پسندیدہ

10 ...... امام قرطبی نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ''واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ'' کے متعلق بعض علماء کا قول نقل کیا ہے کہ گھوڑا جنات میں سے ہے اور اسی کو طبری نے اختیار کیا ہے۔ اس لیے کہ وہ اس کے ہنہنانے کی آواز سے جاگ جاتے ہیں اور ترمذی میں روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بہتر مشکی گھوڑا ہے اور حضرت عکرمہ وغیرہ نے کہا ہے کہ گھوڑیاں زیادہ پسندیدہ ہوتی ہیں کیونکہ ان کا پیٹ خزانہ ہے اور ان کی پیٹھ عزت ہے اور جن اس گھر کے قریب بھی نہیں پھٹکتا جس میں گھوڑا ہو۔

(حوالہ تفسیر قرطبی)

خلفاء ثلاثہ قیامت میں گھوڑے پر سوار آئیں گے

11 ...... ایک بار ایک شخص نے پوچھا۔ یارسول اللہ! عورتوں میں سے آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا۔

اور مردوں میں سے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے والد یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیامت کے روز مشک اذفر کے گھوڑے پر سوار ہوکر آئیں گے۔

پوچھا گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: وہ قیامت کے روز عنبر اشہب کے گھوڑے پر آئیں گے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز کافور کے گھوڑے پر آئیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بابت کیا فرماتے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: وہ میرے بھائی اور میرے چچا کے بیٹے ہیں۔ قیامت کے روز جنت کی اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی پر سوار ہوکر آئیں گے۔

(نزہۃ المجالس، جلد 2)

گھوڑے کی فرمانبرداری

12 ...... ابن عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے یہ روایت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے ایک سفر میں اپنے گھوڑے سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے جب تک کہ ہم نماز سے فارغ نہ ہوجائیں تم حرکت نہ کرنا۔ چنانچہ جب تک حضور ﷺ نماز پڑھتے رہے گھوڑا بے حس وحرکت کھڑا رہا اور کان تک نہ ہلایا اور نہ دم ہلائی بلکہ کسی عضو کو حرکت نہ دی۔

قاضی عیاض بھی لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ گھوڑے پر سوار تھے۔ نماز کا وقت آیا۔ گھوڑے کو کھلا چھوڑ دیا اور فرمایا۔ جب تک ہم نماز سے فارغ نہ ہوجائیں تم اِدھر اُدھر کہیں نہ جانا۔ چنانچہ گھوڑا فرمانبرداری میں بے حس وحرکت کھڑا رہا جب تک حضور ﷺ نماز سے فارغ نہ ہوئے۔

کتاب الشفاء جلد اول صفحہ 488

فرشتے گھر کے اوپر اتر گئے

13 ...... روایت ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز تہجد میں سورۂ بقرہ کی تلاوت شروع کی۔ اسی گھر میں آپ کا گھوڑا بھی بندھا ہوا تھا اور گھوڑے کے قریب ہی ان کا بچہ یحییٰ بھی سو رہا تھا۔ یہ انتہائی خوش الحانی کے ساتھ قرأت کررہے تھے۔ اچانک ان کا گھوڑا بدکنے لگا۔ یہاں تک کہ ان کو خطرہ محسوس ہونے لگا کہ گھوڑا ان کے بچہ کو کچل دے گا۔ چنانچہ نماز ختم کرکے جب انہوں نے صحن میں آکر اوپر دیکھا تو یہ نظر آیا کہ بادل کے ٹکڑے کے مانند جس میں بہت سے چراغ روشن ہیں کوئی چیز ان کے مکان کے اوپر اتر رہی ہے۔

آپ نے اس منظر سے گھبرا کر قرأت موقوف کردی اور صبح کو جب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر یہ واقعہ بیان کیا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ فرشتوں کی مقدس جماعت تھی جو تیری قرأت کی وجہ سے آسمان سے تیرے مکان کی طرف اتر پڑی تھی۔ اگر تو صبح تک تلاوت کرتا رہتا تو یہ فرشتے زمین سے اس قدر قریب ہوجاتے کہ تمام انسانوں کو ان کا دیدار ہوجاتا۔

(دلائل النبوۃ، جلد 3، صفحہ 205 ومشکوۃ شریف، صفحہ 184 فضائل قرآن)

وہ پھر کبھی سواری سے نہیں گرے

14 ......صحیحین کی روایت ہے کہ اللہ کے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت لینے کے بعد علاقے کے حالات پر گفتگو فرماتے رہے۔ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ نے وہاں اسلام کو غالب کردیا ہے۔ فضا اذان وصلوٰۃ سے گونج رہی ہے۔

حضور ﷺ نے پوچھا: ذوالخلصہ کے بت خانے کا کیا ہوا کیا اسے گرادیا گیا ہے یا ابھی بھی باقی ہے؟ حضور ﷺ کو اس کے ذکر سے روحانی اذیت ہوتی تھی۔ خثعم قبیلے نے یہ بت خانہ کعبے کے مقابل بنایا تھا اور اسے یمن کا کعبہ اور کعبے کو کعبہ شامیہ کہتے تھے۔

جب اس کے بارے میں بتایا گیا کہ ابھی باقی ہے: تو فرمایا: تو ذوالخلصہ یمن کے کعبے کو تباہ کرکے مجھے خوش نہیں کرتا۔ آپ ﷺ نے دست مبارک سے علم باندھا اور جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا۔ لیکن حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے کی پشت پر نہیں بیٹھ سکتے تھے بلکہ گر پڑتے تھے۔ حضور ﷺ نے ان کے سینہ پر دست مبارک پھیرا اور دعا فرمائی۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس دعا کا اثر میرے دل تک پہنچا۔ آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

اے اللہ! ان کو ثابت قدم رکھ۔ گھوڑے پر جم کر بیٹھنے کی قوت عطا فرما۔ راہ راست پر چلنے والا بنا۔ ہدایت یافتہ اور ہادی و رہنما بنا۔

چنانچہ وہ اپنی قوم کے ڈیڑھ سو سواروں کو ساتھ لے کر چلے۔ کچھ ہی عرصہ میں ذوالخلصہ کو گرادیا اور آگ لگا کر بھسم کردیا اور حضور ﷺ کو اس کی اطلاع دی اور یہ بھی عرض کیا کہ مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں نے اسے اس حالت میں چھوڑا ہے جو اس کے پجاریوں کے لیے بہت پریشان کن اور موجب تکلیف ہے۔

حضور ﷺ نے حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوم کو اور احمس کے سواروں کو بھی دعائے برکت سے نوازا۔ اس کے بعد حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار عرب کے شہسواروں اور گھوڑے پر جمنے والوں میں ہونے لگا۔ آپ ﷺ نے احمس کے سواروں اور پیادوں کو پانچ مرتبہ دعا دی۔

(صحیح بخاری مترجم، صفحہ 716، جلد کتاب المغازی، پارہ 17، دلائل النبوت، جلد دوم، صفحہ 454، الوفا عبدالرحمٰن جوزی، صفحہ 774)

حضور ﷺ کا معجزہ

15 ...... حماد بن سلمہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک گھوڑا بہت سست رفتار تھا لیکن جب نبی کریم ﷺ نے اس کی مدح میں فرمایا:

انا وجدناہ لبحرًا

تو وہ سارے گھوڑوں پر سبقت لے جانے لگا اور کوئی اس تک پہنچ نہیں سکتا تھا۔

(حیاۃ الحیوان: 1)

نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص کے ہاں ایک بچے کی ولادت ہوئی تو وہ اس بچے کو لیے ہوئے آپ ﷺ کے پاس آیا۔ حضور ﷺ نے اس بچہ کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر اس کے لیے برکت کی دعا کی۔ چنانچہ آپ ﷺ کی دعا کی وجہ سے اس لڑکے کی پیشانی پر گھوڑے کی پیشانی کی طرح کچھ بال نکل آئے جو بہت خوبصورت لگتے تھے۔ جب وہ بچہ جوان ہوا اور خوارج کا زمانہ آیا تو وہ خوارج کا ہم خیال ہوگیا تو اس کے پیشانی کے وہ خوشنما بال جھڑ گئے اور اس کے والد نے اس کے خوارج سے ملنے کے ڈر سے اسے قید کردیا۔ کچھ بزرگوں نے اسے سمجھایا اور نصیحت کی کہ دیکھو حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے تمہاری پیشانی پر جو خوشنما بال تھے وہ بھی ختم ہوگئے۔ لہٰذا اب توبہ کرلو اور صراط مستقیم پر چلو اور ان لوگوں سے دور رہو۔

اللہ کے حکم سے اس نوجوان پر نصیحت کا اثر ہوا اور اس نے توبہ کرلی۔ توبہ کے بعد وہ بال اس کی پیشانی پر پھر سے نکل آئے اور اس کے مرنے تک اس کی پیشانی پر برقرار رہے۔ (حیات الحیوان: 1)

نبی کی غصے میں ڈوبی ہوئی نگاہ سے ڈرو

16 ...... جب حضور ﷺ غزوۂ ذات الرقاع سے فارغ ہوئے تو سبیع محاربی گھوڑی پر سوار ایک اونٹ کی مہار پکڑے حضور ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا کہ میری گھوڑی کے پیٹ میں کیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

لایعلم الغیب الااللہ

اس کے بعد اس نے پوچھا: بارش کب ہوگی؟

آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کام اللہ تعالیٰ کی ذات جانتی ہے۔

پھر دریافت کیا: کل میں کیا کروں گا؟

فرمایا: میں نہیں جانتا۔

پھر پوچھا: میں کونسی زمین میں مروں گا؟

فرمایا: معلوم نہیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث الیٰ آخرہ.

پھر اس ملعون نے کہا: اے محمد! میرا یہ اونٹ مجھے اللہ سے بھی زیادہ عزیز ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: میرا اللہ مجھے جان سے بھی زیادہ عزیز ہے اور جان و مال وفرزند سے بھی عزیز تر۔

آپ ﷺ نے سر سجدہ میں رکھا اور فرمایا: اے محاربی! میرا اللہ مجھے بتاتا ہے کہ تمہاری داڑھی کے نیچے ایک زخم ہوگا اور تیرا سارا گوشت و پوست اسی زخم سے بہہ جائے گا۔ پھر تم جہنم میں چلے جاؤ گے۔

کچھ عرصہ گزرا تو اسے ایک زخم آیا جس سے گوشت ابل ابل کر ڈھلنے لگا اور اس کی بدبو سے لوگ بھاگنے لگے۔ وہ ملعون بولا۔ محمد (ﷺ) نے جو بات کہی سچ کہی۔ (شواہد النبوۃ)

آخرتم کس بنیاد پر گواہی دے رہے ہو؟

16 ...... امام زہری عمارہ بن خزیمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی (بدو) سے گھوڑا خریدا اور اس سے جلدی چلنے کو کہا تاکہ آپ گھر پہنچ کر اس کی قیمت ادا کردیں۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جلدی جلدی آگے بڑھ گئے جبکہ بدو پیچھے رہ گیا۔

راستے میں لوگ بدو کے پاس آتے اور اس کے گھوڑے کی قیمت لگاتے۔ انہیں معلوم نہیں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ گھوڑا خرید لیا ہے۔ ایک آدمی نے گھوڑے کی قیمت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لگائی ہوئی قیمت سے زیادہ لگائی۔ چنانچہ بدو نے زور سے چلا کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دی اور کہا:

ان كنت مبتاعًا هذا الفرس فابتعه والا بعته.

''اگر آپ کو یہ گھوڑا خریدنا ہے تو خرید لیں ورنہ میں اسے دوسرے کے ہاتھ بیچ دوں گا۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أوليس قد ابتعته منك؟

''کیا میں نے تجھ سے یہ گھوڑا خرید نہیں لیا ہے؟''

اعرابی نے کہا:

نہیں نہیں۔ ابھی بیع مکمل نہیں ہوئی ہے۔

پھر اعرابی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان بحث ہونے لگی۔ یہ دیکھ کر لوگ ان کے پاس اکٹھے ہوگئے۔ اعرابی کہنے لگا:

هلم شهيد يشهد أنى قد بايعتك.

''آپ اس بات پر کوئی گواہ پیش کریں کہ واقعی میں نے آپ کے ہاتھ
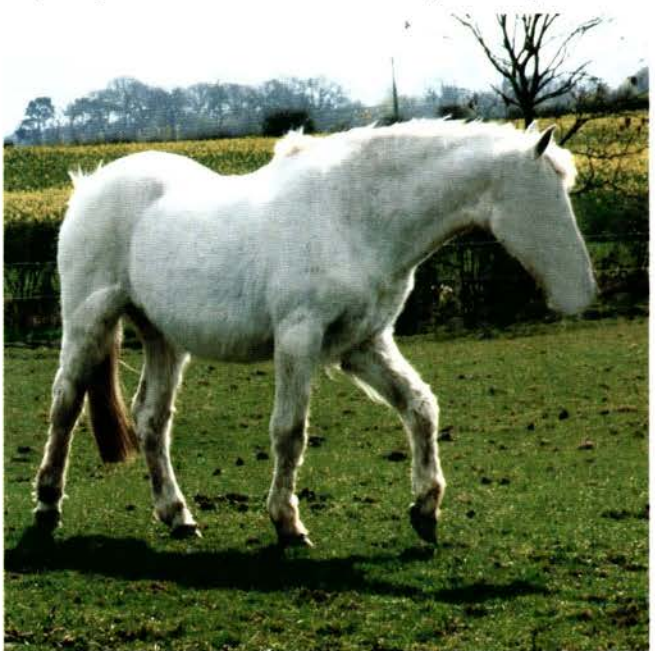
اپنا گھوڑا بیچ دیا ہے۔''

جو مسلمان بھی ان کی گفتگو سن کر وہاں آتا وہ بدو سے کہتا:

تیرا ناس ہو! کیوں ضد کرتا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بحث و مباحثہ کر رہا ہے۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق کے خلاف بھی کوئی بات کریں گے؟ اسی دوران حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں آن پہنچے۔ جب انہوں نے رسول اکرم اور اعرابی کے درمیان بحث اور بدو کا یہ قول سنا کہ آپ اس بات پر کوئی گواہ پیش کریں کہ واقعی میں نے آپ کے ہاتھ یہ گھوڑا بیچ دیا ہے؟ تو وہ کہنے لگے:

انا اشهد انك قد بايعته!

''میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً تو نے اپنا گھوڑا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ فروخت کردیا ہے۔'' یہ سننا تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا: **بم تشهد؟**

''آخرتم کس بنیاد پر گواہی دے رہے ہو'' (جب کہ گھوڑے کی خرید و فروخت کے وقت تم ہمارے پاس موجود نہ تھے؟)

خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: **ابتصديقك يارسول الله**

''اے اللہ کے رسول! آپ کی تصدیق کی بنیاد پر میں نے یہ گواہی دی ہے۔'' **فجعل رسول الله شهادة خزيمة بشهادة رجلين**

''چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گواہی کو دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دیا۔''

ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا:

لم تشهد ولم تكن معنا؟

''آخرتم کس بنیاد پر گواہی دے رہے ہو جبکہ تم ہمارے ساتھ نہیں تھے؟'' خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

يارسول الله أن أصدقك بخبر السماء أفلا أصدقك بما تقول؟

''اے اللہ کے رسول! آپ جب آسمان کی خبریں (وحی) سناتے ہیں تو میں آپ کی تصدیق کرتا ہوں۔ پھر کیا میں آپ کے قول کی تصدیق نہیں کروں گا؟''

ان کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ سے کوئی وحی بھیجتا ہے جس میں ماضی کی تاریخ اور مستقبل کی پیش گوئیاں ہوتی ہیں تو ہم (صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم) بلا چوں چرا قبول کرلیتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرکے پوری بات من و عن تسلیم کرلیتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس خرید و فروخت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تصدیق نہ کروں؟

سراقہ کے لیے بدعا فرمائی تو اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا

18 ...... جب نبی اکرم ﷺ ہجرت کے لیے مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساتھ تھے۔ کفار نے (ابوجہل وغیرہ نے) انعام کا اعلان کردیا۔ خود حضرت سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قریش مکہ کے قاصد ہمارے پاس آئے اور کہا کہ جو شخص محمد (ﷺ) کو یا ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو (معاذ اللہ) قتل کرکے یا گرفتار کرکے لائے گا اس کو سو اونٹ انعام دیا جائے گا۔ میں اپنی قوم بنو مدلج میں بیٹھا تھا کہ کسی نے آکر کہا کہ اے سراقہ میں نے ساحل پر چند اشخاص دیکھے ہیں۔ میرے خیال میں وہ محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھی ہیں۔

میں سمجھ گیا کہ وہی ہیں۔ مگر میں نے کہہ دیا وہ نہیں ہیں بلکہ تو نے فلاں فلاں کو دیکھا ہے جو ہمارے سامنے سے گئے ہیں۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد میں مجلس سے اٹھ کر گھر آیا اور اپنی لونڈی سے کہا کہ میرے گھوڑے کو پشتہ کے پیچھے سے بطن وادی میں لے جاکر کھڑا کردے اور میں نیزہ لے کر گھر کے عقب سے نکلا اور نیزے کے بالائی حصہ کو نیچے کیے ہوئے گھوڑے کے پاس پہنچا اور گھوڑے پر سوار ہوکر گھوڑے کو دوڑایا۔ یہاں تک کہ میں ان کے پاس پہنچ گیا۔ (سیرت رسول عربی، صفحہ 62)

آگے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی سنیں۔ حضور ﷺ جب آرام فرما کر اٹھے اور پوچھا کہ ابھی چلنے کا وقت نہیں ہوا۔

میں نے عرض کیا: وقت ہو چکا ہے:

قال فارتحلنا بعد مامالت الشمس واتبعنا سراقة بن مالک فقلت اتینا یارسول اللہ قال لاتحزن ان اللہ معنا

یعنی ہم سورج ڈھلنے کے بعد چل پڑے اور دیکھا کہ پیچھے سراقہ آرہا ہے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! دشمن آ گیا۔

یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر، غم نہ کر کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ اور حضور ﷺ نے سراقہ پر دعا جلال فرمائی:

فارتطمت به فرسه الی بطنه فی جلد من الارض

یعنی دعا فرمانا تھا کہ سراقہ کا گھوڑا سخت زمین میں پیٹ تک دھنس گیا۔ یہ دیکھ کر سراقہ نے کہا کہ میں جان گیا ہوں کہ یہ آپ ﷺ کی دعا کی وجہ سے ہوا ہے۔ اب آپ میرے حق میں دعا فرمائیں اور میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ پیچھے آنے والوں کو واپس لوٹاؤں گا۔

یہ سن کر حضور ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی تو اس کا گھوڑا زمین سے نکل آیا اور پھر وہ واپس ہوگیا اور جو اس کو آنے والا ملتا سراقہ کہتا میں اس

طرف سے ہو آیا ہوں ادھر نہیں ہیں اور وہ سب کو واپس لوٹاتا رہا۔

(مسلم شریف 419/2 مشکوۃ شریف 530، بخاری شریف 554/1)

دشمن خدا کی موت

19 ...... ابی بن خلف آپ ﷺ کے قتل کے ارادہ سے آیا اور کہنے لگا کہ اگر مجھ سے محمد (ﷺ) بچ جائیں تو میں نہ بچوں گا۔

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے چاہا کہ آپ ﷺ کے پاس پہنچنے سے قبل اس کا کام تمام کردیا جائے مگر آپ ﷺ نے منع فرمایا اور کہا کہ میرے پاس آنے دو۔ اس سے قبل جب بھی ابی بن خلف حضور ﷺ سے ملتا تو کہا کرتا تھا کہ میں نے ایک گھوڑا پال رکھا ہے جس پر سوار ہوکر (نعوذ باللہ) محمد ﷺ کو قتل کردوں گا۔ حضور ﷺ اس کے جواب میں فرمایا کرتے تھے کہ انشاء اللہ میں تجھے قتل کروں گا۔

چنانچہ جب وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر آپ ﷺ کے پاس آیا تو حضور ﷺ نے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نیزہ لے کر اس پر حملہ کیا۔ حملہ کے وقت جس طرح اونٹ پر سے سرخ مکھی ہٹتی ہے اسی طرح ہم لوگ اس سے دور ہوگئے۔

چنانچہ آپ ﷺ نے اس کو نیزے سے بہت معمولی سا زخم لگایا۔ جس کی وجہ سے وہ اپنے گھوڑے سے گر پڑا اور چلاتا ہوا اور یہ کہتا ہوا لشکر کفار کی طرف بھاگا کہ مجھے محمد (ﷺ) نے قتل کردیا۔

لوگوں نے اس سے کہا کہ تجھے کچھ نہیں ہوگا۔ زخم معمولی سا ہے۔

تو اس نے کہا کہ اگر یہ زخم ربیعہ اور مضر (دونوں بڑے قبیلے کے تمام لوگوں) کو ہوتا تو ان کو بھی قتل کردیتا۔ یہ زخم محمد (ﷺ) نے لگایا ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ میں تجھے قتل کروں گا۔ بخدا اگر اس کے بعد وہ مجھ پر تھوک بھی دیتے تو میں مرجاتا۔

چنانچہ ایک ہی دن بعد یہ دشمن خدا سرف نامی مقام پر پہنچ کر مرگیا۔

(حیات الحیوان، جلد 1)

جنت کے گھوڑے

20 ......حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت میں ایک درخت ہے جس کے اوپری حصے سے قیمتی جوڑے نکلتے ہیں اور نچلے حصے سے گھوڑے نکلتے ہیں اور ان گھوڑوں کی لگامیں یاقوت کی ہوں گی۔ وہ نہ ہی لید کریں گے اور نہ پیشاب۔ ان گھوڑوں کے پَر لگے ہوں گے اور ان کے قدم حد نگاہ پر پڑیں گے۔ ان پر سوار ہوکر جنتی جہاں چاہیں گے اڑتے پھریں گے۔ جنت کے نچلے طبقے کے لوگ جب ان کو اڑتا دیکھیں گے تو اللہ سے کہیں گے کہ اے ہمارے رب! تیرے ان بندوں کو یہ انعام و اکرام کس وجہ سے ملا؟

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ لوگ رات میں عبادت کرتے تھے اور تم لوگ سوتے رہتے تھے۔ یہ لوگ دن میں روزے رکھتے تھے اور تم کھانا کھایا کرتے تھے۔ یہ خرچ کرتے تھے اور تم بخل سے کام لیتے تھے۔ (شفاء الصدور)

یاقوت کے گھوڑے

21 ......حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس ایک اعرابی آیا اور کہنے لگا کہ مجھے گھوڑوں سے محبت اور لگاؤ ہے اور پوچھنے لگا کہ کیا گھوڑے جنت میں ہوں گے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو جنت میں داخل ہوا تو وہاں تجھ کو ایسے گھوڑے ملیں گے جو یاقوت کے ہوں گے۔ ان پر سوار ہوکر تو جنت میں جہاں چاہے گا اڑتا پھرے گا۔ (ترمذی)

گھوڑے کے متعلق نبوی مثال

22 ...... ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بعثت انا والساعة كفر سى رهان كادت تسبق احداهما الاخرىٰ باذنها

مجھے اور قیامت کو اس طرح اکٹھا بھیجا گیا ہے جیسے گھڑدوڑ میں دو گھوڑے آگے پیچھے ہوتے ہیں کہ ابھی کسی وقت ایک گھوڑا دوسرے گھوڑے سے آگے نکل جائے۔

حدیث میں گھوڑے کے بارے میں آتا ہے:

ليس فى الجبهة ولا فى النخة ولا فى الكسعة صدقة

''گھوڑوں، گدھوں اور کھیتی کے بیلوں میں زکوٰۃ نہیں۔''

(حیات الحیوان، جلد اول)

تین چیزوں میں بھلائی ہے

23 ...... حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر بھلائی کسی چیز میں ہے تو ان چیزوں میں ہے: عورت، گھر اور گھوڑا۔

ایک دوسری روایت (جو پہلی روایت کے مخالف ہے) میں ہے کہ نحوست چار چیزوں میں ہے: عورت، گھر، گھوڑا اور خادم۔

فرشتوں کے کھیل

24 ...... حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تین کھیل کے علاوہ ملائکہ کسی اور کھیل میں شریک نہیں ہوتے۔ ایک تو مرد کا اپنی عورت سے کھیلنا (ہنسی مذاق کرنا) دوسرے گھوڑے دوڑانا اور تیسرے تیسرے تیراندازی کرنا۔ (طبقات الحافظ للذہبی)

حضور ﷺ کی شفقت

25 ...حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ خیبر کے دن حضور ﷺ کے ساتھ جہاد کررہے تھے کہ اچانک ایک تیر ان کے چہرے پر آکر لگا جس سے ان کا چہرہ، داڑھی اور سینہ خون سے بھر گیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کا خون صاف کیا اور ان کے حق میں دعا فرمائی۔ خون صاف کرتے ہوئے حضور ﷺ کا دست مبارک ان کے سینہ کے جس حصہ میں لگا اس حصے میں جگہ جگہ لمبے لمبے بالوں کا خوشنما گچھا بن گیا۔ جیسا کہ گھوڑے کی پیشانی پر سفید بالوں کے خوشنما گچھے ہوتے ہیں۔ (طبرانی)

آنحضرت ﷺ کے گھوڑے اور ان کے نام

حضور ﷺ نے گھوڑوں کے یہ نام رکھے:

1 ...سکب: یہ نام اس وجہ سے رکھا گیا کہ وہ (گھوڑا) اتنا تیز چلتا تھا جیسا کہ پانی کا بہاؤ۔ اور ''سکب'' کے معنی شقائق النعمان (گل لالہ) کے بھی آتے ہیں۔

2 ...... آپ ﷺ کے ایک گھوڑے کا نام مرتجز تھا اور یہ نام اس کی خوش آوازی کی وجہ سے رکھا گیا۔

3 ......آپ ﷺ کے ایک دوسرے گھوڑے کا نام لحیف تھا۔ لحیف کے معنی ہیں لپیٹنا اور سمیٹنا۔ چونکہ یہ گھوڑا اپنی تیز رفتاری کے سبب راستہ کو لپیٹتا تھا۔ لہٰذا اس لیے اس کا نام لحیف رکھا گیا۔ بعض حضرات نے اس کو لحیف کے بجائے خائے معجمہ کے ساتھ لخیف بھی لکھا ہے۔

4 ...... آنحضرت ﷺ کے ایک گھوڑے کا نام لزاز بھی ذکر کیا گیا ہے۔

5 ...... آپ ﷺ کے ایک گھوڑے کا نام ملاوح تھا۔

6 ...... آپ ﷺ کے ایک گھوڑے کا نام ضرس تھا۔

7 ...... حضور ﷺ کے ایک گھوڑے کا نام ورد تھا۔ اس گھوڑے کو آپ ﷺ نے حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہبہ کردیا اور اس گھوڑے پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاد میں سوار ہوتے تھے اور یہ وہ گھوڑا تھا جو بہت سستے داموں میں بک رہا تھا تو آپ ﷺ نے اسے خرید لیا تھا۔ (التعریف والاعلام)

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لیے گھوڑے مسخر کیے گئے

1 ...... حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب خانہ کعبہ بنایا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام مدد دیتے رہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے تم دونوں کے لیے خزانہ بنایا ہے۔ پھر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ فلاں مقام پر جاؤ اور اسے پکارو۔ چنانچہ انہوں نے پکارا: اے اللہ کے خزانے ادھر آ۔

پس وحشی گھوڑے سامنے سے آ پہنچے۔ آپ نے ان کی چوٹی پکڑ لی۔ اللہ تعالیٰ نے وہ انہیں دے دی۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر ہر چیز کو پیش کیا تھا تو فرمایا تھا کہ میری مخلوق میں سے جو چاہو پسند کرلو تو انہوں نے گھوڑے پسند کیے تھے۔ پس ان سے کہا گیا کہ تم نے تو اپنی عزت اور اپنی اولاد کی عزت ابدالآباد تک کے لیے پسند کی ہے۔ (نزہۃ المجالس، جلد 2)

فرعون کا گھوڑا

2 ...... حضرت شداد بن الہاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے بیان کیا گیا جب بنی اسرائیل پانی میں داخل ہوگئے اور کوئی باقی نہ رہا تو فرعون ایک ترکی گھوڑے پر سوار آگے بڑھا اور سمندر کے کنارے رک گیا۔ سمندر کا پانی ابھی ٹھہرا ہوا تھا۔ گھوڑا آگے بڑھنے سے خوفزدہ ہوا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اسے گھوڑی دکھلائی جو جفتی کروانا چاہتی تھی اور اسے اس گھوڑے کے قریب کیا۔ گھوڑے نے اسے سونگھا جب گھوڑے نے اسے سونگھ لیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے گھوڑی آگے بڑھا دی۔ یہ دیکھ کر فرعون کا گھوڑا بھی آگے بڑھا۔ فرعون کے لشکر نے جب دیکھا کہ فرعون سمندر میں داخل ہوگیا تو اس کے پیچھے وہ بھی داخل ہوگئے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام آگے آگے تھے اور فرعون ان کے پیچھے تھا اور حضرت میکائیل علیہ السلام اپنے گھوڑے پر سوار تمام لشکر کے پیچھے تھے اور انہیں تیزی سے ہانک رہے تھے اور کہہ رہے تھے آگے والوں سے مل جاؤ۔

جب حضرت جبرائیل علیہ السلام اکیلے سمندر پار کر گئے اور حضرت میکائیل علیہ السلام دوسرے کنارے پر رہ گئے اور فرعون اپنے تمام لشکر سمیت سمندر کے اندر تھا کہ اچانک سمندر کا پانی آپس میں مل گیا۔

فرعون نے جب اللہ پاک کی یہ قدرت دیکھی تو پکار اٹھا:

اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (یونس 90)

''میں ایمان لایا کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔''

اللہ تعالیٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

الئن وقد عصیت قبل وکنت من المفسدین (یونس 91)

''کیا اب ایمان لاتے ہوئے حالانکہ اس سے پہلے تم نے نافرمانی کی تھی اور تو فسادیوں میں سے تھا۔''

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے عبرت کا نشانہ بنادیا کہ وہ اپنے بارے میں جیسا کہتا تھا ویسا نہیں تھا۔ کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو نکال کر لوگوں کو نہ دکھادیتے تو بعض لوگ اس کی موت کے بارے میں شک میں مبتلا رہتے۔ (عذاب الٰہی اور اس کے اسباب، 90)

بسم اللہ پڑھنے سے گھوڑا زندہ ہوگیا

3 ......حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سے کسی ایک حواری کا ایک مرتبہ چند لڑکوں کے قریب سے گذر ہوا جو کھیل رہے تھے۔ ان میں وزیر کا بیٹا بھی تھا وہ حواری بھی ان کے ساتھ کھیل میں شامل ہوگیا۔ وزیر کا بیٹا اسے اپنے گھر لے گیا تاکہ اپنے باپ کے پاس جاکر اس کی تعظیم و مدارت کرے۔ چنانچہ کھانا حاضر ہوا تو شیاطین بھی پہنچے۔ اس نے ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھی۔ یہ کہنا تھا کہ شیاطین بھاگ کھڑے ہوئے۔

وزیر نے اس سے یہ ماجرا دریافت کیا۔ اس نے جواب دیا کہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں میں سے ہوں۔ انہوں نے مجھے تم لوگوں کی طرف بھیجا ہے تاکہ تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آؤ اور بتوں کو چھوڑ دو۔ چنانچہ وہ مسلمان ہوگیا۔ پھر ایک دن وہ کہنے لگا کہ بادشاہ کا گھوڑا مر گیا ہے۔

اس نے جواب دیا کہ اچھا اس سے کہہ دو کہ اگر وہ میری اطاعت پر کمر باندھے تو اللہ تعالیٰ اس کا گھوڑا زندہ کردے گا۔ پھر اس نے بادشاہ کو یہ خبر پہنچائی۔

بادشاہ نے کہا: ہاں میں تیار ہوں۔

چنانچہ پھر وزیر اسے بادشاہ کے پاس لے گیا۔ اس نے بادشاہ سے کہا کہ اے بادشاہ !ایک عضو اس گھوڑے کا تو آپ پکڑیئے اور ایک آپ کا باپ اور ایک آپ کا لڑکا اور ایک آپ کی ماں اور سب ''لاالٰہ الااللہ'' پڑھیں۔ پس ان کا پڑھنا تھا کہ پڑھنے والوں کے ہاتھوں ہی میں اس کے اعضاء حرکت کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے گھوڑا زندہ ہوکر اچھلنے کودنے لگا۔

(نزہۃ المجالس، جلد 1)

گھوڑا بول اٹھا

4 ......قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ راحت الارواح میں لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا جو فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں قیصر روم کے پاس گیا جب وہاں سے آیا تو جس گھوڑے پر میں سوار تھا وہ فصیح زبان سے لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ پڑھتا تھا۔ مجھے تعجب ہوا تو گھوڑے نے سر اٹھا کر کہا اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے پیدا کیا اور تجھے روزی دیتا ہے اور پھر بھی تو کلمہ نہیں جانتا اور لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ نہیں پڑھتا۔

میں نے پوچھا یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہے؟

کہا: محمد عربی ہاشمی اور مکی ہیں۔

میں نے پوچھا: تجھے یہ کیسے معلوم ہوا؟

کہا: اس اللہ تعالیٰ نے مجھے الہام کیا ہے جس کے سوا اٹھارہ ہزار عالم میں کوئی معبود نہیں اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول برحق ہیں۔ یہ سن کر ابوسفیان مسلمان ہوگئے۔

گھوڑے کو زخمی کرنے کا تاوان

5 ......حافظ دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے پاس گھوڑیاں تھیں اور ان میں ایک فحل (نر گھوڑا) تھا جس کو میں نے بیس ہزار درہم میں خریدا تھا۔ ایک دن ایک دیہاتی نے اس گھوڑے کی ایک آنکھ پھوڑ دی۔ میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ قصہ سنایا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ اس دیہاتی سے کہو، یا تو وہ بیس ہزار درہم دے کر گھوڑا لے لے یا گھوڑے کی چوتھائی رقم بطور تاوان ادا کرے۔ چنانچہ جب دیہاتی کو بلا کر مطالبہ کیا گیا تو اس نے کہا کہ میں گھوڑے کو کیا کروں گا اور اس نے چوتھائی قیمت بطور تاوان ادا کردی۔(کتاب الخیل از حافظ دمیاطی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت پر گھوڑا بھی تازہ دم

6 ......فتوح الشام میں ایک صحابی ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے عجیب وغریب واقعات ہیں۔ ان کے بارے میں کتاب میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ انہیں مسلسل آٹھ گھنٹے جہاد کرنا پڑا۔ بالآخر کفار کے گھیرے میں آ گئے۔ مسلسل آٹھ گھنٹے جہاد کرنے کی وجہ سے ان کا گھوڑا بھی تھک چکا تھا تو انہوں نے سوچا کہ اب تو میں گرفتار ہوجاؤں گا۔ پھر وہ اپنے گھوڑے پر جھکے اور اس کی پیشانی پر محبت کا ہاتھ پھیر کر گھوڑے سے کہا: اے گھوڑے! تو تھوڑی دیر کے لیے میرا ساتھ دے دے ورنہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضے پر جاکر تیری شکایت کروں گا۔

جب انہوں نے یہ الفاظ کہے تو وہ گھوڑا ہنہنایا اور ایسے دوڑا جیسے کوئی تازہ دم گھوڑا دوڑتا ہے۔ اس طرح وہ گھوڑا ان کو کفار کے نرغے سے نکال کر باہر لے گیا۔ سبحان اللہ! (فتوح الشام)

گھوڑے کی ٹاپ سے چشمہ جاری

7 ...... حضرت عقبہ بن نافع فہری رحمۃ اللہ تعالیٰ کی یہ کرامت بھی بہت ہی حیرت انگیز اور عبرت خیز ہے کہ افریقہ کے جہاد میں ایک مرتبہ ان کا لشکر ایک ایسے مقام پر پہنچ گیا جہاں دور دور تک پانی نایاب تھا۔ جب اسلامی لشکر پر پیاس کا غلبہ ہوا اور تمام لوگ تشنگی سے مضطرب ہوکر ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگے، تو حضرت عقبہ بن نافع رحمۃ اللہ تعالیٰ نے دو رکعت نماز پڑھ کر دعا مانگی۔ ابھی آپ کی دعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ آپ کے گھوڑے نے اپنے کھر سے زمین کو کریدنا شروع کردیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اٹھ کر دیکھا تو مٹی ہٹ چکی تھی اور ایک پتھر نظر آرہا تھا۔ آپ نے جیسے ہی اس پتھر کو ہٹایا تو ایک دم اس کے نیچے سے پانی کا ایک چشمہ پھوٹ نکلا اور اس قدر پانی بہنے لگا کہ سارا لشکر سیراب ہوگیا اور تمام جانوروں نے بھی پیٹ بھر کر پانی پیا اور لشکر کے تمام سپاہیوں نے اپنی اپنی مشکوں کو بھی بھر لیا اور اس چشمہ کو بہتا ہوا چھوڑ کر لشکر آگے روانہ ہوگیا۔ (معجم البلدان، تذکرۂ قیروان)

گھڑ سوار فرشتہ

8 ...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک انصاری تاجر صحابی تھے، جن کی کنیت ابومعلق تھی۔ وہ شراکت کے اموال سے تجارت کیا کرتے تھے اور ان اموال کو لے کر دور دراز ملکوں میں گھوما کرتے تھے۔ بہت متقی اور پرہیزگار تھے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ جب وہ مال تجارت لے کر نکلے تو راستے میں ایک چور نے جو کہ اسلحہ سے لیس تھا ان کو پکڑلیا اور ان سے کہنے لگا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ میرے حوالے کردو اور میں تم کو قتل بھی کردوں گا۔

ابومعلق کہنے لگے: تم مجھے قتل کرکے کیا کروگے، تمہیں تو مال سے مطلب ہے؟

اس نے جواب دیا: جہاں تک مال کا تعلق وہ تو میرا ہی ہے مگر میں تمہیں بھی قتل کروں گا۔

ابومعلق نے کہا: اگر تم میرے قتل کرنے پر اصرار ہی کررہے ہو تو پھر مجھے چار رکعت پڑھنے دو۔

اس نے کہا: تمہارا جتنا دل چاہے پڑھو۔ پس وہ وضو کرکے چار رکعت پڑھنے لگے اور جب آخری سجدے میں پہنچے تو انہوں نے یہ دعا کی:

يَـاوَدُوْدُ، يَـا ذَالْـعَـرْشِ الْـمَجِيْدِ، يَافَعَّالُ لِّمَا يُرِيْدُ اَسْأَلُكَ بِعِزِّكَ الَّذِىْ لَايُرَامُ، وَمُلْكَ الَّذِىْ لَايُضَامُ ، وَبِنُوْرِكَ الَّذِىْ مَلاَ اَرْكَانَ عَرْشِكَ اَنْ تَكْفِيَنِى شَرَّ هٰذَا اللِّصِّ يَامُغِيْثُ اَغِثْنِىْ ، يَامُغِيْثُ اَغِثْنِىْ

''اے بے پناہ محبت کرنے والے! اے برتر عرش کے مالک! اے جو چاہے سو کرنے والے! میں تیری اس عزت کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جو تجھ سے علیحدہ نہیں ہوتی اور تیری اس سلطنت کا واسطہ دیتا ہوں جہاں ظلم نہیں ہوتا اور تیرے اس نور کے وسیلہ سے جس نے تیرے عرش کے اطراف کو بھردیا ہے۔ سوال کرتا ہوں کہ تو میرے لیے اس چور کی شرارتوں سے کافی ہوجا۔ اے فریادرس! میری فریادرسی فرما، میری فریادرسی فرما۔''

چنانچہ انہوں نے اس دعا کو تین دفعہ پڑھا۔ سو اچانک ایک گھڑ سوار اپنے ہاتھ میں نیزہ تھامے جس کو اس نے اپنے گھوڑے کے دونوں کانوں کے درمیان رکھا ہوا تھا نمودار ہوا، سو جب چور کی اس پر نظر پڑی تو اس کی طرف متوجہ ہوا۔ پس گھڑ سوار نے اس پر وار کرتے ہوئے اس کا کام تمام کرڈالا۔ اس کے بعد ابومعلق کی طرف رخ کرکے کہنے لگا: کھڑے ہوجاؤ۔

ابومعلق کھڑے ہوگئے اور اس گھڑ سوار سے کہا: میرے ماں باپ تم پر قربان! تم کون ہو؟ آج اللہ نے تمہارے ذریعہ سے میری فریادرسی فرمائی ہے۔

گھڑ سوار کہنے لگے: میں چوتھے آسمان کا ایک فرشتہ ہوں۔ جب تم نے پہلی مرتبہ دعا کی تو اس وقت میں نے آسمان کے دروازوں کی چرچراہٹ سنی۔ جب تم نے دوسری مرتبہ دعا کی تو آسمان والوں کی چیخ و پکار میرے کانوں سے ٹکرائی، پھر جب تم نے تیسری مرتبہ دعا کو دہرایا تو مجھ سے کہا گیا: یہ کسی مظلوم کی پکار ہے، تو میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے درخواست کی کہ ظالم کے قتل کی ذمہ داری مجھے سونپ دے اور اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جان لو! جو شخص بھی وضو کرے اور چار رکعت نفل پڑھ کر مذکورہ بالا دعا مانگے تو اس کی دعا ضرور قبول ہوگی، چاہے وہ مصیبت زدہ ہو یا نہ ہو۔ (مظلوم کی آہ 204 تا 206)

تاریخی واقعات میں گھوڑے کا ذکر

حاتم طائی کی سخاوت

1 ......حضرت سیدنا ملحان طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ حاتم طائی کی زوجہ ''نوار'' سے کہا گیا کہ ہمیں حاتم طائی کے متعلق کچھ بتاؤ۔

اس نے کہا: حاتم طائی کا ہر کام عجیب تھا۔ ایک مرتبہ قحط سالی نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ زمین نے بالکل سبزہ نہ اگایا۔ آسمان سے پورا سال بارش نہ ہوئی۔ بھوک اور کمزوری نے دودھ پلانے والیوں کو دودھ پلانے سے روک دیا۔ اونٹ سارا سارا دن پانی کی تلاش میں پھرتے لیکن انہیں ایک قطرہ پانی نہ ملتا۔ ہر ذی روح بھوک و پیاس سے بے تاب تھا۔

ایک رات سردی نے اپنا پورا زور دکھا رکھا تھا اور ہمارے گھر میں کھانے کے لیے ایک لقمہ بھی نہ تھا۔ ہمارے بچے عبداللہ، عدی اور سفانہ بھوک سے بلبلا رہے تھے۔ واللہ (یعنی اللہ عزوجل کی قسم!) ہمارے پاس انہیں دینے کے لیے کچھ بھی نہ تھا۔ بچوں کی آہ و بکا سن کر ایک کو حاتم طائی اور دوسرے کو میں نے گود میں اٹھالیا۔ ہم انہیں کافی دیر تک بہلاتے رہے۔لیکن بھوک نے ان کا برا حال کر رکھا تھا۔ بالآخر رات کافی دیر بعد تھک ہار کر دونوں بچے سوگئے۔ ہم نے انہیں ایک چٹائی پر لٹادیا۔ پھر تیسرے کو بہلانے لگے۔ بالآخر وہ بھی سوگیا۔

حاتم طائی نے کہا: آج نہ جانے مجھے کیوں نیند نہیں آ رہی؟ پھر وہ اِدھر اُدھر ٹہلنے لگا۔ رات کی سیاہی کو آسمان پر چمکنے والے ستارے دور کررہے تھے۔ جنگلی جانوروں کے چیخنے کی آوازیں فضا میں بلند ہورہی تھیں۔ ہر چلنے والا مسافر ٹھہر چکا تھا۔ رات کا پرہول منظر بڑھتا ہی جارہا تھا۔ اچانک ہمارے گھر کے باہر کسی کی آہٹ سنائی دی۔ حاتم طائی نے بلند آواز سے کہا: کون ہے؟

لیکن کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے کہا: ہمارے ساتھ یا تو کسی نے مذاق کیا ہے یا کوئی دھوکہ ہونے والا ہے۔میں باہر گئی اور حالات کا جائزہ لے کر واپس آئی تو حاتم طائی نے پوچھا: کون ہے؟

میں نے کہا: آپ کی فلاں پڑوسن ہے۔ اس کڑے وقت میں آپ کے علاوہ کوئی اور اسے نظر نہ آیا جس کے پاس جاکر پناہ لیتی۔ اپنے بھوکے بچوں کو آپ کے پاس لائی ہے۔ وہ بھوک سے اس طرح بلبلارہے ہیں جیسے کسی جانور کے بچے چیختے ہیں۔

یہ سن کر حاتم طائی نے کہا: اسے جلدی سے میرے پاس لاؤ۔

میں نے کہا: ہمارے اپنے بچے بھوک سے مارے جارہے ہیں، انہیں دینے کے لیے ہمارے پاس کچھ نہیں تو پھر بیچاری پڑوسن اور اس کے بچوں کی ہم کیا مدد کریں گے؟

حاتم طائی نے کہا: خاموش رہو۔ اللہ تعالیٰ ضرور تمہارا اور ان سب کا پیٹ بھرے گا۔ جاؤ جلدی سے اس دکھیاری ماں کو اندر بلا لاؤ۔

میں اسے بلا لائی۔اس غریب نے دو بچے اپنی گود میں اٹھائے ہوئے تھے اور چار بچے اس سے لپٹے اس کے پیچھے اس طرح آرہے تھے جیسے مرغی کے بچے مرغی کے گرد جمع ہوکر چلتے ہیں۔

حاتم طائی نے انہیں کمرے میں بٹھایا اور گھوڑے کی طرف بڑھا، برچھی سے گھوڑا ذبح کرکے آگ جلائی۔ جب شعلے بلند ہونے لگے تو چھری لے کر گھوڑے کی کھال اتاری۔ پھر اس عورت کی طرف چھری بڑھاتے ہوئے کہا: کھاؤ اور اپنے بچوں کو بھی کھلاؤ۔ پھر مجھ سے کہا: تم بھی کھاؤ اور بچوں کو بھی جگادو تاکہ وہ بھی اپنی بھوک مٹا سکیں۔

ہماری پڑوسن تھوڑا تھوڑا گوشت کھارہی تھی۔ اس کی جھجک کو محسوس کرتے ہوئے حاتم طائی نے کہا: کتنی بری بات ہے کہ تم ہماری مہمان ہوکر تھوڑا تھوڑا کھا رہی ہو۔ یہ کہہ کر وہ ہمارے قریب ہی ٹہلنے لگا۔ ہم سب کھانے میں مصروف تھے اور حاتم طائی ہماری جانب دیکھ رہا تھا۔ ہم نے خوب سیر ہوکر کھایا۔لیکن بخدا! حاتم طائی نے ایک بوٹی بھی نہ کھائی۔ حالانکہ وہ ہم سب سے زیادہ بھوکا تھا۔ صبح زمین پر ہڈیوں اور کھروں کے سوا کچھ نہ بچا تھا۔

(عیون الحکایات)

گھوڑے کو کانٹے دار لگام نہیں لگانی چاہیے

2 ...... بہت پرانے زمانہ میں شاہی فرامین و مکاتیب لے جانے کے لیے ڈاک گھوڑے کا انتظام تھا۔ منزل بہ منزل چوکی بہ چوکی تازہ دم گھوڑوں کے ذریعہ ڈاک منتقل ہوکر پہنچتی تھی۔ ڈاک بردار گھوڑوں کو تیزرفتاری سے لے جانے کے لیے گھوڑوں کو نوکدار کوڑے سے مارتے تھے اور کانٹے دار لگام استعمال کرتے تھے۔ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ کو اس کی اطلاع ہوئی تو سختی سے منع کر دیا۔

(کتاب الخراج لابی یوسف، صفحہ 221)

ایک جانور کے بدلہ میں سات سو جانور

3 ...... حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ وہ ایک مرتبہ جہاد کے لیے نکلے تو ایک شخص کو غمگین دیکھا۔ اس لیے کہ اس کا گھوڑا مر گیا اور اس کو غمگین کر گیا تھا۔ حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا تم یہ (مرا ہوا گھوڑا) مجھے چار سو درہم میں بیچ دو۔

تو اس نے بیچ دیا۔ پھر اس نے اسی رات خواب میں دیکھا، گویا کہ قیامت قائم ہے اور اس کا گھوڑا جنت میں موجود ہے۔ جس کے پیچھے سات سو گھوڑے اور ہیں۔ اس شخص نے ارادہ کیا کہ اپنے گھوڑے کو پکڑ لے۔ مگر آواز دی گئی کہ اس کو چھوڑ دو یہ ابن مبارک کا گھوڑا ہے۔ یہ کل تمہارا تھا۔

جب صبح ہوئی تو وہ شخص حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ کے پاس آیا اور سودا پھیرنا چاہا۔ حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ تم یہ کیوں کررہے ہو؟

تو اس نے آپ کے سامنے وہ قصہ (خواب) کہہ سنایا۔

حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا کہ اب تم چلے جاؤ۔ تم نے جو کچھ خواب میں دیکھا ہے اس کو ہم نے بیداری میں دیکھا ہے۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ یہ حکایت نقل کرکے فرماتے ہیں کہ یہ حکایت صحیح ہے۔ کیونکہ یہ اس حدیث کے ہم معنی ہے۔ جس کو صحیح مسلم شریف میں حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (مرفوعاً) روایت کیا گیا ہے۔

گھوڑے کی تخلیق انسان سے پہلے ہوئی

4 ......امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ سے گھوڑے کے متعلق پوچھا گیا کہ آیا گھوڑے حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے تھے یا ان کے بعد ہوئے اور کیا گھوڑیوں کے پہلے گھوڑے پیدا ہوئے اور آیا عربی گھوڑے مخلوط النسل گھوڑوں سے پہلے پیدا کیے گئے اور کیا اس بارے میں کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ (ﷺ) سے اس کی کچھ تفصیل موجود ہے۔ آپ اس بارے میں بتائیے۔

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح جواب دیا کہ گھوڑے تقریباً دوروز حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے پیدا کیے گئے اور امام موصوف نے آیات اور احادیث سے استدلال کیا۔ چنانچہ ان میں سے بعض یہ ہے کہ چارپائے سہ شنبہ یا چار شنبہ کو پیدا ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام جمعہ کے دن پیدا ہوئے اور نرمادہ سے پہلے ہیں کیونکہ نر میں شرافت اور حرارت اور ان سے فائدہ لینا زیادہ ہے اور اسی وجہ سے عربی گھوڑے دوغلے گھوڑوں کا وجود باپ یا ماں میں کسی علت کی وجہ سے ہے اور اسی وجہ سے دوغلے گھوڑے ردی گھوڑوں میں سے ہیں اور ردی اور ناقص اپنے غیر پر مقدم نہیں ہوسکتا اور بلاشبہ گھوڑے کی شرافت اور اس کی برکت اور اس کے دانہ گھاس کی تلاش اور اس کی خدمت اور اس کے منہ اور پیشانیوں کو پونچھنا اور اس کی آنکھ اور اس کی قیمت کی تلاش کرنے کے بارے میں اور اس کے خصی کرنے اور اس کی پیشانی وغیرہ کے بال کاٹنے کی ممانعت میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں اور مطلقاً مخلوقات میں سب سے پہلے جمادات ہیں۔ پھر نباتات، پھر حیوانات اور پھر انسان ہیں۔ (حوالہ حیات الحیوان)

اللہ کی محبت میں گھوڑا بیچ کر جنت کا محل خرید لینا

5 ......شیخ الاسلام ابومحمد عبدالرحمٰن بن ابی حاتم تمیمی بہت ہی عظیم الشان محدث ہیں۔ اپنے زمانہ طالب علمی میں بڑی محنت اور عرق ریزی سے علم حدیث پڑھا تھا۔ یہ بہت ہی عابد و زاہد و باکرامت بزرگ تھے اور لوگ عام طور پر ان کو طبقہ اولیاء اللہ کی جماعت کا ایک فرد سمجھتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کے وطن میں قحط پڑ گیا۔ اسی دوران ان کے ایک دوست نے اصفہان سے ایک گھوڑا ان کے پاس بھیجا اور لکھا کہ آپ اس کو فروخت کرکے اپنے شہر میں میرے لیے ایک مکان خرید لیجئے۔

آپ نے گھوڑے کو بیس ہزار درہم میں بیچ کر ساری رقم شہر کے قحط زدہ محتاجوں پر خیرات کردی اور اپنے دوست کو لکھا کہ میں نے تمہارے لیے جنت میں ایک محل خرید لیا ہے۔

دوست نے جواب دیا کہ اگر آپ اس کے ضامن بن جائیں تو مجھے جنتی محل کی خریداری منظور ہے۔ آپ نے فوراً ہی اپنی ضمانت کی ایک دستاویز لکھ کر اپنے دوست کے پاس بھیج دی۔اسی رات میں آپ نے یہ خواب دیکھا کہ باری تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ کہہ رہا ہے کہ اے ابن ابی حاتم! تم نے جس محل کی ضمانت لے لی ہے۔ ہم نے تمہاری ضمانت قبول فرمالی ہے۔مگر آئندہ کسی کے لیے ایسا مت کرنا۔محرم 327ھ میں آپ کا وصال ہوا۔
(تذکرۃ الحفاظ، جلد3صفحہ 48)

بالوں کی چوٹی سے گھوڑے کی رسی

6 ......حضرت ابوقدامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ میں ایک قوم کا سردار تھا۔ میں نے لوگوں کو جہاد کے لیے بلایا۔ ایک عورت ایک پرچہ کاغذ اور ایک تھیلی لے کر آئی اس پرچہ میں لکھا تھا کہ آپ نے ہم کو جہاد کے لیے بلایا ہے۔ مجھے اس کی قدرت نہیں یہ تھیلی ہے اس میں میرے بالوں کی چوٹی ہے۔ اسے لے کر اپنے گھوڑے کی رسی بنالیجئے۔ شاید اللہ تعالیٰ اس کی بدولت مجھ پر رحم فرمائے۔ پھر جب ہم سے دشمن کا مقابلہ ہوا تو میں نے ایک لڑکے کو دیکھا کہ قتال میں مصروف ہے۔ میں نے اس پر رحم کھا کر اسے ڈانٹا۔ وہ کہنے لگا: تو ہمیں لوٹنے کا کیسے حکم کرتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یاایھا الذین امنوآ اذا لقیتم الذین کفروا زحفا فلا تولوھم الادبار.

پھر مجھ کو تین تیر قرض دیئے۔ میں نے اس سے کہا اس شرط سے اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل و احسان سے تجھے شہادت عطا فرمائے تو میں بھی تیری شفاعت میں ہوں۔ یعنی تو میری شفاعت کرے گا۔

اس نے کہا: ہاں۔ پس اس نے تین کافروں کو مارا۔ اس کے بعد اس کو ایک تیر آکر لگا۔

میں نے اس سے کہا: بھولنا نہیں۔

وہ بولا: نہیں، لیکن تجھ سے میرا ایک کام ہے۔ میری ماں سے میرا سلام کہہ دینا اور میرا اسباب اسے دے دینا۔ اسی نے مجھ کو اپنے بال دیے تھے۔ پھر میں نے اسے قبر میں دفن کردیا تو زمین نے اسے اگل دیا۔

میں نے کہا: شاید اپنی ماں کی بغیر رضامندی کے چلا آیا تھا۔ پھر میں نے دو رکعتیں پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ میں نے سنا کہ کوئی کہتا ہے: اے ابوقدامہ! اللہ تعالیٰ کے ولی کو چھوڑ دے۔ اس کے بعد پرندے آئے اور اسے کھانے لگے۔

میں اس کی ماں کے پاس گیا۔ وہ کہنے لگی: میری تعزیت کرنے آئے ہو یا مبارکباد دینے۔ میں نے پوچھا: اس سے تیری کیا مراد ہے؟

اس نے کہا کہ اگر مرگیا ہو تو تعزیت کرو اور اگر شہید ہوا ہو تو مجھے مبارک دو۔ میں نے اس سے کہا وہ شہید ہوا ہے تو اس نے کہا۔ کوئی علامت بتلاؤ۔ میں نے کہا اسے پرندے آکر کھا گئے۔

اس نے جواب دیا: تم نے سچ کہا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ اے اللہ! پرندوں کے پوٹے میں مجھے اٹھانا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کرلی۔
(نزہۃ المجالس، جلد 1)

ایک گھوڑے کے بدلے دس گھوڑے

7 ......حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ایک گھوڑا تھا۔ جس پر جہاد کیا کرتے تھے۔ ایک مہمان آیا تو اس کے لیے آپ نے اس کو ذبح کر ڈالا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیوی نے اس پر آپ سے تکرار کیا تو آپ نے اس کو طلاق دے دی۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ایک شخص نے آکر کہا کہ میری ایک خوبصورت لڑکی ہے۔ آپ نے اس کے ساتھ نکاح کرلیا۔ اس کے باپ نے اس کے ساتھ دس گھوڑے بھیج دیئے۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ تو نے ہمارے لیے اپنی بوڑھی بیوی کوطلاق دے دی تو ہم نے تیرا نکاح کردیا اور ہمارے لیے تو نے ایک گھوڑا ذبح کیا تو ہم نے تجھ کو دس عطا کردیئے۔ (نزہۃ المجالس، جلد 2)

سبز گھوڑے پر سوار رضوان

8 ......شیخ ابوعمران واسطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ مکہ مکرمہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کی غرض سے نکلا۔ راستہ میں اتنی شدید پیاس لگی کہ میں اپنی زندگی سے ناامید ہوگیا اور شجرۂ ام غیلان (کیکر کے درخت) کے نیچے بیٹھ کر موت کا انتظار کرنے لگا۔

اتنے میں ایک فارس (شہسوار) آئے۔ وہ ایک سبز رنگ کے گھوڑے پر سوار تھے۔ ان کا لباس، زین اور لگام وغیرہ دیگر سب چیزیں سبز تھیں۔ ان کے ہاتھ میں سبز رنگ کا ایک پیالہ تھا جس میں سبز رنگ کا پانی تھا۔ اس شخص نے وہ پیالہ مجھے دے کر کہا:

پی لیں۔ فرماتے ہیں کہ میں نے تین سانسوں میں خوب پیٹ بھر کر پیا مگر وہ پانی کم نہ ہوا۔ پھر انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا کہ مدینہ منور جانے کا ارادہ ہے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبین ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعمر کی خدمت میں ہدیۂ سلام پیش کروں۔ یہ سن کر انہوں نے فرمایا:

إذا وصلت وسلمت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیهما فقل لهم: رضوان (أی ملک الجنة) يقرؤ عليكم السلام.

یعنی ''جب آپ (مدینہ منورہ) پہنچ جائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبین (ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی خدمت میں زیارت وسلام کے لیے حاضر ہوں تو میری طرف سے بھی یہ عرض کردینا کہ (جنتی فرشتوں کا سردار) رضوان (نامی فرشتہ) آپ تینوں کی خدمت میں سلام پیش کرتا ہے۔''

معلوم ہوا کہ گھوڑے پر سوار ہوکر انسانی شکل میں آنے والا شخص رضوان نامی فرشتہ جو جنتی فرشتوں کا سردار ہے اور رضوان فرشتہ ہی بحکم خداتعالیٰ اس بزرگ کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے پانی لے کر آیا تھا۔ گاہے گاہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی غیب سے اس طرح فرشتوں کے ذریعہ مدد فرماتے ہیں اور رزق عطا فرماتے ہیں۔ (تعلیم الرفق فی الطلب الرزق، صفحہ 52)

گھوڑا وہیں چھوڑ دیا

9 ......حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حد درجہ کے متقی تھے۔ ایک دفعہ آپ ایک منزل پر اترے۔ آپ کے پاس ایک نہایت قیمتی گھوڑا تھا۔ آپ جب نماز میں مشغول ہوئے تو گھوڑا ایک کھیت میں جاکر چرنے لگ گیا۔ جب آپ نے یہ حالت دیکھی تو گھوڑے کو اس خیال سے وہیں چھوڑ دیا کہ غیرحلال چارہ اس کے پیٹ کے اندر چلا گیا اور پیادہ پا روانہ ہوگئے۔

(حکایات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، صفحہ 225)

راہِ علم میں یہ دھوکہ کیسا؟

10 ...... ایک محدث دور دراز کا سفر کر کے دوسرے محدث کے پاس گئے۔ وہ گھوڑا پکڑ رہے تھے مگر کپڑے میں یا کسی برتن میں کچھ سنگریزے ڈال کر گھوڑے کو اشارہ کیا کہ گھوڑے نے سمجھا کہ دانہ ہے، وہ آ گیا تو اس شخص نے پکڑلیا۔ مہمان محدث نے جب یہ دیکھا تو حدیث کی روایت لیے بغیر واپس ہو گئے۔ کسی نے پوچھا کہ حدیث کیوں نہ لی؟

فرمایا: جو بندہ حیوان کو دھوکہ دے سکتا ہے وہ بندہ حدیث کے بیان کرنے میں بھی دھوکہ دہی سے کام لے سکتا ہے۔ سبحان اللہ۔

(اہل دل کو تڑپا دینے والے واقعات، صفحہ 291)

گھوڑے کو اپنی نگرانی میں کھلانے والا

11 ...... ایک سرحد پر چند مجاہدین تھے۔ ان مجاہدین نے چند جنگوں میں دشمن سے مقابلہ کیا۔ جس میں ان کو شکست ہوئی۔ ان میں سے ایک مجاہد کے پاس گھوڑا تھا۔ جس کا خادم اس کو چارہ کھلانے میں بخل کیا کرتا تھا۔ یعنی چارہ تھوڑا کھلاتا تھا۔ ایک دن اس نے گھوڑے کو ایڑ لگائی تو وہ رک گیا۔ مجاہد نے کہا: اللہ کے مبارک نام کے ساتھ چلو۔

گھوڑا اس کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: تم میرا چارہ خادم کے حوالے کر دیتے ہو جو مجھے اس میں سے بہت تھوڑا سا کھلاتا ہے۔

اس نے کہا: میرے ذمے تمہارے لیے اللہ کا یہ عہد ہے کہ تمہیں اپنی نگرانی میں چارہ کھلاؤں گا۔ یہ کہہ کر گھوڑے کو ایڑ لگائی تو گھوڑا اس کو لے کر دوڑا اور دشمنوں سے بچ نکلا۔

جب لوگ اس کے پاس آتے تو دیکھتے کہ وہ اپنی نگرانی میں گھوڑے کو چارہ کھلا رہا ہے۔ روم کے بادشاہ کو یہ بات پہنچی تو وہ کہنے لگا: جس ملک میں اس طرح کا شخص ہو تو اس پر قبضہ نہیں کیا جاسکتا۔ لہٰذا اس کے پاس قتل کی غرض سے ایک ایسے شخص کو بھیجا جو اسلام سے نصرانی مذہب میں داخل ہوا تھا۔

چنانچہ وہ نصرانی اس گھوڑے والے کے پاس آ کر ٹھہرا اور اس کی عبادت، نماز اور روزوں کا جائزہ لیا۔ اس کے بعد اس پر اپنا مال خرچ کرنے لگا۔ جب نصرانی نے اس کے دل میں اپنے لیے جگہ بنالی تو ایک دن اس سے کہا: میری خواہش ہے کہ صحرا کی سیر کرنے چلیں۔

جب اس نے یہ کہا تو گھوڑے والے نے اسے اپنے خلاف سازش سمجھا، لیکن پھر بھی وہ اس نصرانی کے ساتھ روانہ ہوا۔ چنانچہ یہ دونوں مسلسل چلتے رہے۔ حتیٰ کہ اس گنبد تک پہنچ گئے جو شہر کے آخری حصے میں تھا۔ یہ جیسے ہی وہاں پہنچا اچانک ایک طاقتور شخص خچر پر نمودار ہوا اور گھوڑے والے کو ہلاک کرنے کی غرض سے آگے بڑھا تو گھوڑے والا سمجھ گیا کہ اس نے مجھے دھوکہ دیا۔ چنانچہ اس نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا: اے میرے رب! تو میرے لیے کافی ہوجا، نصرانی نے مجھے دھوکہ دیا ہے۔

ابھی اس نے یہ دعا مانگی ہی تھی کہ دو درندے کہیں سے باہر نکلے اور نصرانی کو پکڑ کر لے گئے اور گھوڑے والا صحیح سالم لوٹ آیا۔

(تاریخ دمشق 70/9، مظلوم کی آہ، صفحہ 117)

مظلوم کی آہ

12 ...... عبدالصمد بن معقل فرماتے ہیں کہ میں نے وہب کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک بادشاہ کا جوان بیٹا اپنی فوج کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہوکر نکلا تو وہ راستے میں گھوڑے سے گرا اور گرتے ہی اس کی گردن ٹوٹ گئی اور مرگیا۔ وہ ایسی زمین پر گر کر مرا جس کے قریب ہی ایک بستی آباد تھی۔

اس کا والد بادشاہ بہت ہی غصہ ہوا اور یہ قسم کھائی کہ وہ ان سب بستی والوں کو شروع سے لے کر آخر تک قتل کردے گا۔ ان سب کو ہاتھیوں سے کچلوادے گا۔ جو ہاتھیوں سے بچ جائیں گے ان کو گھوڑے روندیں گے اور جو گھوڑوں سے بچ جائیں گے ان کو لشکر کے آدمی روندتے ہوئے گزریں گے۔

چنانچہ اس نے گھوڑوں اور ہاتھیوں کو شراب پلائی اور اس بستی کا رخ کیا اور اپنی فوج کو حکم دیا کہ ان سب کو ہاتھیوں سے روندو۔ جو ہاتھیوں سے رہ جائیں انہیں گھوڑے اور پھر جو گھوڑوں سے بچ جائیں انہیں لشکر روند ڈالے۔

جب بستی والوں نے یہ سنا اور جان لیا کہ بادشاہ اب یہ کرنے والا ہے تو سب کے سب ایک جگہ جمع ہوئے اور اللہ کے سامنے خوب آہ و زاری کی اور خوب زور زور سے رو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

یااللہ! تو ہمیں اس بادشاہ کے شر اور جو اس نے ہماری ہلاکت کا منصوبہ بنایا ہے اس سے حفاظت فرما۔

اِدھر بادشاہ اور اس کا لشکر اس ارادے سے آرہے تھے اور اُدھر بستی والے اللہ کے سامنے رونے، گڑگڑانے اور خوب گریہ و زاری میں مشغول تھے کہ اتنے میں آسمان سے ایک گھڑ سوار اترا اور لشکر کے بیچ میں حملہ کردیا جس سے ہاتھی بھاگتے ہوئے گھوڑوں پر چڑھ گئے اور گھوڑے آدمیوں پر چڑھ گئے۔ بادشاہ اور اس کے سارے ساتھی مر گئے اور ان ہی کے ہاتھیوں اور گھوڑوں نے ان کو روند ڈالا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت فرمائی۔

(البدایہ والنہایہ 299/9، مظلوم کی آہ، صفحہ 96)

سلطنت دے کر درویشی خریدی

13 ...... حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ خراسان کے بادشاہ تھے۔ ایک دن اپنے لشکر کے درمیان گھوڑے پر سوار تھے کہ آپ نے گھوڑے کی زین سے کسی پکارنے والے کی ندا سنی:

اے ابراہیم! ہمارے بندے اس لیے نہیں پیدا کیے گئے اور نہ ہی ہم سے محبت کرنے والوں کو اس کا حکم دیا گیا ہے، لہٰذا اپنی چاہت کو میری چاہت پر قربان کردو۔ وگرنہ تم اہل عناد میں سے ہوجاؤ گے۔

آپ فرماتے ہیں کہ اس آواز نے میرے دل میں تیر پیوست کردیا۔ میں نے اپنے ملک وسلطنت اور اہل وعیال کو چھوڑا اور اسی کی طرف حیران و پریشان نکل گیا جس پر مجھے بھروسہ واعتماد ہے۔ (الروض الفائق)

بیس ہزار درہم کا گھوڑا

14 ...... حضرت ربیع ابن خثیم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ایک دن نماز پڑھ رہے تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا گھوڑا آپ کے سامنے بندھا ہوا تھا۔ ایک چور آیا اور گھوڑے کو کھول کر اس پر سوار ہوا اور چلا گیا۔ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ دیکھ رہے تھے لیکن حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے نماز نہ توڑی۔ یہ گھوڑا بیس ہزار درہم کا تھا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے اصحاب آئے اور افسوس کرنے لگے اور کہنے لگے یہ کس قدر نادانی ہے کہ چور کو گھوڑا لے جاتے ہوئے دیکھا اور پھر خاموش رہے۔ اس وقت نماز توڑ کر چور پکڑ لیتے، پھر نماز پڑھ لیتے تو کیا حرج تھا؟

حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے کہا: اے لوگو! میں اللہ تعالیٰ کے کام میں مصروف تھا اور وہ کام مجھے گھوڑے سے زیادہ پسندیدہ تھا بلکہ لاکھوں گھوڑوں سے بھی زیادہ محبوب تھا۔ میں نے گھوڑے کو اللہ تعالیٰ کی عبادت پر قربان کردیا۔

جان دے دی اسلام نہیں چھوڑا

15 ...... ابن جوزی نے ''عیون الحکایات'' میں روایت کیا کہ ''تین شامی بھائی'' رومیوں سے جہاد کرتے تھے۔ ایک مرتبہ رومی بادشاہ نے انہیں گرفتار کرلیا۔ بادشاہ نے انہیں پیشکش کرتے ہوئے کہا کہ اگر تم عیسائی ہوجاؤ تو میں نہ صرف اپنی حکومت میں سے تمہیں حصہ دوں گا بلکہ اپنی لڑکیوں کا نکاح بھی تمہارے ساتھ کرنے کے لیے تیار ہوں۔

لیکن ان تینوں نے صاف انکار کردیا۔ بادشاہ نے تیل کی تین دیگیں تین روز تک آگ پر چڑھائے رکھیں اور ان کو ڈرانے کے لیے روزانہ دیگیں دکھلاتا، لیکن وہ اپنی بات پر ڈٹے رہے۔

بالآخر سب سے بڑے کو کھولتے ہوئے تیل میں ڈال دیا گیا۔ پھر دوسرے کے ساتھ بھی اسی طرح کیا گیا۔ تیسرے کی باری تھی کہ ایک رومی سردار کھڑا ہوا اور کہا کہ اے بادشاہ! میں اسے اس کے دین سے توبہ کرواتا ہوں۔ یہ عرب والے عورتوں کو بے حد پسند کرتے ہیں۔ چنانچہ میں اسے اپنی حسین بیٹی کے سپرد کردیتا ہوں وہ اسے خود ہی اپنی جانب مائل کرلے گی۔

بادشاہ نے رضامندی کا اظہار کیا۔ اس سردار نے اپنی بیٹی کو تمام معاملہ سمجھا کر مجاہد کو اس کے سپرد کردیا۔ کئی دن گزرنے کے بعد اس نے بیٹی سے کہا کہ کیا تو اپنے ارادے میں کامیاب ہوئی؟

لڑکی نے کہا: نہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس کے دونوں بھائی چونکہ اس شہر میں قتل کیے گئے ہیں لہٰذا اس کا دل یہاں نہیں لگتا۔ ہمیں کسی دوسرے شہر میں منتقل کرکے مزید مہلت دی جائے۔

چنانچہ انہیں دوسرے شہر میں منتقل کردیا گیا۔ لیکن وہاں بھی وہ جوان حسب معمول دن بھر روزے سے رہتا اور رات نماز پڑھتے ہوئے گزار دیتا۔ لیکن اس کی توجہ قطعاً لڑکی کی جانب نہ ہوئی۔

اس پارسائی کو دیکھ کروہ لڑکی اتنی متاثر ہوئی کہ اس نے اسلام قبول کرلیا۔ پھر وہ دونوں گھوڑوں پر بیٹھ کر وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ دن چھپتے اور رات میں سفر طے کرتے تھے۔

اچانک ایک دن ان دونوں نے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنی۔ انہوں نے گمان کیا کہ شاید بادشاہ کے سپاہی گرفتاری کی غرض سے قریب پہنچ گئے ہیں۔ لیکن اب جو غور سے دیکھا تو اسی مجاہد کے دونوں شہید بھائی ملائکہ کی جماعت کے ساتھ سامنے کھڑے تھے۔ اس نے سلام کرکے ان سے حال دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ بس تھوڑی دیر کے لیے تکلیف ہوئی اور پھر ہمیں جنت الفردوس عطا کردی گئی۔ (پیغام عبرت)

کھوٹے درہم کی نحوست

16 ایک مجاہد کا قصہ ہے کہ وہ ایک دفعہ اپنے مدمقابل پہلوان کافر کو قتل کرنے کے لیے اپنے گھوڑے پر سوار ہوا لیکن گھوڑا کافر کی طرف جانے کو آگے ہی نہ بڑھا۔ اتنے میں کافر اس مجاہد تک آ گیا اور اس نے دوبارہ حملہ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن گھوڑا اور پیچھے ہونے لگا۔ پھر تیسری مرتبہ بھی یہی ہوا۔ حالانکہ اس سے پہلے گھوڑے نے کبھی ایسا نہ کیا تھا۔

وہ غمگین وہاں سے لوٹ گیا۔ کافر کے بچ جانے کے غم سے اس کا دل پھٹا جارہا تھا۔ اوپر سے گھوڑے کی یہ حرکت جلتی پر تیل کا کام کررہی تھی۔ وہ خیمہ کے ستون سے ٹیک لگا کر گہری سوچ میں تھا۔ گھوڑا بھی اس کے قریب بندھا ہوا تھا۔ اتنے میں اسے اونگھ آ گئی اور خواب میں دیکھا کہ گھوڑا اسے کہہ رہا تھا کہ تو نے تین مرتبہ کافر پر حملہ کیا۔ پھر بھی ناکام رہا۔ کیونکہ کل تو نے کھوٹا درہم دے کر چارہ خرید کر مجھے کھلایا تھا۔ کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ تو پھر مجھ پر بیٹھ کر کافروں سے جہاد کرے۔

وہ مجاہد خوفزدہ ہوکر فوراً بیدار ہوگیا اور بھاگتا ہوا اس چارے والے کے پاس جاکر اسے صحیح درہم دیا اور اپنا کھوٹا درہم واپس لے لیا۔ (احیاء العلوم)

مہر نبوت پر گھرے بال اور کلغی

17 مکہ میں ایک یہودی رہتا تھا۔ ایک دن اس نے دیکھا کہ بنی عبد مناف اور بنی مخزوم کے کچھ لوگ بیٹھے ہیں تو اس نے ان سے پوچھا کہ آپ کے گھروں میں کہیں کسی کے ہاں بچہ کی پیدائش ہوئی ہے؟

لوگوں نے انکار میں جواب دیا۔

یہودی عالم نے کہا کہ ضرور آپ لوگ بھول رہے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ آج کی رات آخری نبی پیدا ہوں گے اور ان کی نشانی یہ ہوگی کہ ان کے دونوں شانوں کے بیچ میں مہر نبوت ہوگی۔ یعنی کہ زرد تل ہوں گے اور اس کے گرد بال ہوں گے جیسا کہ گھوڑے کی کلغی اور وہ دو رات تک دودھ نہ پئیں گے۔ یہودی کی یہ باتیں سن کر لوگ بہت حیران ہوئے اور جب اپنے اپنے گھروں کو گئے تو ان کی بیویوں نے بتایا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں ایک بچہ کی ولادت ہوئی ہے۔

پھر جب دوبارہ اکٹھے ہوئے تو آپس میں بچے کے بارے میں باتیں کررہے تھے کہ وہ یہودی عالم بھی ان کی مجلس میں آ گیا۔ لوگوں نے اسے اس بچے کی پیدائش کے بارے میں خبر دی۔ یہ سن کر اس یہودی نے وہاں جانے کی خواہش کی کہ میں وہاں جاکر بچہ دیکھ آؤں۔ وہ لوگ اسے اس بچہ کے گھر لے گئے اور گھر والوں کی اجازت سے بچہ عالم کو دکھایا۔

یہودی عالم نے بچے کو دیکھا اور اس کا کپڑا ہٹا کر مہر نبوت کو دیکھا۔ جیسے ہی اس کی نظر مہر نبوت پر پڑی وہ بے ہوش ہونے لگا۔ کچھ دیر بعد جب اسے ہوش آیا تو لوگوں نے اس سے اس کی وجہ پوچھی تو یہودی عالم نے بتایا کہ اب بنی اسرائیل سے نبوت نکل گئی۔ لیکن تم اس بات پر خوش نہ ہونا، کیونکہ خدا کی قسم ان کی حکومت زبردست اور خوب رعب و دبدبہ والی ہوگی اور اس کی شہرت مشرق سے مغرب تک پھیل جائے گی۔ (اعلام النبوۃ)

حضرت خضر علیہ السلام کا حضرت عبداللہ کی مدد کرنا

18 حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ نقل ہے کہ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی دینداری، علم اور تقویٰ پر پوری امت گواہ ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں جہاد کے لیے نکلا۔ میرے پاس ایک گھوڑا تھا۔ میں راستے میں جارہا تھا کہ اچانک گھوڑا زمین پر گر گیا۔ اتنے میں ایک خوبصورت آدمی میرے پاس سے گزرا جس سے بہت خوشبو آرہی تھی۔ وہ مجھ سے پوچھنے لگا کہ کیا تم اپنے گھوڑے پر سوار ہونا چاہتے ہو؟

میں نے کہا: جی ہاں۔ چنانچہ اس آدمی نے اپنا ہاتھ گھوڑے کی پیشانی پر رکھا اور اس پر ہاتھ پھیرتے ہوئے آخر تک لے گیا اور ساتھ ساتھ یہ مبارک کلمات پڑھ رہا تھا:

اَقْسَمْتُ عَلَيْكَ اَيَّتُهَا الْعِلَّةُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَبِعَظْمَتِهٖ وَبِجَلَالِ جَلَالِ اللّٰهِ وَبِقُدْرَةِ قُدْرَةِ اللّٰهِ وَبِسُلْطَانِ سُلْطَانِ اللّٰهِ وَبِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَبِمَا جَرٰى بِهِ الْعِلْمُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَبِلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اِلَّا انْصَرَفْتَ

''اے بیماری! میں تجھے اللہ تعالیٰ کی عزت، اللہ تعالیٰ کی عظمت، اللہ تعالیٰ کے جلال، اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اللہ تعالیٰ کی سلطنت لا الٰہ الا اللہ اور اللہ تعالیٰ کے پاس سے جو تقدیر چلتی ہے اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو ضرور واپس لوٹ جا۔

اس آدمی کے یہ دعا پڑھتے ہی گھوڑا کھڑا ہوکر اپنا جسم جھاڑنے لگا۔ اس آدمی نے رکابیں پکڑیں اور مجھے سوار ہونے کو کہا۔ میں گھوڑے پر سوار ہوکر اپنے ساتھیوں تک پہنچ گیا۔ پھر جہاد بھی کیا اللہ نے ہمیں فتح دی۔ پھر دوسری صبح دیکھا کہ وہ آدمی میرے سامنے آکر کھڑا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم وہی ہو نہ جس نے کل میری مدد کی تھی۔ اس نے کہا کہ ہاں۔

میں نے کہا: خدا کے واسطے مجھے بتادے کہ تو کون ہے؟

اس نے کھڑے کھڑے ایک جست لگائی اور میں نے دیکھا کہ اس کے پاؤں تلے کی زمین سرسبز و شاداب ہوگئی۔ پس مجھے معلوم ہوگیا کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ کلمات میں نے جس مریض پر بھی پڑھ کر دم کیے، اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ شفایاب ہوگیا۔

(کتاب المستغیثین باللہ)

موضوع نمبر 5

ہاتھی...... سب سے بڑا جانور

ہاتھی خشکی پر رہنے والا سب سے بڑا ممالیہ (دودھ پلانے والا) جانور ہے۔ اس کا قد چار میٹر تک اونچا اوراس کا وزن سو انسانوں کے برابر ہوسکتا ہے۔ یہ بہت زیادہ طاقتور ہوتا ہے مگر لڑنا جھگڑنا پسند نہیں کرتا۔ ہاتھی ایک عمر رسیدہ ہتھنی کی قیادت میں گلوں کی شکل میں مسلسل چلتے رہتے ہیں۔ یہ تقریباً ہر وقت اِدھر اُدھر پھرتے رہتے ہیں اور اپنی خوراک کے لیے پودے اور پانی تلاش کرتے رہتے ہیں۔

کیا ہاتھی سونڈ سے پانی پیتا ہے؟

ہاتھی میں قابل ذکر عضو اس کی سونڈ ہی ہے۔ یہ لمبا اور لچکدار عضو یقیناً اس کی ناک اور بالائی ہونٹ کی ایک بڑھی ہوئی شکل ہے۔ کسی چیز کو پکڑنے یا اٹھانے کے لیے ہاتھی اس کو بطور ہاتھ اور بازو کے استعمال کرتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر ہاتھی کچھ کھانا چاہے تو وہ پتوں کے بڑے بڑے گٹھے اسی سونڈ سے اٹھائے گا۔ اب وہ اسی سونڈ کی ہی مدد سے اس خوراک کو اپنے منہ تک بھی لے جائے گا۔ باہر سے یہ سونڈ بڑی موٹی اور سخت جلد کی بنی ہوتی ہے مگر اندرونی سطح بالکل کھوکھلی ہوتی ہے۔ یہ چالیس ہزار عضلات کا مجموعہ ہے۔ جب ہاتھی کو پیاس محسوس ہوتی ہے یا ہاتھی پانی پینا چاہے تو پہلے یہ اپنی سونڈ کو پانی سے بھرتا ہے پھر پچکاری کی طرح اپنے منہ میں انڈیلتا ہے۔

ہتھنی دریا میں بچہ جنتی ہے

عبداللطیف بغدادی نے کہا ہے کہ ہتھنی سات سال میں حاملہ ہوتی ہے۔ ہتھنی ولادت کے وقت کسی دریا یا ندی میں چلی جاتی ہے۔ چونکہ یہ بیٹھ کر بچہ جننے پر قادر نہیں ہے اور نہ ہی اس کی ٹانگوں میں جوڑ ہوتے ہیں اس لیے پانی میں کھڑے کھڑے بچہ جنتی ہے اور باہر ہاتھی اس دوران مسلسل پہرہ دیتا رہتا ہے تاکہ کوئی سانپ وغیرہ نہ آجائے۔

کہا جاتا ہے کہ ہاتھی بہت ہی بغض و کینہ رکھنے والا جانور ہے اور کبھی کبھی کینہ کی وجہ سے اونٹ کی مانند اپنے مہاوت کو بھی ہلاک کردیتا ہے۔

(حیات الحیوان)

قرآن مجید میں ہاتھی کا ذکر

قرآن میں ہاتھی کا ذکر دو جگہوں پر آیا ہے۔

1. ...... سورۃ الفیل۔
2. ...... سورۃ القلم۔

سورۃ الفیل میں ہاتھی کا ذکر:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہاتھی کا تذکرہ بیان فرماتے ہوئے ایک سورۃ نازل فرمائی جس کا نام ہی سورۃ فیل ہے۔ یعنی:

الم تر کیف فعل ربک باصحب الفیلO الم یجعل کیدھم فی تضلیلO وارسل علیھم طیرًا ابابیلO ترمیھم بحجارۃ من سجیلO فجعلھم کعصف ماکولO

''اے محبوب!، کیا تم نے دیکھا تمہارے رب نے ہاتھی والوں کا کیا حال کیا؟ ان کا داؤ تباہی میں نہ ڈالا اور ان پر پرندوں کی ٹکڑیاں بھیجیں کہ انہیں کنکر کے پتھروں سے مارتے تو انہیں کرڈالا جیسے کھائی کھیتی کی پتی۔ (سورۃ الفیل)

مذکورہ آیات میں جو واقعہ بیان کیا گیا ہے اس کو اسی مضمون میں ہاتھی والوں کی ہلاکت کے عنوان سے ذکر کیا گیا ہے۔

جب تم اہل مجلس ہاتھی کو دیکھنے چلے گئے

منقول ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک جماعت علم حاصل کرنے کے لیے بیٹھی ہوئی تھی۔ ایک دن حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ مجلس میں درس فرمارہے تھے کہ ایک ہاتھی اہل مجلس کے آگے سے گزرا۔ کسی نے زور سے کہا کہ ہاتھی جارہا ہے۔ چنانچہ یحییٰ بن یحییٰ اندلسی کے سوا تمام لوگ ہاتھی دیکھنے چلے گئے۔ امام مالکؒ نے یحییٰ سے ساتھیوں کے پیچھے نہ جانے کی وجہ پوچھی۔ حالانکہ یہ جانور ان کے علاقے میں ہوتا بھی نہیں ہے۔

یحییٰ بن یحییٰ نے کہا کہ میں اتنے دور سے اپنے گھر والوں اور دوستوں کو چھوڑ کر آپ کی مجلس میں بیٹھنے اور آپ کے علم سے فیض حاصل کرنے آیا ہوں

اور میرے نزدیک علم نبوی اور علم شریعت کا سیکھنا اس جانور کو دیکھنے سے زیادہ اہم ہے۔

امام مالکؒ یحییٰ کا یہ جواب سن کر بہت خوش ہوئے اور یحییٰ کو عاقل اہل اندلس کا لقب دیا۔ (حیات الحیوان:2)

قرآن میں ہاتھی کی سونڈ کا ذکر

قرآن میں ہاتھی کا دوسری جگہ ذکر خرطوم (سونڈ) کے الفاظ میں سورۃ القلم میں بیان کیا گیا ہے۔خرطوم کے لفظی معنی سونڈ کے ہیں جو ہاتھی کی ہوتی ہے۔لفظ خرطوم کو قرآن مجید نے مجازاً ایک کافر کی ناک کے لیے، اس کی تحقیر کے موقع پر استعمال کیا ہے۔یعنی ہم عنقریب اس کے ناکڑے کو داغ لگائیں گے۔

اہل زبان کا بیان ہے کہ یہ توہین و رسوائی کی غرض سے ہے۔ سمّی انفہ خرطوماً استقباحاً لہ (راغب) اردو محاورہ میں ایسے موقع پر بجائے ناک کے ''ناکڑا'' بولتے ہیں۔ (حیوانات قرآنی، صفحہ 79)

ہاتھی والوں کی ہلاکت

1 ...... یمن و حبشہ کا بادشاہ ''ابرہہ'' تھا۔ اس نے شہر ''صنعاء'' میں ایک گرجا گھر بنایا تھا اور اس کی خواہش تھی کہ حج کرنے والے بجائے مکہ مکرمہ کے صنعاء میں آئیں اور اسی گرجا گھر کا طواف کریں اور یہیں حج کا میلہ ہوا کرے۔عرب خصوصاً قریشیوں کو یہ بات بہت شاق گزری۔ چنانچہ قریش کے قبیلہ بنوکنانہ کے ایک شخص نے آپے سے باہر ہوکر صنعاء کا سفر کیا اور ابرہہ کے گرجا گھر میں داخل ہوکر پیشاب و پاخانہ کردیا اور اس کے درودیوار کو نجاست سے آلودہ کرڈالا۔

اس حرکت پر ابرہہ بادشاہ کو بہت طیش آیا اور اس نے کعبہ معظمہ کو ڈھادینے کی قسم کھائی اور اس ارادہ سے اپنا لشکر لے کر روانہ ہوگیا۔ اس لشکر میں بہت سے ہاتھی تھے اور اس کا پیش رو ایک بہت بڑا کوہ پیکر ہاتھی تھا۔جس کا نام محمود تھا۔ ابرہہ نے اپنی فوج لے کر مکہ مکرمہ پر چڑھائی کردی اور اہل مکہ کے سب جانوروں کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ جس میں عبدالمطلب کے اونٹ بھی تھے۔

یہ عبدالمطلب جو ہمارے نبی حضور ﷺ کے دادا ہیں خانہ کعبہ کے متولی اور اہل مکہ کے سردار تھے۔ یہ بہت ہی رعب دار اور نہایت ہی جسیم و باشکوہ آدمی تھے۔ یہ ابرہہ کے پاس آئے۔ ابرہہ کے ہاتھیوں میں ایک سفید ہاتھی تھا جو دستہ کا سالار تھا۔حضرت عبدالمطلب جب ہاتھیوں کے قریب سے گزرے تو تمام ہاتھیوں نے آپ کو سجدہ کیا۔ ہاتھی کہنے لگے: نور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ پر سلام ہو۔ بشارت ہو اسے جو آپ پر ایمان لائے۔آپ رحمۃ اللعالمین اور سید المرسلین ہیں۔

ابرہہ نے جب ہاتھیوں کو سجدہ کرتے دیکھا تو ابرہہ کو عبدالمطلب پر بہت غصہ آیا۔حمیری نے کہا کہ بادشاہ سلامت! ان پر ناراض کیوں ہورہے ہیں، جب وہ آپ کے سامنے آئیں گے تو آپ بھی تعظیم کیے بغیر نہ رہ سکیں گے۔ چنانچہ حضرت عبدالمطلب جب ابرہہ کے سامنے آئے تو وہ مسند سے نیچے اتر آیا اور آپ کے ساتھ بیٹھ گیا۔

ابرہہ بولا: آپ کی حاجت کیا ہے؟

عبدالمطلب نے کہا: میرے اونٹ واپس کردو۔

ابرہہ نے کہا: آپ نے مجھ سے اونٹوں کا سوال تو کیا لیکن کعبہ کے بارے میں کوئی بات نہیں کی۔

عبدالمطلب نے کہا: کعبہ والا اپنے گھر کی حفاظت خود کرے گا۔

یہ سن کر ابرہہ نے حکم دیا کہ عبدالمطلب کے تمام مویشی واپس کردیے جائیں۔

واپسی میں عبدالمطلب نے قریش سے کہا کہ تم لوگ پہاڑوں کی گھاٹیوں اور چوٹیوں پر پناہ گزیں ہوجاؤ۔ چنانچہ قریش نے آپ کے مشورہ پر عمل کیا۔ اس کے بعد حضرت عبدالمطلب نے کعبہ کا دروازہ پکڑ کر بارگاہ الٰہی میں کعبہ کی حفاظت کے لیے خوب رو رو کر دعا مانگی اور دعا سے فارغ ہوکر آپ بھی اپنی قوم کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے۔

ابرہہ نے صبح تڑکے اپنے لشکروں کو لے کر کعبہ مقدسہ پر دھاوا بول دینے کا حکم دے دیا اور ہاتھیوں کو چلنے کے لیے اٹھایا۔ لیکن ہاتھیوں کا پیش رو محمود جو سب سے بڑا تھا وہ کعبہ کی طرف نہ چلا۔ جس طرف اس کو چلاتے تھے چلتا تھا مگر کعبہ مکرمہ کی طرف جب اس کو چلاتے تھے تو وہ بیٹھ جاتا تھا۔ اتنے میں اللہ تعالیٰ نے سمندر کی جانب سے پرندوں کا لشکر بھیج دیا اور ہر پرندے کے پاس تین کنکریاں تھیں۔ دو پنجوں میں اور ایک چونچ میں۔ ابابیلوں کے اس لشکر نے ابرہہ کی فوجوں پر اس زور کی سنگباری کی کہ ابرہہ کی ہتھنی بدحواس ہوکر بھاگنے لگی۔ مگر کنکریاں گو چھوٹی چھوٹی تھیں لیکن وہ قہر الٰہی کے پتھر تھے کہ پرندے جب ان کنکریوں کو گراتے تو وہ سنگریزے فیل سواروں کے خود کو توڑ کر سر سے نکل کر جسم کو چیر کر ہاتھی کے بدن کو چھیدتے ہوئے زمین پر گرتے تھے۔ ہر کنکری پر اس شخص کا نام لکھا تھا جو اس کنکری سے ہلاک کیا گیا۔ اس طرح ابرہہ کا پورا لشکر ہلاک و برباد ہوگیا اور کعبہ معظمہ محفوظ رہ گیا۔

یہ واقعہ جس سال وقوع پذیر ہوا اس سال کو اہل عرب ''عام الفیل'' (ہاتھی والا سال) کہنے لگے اور اس واقعہ سے پچاس روز کے بعد حضور ﷺ کی ولادت ہوئی۔ (عجائب القرآن، صفحہ 187)

ایک صحابی کا ہاتھی کی چاروں ٹانگیں کاٹنا

2 ...... جنگ قادسیہ میں رستم ہاتھی پر سوار ہوکر حضرت عمرو بن معدی کرب کے مقابلہ میں آیا تو حضرت عمرو نے اپنی تلوار کے ایک ہی وار سے رستم کے ہاتھی کی چاروں ٹانگیں کاٹ ڈالیں (اللہ اکبر) ہاتھی گر گیا۔ رستم قتل ہوا اور فوج بھاگ گئی۔

(حیات الحیوان جلد 2 صفحہ 182 عجائب المخلوقات، صفحہ 223 جلد 2)

ہاتھی بھاگ کھڑے ہوئے

3 ...... کسی بادشاہ نے شہر کرخ پر اسّی ہزار ہاتھیوں کے ساتھ چڑھائی کی۔ شہر والے ان سے لڑنے کے لیے نکلے۔ ہاتھیوں کی وجہ سے نہ لڑ سکے۔ ان میں سے کسی شخص نے پڑھا:

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم

اس کا پڑھنا تھا کہ ہاتھی بھاگ کھڑے ہوئے اور زنجیریں کٹ گئیں اور وہ اپنے دشمنوں پر بحکم خداوندی فتحیاب ہوئے۔

ہاتھی کی کٹی ٹانگیں

4 ... روایت ہے کہ رومی مذکورہ بالا ہاتھی کی کٹی ٹانگیں اپنے ساتھ لے گئے اور جا کر اپنے ایک کنیسہ میں لٹکادی۔ چنانچہ جب انہیں عربوں سے شکست کھانے پر عار (ندامت وشرمندگی) دلائی جاتی تو وہ ان ٹانگوں کی طرف اشارہ کرکے جواب دیتے کہ ہمارا واسطہ ایک ایسی قوم سے پڑا ہے جن کی تلواروں کا یہ ایک جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

چنانچہ روم کے بڑے بڑے پہلوان وشہسوار پیدل چل کر ہاتھی کی ان کٹی ہوئی ٹانگوں کو دیکھنے آتے اور اس سے بہت تعجب کرتے۔

(حوالہ حیات الحیوان:2)

تاریخی واقعات میں ہاتھی کا ذکر

ہاتھی کی خصوصیت

ہاتھی عجیب جانور ہے۔ جس کے کان منہ سے مکھیاں ہنکانے کے لیے ہر دم ہلا کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کا منہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے اور وہ چار برس تک زندہ رہتا ہے اور مادہ کے حمل کی مدت دو سال ہے اور بعد وضع حمل تین سال تک نر اس کے پاس نہیں جاتا۔ (نزہۃ المجالس، جلد 2)

1 ..... ابوعبداللہ قلاشی اپنے احوال کے بارے میں کہتے ہیں کہ میں بحری سفر کر رہا تھا اور کشتی میں سوار تھا۔ اچانک بہت زور کی ہوا چلی اور کشتی ہلنے لگی اور ہمیں اس کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہوگیا۔ کشتی کے تمام لوگ خوفزدہ تھے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنے لگے کہ کسی طرح یہ مصیبت ٹل جائے اور اس لیے بہت سے کاموں کی بہت سے لوگوں نے نذر بھی مانی۔

ابوعبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے بھی لوگوں نے نہایت اصرار کرکے نذر منوائی اور میں نے ہاتھی کا گوشت نہ کھانے کی نذر مانی کہ اگر یہ مصیبت ٹل جائے گی تو میں کبھی ہاتھی کا گوشت نہ کھاؤں گا۔

ابھی کچھ دیر ہوئی تھی کہ کشتی ڈوبنے لگی اور تمام افراد پانی کے ساتھ بہنے لگے۔ لیکن اللہ کے فضل و کرم سے میں اور میرے کچھ ساتھی بچ گئے۔ کیونکہ ہمیں لہروں نے اللہ کے حکم سے کسی ساحل پر پھینک دیا۔

ہم لوگ بھوکے پیاسے کئی دن اس ساحل پر رہے۔ کیونکہ ہمارے پاس کھانے پینے کے لیے کوئی چیز نہ تھی۔ اچانک ایک دن ایک ہاتھی کا بچہ بھاگتا ہوا اس ساحل پر آ پہنچا۔ لوگوں نے اس کو پکڑ کر ذبح کیا اور سب نے مل کر اس کو کھایا۔ لیکن میں نے نذر کی وجہ سے کافی بھوکا ہونے کے باوجود اس سے ذرا بھی گوشت نہ کھایا۔ میرے ساتھی چونکہ کئی دن سے بھوکے تھے لہٰذا انہوں نے پیٹ بھر کر کھایا۔ جس کی وجہ سے ان کو نیند آنے لگی اور وہ سب کے سب سو گئے۔ میں چونکہ بھوکا تھا لہٰذا بھوک کی وجہ سے مجھے نیند نہ آئی اور میں شدید کمزوری کی وجہ سے ایسے ہی لیٹا رہا۔

کچھ دیر بعد مجھے ایک ہتھنی نظر آئی جو اپنے بچے کو ڈھونڈتے ہوئے اس کے قدموں کے نشان کے پیچھے پیچھے یہاں آ پہنچی تھی۔ چنانچہ اس نے ان سب سوئے ہوئے لوگوں کا منہ سونگھا اور سونگھتے ہی سب کو کچل کر مار ڈالا۔ اس کے بعد میری طرف آئی اور میرا بھی منہ سونگھا۔ جب اس کو میرے منہ سے اپنے بچے کے گوشت کی بو نہ آئی تو اس نے مجھے اپنی پیٹھ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ چنانچہ میں اس کی پیٹھ پر سوار ہوگیا۔

ہتھنی مجھے لے کر بہت تیز دوڑنے لگی۔ میں نے آج تک ہتھنی کو اتنا تیز بھاگتے ہوئے نہ دیکھا تھا اور وہ مستقل مجھے لیے ہوئے دوڑتی رہی۔ پھر صبح کو وہ ایک ایسی جگہ جا کر رک گئی جہاں کچھ لوگ کھیت میں کام کر رہے تھے اور اس نے مجھے اترنے کا اشارہ کیا۔ میں اتر گیا تو لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا ہوا؟

میں نے ان کو سارا قصہ سنایا تو انہوں نے بتایا کہ وہ ساحل تو یہاں سے آٹھ دن کی مسافت کے بعد آتا ہے۔ اس ہتھنی نے یہ مسافت آدھے دن اور ایک رات میں مکمل کی تھی۔ ابوعبداللہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں ان لوگوں کے پاس کافی عرصہ تک رہا۔ پھر وہ ہتھنی دوبارہ حاملہ ہوگئی اور میں واپس اپنے وطن لوٹ آیا۔ (حلیۃ الاولیاء ابونعیم)

ہاتھی کو مارنے والا خارجی

2 ...ایک خارجی شخص ہندوستان کے کسی علاقے میں گیا جہاں ایک بادشاہ کی حکومت تھی۔ بادشاہ کو جب اس کا معلوم ہوا تو اس نے فوراً اپنا ایک لشکر اس شخص کی طرف روانہ کیا۔

بادشاہ کا لشکر دیکھ کر وہ ڈر گیا اور فوراً امن مانگنے لگا۔ چنانچہ اس کو امان دی گئی۔ اس کے بعد وہ شخص بادشاہ سے ملاقات کے لیے نکلا۔ جب وہ بادشاہ کے شہر کے قریب پہنچا تو بادشاہ نے ایک لشکر ہر قسم کے جنگی آلات سے لیس کر کے اس کے استقبال کو بھیجا۔ یہ لشکر اس کے استقبال کے لیے شہر کی آخری حد پر آ کر اس کے استقبال کے لیے رکا اور آس پاس کے بہت سے لوگ اس لشکر کو اور اس استقبال کو دیکھنے کی خاطر جمع ہوگئے۔ جب وہ شخص شہر کے قریب آ گیا تو لوگوں نے دیکھا کہ وہ ایک ریشمی کرتے میں ملبوس تھا اور دیکھنے میں نہایت دلیر اور بہادر لگتا تھا۔

لشکر کے قریب پہنچنے پر اہل لشکر نے اس سے ملاقات کی اور اسے لیے ہوئے محل کی طرف چل پڑے۔

اس لشکر میں کچھ ہاتھی بھی موجود تھے۔ ان ہاتھیوں میں بادشاہ کا ایک خاص ہاتھی بھی تھا جو صرف بادشاہ کے لیے مختص تھا۔ اس پر صرف بادشاہ ہی سوار ہوتا تھا۔ راستے میں وہ خارجی اتفاقاً اس ہاتھی کے قریب چلنے لگا۔

ہاتھی پر سوار مہاوت نے خارجی کو تنبیہ کی کہ اپنی جان کی حفاظت چاہتے ہو تو اس ہاتھی سے دور رہو۔

لیکن خارجی نے مہاوت کی بات سنی ان سنی کر دی اور ٹس سے مس نہ ہوا۔ مہاوت کی بار بار تنبیہ کے باوجود بھی خارجی پر کچھ اثر نہ ہوا بلکہ اس نے مہاوت سے کہا کہ اپنے ہاتھی سے کہو کہ ہمارے راستے سے ہٹ جائے۔

ہاتھی خارجی کا یہ جواب سن کر اس کے پیچھے دوڑا۔ ہاتھی کے مہاوت نے ہاتھی کو روکنے کی بہت کوشش کی مگر ہاتھی خارجی کے پیچھے بھاگتا رہا اور آخرکار اس کو اپنی سونڈ سے پکڑ لیا اور اس کو زمین سے اوپر اٹھا کر زور سے نیچے کو پٹخا۔ لیکن خارجی بھی بڑا عقلمند اور ہوشیار تھا۔ جب ہاتھی نے اس کو زمین پر پٹخا تو وہ سونڈ کو دبوچے اس سے لپٹا رہا۔

ہاتھی نے خارجی کی چالاکی محسوس کر لی اور اس کا غصہ بڑھ گیا۔ اس نے خارجی کو اپنی سونڈ سے اوپر اٹھایا۔ ہاتھی کی کوشش یہ تھی کہ کسی طرح اس خارجی کی سونڈ پر گرفت کم ہو اور وہ اس کو دور اچھال کر زمین پر پٹخے یا اپنے پیروں سے اس کو کچل دے۔

مگر خارجی بھی نہایت دلیر، بہادر اور دانا تھا۔ خارجی نے اس کی سونڈ کو مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی سونڈ کو دباتا بھی جا رہا تھا۔ پھر دوسری مرتبہ ہاتھی نے اسے اوپر اٹھایا اور کئی جھٹکے زور زور سے دیے تا کہ اس کی گرفت کمزور ہو اور وہ گر جائے۔ لیکن خارجی نے ہاتھی کا ارادہ ناکام کر دیا بلکہ وہ اپنی پرزور طاقت سے ہاتھی کی سونڈ کو برابر دباتا جا رہا تھا جس سے ہاتھی کو سانس لینے میں مشکل ہونے لگی۔ ہاتھی نے کئی مرتبہ اسے اوپر اٹھا کر جھٹکے دیے۔ لیکن ناکام رہا اور آخر میں اپنی سونڈ کو نیچے کرنے لگا تا کہ اسے اپنے پاؤں سے کچل ڈالے۔ مگر خارجی نے اس کی سونڈ نہ چھوڑی۔ بلکہ اس مرتبہ اس نے اپنی پوری قوت سے ہاتھی کی سونڈ کو دبایا جس سے ہاتھی کی سانس بند ہوگئی اور اس کا دم گھٹنے لگا اور فوراً ہی ہاتھی دھڑام سے نیچے گر کر مر گیا۔

ہاتھی کے مرنے کے بعد خارجی اس کی سونڈ چھوڑ کر اس سے دور ہو گیا۔ لوگ بڑی حیرانی سے یہ ماجرا دیکھ رہے تھے۔ جب خارجی واپس آیا تو لوگوں نے اسے بڑی داد دی۔ مگر بادشاہ یہ خبر سن کر کہ خارجی نے اس کے ہاتھی کو مار ڈالا ہے بڑا غصہ ہوا اور اسے قتل کرنے کا حکم دیا۔

بادشاہ کے ایک وزیر نے بادشاہ کو مشورہ دیا کہ آپ اس کو قتل نہ کرائیں بلکہ اس کو معاف کر دیں کیونکہ وہ آپ کے لیے زیادہ فائدہ مند ثابت ہوگا۔ کیونکہ اس کے زندہ رہنے کی صورت میں جب بھی اس کا ذکر کہیں ہوگا تو یہی کہا جائے گا کہ یہ بادشاہ کا وہ خادم ہے جس نے اپنی عقلمندی اور ہوشیاری سے ایک ہاتھی کو ہلاک کر دیا تھا۔

چنانچہ بادشاہ کو وزیر کا یہ مشورہ بہت پسند آیا اور اس نے خارجی کو معاف کر دیا۔ (حوالہ حیات الحیوان)

صحابہ کے واقعات میں ہاتھی کا ذکر

1 ....حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں پہلی مرتبہ دمشق میں ہاتھی آیا۔ اہل شام اپنی رہائش سے ہاتھی کو دیکھنے کی غرض سے نکل آئے۔ کیونکہ انہوں نے اسے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنے گھر کی چھت پر ہاتھی کو دیکھنے چڑھے۔ اتفاقاً ان کی نظر محل کے ایک حجرہ میں پڑی۔ وہاں ایک غیر آدمی ان کی باندی کے پاس بیٹھا تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً چھت سے نیچے اترے اور کمرہ میں دستک دے کر کھلوایا۔

چنانچہ طوعاً و کرہاً دروازہ کھولا گیا۔ اس کے سوا چارہ کیا ہوسکتا تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر داخل ہوئے اور سامنے وہی شخص سر جھکا کر کھڑا تھا۔ خوف کے مارے بری طرح کانپ رہا تھا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدھے اس کے پاس گئے اور اس سے اس بابت پوچھا کہ اس نے ایسا کیوں کیا؟ کیوں ان کے محل میں گھس کر اس طرح کی حرکت کی۔ وہ آدمی بولا: اے امیر المومنین! آپ کی بردباری کی وجہ سے میں نے ایسا قدم اٹھایا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: مجھے بتاؤ اگر میں تمہیں معاف کردوں تو کیا تم اس بات کو سب کو بتاؤگے یا اپنے دل میں ہی رکھوگے۔

اس آدمی نے کہا کہ میں کسی سے ذکر نہ کروں گا۔

چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے معاف کردیا اور لونڈی بھی اسے ہبہ کردی اور لونڈی کے حجرے کی تمام چیزیں بھی اسے دیں۔ جس میں سے کچھ اشیاء تو بہت ہی قیمتی و نادر تھیں۔

طرطوشی کہتے ہیں کہ کیسے عظیم و دانا اور وسیع حلم کے مالک تھے یہ حضرات۔ اور انہوں نے کیسی خوب پردہ پوشی فرمائی۔ (حوالہ حیات الحیوان)

باب نمبر 6

شیر: قرآن کی روشنی میں

شیر ایک بہادر شکاری

عربی زبان میں شیر کو اسد کہتے ہیں۔ شیر کے عربی میں **500** نام ہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ اپنے چچا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کو اسد اللہ یعنی شیر خدا کے نام سے پکارتے تھے۔

ڈاکٹر عبدالرؤف صاحب لکھتے ہیں:

شیر کا ذکر ہر جگہ اس کے وقار، وجاہت، ہیبت اور شجاعت کے حوالے سے ہی ہے۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خداداد حوصلہ اور جرأت کی وجہ سے ان کا ایک مشہور خطاب ''شیر خدا'' بھی تھا۔ ٹیپو سلطان کا یہ مقولہ دنیا بھر میں مشہور ہے کہ ''شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے۔''

ہندوستان کے ایک مشہور مسلمان حکمران شیر شاہ سوری اور ایک نامور شاعر مرزا اسد اللہ خاں غالب کے ناموں میں لفظ شیر نمایاں ہے۔ ایک افریقی ملک کا نام ہی ''ببر شیروں کی پہاڑی'' (سیئر الیون) ہے۔

شیر، ایشیائی ممالک اور خاص طور پر بھارت میں پایا جاتا ہے۔ یہ گوشت خور جانور بہت طاقتور ہوتا ہے۔ یہ اپنی حدود میں اکیلا شکار کرنا پسند کرتا ہے۔ اپنے جسم کی دھاریوں کی وجہ سے یہ آسانی سے چھپ سکتا اور بے خبری میں شکار پر حملہ کرسکتا ہے۔ اس کی بینائی بہت تیز ہوتی ہے۔

ببر شیر کا رنگ دھوپ میں خشک کی ہوئی گھاس کی مانند ہوتا ہے اور چراگاہوں میں یہ رنگ اسے بہت فائدہ پہنچاتا ہے۔ کیونکہ اکثر جانور اسے دیکھ نہیں سکتے اور بے خبری میں اس کا نوالہ بن جاتے ہیں۔

ببر شیر کے جبڑے بہت مضبوط ہوتے ہیں۔ منہ کھولنے پر ان کی چوڑائی گیارہ انچ تک پہنچ جاتی ہے اور وہ ایک ہی کاٹ میں درمیانی جسامت کے بارہ سنگے یا زیبرے کو مار ڈالتا ہے۔

اس کے چار بڑے دانتوں میں دو اوپر کے دانت دو سے اڑھائی انچ لمبے ہوتے ہیں۔ درانتی کی شکل کے چنگل پنجوں سے پوری طرح باہر نکلیں تو ان کی لمبائی تین انچ تک پہنچ جاتی ہے۔ ببر شیر ایک وقت میں **30** فٹ تک لمبی چھلانگ لگا سکتا ہے۔ چھ فٹ اونچی رکاوٹ کود کر پار کرسکتا ہے اور **50** میل فی گھنٹہ کی رفتار سے بھی زیادہ تیز دوڑ سکتا ہے۔

قرآن میں شیر کا ذکر

شیر کا تذکرہ قرآن مجید کی سورۃ المدثر رکوع **2** میں ایک مرتبہ قسورہ کے عنوان سے آیا ہے۔ اس عنوان کی وجہ مولانا عبدالماجد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ لکھی ہے کہ کافر قرآن سے وحشت کھا کر بھاگتے تھے۔

قرآن ان کی مثال بیان کرتا ہے کہ جیسے وہ بدکے ہوئے گدھے ہیں جو شیر سے (بدک کر) بھاگے ہیں۔ تشبیہ نے مشرکین عرب کی حماقت اور وحشت زدگی کی پوری تصویر کھینچ دی ہے۔

شیر کا ذکر احادیث میں

1 ......حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام روئے زمین پر اس حال میں اتریں گے کہ ان کے سر مبارک سے پانی ٹپک رہا ہوگا۔ لیکن حقیقت میں ان کے سر میں ذرہ برابر بھی تری نہ ہوگی۔ پھر وہ صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کی برکت سے مال بڑھ جائے گا اور زمین میں عدل و انصاف پھیل جائے گا۔ حتیٰ کہ شیر اونٹ کے ساتھ، چیتا گائے کے ساتھ پانی پیئے گا۔ بکری اور بھیڑیا ایک ساتھ پانی پینے میں کوئی خوف محسوس نہیں کریں گے۔ یہاں تک کہ لوگ بچوں کو سانپوں کے ساتھ کھیلتا ہوا دیکھیں گے۔ جانور ایک دوسرے کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔

ان حالات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام **40** سال گزاریں گے۔ پھر آپ دنیا سے رحلت فرماجائیں گے۔ اس وقت کے مسلمان نماز جنازہ پڑھ کر آپ کو دفن کردیں گے۔ (حوالہ حیات الحیوان، جلد **1**)

بعض دوسری احادیث کے مطابق آپ **45** سال تک زندہ رہیں گے۔ (حوالہ صحیح مسلم)

اس کے بعد آپ علیہ السلام کو حضور ﷺ کے برابر میں دفن کردیا جائے گا۔

مجذوم سے بھاگو

2 ......حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

فر من المجذوم فرارک من الاسد

تم مجذوم سے اس طرح بھاگو جیسے تم شیر سے بھاگتے ہو۔ (البخاری)

شیر کی خوراک بننے والی عورت

3 ...ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت سے کہا کہ تجھے شیر کھائے۔ تو اس عورت کو واقعی شیر نے کھالیا۔

شیر دھاڑتے ہوئے کیا کہتا ہے؟

ایک دفعہ آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے عرض کیا: کیا تم جانتے ہو کہ شیر دھاڑتے وقت کیا کہتا ہے؟

4 ...صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ بہتر جانتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیر دھاڑتے وقت کہتا ہے:

اللھم لاتسلطنی علٰی احد من اھل المعروف

اے اللہ مجھے کسی نیکوکار پر مسلط نہ فرما۔ (حوالہ طبرانی)

شیر کا عتبہ کو موت کے گھاٹ اتارنا

5 ......عتبہ ابولہب کا بیٹا اور آپ ﷺ کا داماد بھی تھا۔ لیکن وہ آپ ﷺ سے بے انتہا بغض رکھنے لگا تھا۔ یہ نفرت آپ ﷺ سے اس وجہ سے تھی کہ آپ ﷺ لوگوں کو بت پرستی سے روک کر ایک اللہ کی طرف بلاتے تھے۔ اسی نفرت کے نتیجہ میں عتبہ آپ ﷺ کے خلاف لوگوں کو اکساتا تھا اور آپ ﷺ کے بارے میں بے انتہا گستاخیاں کرتا تھا۔

جب آپ ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا تو عتبہ آپ ﷺ کا دشمن بن گیا۔ حتیٰ کہ اس نے آپ ﷺ کی بیٹی کو طلاق دے دی۔

جب آپ ﷺ کو اس کی گستاخی کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے اس کو بددعا دی: **اللهم سلط عليه كلبًا من كلابك**

اے اللہ اپنے کتوں میں سے ایک کتا عتبہ پر مسلط فرما دیجئے۔ (الحاکم)

حضور ﷺ کی یہ بددعا اس طرح پوری ہوئی کہ ایک مرتبہ ابولہب اور اس کا بیٹا سفر شام کے لیے جا رہے تھے۔ راستے میں ایک راہب کی عبادت گاہ میں ٹھہر گئے تو راہب نے ان سے کہا کہ آپ لوگ اس عبادت خانے میں نہ ٹھہریں کیونکہ یہاں درندے بہت ہیں۔

یہ سن کر ابولہب نے کہا کہ میرے بیٹے کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بددعا دی ہے لہٰذا آپ لوگ میرے بیٹے کو عبادت خانے میں بستر لگانے دیں اور ہم اس کے اردگرد سو جائیں گے۔ چنانچہ لوگوں نے سامان کو بیچ میں جمع کیا اور اس کے اوپر عتبہ کو سلا دیا اور اس سامان کے اطراف میں دیگر احباب سو گئے۔ رات کو ایک شیر آیا۔ اس نے سب کے منہ سونگھنا شروع کر دیے۔ حتیٰ کہ وہ شیر سامان تک پہنچا اور ایک ہی وار میں عتبہ ملعون کا سر تن سے جدا کر دیا۔ (دلائل النبوۃ ابونعیم)

بعض مؤرخین نے اس واقعہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب عتبہ نے شیر کو دیکھا تو وہ کہنے لگا کہ شیر نے مجھے ہلاک کر دیا۔ اسی وقت شیر نے اس کو نوچ کر ٹکڑے کر دیے۔ اسود بن ہبار کہتے ہیں کہ پھر ہم نے شیر کو بہت تلاش کیا لیکن وہ نہ ملا۔

(سیرت حلبیہ 404/2، تفسیر روح البیان 211/9، 534/10، مدارج النبوۃ 429/1)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام جابیہ میں فروکش ہوئے تو ایک شخص ان کے پاس آیا۔ اس کا نام روح بن حبیب تھا جو بنی تغلب سے تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک پنجرہ تھا جس میں شیر بند تھا۔ اس نے اس پنجرے کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شیر کے دانت اور ناخن کے بارے میں پوچھا کہ تو نے توڑ دیے ہیں؟

اس نے نفی میں جواب دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے الحمدللہ کہا اور فرمایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جب کسی جانور کی تسبیح میں کمی آ جاتی ہے تو وہ شکار ہو جاتا ہے۔ (اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسورہ (شیر) کو مخاطب کر کے اللہ کی عبادت میں مشغول رہنے کو کہا۔ اس کے بعد روح بن حبیب نے اس کو رہا کر دیا۔ (حیات الحیوان: 8/2)

انبیاء کے واقعات میں شیر کا ذکر

حضرت دانیال ؑ کی انگوٹھی

1 ......مورخین کے مطابق حضرت دانیال علیہ السلام کی قبر مبارک نہر سویز میں ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ علیہ السلام کی قبر مبارک ڈھونڈی۔ آپ کے جسم اطہر کو نکالا، پھر دوبارہ کفن دے کر نماز جنازہ پڑھ کر نہر سویز میں ہی دفن کر دیا۔

ابن ابی دنیا نے حسن سند سے بیان کیا ہے کہ اس بستی کے واقفان حال نے لکھا ہے کہ دانیال علیہ السلام نے اپنی انگوٹھی کے نگینہ میں اپنی تصویر بنا رکھی تھی اور چاٹنے والے شیر اور شیرنی کا انداز محبت بھی اس میں نقش کر لیا تھا کہ بچپن میں اللہ تعالیٰ نے جو انعام کیا تھا اسے بھول نہ جاؤں۔

(البدایۃ والنہایۃ 41/2-42 بحوالہ ابن ابی الدنیا وقال ابن کثیر اسنادہ حسن)

ایک روایت میں ہے (کہ یہ بڑی عمر کا واقعہ ہے) موسیٰ علیہ السلام سے طویل مدت بعد بنی اسرائیل کے ایک نبی تھے، جن کا نام دانیال تھا۔ ان کی قوم نے ان کی تکذیب کی۔ بادشاہ نے ان کو گرفتار کر لیا اور ایک کنوئیں میں بھوکے شیر کے سامنے ان کو پھینک دیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر ان کے حسن توکل کی آزمائش کر لی اور پرکھ لیا کہ یہ میرے پاس جو ہے اسی پر صبر وقناعت کیے ہوئے ہیں تو شیروں کا منہ موڑ دیا اور دانیال ان کی کمر پر سوار ہو گئے۔ وہ

شیر تابع ہوگئے۔ ذرہ برابر ضرر نہیں پہنچایا۔

اللہ تعالیٰ نے ارمیاء نبی کو شام سے بھیجا تا کہ دانیال علیہ السلام کو اس مصیبت سے رہائی دلائیں اور جو انہیں ہلاک کرنا چاہتا ہے یہ اسے تباہ کردیں۔

سیدنا عبداللہ بن ابی ہذیل کہتے ہیں کہ بخت نصر نے دو بھوکے شیر رکھے، پھر انہیں ایک کنوئیں میں ڈالا اور پھر دانیال کو لاکر انہیں ان کے پاس پھینک دیا۔ اللہ کی قدرت کہ وہ دونوں شیر ذرہ برابر ہیجان میں نہیں آئے، حالانکہ بھوکا ہونے کی وجہ سے انہیں غیظ وغضب کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کی بوٹی بوٹی نوچ لینی چاہئے تھی۔ مگر جتنی دیر اللہ تعالیٰ کی مرضی تھی دانیال علیہ السلام وہاں ٹھہرے، پھر انسانوں کی طرح انہیں کھانے پینے کی خواہش ہوئی تو اللہ نے ارمیا نبی کو وحی کی۔ حالانکہ وہ وہاں سے بہت دور شام کے علاقہ میں تھے کہ دانیال کے لیے کھانا پینا تیار کرو۔

ارمیاء نے عرض کیا: میرے پروردگار! میں شام کی سرزمین مقدس میں ہوں۔ دانیال سرزمین بابل میں ہیں جو کہ عراق میں ہے،وہاں رسائی کیسے ہو؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہمارے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے جو کچھ کہا ہے اسے تیار کریں،سواری کا بندوبست ہم خود کریں گے جو تجھے اور تیار کھانے کو اٹھالے جائے گی۔

تو اللہ تعالیٰ نے ان کی سواری کا انتظام کردیا۔ اب وہ کنوئیں کے کنارے جہاں اللہ کے نبی قید تھے، پہنچتے ہیں۔ کنارے پر کھڑے ہوجاتے ہیں اور پکارتے ہیں اور مندرجہ ذیل مکالمہ ہوتا ہے:

دانیال: کون ہو؟

ارمیاء: ارمیاء نبی ہوں۔

دانیال: کس لیے تشریف لائے؟

ارمیاء: مجھے رب کائنات نے آپ کے لیے بھیجا ہے۔

دانیال: کیا رب ذوالجلال نے میرا ذکر کیا ہے؟

ارمیاء: ہاں۔

(یہ سن کر) دانیال اس طرح اللہ تعالیٰ کی تعریفات سے نغمہ بلند کرنے لگے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَایَنْسٰی مَنْ ذِکْرِہٖ

''تمام تعریفات اللہ کریم کے لیے جو اسے نہیں بھولتا جو اس کو یاد کرتا ہے۔''

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَایُخِیْبُ مَنْ رَجَاہُ

''تمام تعریفات اس اللہ کریم کے لیے کہ جو اس کے ساتھ امیدیں وابستہ کرتا ہے وہ اسے نامراد نہیں کرتا۔''

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ مَنْ وَثَقَ بِہٖ لَمْ یَکِلْہُ اِلٰی غَیْرِہٖ

''تمام تعریفات اس اللہ کریم کے لیے کہ جو اس پر اعتماد کرتا ہے تو وہ اس کے اعتماد کو ٹھیس پہنچاتے ہوئے غیر کی جانب نہیں سونپتا۔''

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یَجْزِیْ بِالْاِحْسَانِ اِحْسَانًا وَبِالسَّیِّئَاتِ غُفْرَانًا

''تمام تعریفیں اس اللہ کریم کے لیے جو احسان کا بدلہ احسان سے دیتا ہے اور برائی کے عوض مغفرت کا عطیہ دیتا ہے۔''

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یُجْزِیْ بِالصَّبْرِ نِجَاۃً

''تمام تعریفات اس اللہ کریم کے لیے جو صبر کے عوض نجات دیتا ہے۔''

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یَکْشِفُ ضَرَّنَا بَعْدَ کَرْبِنَا

''تمام تعریفات اس اللہ کریم کے لیے جو ہماری پریشانی کے بعد ہماری تکلیف دور کرتا ہے۔''

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھُوَ ثِقَتُنَا حِیْنَ تَسُوْءُ ظُنُوْنُنَا بِاَعْمَالِنَا

''تمام تعریفات اس اللہ کریم کے لیے جو ہمارا اس وقت سہارا ہے کہ جب ہمارے بداعمال کے ساتھ ہماری بدگمانیاں بڑھ جاتی ہیں۔''

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھُوَ رَجَاءُنَا حِیْنَ تَنْقَطِعُ الْحِلِیْلُ مِنَّا

''اور تمام تعریفات اس اللہ کے لیے جو ہماری آرزوؤں کا مرکز ہے۔ اس وقت کہ جب ہماری حیلہ سازیوں کے تمام اسباب ختم ہوجاتے ہیں۔''

(البدایہ والنہایہ 140/1 بحوالہ گناہ چھوڑنے کے انعامات 41تا43)

اللہ نے شیر پر بخار مسلط فرمادیا

2 ......حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام جب کشتی نوح میں سوار ہوئے تو آپ علیہ السلام نے حکم الٰہی کے مطابق جانوروں کے ایک ایک جوڑے کو کشتی میں سوار کرلیا تو آپ کے امتیوں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی! ہمارے ساتھ شیر بھی سوار ہے تو پھر سکون سے کیسے رہ سکتے ہیں؟

تو اللہ تعالیٰ نے شیر پر بخار مسلط فرمایا۔ اس وقت ہی سے شیر بخار کی حالت میں یعنی گرم رہتا ہے۔

پھر لوگوں نے شکایت کی کہ چوہوں نے ہمارے کھانے وغیرہ اور دیگر سامان خراب کردیا ہے؟

پھر حکم الٰہی سے شیر کو چھینک آئی اور اس سے بلی نکل پڑی اور سارے چوہے چھپ گئے۔ (تفسیر درمنثور)

ایک دوسری روایت میں مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ جب نوح علیہ السلام سے لوگوں نے کہا کہ شیر اور بکری ایک ہی کشتی میں سوار ہیں، یہ ایک ساتھ اتنا لمبا سفر کیسے کریں گے؟

تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے نوح! ان جانوروں میں دشمنی کس نے پیدا کی؟ نوح علیہ السلام نے عرض کیا: آپ نے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میں ان کے درمیان ایسی محبت پیدا کردوں گا کہ یہ ایک دوسرے کے لیے نقصان دہ نہیں بنیں گے۔ (حوالہ شفاء الصرور)

خوف لغیر اللہ کا بیان

3 ...... علامہ ابن سبع السبتی اپنی کتاب شفاء الصدور میں فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی سفر میں گئے۔ ایک جگہ دیکھا کہ بہت سے لوگ اکٹھے کھڑے ہیں۔ پوچھا کیوں کھڑے ہو؟

کہنے لگے: راستے میں شیر بیٹھا ہے۔ اسی کے ڈر سے راستہ بند ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جاکر شیر کا کان پکڑ کر اسے راستے سے ہٹا دیا ور شیر سے فرمانے لگے۔ اے شیر! واقعی تیرے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے کہ تو اس انسان پر مسلط کیا گیا ہے جو غیر اللہ سے خوف رکھتا ہے۔ اگر ابن آدم غیر اللہ کا خوف دل میں نہ رکھتا تو اللہ تعالیٰ اسے اس پر ہرگز مسلط نہ کرتا۔ (حیات الحیوان، صفحہ 3 جلد 1)

جن کے قلوب غیر اللہ سے خائف رہتے ہیں وہ اس واقعہ کو حقائق کی میزان پر تولیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے واقعات میں شیر کا ذکر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی شیروں پر حکومت

1 ......حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کشتی میں سوار ہوا۔ کشتی ٹوٹ گئی اور میں ایک تختہ پر بہتا ہوا ایک جزیرہ میں پہنچا اور میرا شیر سے سامنا ہوا۔ میں نے شیر کو دیکھا تو اس نے کہا:

یااباالحارث انا سفینة مولٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

''اے ابوالحارث میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام سفینہ ہوں۔''

(خصائص جلد 2 صفحہ 65)

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر شیر دم ہلانے لگا۔ پھر میرے ساتھ چلا اور مجھے مکہ کے راستہ پر کھڑا کردیا۔ جب میں روانہ ہوا تو شیر گرجنے لگا۔ گویا مجھے الوداع کررہا تھا۔

مشکوٰۃ شریف کی حدیث میں یہ ہے کہ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلامی لشکر سے بچھڑ گئے اور کفار نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرفتار کرلیا۔ جس وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیل سے بھاگے تو راستہ میں شیر مل گیا۔ ہوسکتا ہے کہ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دو مرتبہ شیر سے سامنا ہوا ہو اور دونوں مرتبہ آپ یہ کہہ کر چھوٹ گئے ہوں کہ میں سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف) بہرحال یہ تو ظاہر ہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام بھی شیروں پر حکومت کرتے ہیں۔

جو بنا ادنٰی سگ کوئے حبیب ان کو شیروں پر شرف حاصل ہوا

(شرح السنۃ)

شیر کا بھینس کو شکار کرنے کی چند تصاویر

دو غیبی شیر

3 ......روایت ہے کہ بادشاہ روم کا بھیجا ہوا ایک عجمی کافر مدینہ منورہ آیا اور لوگوں سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پتہ پوچھا۔ لوگوں نے بتادیا کہ وہ دوپہر کو کھجور کے باغوں میں شہر سے کچھ دور قیلولہ فرماتے ہیں، تم کو وہیں ملیں گے۔

یہ عجمی کافر ڈھونڈتے ڈھونڈتے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچ گیا اور یہ دیکھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا چمڑے کا درہ اپنے سر کے نیچے رکھ کر زمین پر گہری نیند سورہے ہیں۔ عجمی کافر اس ارادے سے تلوار نکال کر آگے بڑھا کہ امیرالمومنین کو قتل کرکے بھاگ جائے، مگر وہ جیسے ہی آگے بڑھا بالکل ہی اچانک اس نے دیکھا کہ دو شیر منہ پھاڑے ہوئے اس پر حملہ کرنے والے ہیں۔

یہ خوفناک منظر دیکھ کر وہ خوف و دہشت سے بلبلا کر چیخ پڑا اور اس کی چیخ کی آواز سے امیرالمومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار ہوگئے اور دیکھا کہ عجمی کافر ننگی تلوار ہاتھ میں لیے ہوئے تھر تھر کانپ رہا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی چیخ اور دہشت کا سبب دریافت فرمایا تو اس نے سچ سچ سارا واقعہ بیان کردیا اور پھر بلند آواز سے کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوگیا اور امیرالمومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے ساتھ نہایت ہی مشفقانہ برتاؤ فرما کر اس کا قصور معاف کردیا۔

(ازالۃ الخفاء، مقصد 2 صفحہ 127 وتفسیر کبیر، جلد 5 صفحہ 478)

نضر بن حارث نے حملہ کرنا چاہا تو شیر پہنچ گئے

4 ...... مکہ مکرمہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ دشمنی کرنے والے چند قریشی تھے۔ جن میں ابوجہل، ابولہب، ولید بن مغیرہ شیبہ، نضر بن حارث وغیرہ شامل ہیں۔ نضر بن حارث کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا۔ ہر موقع پر ایذا رسانی کرتا۔ ایک دن جبکہ گرمی کا موسم تھا۔ دوپہر کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم رفع حاجت کے لیے باہر تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم رفع حاجت کے لیے کافی دور نکل جایا کرتے تھے۔ اس دن بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم وادی حجون میں پردے کی جگہ تشریف لے گئے تو نضر بن حارث نے دیکھ لیا۔ اس نے موقع غنیمت جانا اور دل میں یہ ٹھایا کہ آج ان کا کام تمام کرکے ہمیشہ کے لیے چھٹکارا حاصل کرلوں اور وہ بدبخت چھپ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گیا۔

لیکن پھر اچانک مبہوت ہوکر پیچھے بھاگا اور گھبرایا ہوا شہر میں داخل ہوا۔ ابوجہل نے اسے دیکھ کر پوچھا کہ اے نضر کیا ہوا؟ کیوں گھبرایا ہوا بھاگا آرہا ہے؟

یہ سن کر نضر نے ابوجہل سے کہا: میں تو چھپ کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیچھے گیا تھا تاکہ ان کو ختم کردوں لیکن جب میں قریب پہنچا تو اچانک دیکھا کہ لمبے لمبے دانتوں والے شیر ہیں۔ وہ منہ کھولے میری طرف آرہے ہیں۔ میں ان کو دیکھ کر ڈرتا ہوا بھاگا آرہا ہوں۔ یہ سن کر بدنصیب و بدبخت ابوجہل بولا: یہ بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جادو کا کرشمہ ہے۔ (خصائص کبریٰ 128/1)

ایک پکار سے درندے فرار

5 ...... مروی ہے کہ حضرت عقبہ بن نافع فہری رحمہ اللہ کے لشکر میں اٹھارہ صحابی موجود تھے۔ آپ نے ان مقدس صحابیوں کو جمع فرمایا اور ان بزرگوں کو اپنے ساتھ لے کر خوفناک اور گھنے جنگل میں تشریف لے گئے اور بلند آواز سے یہ اعلان فرمایا:

''اے درندو! اور موذی جانورو! ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں اور ہم اس جگہ اپنی بستی بسا کر آباد ہونا چاہتے ہیں۔ لہٰذا تم سب یہاں سے نکل جاؤ، ورنہ اس کے بعد ہم تم میں سے جس کو یہاں دیکھیں گے، قتل کردیں گے۔''

اس اعلان کے بعد اس آواز میں خدا ہی جانتا ہے کہ کیا تاثیر تھی کہ سب درندوں اور حشرات الارض میں ہلچل مچ گئی اور غول درغول اس جنگل کے جانور نکلنے لگے۔ شیر اپنے بچوں کو اٹھائے ہوئے، بھیڑیئے اپنے پلوں کو لیے ہوئے، سانپ اپنے سنپولیوں کو کمر سے چمٹائے ہوئے جنگل سے باہر نکلے چلے جارہے تھے اور یہ ایک ایسا عجیب ہیبت ناک اور دہشت انگیز منظر تھا جو نہ اس سے قبل دیکھا گیا نہ یہ کسی کے وہم و گمان میں تھا۔

غرض پورا جنگل جانوروں سے خالی ہوگیا او رصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور پورے لشکر نے اس جنگل کو کاٹ کر 50 ہجری میں ایک شہر آباد کیا جس کا نام ''قیروان'' ہے۔ یہ شہر اسی لیے مسلمانوں میں بہت زیادہ قابل احترام شمار کیا جاتا ہے کہ اس شہر کی آبادی میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مقدس ہاتھوں کا بہت زیادہ حصہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہزاروں جلیل القدر علماء و مشائخ اس سرزمین کی آغوش خاک سے اٹھے او رپھر اس مقدس زمین کی آغوش لحد میں دفن ہوکر اس زمین کا خزانہ بن گئے۔

(معجم البلدان، تذکرہ قیروان، کرامات صحابہ رضی اللہ عنہم)

شیر...... تاریخی واقعات میں

ایک مرتبہ حجاج بن یوسف نے 20 سپاہی سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کی گرفتاری کے لیے روانہ کیے۔ جب وہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو گرفتار کر کے لوٹے تو واپسی میں انہوں نے ایک راہب کے گرجے میں قیام کیا۔ راہب نے رات کے وقت ان لوگوں کو باہر رکنے سے منع کیا۔ کیونکہ آس پاس شیر بھی پناہ گزین تھے۔

مگر حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ گرجا میں ٹھہرنے کے لیے راضی نہ تھے۔ سپاہیوں نے ان سے کہا کہ تم بھاگ جانا چاہتے ہو اس لیے منع کر رہے ہو۔فرمایا: ایسی بات نہیں ہے بلکہ یہ ایک کافر کی رہائش گاہ ہے اس لیے میں اس میں نہیں رک سکتا۔

سپاہی بولے: اگر ہم تمہیں یہاں باہر رہنے دیں گے تو تم درندوں کا لقمہ بن جاؤ گے۔آپ نے فرمایا: میرا اللہ میرے لیے کافی ہے اور انشاء اللہ یہی درندے میری حفاظت کریں گے۔سپاہیوں نے کہا: آپ نبی تو نہیں۔

سعید رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: میں نبی نہیں ہوں، لیکن اللہ کے بندوں میں سے ایک گناہگار وخطارکار بندہ ہوں۔

سپاہیوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے حلف لیا اور خود راہب کی رہائش گاہ کے اندر چلے گئے۔ راہب نے ان سپاہیوں کو ان کی حفاظت کا حکم دیا کہ جو بھی درندہ ان کے پاس آئے اسے تیر سے مار ڈالنا۔ اگرچہ یہ میرے پاس پناہ لینے کو اچھا نہیں سمجھتا، لیکن میں اس کی حفاظت کو اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

چنانچہ یہ لوگ عبادت گاہ کے اوپری حصے پر چڑھ گئے اور اپنی اپنی کمان سنبھال لیں۔ یکایک دیکھتے ہیں کہ ایک شیرنی سامنے سے آرہی ہے۔ جب سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کے قریب آئی تو دم ہلا کر بیٹھ گئی۔ پھر ایک شیر آیا، وہ بھی دم ہلا کر ان کے سامنے بیٹھ گیا۔

یہ معاملہ دیکھ کر راہب پر ہیبت طاری ہوگئی۔ صبح کو راہب چل کر ان کے پاس گیا۔ ان سے دین محمدی ﷺ کے شرائع اور سنن کے متعلق معلومات حاصل کیں۔سعید رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیلاً اسے دین کے بارے میں بتایا۔ یہ سن کر

راہب نے اسلام قبول کرلیا۔

اب حجاج کے کارندے بھی ان سے معافی مانگنے اور معذرت کرنے لگے۔ اور وہ سب ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے اور اتنی تعظیم کرنے لگے کہ ان کے پاؤں تلے کی مٹی بھی اٹھا کر تبرکاً اپنے ساتھ رکھنے لگے اور اس پر نماز پڑھتے۔ پھر کہنے لگے: اے سعید! ہم سے حجاج نے طلاق وعتاق کی قسمیں اٹھوا رکھی ہیں کہ ہم آپ کو اس کے پاس ضرور حاضر کریں۔ لہٰذا ہمیں جو چاہیں حکم دیں۔

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو اپنا کام مکمل کرنے کو کہا اور فرمایا کہ مجھے تو صرف اپنے رب کی پناہ کی ضرورت ہے۔

کارندے سعید رحمۃ اللہ علیہ کو لے کر حجاج کی طرف روانہ ہوئے۔ جب واسط کے مقام پر پہنچے تو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا: بے شک میری موت قریب ہی ہے۔ مہربانی فرما کر مجھے ایک رات کے لیے یہاں موت کی تیاری کرنے کے لیے چھوڑ دو تاکہ میں منکر نکیر کے سوالوں کے جواب آسانی سے دے سکوں اور اپنی قبر کے بوجھ کو کم کرسکوں۔ پھر صبح کو میں تمہاری مرضی سے جہاں لے جاؤ گے جانے کو تیار ہوں۔

بعض کی رائے تھی کہ اگر چلے گئے تو ہم انہیں نہیں ڈھونڈیں گے اور چھوڑ دیں گے۔بعض کو انعام واکرام کی لالچ ہوئی تو انہوں نے انہیں چھوڑنے سے منع کیا۔بعض نے کہا کہ جانے دو، وہ انعام ہم تمہیں دیں گے۔

حضرت سعید رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ رنگ غبار آلود ہو رہا تھا۔ نہ کچھ کھاتے تھے اور نہ ہی پیتے تھے۔ وہ سب مل کر بولے: آپ تو روئے زمین کے بہترین انسان ہیں۔ کاش حجاج نے ہم کو آپ پر مصیبت بنا کر نہ بھیجا ہوتا۔آپ کے بارے میں کیسے مبتلا کیا گیا۔ ہمیں معذور سمجھئے قیامت کے دن اپنے خالق کے پاس، بلاشبہ رب تعالیٰ ہی بڑا قاضی ہے اور وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

پھر ان میں ایک لڑکے نے سب سپاہیوں کے حق میں دعا کی درخواست کی کہ آئندہ کبھی یہ مصیبت ان پر نہ آئے۔سعید رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب کے لیے دعا کی۔ پھر وہ الگ ہوگئے اور سعید رحمۃ اللہ علیہ نماز، تسبیح واستغفار اور موت کی یاد میں مشغول ہوگئے۔ کارندے پوری رات وہاں سے غائب رہے۔

جونہی صبح کی کرن نکلی۔ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ خود ان سپاہیوں کے پاس آگئے اور دروازہ بجایا۔ وہ سمجھ گئے کہ سعید بن جبیر ہیں۔ وہ لوگ دروازہ کھول کر باہر آئے تو سعید رحمۃ اللہ علیہ رونے لگے۔ یہ دیکھ کر وہ سب بھی رو پڑے۔ لیکن چاروناچار وہ انہیں حجاج کے پاس لے گئے اور اسے ان کی آمد کی خبر دی گئی۔آخرکار حجاج نے انہیں شہید کروادیا۔لیکن اس حالت میں بھی ان پر غم اور پریشانی کے بجائے اپنے خالق سے ملنے کی حقیقی خوشی پھوٹ رہی تھی۔

(حیات الحیوان:2)

خطرہ بھلائی سے تبدیل ہوگیا

2 ...... عبدالجبار بن کلیب روایت کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ساتھ سفر کر رہا تھا۔ راستے میں شیر سے سامنا ہوگیا تو حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا پڑھنے کو کہا:

اللّٰهُمَّ احْرِسْنَا بِعَيْنِكَ الَّتِيْ لَا تَنَامُ وَاحْفَظْنَا بِرُكْنِكَ الَّذِيْ لَا يُرَامُ وَارْحَمْنَا بِقُدْرَتِكَ عَلَيْنَا لَا نُهْلَكُ وَاَنْتَ رَجَاءُ نَا يَااللّٰهُ يَااللّٰهُ

یہ سنتے ہی شیر چلا گیا۔ عبدالجبار کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے ہر خطرے کے وقت میں نے اس دعا کو پڑھنے کا معمول بنالیا۔ اس کی برکت سے خطرہ بھلائی میں بدل جاتا ہے۔ (المجالسہ للشیخ عبدالجبار بن کلیب)

نمازی اور شیر کا سامنا

3 ...... ایک زاہد عالم دین نے خلیفہ دمشق مروان کے گانے بجانے کے آلات توڑ پھوڑ دیئے۔ خلیفہ نے برہم ہوکر حکم دیا کہ ان کو شیر کے سامنے ڈال دیا جائے تاکہ وہ انہیں چیر پھاڑ ڈالے۔ چنانچہ یہ عالم ربانی جب شیر کے سامنے لائے گئے تو انہوں نے نماز شروع کردی۔ شیر ان کو دیکھ کر دم ہلاتے ہوئے آگے بڑھا اور ان کے پاؤں کو چاٹنے لگا اور یہ برابر نماز میں مشغول رہے۔ ساری رات اسی حالت میں بسر ہوگئی۔

خلیفہ نے صبح کو حال دریافت کیا کہ دیکھو شیر نے عالم دین کو کھاڈالا یا نہیں؟ جب لوگ دیکھنے کے لیے گئے تو یہ منظر دیکھا کہ عالم دین نماز پڑھ رہے ہیں اور شیر ان کے پاؤں چاٹ رہا ہے۔

لوگوں نے عالم دین کو شیر کے پنجرے سے نکال کر دربار میں حاضر کیا۔

مروان نے پوچھا کہ تمہیں شیر کا کوئی خوف نہیں تھا جو اتنے اطمینان سے نماز پڑھ رہے تھے؟

عالم دین نے جواب دیا کہ میں تو رات بھر اسی فکر میں رہا کہ شیر نے میرا پاؤں چاٹ لیا ہے اور شیر کا جھوٹا نجس ہے تو میری نماز کس طرح ہوئی ہوگی؟ مجھے اس فکر سے فرصت ہی نہیں ملی کہ میں شیر کا خوف کرتا۔

مروان عالم دین کے اس جواب سے حیران رہ گیا اور حق کی ہیبت سے لرزہ براندام ہوکر اس نے عالم دین کو رہا کردیا۔ (البدایہ والنہایہ 33/15)

صدقہ کی برکت سے شیر نے منہ میں دبوچا ہوا بچہ چھوڑ دیا

4 ...... ثابت کہتے ہیں کہ ایک عورت کھانا کھارہی تھی۔ کھانے میں صرف ایک لقمہ رہ گیا تھا کہ ایک سائل آ گیا۔ جب اس نے منہ کی طرف لقمہ اٹھایا اور کچھ ڈالا ہی تھا کہ سائل نے مانگا۔ اس نے منہ سے ہٹا کر لقمہ سائل کو دے دیا۔ ادھر ایک شیر آ گھسا اور اس کے بچے کو اٹھا کر لے بھاگا تو ایک مرد شیر کی طرف بھاگا۔ شیر نے بچے کو دونوں جبڑوں میں لے لیا تھا اور اس کو لٹکالیا تھا۔ اس نے بچے کو منہ سے نکال کر پھینک دیا اور بچے کو ماں کے حوالے کرتے ہوئے کہا کہ یہ لقمہ (شیر کا) اس لقمہ کے بدلے ہے (جو تم نے منہ سے نکال کر فقیر کو دیا تھا)۔

فائدہ: ...... کیا عجیب واقعہ ہے۔ اس نے منہ میں لیا ہوا لقمہ سائل کو دے دیا۔ اس کے نتیجہ میں شیر نے منہ میں دبوچا ہوا بچہ چھوڑ دیا۔ ورنہ شیر کا منہ میں دبانے کے بعد سوائے حلق میں اتارنے اور چبانے کے منہ سے پھینکنا صدقہ کی برکت تھی۔

شیر سے پردہ کرنے والی ولیہ

5 ...... حضرت سیدنا اصمعی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ایک دفعہ میں شام کے راستے حج بیت اللہ شریف کے ارادے سے نکلا۔ دوران سفر ایک بہت بڑا خوفناک شیر نمودار ہوا اور راستے میں حائل ہوگیا۔ میں نے برابر والے شخص سے پوچھا: کیا قافلے میں کوئی ایسا آدمی نہیں جو تلوار لے اور اس شیر کو یہاں سے ہٹادے؟

تو اس نے جواب دیا: میں کسی ایسے آدمی کو نہیں جانتا، البتہ ایک عورت ہے جو اسے بغیر تلوار کے بھی ہٹا سکتی ہے۔

میں نے اس کے متعلق پوچھا اور ہم دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور قریب ہی ایک سواری کے کجاوہ کے پاس پہنچے تو اس نے پکارا: اے بیٹی! نیچے اترو اور ہم سے اس شیر کو دور کردو۔

اندر سے آواز آئی۔ اے میرے والد محترم! کیا آپ کا دل برداشت کرتا ہے کہ مجھے شیر دیکھے۔ وہ مذکر ہے اور میں مؤنث۔ میں اس سے پردہ کرتی ہوں۔ لیکن اے ابا جان! آپ شیر سے جا کر کہہ دیجئے کہ میری بیٹی فاطمہ تجھے سلام کہتی ہے اور اس ذات کی قسم دیتی ہے جسے نہ نیند آتی ہے نہ اونگھ۔ تو ہمارے راستے سے ہٹ جا۔

حضرت سیدنا امام اصمعی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اللہ عزوجل کی قسم! ابھی اس کی گفتگو ختم نہ ہوئی تھی کہ میں نے دیکھا کہ شیر سامنے سے جارہا تھا۔ اللہ کی قسم! یہ صالحین کی علامتیں اور عارفین کی نشانیاں ہیں۔ (الروض الفائق)

شیر کے ساتھ رات بسر کی

6 ...... حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں حج بیت اللہ کے ارادہ سے گھر سے نکلا۔ مجھے شدت کی سردی محسوس ہوئی۔ چنانچہ میں نے پہاڑ کی ایک غار میں پناہ لی۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا شیر غار کے اندر آیا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو مجھ سے کہا کہ میری اجازت کے بغیر تجھ کو میرے گھر میں کس نے داخل کیا ہے؟

میں نے کہا کہ میں مسافر ہوں اور سامان سفر ختم ہو چکا ہے اور میں رات تیرے پاس مہمان ہوں۔

چنانچہ وہ شیر مجھ سے دور ہوگیا اور میرے پہلو میں سویا اور میں نے صبح تک قرآن مجید کی تلاوت میں رات کاٹی۔ جب میں نے واپسی کا ارادہ کیا تو شیر نے مجھ سے کہا کہ اے ابراہیم! تم تعجب نہ کرو اور یہ نہ کہو کہ میں شیر کے پاس سویا تھا اور اس سے سلامت رہا۔ اللہ کی قسم ہے کہ میں نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا۔ اگر تم میرے مہمان نہ ہوتے تو میں تم کو ضرور کھا جاتا۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور وہاں سے چل پڑا۔ چنانچہ میں حج ادا کر کے اپنی عبادت گاہ کی طرف واپس آ گیا۔

کامل بھروسہ ہو تو جنگل میں بھی رزق مل جاتا ہے

7 ...... حضرت سیدنا ابراہیم یمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم چند رفقاء حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ہمراہی میں سمندر کے قریب ایک وادی کی طرف گئے۔ ہم سمندر کے کنارے کنارے چل رہے تھے کہ راستے میں ایک پہاڑی آئی جسے جبل ''کفر فیر'' کہتے ہیں۔ وہاں ہم نے کچھ دیر قیام کیا اور پھر سفر پر روانہ ہوگئے۔ راستے میں ایک گھنا جنگل آیا جس میں بکثرت خشک درخت اور خشک جھاڑیاں تھیں۔ شام قریب تھی۔ سردیوں کا موسم تھا۔

ہم نے حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا: حضور! اگر آپ مناسب سمجھیں تو آج رات ہم ساحل سمندر پر گزار لیتے ہیں۔ یہاں اس قریبی جنگل میں خشک لکڑیاں بہت ہیں۔ ہم لکڑیاں جمع کر کے آگ روشن کرلیں گے۔ اس طرح ہم سردی اور درندوں وغیرہ سے محفوظ رہیں گے۔

آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ جیسے تمہاری مرضی۔ چنانچہ ہمارے کچھ دوستوں نے جنگل سے خشک لکڑیاں اکٹھی کیں اور ایک شخص کو آگ لینے کے لیے ایک قریبی قلعے کی طرف بھیج دیا، جب وہ لوگ آگ لے کر آئے تو ہم نے جمع شدہ لکڑیوں میں آگ لگادی اور سب آگ کے اردگرد بیٹھ گئے اور ہم نے کھانے کے لیے روٹیاں نکال لیں۔

اچانک ہم میں سے ایک شخص نے کہا: دیکھو ان لکڑیوں میں کیسے انگارے بن گئے ہیں؟ اے کاش! ہمارے پاس گوشت ہوتا تو ہم اسے ان انگاروں پر بھون لیتے۔

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی یہ بات سن لی اور فرمانے لگے: ہمارا پاک پروردگار اس بات پر قادر ہے کہ تمہیں اس جنگل میں تازہ گوشت کھلائے۔ ابھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ بات فرماہی رہے تھے کہ اچانک ایک طرف سے شیر نمودار ہوا جو فربہ ہرن کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔ ہرن کا رخ ہماری ہی طرف تھا۔ جب ہرن ہم سے کچھ فاصلے پر رہ گیا تو شیر نے اس پر چھلانگ لگائی اور اس کی گردن پر شدید حملہ کیا جس سے وہ تڑپنے لگا۔

یہ دیکھ کر حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اٹھے اور اس ہرن کی طرف لپکے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو آتا دیکھ کر شیر ہرن چھوڑ کر پیچھے ہٹ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: یہ رزق اللہ عزوجل نے ہمارے لیے بھیجا ہے۔

چنانچہ ہم نے ہرن کو ذبح کیا اور اس کا گوشت انگاروں پر بھون بھون کر کھاتے رہے اور شیر دور بیٹھا ہمیں دیکھتا رہا۔ اسی طرح ہماری ساری رات گزر گئی۔ سچ ہے کہ جو اس پاک ذات پر کامل یقین رکھتا ہے وہ کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ (عیون الحکایات)

شیر کی پشت پر سامان لاد دیا

8 ...... ایک صالحہ حضرت شعرانہ کو خدا نے ایک لڑکا عطا فرمایا۔ انہوں نے اس کی اچھی طرح سے تربیت کی۔ جب وہ جوان ہوا تو کہا: اے اماں! میں خدا کے لیے تم سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے خدا کی راہ میں ہبہ کردو۔

کہا: اے بیٹے! قاعدہ یہ ہے کہ بادشاہوں اور رئیسوں کو ایسا ہدیہ دیا جاتا ہے جس نے ادب حاصل کیا ہو اور تقوے والا ہو اور تو اے میرے بیٹے! سیدھا سا لڑکا ہے۔ نہیں جانتا کہ تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا اور ابھی

اس کا وقت نہیں آیا۔ وہ چپ ہورہے اور کوئی جواب نہ دیا۔

ایک روز لکڑیاں لانے کے لیے پہاڑ پر گئے اور جانور بھی ساتھ تھا۔ جس پر لکڑیاں لادلاتے تھے۔ پہاڑ کے درمیان پہنچ کر اس پر سے اترے اور لکڑیاں جمع کرکے رسی پر اکٹھی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ایک گٹھا تیار ہوگیا۔ اسے باندھ کر اور جانور کو ڈھونڈنے لگے تاکہ اس پر لاد کر لائیں۔

دیکھا تو شیر اسے پھاڑ چکا تھا۔ آپ نے اس کی گردن پر ہاتھ ڈال کر کہا: اے خدائی درندے! مالک کی قسم ہے تجھ ہی پر لکڑیاں لاد کر لے جاؤں گا۔ جیسا کہ تو نے میرے جانور پر زیادتی کی ہے۔ یہ کہہ کر اس کی پیٹھ پر لکڑیوں کا بوجھ لادا اور کھینچتے ہوئے اسے گھر لے گئے اور وہ بالکل فرمانبردار ہوگیا۔ اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ ماں نے پوچھا کون ہے؟

کہا: اللہ کی رحمت کا محتاج آپ کا بیٹا۔

انہوں نے دروازہ کھول دیا۔ جب انہوں نے لکڑی کا بوجھ شیر پر لدا ہوا دیکھا تو فرمایا: بیٹا یہ کیا ہے؟

انہوں نے قصہ بیان کیا جس کو سن کر خوش ہوئیں اور سمجھ گئیں کہ اللہ جل جلالہ نے اس کی مدد کی ہے اور اسے اپنی خدمت کے لیے پسند فرمایا ہے۔ پھر فرمایا: اے بیٹے! اب تو بادشاہوں کی خدمت کے قابل ہوگیا ہے۔ جاؤ میں نے تمہیں خدا کے لیے ہبہ کردیا۔ تو اس کے پاس میری امانت ہے۔ پھر اس کے لیے دعا کی اور چند اشعار پڑھے:

''اس نے اپنی دوڑ کے لیے میدان رضا کو اختیار کیا۔ پھر ہاتھوں سے باگ چھوڑ کر چلا گیا۔ رات کی اندھیری میں وہ جنگل طے کرکے محبوب کے شہر کو ڈھونڈتا ہے۔ محبوب کی رضا کے لیے ساری خلقت اور سارے علاقے اس نے چھوڑ دیے اور بھائیوں سے بچنے لگا۔

پھر تشنگی کی شراب نوش کی۔ حتیٰ کہ دل پیاسا ہوگیا۔ اب صبح و شام تشنگی ہی سے سیراب ہوکر پھرتا ہے۔'' (بحوالہ کرامات اولیاء)

شیروں کا برکت حاصل کرنا

9 ...... خلیفہ متوکل کے زمانہ میں ایک عورت نے اس کے دربار میں یہ دعویٰ کیا کہ وہ سادات سے ہے تو خلیفہ نے پوچھا کہ کون شخص ہے جو مجھے اس کی صحیح خبر دے گا۔ چنانچہ لوگوں نے خلیفہ سے حضرت حسن عسکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بتلایا اور ان کو حاضر کیا۔ خلیفہ نے ان کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور ان سے اس عورت کی حالت دریافت کی۔

حضرت حسن عسکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خلیفہ سے کہا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے درندوں پر حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد کو کھانا حرام کیا ہے۔ تم اس عورت کو درندے

کے سامنے ڈال دو۔ اگر درندہ نے اس کو نہ کھایا تو یہ سچی ہے۔

چنانچہ لوگوں نے یہ شرط اس عورت پر پیش کی تو اس نے اقرار کرلیا کہ وہ جھوٹی ہے۔ اس کے بعض لوگوں نے خلیفہ سے کہا کہ جو بات امام حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہی تھی آپ اس کا امتحان لیں۔

چنانچہ خلیفہ متوکل نے تین درندے حاصل کرنے کا حکم دیا اور اپنے محل کے نیچے ایک میدان میں ان کو رکھا۔ خلیفہ محل میں ایسی جگہ پر بیٹھا کہ وہ درندوں کو دیکھ سکے اور محل کا دروازہ بند کردیا۔ پھر حضرت حسن عسکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حاضری کا حکم دیا تا کہ وہ اس میدان سے ہوکر محل میں داخل ہوں۔

چنانچہ لوگوں نے حضرت حسن عسکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو میدان میں داخل کیا اور ان پر محل کا دروازہ بند کردیا اور درندوں کی یہ حالت تھی کہ اپنی آوازوں سے کانوں کو بہرا کررہے تھے۔ جب درندوں نے حضرت حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا تو چپ ہوگئے اور ان کی طرف آئے اور آپ سے برکت حاصل کی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گرد گھومنے لگے۔

حضرت حسن عسکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ہاتھ سے ان کی پیٹھوں کو تھپکا، پھر درندے اپنے رہنے کی جگہ پر چلے گئے۔ اس کے بعد محل کا دروازہ کھلا اور وہ خلیفہ کی طرف بالاخانہ پر چڑھے اور تھوڑی دیر اس سے باتیں کیں۔ پھر اترے، اس کے بعد درندوں نے ان کے ساتھ ویسے ہی کیا جیسے پہلے کیا تھا۔ یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے باہر چلے گئے۔

خلیفہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیچھے انعام بھیجا۔ اس کے بعد حضرت حسن عسکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لوگوں سے کہا کہ کیا تم میرا ہلاک ہونا پسند کرتے ہو اور حکم دیا کہ وہ میرا یہ معاملہ کسی پر ظاہر نہ کریں۔ واللہ اعلم۔

(کتاب نوادر قلیوبی، صفحہ 269)

خوفناک خواب

10 ...... آج کا مسلمان دنیا کی محبت میں اس قدر اندھا ہوگیا ہے کہ اس کو آخرت اور قبر کی بالکل کوئی فکر نہیں رہی۔ ایک شخص نے خواب دیکھا کہ وہ کسی جنگل میں جارہا ہے۔ اتنے میں اسے پیچھے آہٹ محسوس ہوئی۔ مڑ کر دیکھا تو ایک خوفناک شیر اس کے تعاقب میں چلا آرہا ہے۔ وہ گھبرا کر بھاگ کھڑا ہو۔ شیر بھی پیچھے بھاگا۔ اتنے میں ایک گہرا گڑھا آڑے آگیا۔ اس نے جان بچانے کے لیے گڑھے میں جھانک کر دیکھا تو اس میں ایک بہت بڑا سانپ منہ کھولے بیٹھا نظر آیا۔ اب یہ بہت گھبرایا کہ کرے تو کیا کرے؟ آگے خطرناک سانپ ہے تو پیچھے خوفناک شیر۔

اتنے میں اسے ایک درخت نظر آیا۔ وہ اس کی ٹہنی سے لٹک گیا۔ لیکن ایک نئ مصیبت کھڑی ہوگئی۔ وہ یہ کہ سفید اور سیاہ چوہے دونوں مل کر اس ٹہنی کی جڑ کو کتر رہے ہیں۔ اب تو یہ بہت گھبرایا کہ عنقریب یہ دونوں چوہے ٹہنی کاٹ ڈالیں گے اور میں گر جاؤں گا۔ ابھی وہ اسی فکر میں تھا کہ اس کی نظر اوپر شہد کے چھتے پر پڑی اور وہ شہد پینے میں مشغول ہوگیا۔ اب شہد کی لذت میں کچھ ایسا گم ہوا کہ شیر اور سانپ کا خوف رہا نہ ہی دونوں چوہوں کا ڈر۔ اچانک ٹہنی جڑ سے کٹ گئی ور یہ دھڑام سے نیچے گرا۔ شیر اس پر جھپٹا اور اسے چیر پھاڑ کر گڑھے میں گرادیا اور سانپ اس کو نگل گیا۔ پھر اس کی آنکھ کھل گئی۔

میرے بھائیو! مذکورہ بالا خواب میں جنگل سے مراد دنیا ہے اور خوفناک

شیر موت ہے جو پیچھے لگی ہوئی ہے۔ گڑھا قبر ہے سانپ برے اعمال ہیں جو قبر میں ڈسیں گے اور دو سیاہ و سفید چوہے دن اور رات ہیں اور وہ ٹہنی زندگی ہے جسے وہ کاٹ رہے ہیں اور شہد کا چھتہ دنیا کی فانی لذات ہیں۔ جن میں مشغول ہوکر انسان شیر، (موت) گڑھا (قبر) سانپ (برے اعمال) اور سیاہ سفید چوہوں یعنی دن اور رات کو بھول جاتا ہے۔ مگر وہ دونوں چوہے یعنی دن اور رات مل کر اس کی زندگی کی ٹہنی کو برابر کترتے رہتے ہیں۔ جوں ہی اس کی مدت پوری ہوئی وہ موت کا شکار ہوجاتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

حکم ہے تو حملہ کر

11 ......حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے راستہ میں شیر کو دیکھ کر کہا کہ اے شیر! اگر ہم میں سے کسی پر حملہ کرنے کا تجھے حکم ہوچکا ہے تو اپنا کام کر اور اگر ایسا نہیں تو یہاں سے اٹھ اور اپنی جگہ چلا جا۔

شیر نے یہ سنا تو فوراً اٹھا اور حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھنے لگا اور پھر وہاں سے واپس جنگل میں چلا گیا۔ (روض الریاحین، صفحہ **128**)

شیر پر حکومت

12 ......حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور حضرت شیبان دونوں حج کے لیے جارہے تھے کہ راستے میں ایک جنگل میں شیر بیٹھا ہوا نظر آیا۔ میں نے شیبان سے کہا کہ آپ نے دیکھا وہ راستے میں شیر بیٹھا ہے؟

شیبان بولے: پرواہ نہیں۔

چنانچہ ہم آگے بڑھے۔ تو حضرت شیبان نے شیر کے پاس جاکر اس کے کان پکڑ لیے اور فرمایا: ہمارا راستہ چھوڑ دو۔ شیر اٹھا اور کتے کی مانند اپنی دم ہلانے لگا اور حکم پاکر وہاں سے جانے لگا۔ میں نے کہا: شیبان تم نے کمال کردیا۔ وہ بولے: اے سفیان! اگر شہرت کا ڈر نہ ہوتو بخدا میں اپنا سامان اس کی پیٹھ پر لاد کر اسے مکہ معظمہ تک لے چلوں۔ (روض الریاحین، صفحہ **128**)
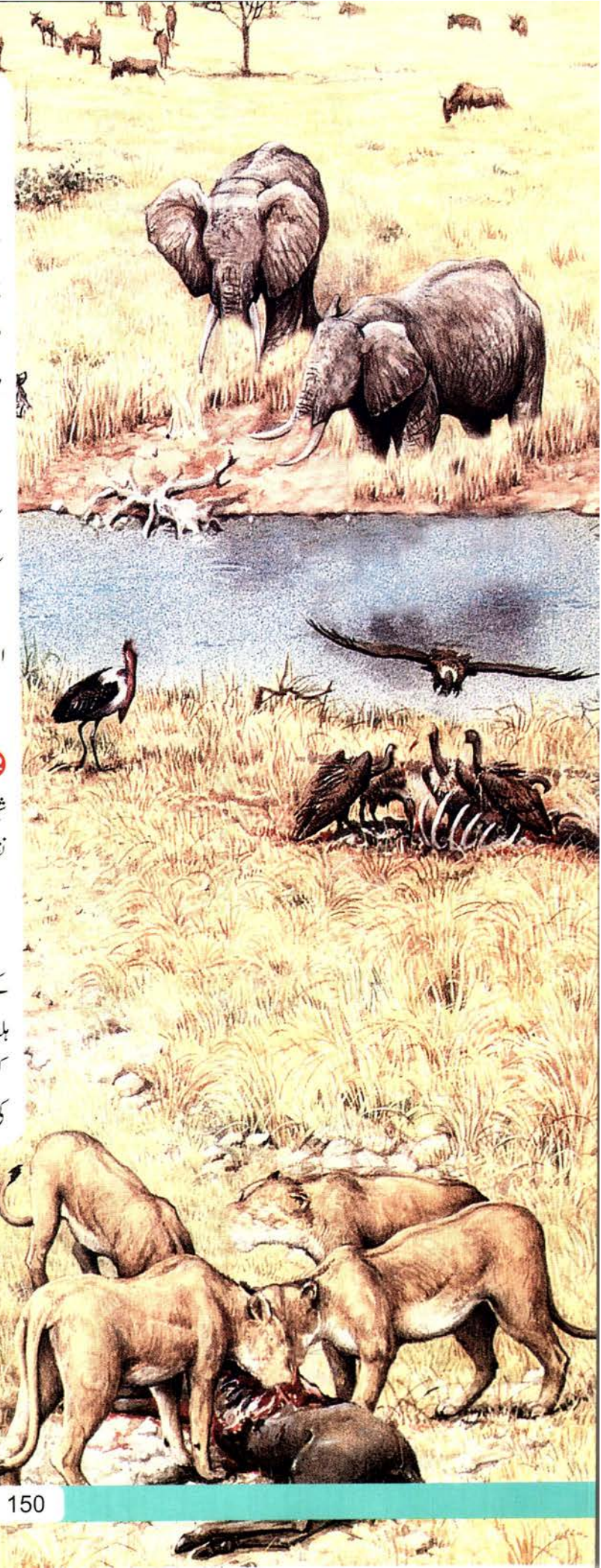
بندر: قرآن کی روشنی میں

بندر کا تذکرہ قرآن مجید کی متعدد سورتوں میں قدنی (بندر) اور قردۃ کے عنوان سے درج ذیل سورتوں میں آیا ہے:

پارہ 1	سورۃ البقرہ	رکوع 8
پارہ 6	سورۃ المائدہ	رکوع 9
پارہ 9	سورۃ الاعراف	رکوع 22

قرآن مجید میں یہ نام تین جگہ آیا ہے۔ دو بار تو اس سلسلہ میں کہ بنی اسرائیل میں سے جو نافرمان گروہ یوم سبت کے احترام کے بارے میں احکام خداوندی کی مسلسل نافرمانی کر رہا تھا۔ اسے بالآخر حکم ملا کہ ذلیل بندر بن جاؤ اور تیسری جگہ بھی ایک مقہور و مغضوب قوم کا ذکر کر کے یہ ارشاد ہوا ہے کہ ہم نے انہیں بندر اور سور بنا دیا۔

عربوں کے ہاں بندر یوں بھی ایک ذلیل و حقیر جانور ہے۔ پھر قرآن نے تو تصریح کے ساتھ دو جگہ اس لفظ کے ساتھ خاسئین (حقیر ہنکائے ہوئے، دھتکارے ہوئے) کا اضافہ کر کے اس پہلو کو اور واضح کر دیا اور تیسری جگہ اس کا عطف سور پر کر کے جو ایک گندہ اور نجس جانور ہے، بندر کی انتہائی تحقیر پر مزید مہر تصدیق لگا دی ہے۔ عرب کے علاوہ بھی مسلم تہذیب جہاں جہاں ہے بندر اپنی خفیف الحرکتی کے لیے رسوا اور زبان زدخلائق ہے۔

بارہ ہزار یہودی بندر ہو گئے

روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی قوم کے ستر ہزار آدمی ''عقبہ'' کے پاس سمندر کے کنارے ''ایلہ'' نامی گاؤں میں رہتے تھے اور یہ لوگ بڑی فراخی اور خوشحالی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا اس طرح امتحان لیا کہ سنیچر کے دن مچھلی کا شکار ان لوگوں پر حرام فرما دیا اور ہفتے کے باقی دنوں میں شکار حلال فرما دیا۔ مگر اس طرح ان لوگوں کو آزمائش میں مبتلا فرما دیا کہ سنیچر کے دن بے شمار مچھلیاں آتی تھیں اور دوسرے دنوں میں نہیں آتی تھیں۔ سنیچر کو مچھلیاں بڑی اور موٹی آتی تھیں۔ تو شیطان نے ان لوگوں کو یہ حیلہ بتایا کہ سمندر سے کچھ نالیاں نکال کر خشکی میں چند حوض بنالو اور جب سنیچر کے دن ان نالیوں کے ذریعہ مچھلیاں حوض میں آجائیں تو نالیوں کا منہ بند کر دو اور اس دن شکار نہ کرو بلکہ دوسرے دن آسانی کے ساتھ ان مچھلیوں کو پکڑلو۔

ان لوگوں کو یہ شیطانی حیلہ بازی پسند آ گئی اور انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ جب مچھلیاں نالیوں اور حوضوں میں مقید ہو گئیں تو یہی ان کا شکار ہو گیا اور سنیچر ہی کے دن شکار کرنا پایا گیا جو ان کے لیے حرام تھا۔

اس موقع پر ان یہودیوں کے تین گروہ ہوگئے:

1 ...... کچھ لوگ ایسے تھے جو شکار کے اس شیطانی حیلہ سے منع کرتے رہے اور ناراض و بیزار ہوکر شکار سے باز رہے۔

2 ...... کچھ لوگ اس کام کو دل سے برا جان کر خاموش رہے، دوسروں کو منع نہ کرتے تھے بلکہ منع کرنے والوں سے یہ کہتے تھے کہ تم لوگ ایسی قوم کو کیوں نصیحت کرتے ہو جنہیں اللہ تعالیٰ ہلاک کرنے والا یا سخت سزا دینے والا ہے۔

3 ...... اور کچھ وہ سرکش و نافرمان لوگ تھے جنہوں نے حکم خداوندی کی اعلانیہ مخالفت کی اور شیطان کی حیلہ بازی کو مان کر سنیچر کے دن شکار کرلیا اوران مچھلیوں کو کھایا اور بیچا بھی۔

جب نافرمانوں نے منع کرنے کے باوجود شکار کرلیا تو منع کرنے والی جماعت نے کہا کہ اب ہم ان معصیت کاروں سے کوئی ملاپ نہیں رکھیں گے۔ چنانچہ ان لوگوں نے گاؤں کو تقسیم کرکے درمیان میں ایک دیوار بنالی اور آمدورفت کا ایک الگ دروازہ بھی بنالیا۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے غضبناک ہوکر شکار کرنے والوں پر لعنت فرمادی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ ایک دن خطاکاروں میں سے کوئی باہر نہیں نکلا تو انہیں دیکھنے کے لیے کچھ لوگ دیوار پر چڑھ گئے تو کیا دیکھا کہ وہ سب بندروں کی صورت میں مسخ ہوگئے ہیں۔ اب لوگ ان مجرموں کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے تو وہ بندر اپنے رشتہ داروں کو پہچانتے تھے اور ان کے پاس آکر ان کے کپڑوں کو سونگھتے تھے اور زار و قطار روتے تھے۔ مگر لوگ ان بندر بن جانے والوں کو نہیں پہچانتے تھے۔

ان بندر بن جانے والوں کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ یہ سب تین دن تک زندہ رہے اور اس درمیان کچھ بھی کھا پی نہ سکے بلکہ یوں ہی بھوکے پیاسے سب کے سب ہلاک ہوگئے۔ شکار سے منع کرنے والا گروہ ہلاکت سے سلامت رہا اور صحیح قول یہ ہے کہ دل سے برا جان کر خاموش رہنے والوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے ہلاکت سے بچالیا۔ (صاوی جلد 1 صفحہ 35)

اس واقعہ کا اجمالی بیان سورہ بقرہ میں یوں ہے:

ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین.

''اور بے شک ضرور تمہیں معلوم ہے کہ وہ جنہوں نے ہفتہ میں سرکشی کی تو ہم نے ان سے فرمادیا کہ ہوجاؤ بندر دھتکارے ہوئے۔ (البقرہ، رکوع 8)

ابراہیم بن اشعث بیان کرتے ہیں کہ مجھے اہل ایلہ کے ایک شیخ نے بیان کیا کہ یہ لوگ رات کے وقت اپنی بستی میں سو گئے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے عذاب دیا تھا۔ جب رات کی پہلی تہائی گزری تو ان کو پکارا گیا۔ اے بستی والو! یہ ایسی آواز تھی جس کو ان کے چھوٹی اور بڑی عمر والے نے سنا تو وہ اپنے بستروں سے اچھل کر گھبرا کر کانپتے ہوئے کھڑے ہوئے۔ پھر سب کے سب رات ہی میں ایک جگہ جمع ہوگئے اور اپنے بستروں پر لوٹ گئے۔

پھر جب درمیانی رات کی تہائی گزری تو بھی ایسی آواز دی گئی اے بستی والو! پھر وہ اپنے بستروں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ سب کے سب رات کے ایک وقت میں ایک دوسرے کے ساتھ جمع ہوگئے۔ پھر اپنے بستروں پر لوٹ گئے۔ جب رات کی آخری تہائی گزری تو ان کو آواز دی گئی۔ اے بستی والو! **کونوا قردۃ خاسئین**۔ ذلیل ہونے والے بندر بن جاؤ۔

(عذاب کے واقعات، 167)

قرآن مجید میں بندر کا ذکر

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قل ھل انبئکم بشر من ذلک مثوبۃ عنداللہ من لعنہ اللہ وغضب علیہ وجعل منھم القردۃ والخنازیر وعبدالطاغوت

''کیا تمہیں اللہ تعالیٰ کے اس سے بڑے عذاب کے بارے میں نہ بتاؤں جس پر خدا تعالیٰ کی لعنت اور غضب ہوا تو ان کو بندروں اور خنزیروں کی شکل میں مسخ کردیا اور یہی معاملہ ان لوگوں سے کیا جو شیطان کی پرستش کرتے ہیں۔''

بندر احادیث کی روشنی میں

شکلیں بگاڑ دینا اور زمین میں دھنسا دینا

1 ...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوالاحوص الجشمی وغیرہ کو بیان کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بندروں اور خنزیروں کے متعلق پوچھا کہ کیا یہ یہودیوں کی نسل سے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان اللہ عزوجل لم یلعن قوما فمسخھم فکان لھم نسل حتی یھلکم، ولکن ھذا خلق کان، فلما غضب اللہ عزوجل علی الیھود مسخھم، فکانوا مثلھم (احمد جلد 1 صفحہ 513 طبرانی جلد 10 صفحہ 131)

"بے شک اللہ عزوجل جس قوم پر لعنت فرماتے ہیں اس کی شکلیں بگاڑ دیتے ہیں۔ ان کی نسل بھی ہوتی تھی لیکن ان سب کو ہلاک کردیتے تھے لیکن یہ ایک مخلوق تھی جو شروع سے آرہی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہودیوں پر اپنا غصہ نازل کیا تو ان کی شکلیں بگاڑ دیں۔ یہ یہودی انہی بندروں کی طرح ہوگئے تھے۔"

جن کی شکلیں مسخ ہوئیں ان کی نسل نہیں بڑھی

2 ...... ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان لوگوں کے متعلق سوال کیا جن کی شکلیں مسخ کردی گئی تھیں کہ ان کی نسل بھی ہوتی ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مایمسخ احد قط ویکون لہ نسل ولا عقب.

"جس کی شکل بگاڑ دی گئی اس کی نہ تو پھر نسل باقی رہی اور نہ اس کی نسل چلی۔"

(راوہ ابویعلی الموصلی، جلد 12 صفحہ 403، مجمع الزوائد جلد 8 صفحہ 14 بحوالہ عذاب کے واقعات، صفحہ 169)

بندروں کا رجم کرنا

3 ...... صحیح بخاری میں حضرت عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک بار ایک بندر کو بندریا سے بدکاری کرتے دیکھا۔ اس کے بعد اور بندروں نے مل کر اسے رجم کرڈالا۔ چنانچہ میں نے بھی ان کے ساتھ اسے رجم کیا تھا۔ (بخاری شریف)

امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ حضرت عمرو بن میمون رحمۃ اللہ تعالیٰ نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت کو پایا کئی حج کیے۔ 75 ہجری میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ بخاری کی شرح برمادی میں ہے کہ میں نے دیکھا ایک بندر اپنی بندریا کے سر کے نیچے ہاتھ رکھ کر سورہا ہے۔ دوسرا بندر آیا اور اس نے بندریا کو اشارہ کیا۔ وہ چپکے سے اس کے پاس آئی۔ اس کے ساتھ زنا کیا۔ پھر وہ سونے کے ارادے سے اپنے بندر کے پاس لوٹ کر آئی تو وہ جاگ اٹھا اور سونگھ کر پہچان گیا کہ بدکاری کرا آئی ہے۔ اس کے بعد وہ چلانے لگا یہاں تک کہ تمام بندر جمع ہوگئے اور اس بندریا کو سب نے مل کر رجم کرڈالا۔

(نزہۃ المجالس، جلد 1)

حضور کا خواب لوگوں کو بندر کی شکل میں دیکھنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ کچھ لوگ میرے منبر پر اچھل کود رہے ہیں جس طرح بندر اچھلتے کودتے رہتے ہیں اور وہ قبیلہ بنوحکم بن عاص کے لوگ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی پوری زندگی میں کبھی پورح طرح ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ (مستدرک)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آخر زمانہ میں ایک عورت آئے گی تو وہ اپنے شوہر کو بندر کی صورت میں (مسخ) پائے گی اور اس کی وجہ یہ ہوگی کہ اس کا شوہر قدرت کا قائل نہیں ہوگا۔

ایک مرتبہ کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا بندر اور خنزیر کسی مسخ ہوئی قوم کی باقیات ہیں؟ فرمایا: نہیں۔ یہ مسخ شدہ قوم سے پہلے بھی موجود تھے اور جن اقوام پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا اور وہ مسخ ہوئیں ان سب کو ختم کر دیا گیا اور ان سے کوئی نسل نہیں۔ (معجم الاوسط للطبرانی)

بندر کے سونے کا عجیب طریقہ

بندروں میں ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ جب یہ سوتے ہیں تو ایک دوسرے کے آگے پیچھے بیٹھ کر قطار بنا کر سوتے ہیں۔ جب ان پر نیند غالب آنے لگتی ہے تو قطار کے بائیں طرف کا پہلا بندر جاگ جاتا ہے اور ایک آواز نکالتا ہے جس سے اس کے پیچھے سویا ہوا دوسرا بندر جاگ جاتا ہے اور پھر اس کی باری ہوتی ہے وہ بھی اسی طرح آواز نکالتا ہے۔ اور اس طرح ایک سرے سے دوسرے سرے تک تمام بندر باری باری آوازیں نکال کر ایک دوسرے کو جگا دیتے ہیں اور پوری رات میں کئی کئی بار ایسا کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایک سیلانی جانور ہے، رات کہیں کرتا ہے اور صبح کہیں۔

بندر کی اکثر خصلتیں انسانوں سے ملتی ہیں جیسا کہ ضرورت پڑنے پر یہ پچھلے دونوں پاؤں پر آسانی سے کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس کی پلکیں بھی انسانی پلکوں کی طرح آنکھوں میں اوپر نیچے ہوتی ہیں۔ یہ بھی انسان کی طرح پانی میں ڈوب کر مر جاتا ہے۔ ان کا نر بھی انسانی مرد کی طرح غیرت مند ہوتا ہے اور بندریا بھی انسانی عورت کی طرح اپنے بچوں کو گود میں اٹھائے پھرتی رہتی ہے۔ جبکہ دیگر جانور ان سب خصائل سے تقریباً نابلد ہوتے ہیں۔ (حیات الحیوان)

تاریخی واقعات میں بندر کا ذکر

1 ...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام لڑکوں کو جو کچھ ان کے والدین کھایا کرتے تھے بتادیا کرتے تھے اور لڑکے اپنے والدین سے وہی کھانا مانگتے تھے جو انہوں نے کھایا ہوتا تھا۔ چنانچہ وہ لوگ لڑکوں سے کہتے تھے کہ تمہیں یہ کس نے بتایا ہے؟

لڑکے کہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بتایا ہے۔ یہ سن کر ان لوگوں نے اپنے لڑکوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جانے سے روک دیا اور ان کو ایک وسیع مکان میں بند کر دیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ ان لوگوں سے فرمایا کہ تمہارے لڑکے کہاں ہیں؟ کیا وہ اس گھر میں ہیں؟

ان لوگوں نے کہا کہ اس مکان میں تو صرف بندر اور سور ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: انشاء اللہ وہ ایسے ہی ہوں گے۔ چنانچہ جب انہوں نے دروازہ کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ لڑکے بندر اور سور بن گئے ہیں۔ (کتاب نوادر قلیوبی، صفحہ 189)

لوطی، بندروں اور خنزیروں کی شکل میں

2 ...... حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن لوطیوں کو بندروں اور خنزیروں کی شکل میں کھڑا کیا جائے گا۔

گستاخ بندر بن گیا

3 ...... کسی کا بیان ہے کہ میں طیبہ یعنی مدینہ میں مجاور تھا۔ میرا کوئی دوست آیا اور وہ نہایت بھوکا تھا۔ میں اس کے لیے کھانا لینے کے لیے نکلا۔ مجھے رافضیوں کی ایک جماعت قبہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ملی۔ میں نے ان سے حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے طفیل سے کھانا مانگا۔ جس کو میرے مہمان کھائیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ ہمارے ساتھ چل۔ میں ان کے ہمراہ ایک بڑے مکان تک گیا۔ اتنے میں دو حبشی غلام نظر آئے۔ اس نے ان دونوں کو میرے مارنے کا حکم دیا۔ انہوں نے مجھے سختی سے مارا، پھر میری زبان قلم کر ڈالی۔ جب رات ہوئی تو مجھے سڑک پر ڈال دیا۔ رمق برابر مجھ میں جان رہ گئی تھی۔

میں حضور ﷺ کی قبر شریف کی طرف متوجہ ہوا اور میں نے آپ ﷺ سے اپنے حال کی شکایت کی۔ اتنے میں مجھے نیند آ گئی۔ میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ میں صحیح و سالم ہو گیا ہوں۔ جب دوسرا سال آیا تو میرے پاس کچھ فقیر آئے۔ انہوں نے مجھ سے کھانا مانگا۔ میں قبہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوا۔ میں نے رافضیوں کو پایا۔ ان سے میں نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی محبت کی بدولت کھانا طلب کیا۔ ایک جوان بولا بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ جب وہ لوگ کام سے فارغ ہوئے تو میں اس جوان کے ساتھ اس کے گھر گیا۔ اس نے مجھے کھانا دیا۔ پھر اس نے ایک بندر نکالا۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: یہ میرا باپ ہے۔ سال گزشتہ ایک فقیر آیا تھا، اس نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی محبت کی بدولت اس سے سوال کیا تھا، اس نے اس کی زبان قلم کر ڈالی تھی اور اپنے غلاموں سے خوب پٹوایا تھا۔ میں نے کہا: وہ فقیر میں ہی تھا۔
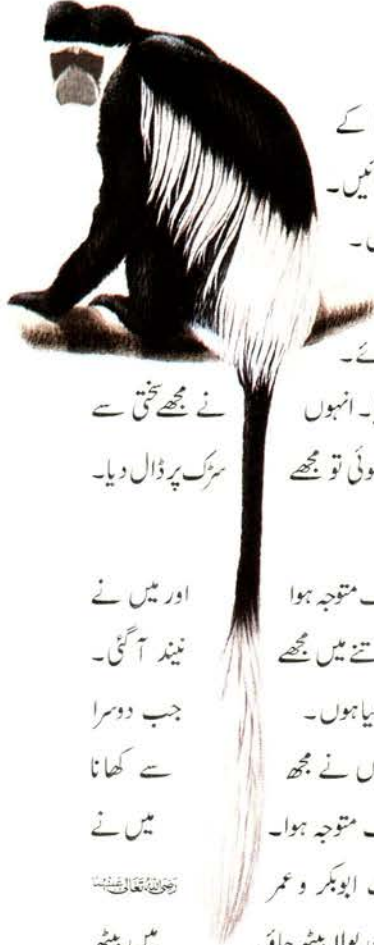
جوان نے کہا: اس بات کو مخفی رکھنا، کیونکہ میں نے ظاہر کیا ہے کہ میرے باپ کا انتقال ہوگیا ہے اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو برا کہنے سے میں تائب ہوگیا ہوں۔ (نزہۃ المجالس، جلد 2)

شیخین کی ہجو کرنے والا بندر بن گیا

4 ...... امام مستغفری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب ''دلائل النبوۃ'' میں بیان کیا ہے کہ تین آدمی یمن کو جاتے تھے۔ ایک شخص کوفہ کا تھا۔ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہا کرتا تھا۔ ہر چند اسے منع کرتے باز نہ آتا تھا۔ جب یمن کے نزدیک پہنچے تو ایک جگہ اتر کر سو رہے۔ جب کوچ کا وقت آیا تو سب نے اٹھ کر وضو کیا اور اس کو جگایا۔

وہ اٹھ کر کہنے لگا: افسوس میں تم سے جدا ہوکر اسی منزل میں رہ جاؤں گا۔ ابھی میں نے سید الصادقین صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سر پر کھڑے ہیں فرماتے ہیں کہ اے فاسق تو اسی منزل میں مسخ ہوجائے گا۔ ہم نے کہا: وضو کر۔

اس نے پاؤں سمیٹے تو ہم نے دیکھا کہ انگلیوں سے اس کا مسخ ہونا شروع ہوا۔ دونوں پاؤں بندر کے ہوگئے۔ پھر گھٹنوں تک، پھر کمر تک، پھر سینہ سر اور منہ تک پہنچا، پھر وہ بالکل بندر بن گیا۔ انہوں نے اس کو پکڑ کر اونٹ پر باندھ دیا اور وہاں سے روانہ ہوئے۔ غروب آفتاب کے وقت ایک جنگل میں پہنچے۔ وہاں چند بندر جمع تھے۔ انہیں دیکھ کر وہ رسی تڑوا کر ان بندروں میں جا ملا۔ (نعوذ باللہ منہا)۔ (دلائل النبوۃ مستغفری، مجمع سعادت صفحہ 222)

گرفتار کر کے لے گئے اور نہایت سختی سے اسے مارا اور قید کردیا۔

اس کے پاس سانپ آیا اور اس نے کہا کہ میں نے تجھے منع کیا تھا، آخر تو نہ مانا۔ پھر سانپ جا کر حاکم کے گلے میں لپٹ گیا۔ یہ دیکھ کر اس کا باپ چیخ اٹھا۔ سانپ نے کہا کہ اگر تو اس بے چارہ غریب نیک آدمی کو قید خانہ سے رہا کرتا ہے تو خیر ورنہ میں اسے مارے ڈالوں گا۔

اس نے رہا کردیا تو سانپ چلا گیا۔ حاکم نے کہا: اے شخص اپنا ماجرا بیان کر۔ اس نے بیان کیا۔ بندر، سانپ اور چیتے نے اس کی تصدیق کی۔ پھر حاکم نے اس آدمی کو سولی کا حکم دیا۔

حدیث میں ہے، شیر کہا کرتا ہے: اے الٰہی! نیکی کرنے والوں میں سے کسی پر مجھے مسلط نہ کر۔ (نزہۃ المجالس)

ناشکرا آدمی

5 ......علامہ عبدالرحمٰن صفوری لکھتے ہیں کہ میں نے کتاب ''الداعی الی وداع الدنیا'' میں بمقام مکۃ المکرمہ دیکھا ہے کہ ایک شخص میدان میں گیا۔ اسے ایک کنواں ملا۔ اس میں ایک آدمی، بندر، سانپ اور چیتا گرے پڑے تھے۔ اس شخص نے کہا اس آدمی کو میں اس کے دشمنوں سے ضرور چھڑاؤں گا۔ پھر اس نے رسی لٹکائی تو اس میں سانپ لٹک آیا۔ پھر لٹکائی تو بندر لٹک آیا۔

پھر لٹکائی تو چیتا لٹک آیا۔ یہ سب اس کے شکر گزار ہوئے اور کہنے لگے اس آدمی کو مت نکال کیونکہ وہ ناشکرا ہے۔

اس نے ان کی بات نہ سنی اور اس آدمی کو بھی نکال لیا۔ پھر بندر نے کہا کہ میں فلاں پہاڑ میں رہتا ہوں۔ اگر تیرا وہاں آنا ہو تو میں اس کا عوض اتاردوں اور سانپ اور چیتے نے بھی ایسا ہی کہا۔ پھر وہ شخص بندر کے پاس گیا تو وہ طرح طرح کے میوے لایا اور اس نے بڑی خاطرداری کی۔ پھر چیتے کے پاس گیا تو وہ فوراً عاجزی کرنے لگا او رجا کر ایک بادشاہ کی لڑکی مار کر اس کے کپڑے اور زیور اس شخص کو لاکر دیئے۔ اس شخص نے دل میں کہا جن سے مجھے امید نہ تھی انہوں نے تو میرے ساتھ یہ سلوک کیا۔ پھر وہ اس آدمی کے پاس گیا اور اس سے بندر اور چیتے کا حال بیان کیا اور اس سے درخواست کی کہ اس زیور اور کپڑوں کے فروخت کرنے میں مجھے مدد دے۔

اس نے حاکم کو جا کر اطلاع کردی۔ اس نے سپاہی بھیج دیے۔ وہ اسے

علامہ ابن دقیقؒ کا چہرے پر پردہ ڈالنا

6 ......کتابوں میں لکھا ہے کہ علامہ ابن دقیق اور شیخ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عادت تھی کہ جب وہ اپنے گھر سے مسجد کی طرف نماز پڑھنے کے لیے جاتے تھے تو اپنے چہرے پر پردہ ڈال لیتے تھے۔ لوگ بڑے حیران ہوتے تھے کہ یہ ان کی عجیب عادت ہے۔ ایک دن ایک آدمی نے پوچھ ہی لیا کہ حضرت! کیا وجہ ہے کہ آپ اپنی چادر سے اپنے چہرے کو ڈھانپ کر آتے ہیں؟

یہ سن کر انہوں نے اپنی چادر اس کے اوپر ڈال دی۔ اس کے بعد جب اس نے اِدھر اُدھر دیکھا تو لوگ اسے بگڑی ہوئی شکلوں میں نظر آئے۔ کسی کی شکل کتوں جیسی، کسی کی بندروں جیسی اور کسی کی خنزیروں جیسی۔ (خطبات فقیر)

دشمن خنزیر و بندر بن گئے

7 ......حضرت امام مستغفری رحمۃ اللہ علیہ نے ثقات سے نقل کیا ہے کہ ہم تین آدمی ایک ساتھ یمن جارہے تھے۔ ہمارا ایک ساتھی جو کوفی تھا وہ حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں بدزبانی کررہا تھا۔ ہم لوگ اس کو باربار منع کرتے تھے مگر وہ اپنی حرکت سے باز نہیں آتا تھا۔ جب ہم لوگ یمن کے قریب پہنچ گئے اور ہم نے اس کو نماز فجر کے لیے جگایا تو وہ کہنے لگا کہ میں نے ابھی ابھی خواب دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سرہانے تشریف فرما ہوئے اور مجھے فرمایا:

''اے فاسق! خداوند تعالیٰ نے تجھ کو آج ذلیل و خوار فرمادیا اور تو اسی منزل میں مسخ ہوجائے گا۔''

اس کے بعد فوراً ہی اس کے دونوں پاؤں بندر جیسے ہوگئے اور تھوڑی دیر

میں اس کی صورت بالکل ہی بندر جیسی ہوگئی۔ ہم لوگوں نے نماز فجر کے بعد اس کو پکڑ کر اونٹ کے پالان کے اوپر رسیوں سے جکڑ کر باندھ دیا اور وہاں سے روانہ ہوئے۔ غروب آفتاب کے وقت جب ہم ایک جنگل میں پہنچے تو چند بندر وہاں جمع تھے۔ جب اس نے بندروں کے غول کو دیکھا تو رسی تڑوا کر یہ اونٹ کے پالان سے کود پڑا اور بندروں کے غول میں شامل ہوگیا۔

ہم لوگ حیران ہوکر وہاں تھوڑی دیر ٹھہر گئے تاکہ ہم یہ دیکھ سکیں کہ بندروں کا غول اس کے ساتھ کس طرح پیش آتا ہے۔ تو ہم نے یہ دیکھا کہ یہ بندروں کے پاس بیٹھا ہوا ہم لوگوں کی طرف بڑی حسرت سے دیکھتا تھا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ گھڑی بھر کے بعد جب سب بندر وہاں سے دوسری طرف جانے لگے تو یہ بھی ان بندروں کے ساتھ چلا گیا۔

(شواہد النبوۃ، صفحہ 153)

کیا انسان پہلے بندر تھا؟

صدیوں تک ہر الہامی مذہب حضرت انسان کو خالق کائنات کا عظیم اور بہترین شاہکار قرار دیتا رہا۔ لیکن 19ویں صدی کے وسط میں یعنی اب سے کوئی ڈیڑھ سو برس پہلے ایک ماہر حیاتیات ڈارون نے ''نظریہ ارتقاء'' کا شوشا چھوڑ کر دنیا بھر کے انسانوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔

ڈارون اور اس کے حامیوں نے انسان کو بندر کی اولاد ثابت کرنے کی بھرپور سعی کی اور دانشوران مغرب کا ایک بہت بڑا طبقہ ان کے نظریات سے متاثر بھی ہوا۔ بہرحال ایسے ماہرین بھی موجود رہے جنہوں نے اس نظریئے کو غلط ثابت کرنے کی کوششیں جاری رکھیں اور ہر مرحلہ پر ''نظریہ ارتقاء'' کے حامیوں کو دندان شکن جواب دیا۔

خود اہل مغرب کے سائنسدانوں کا ایک بہت بڑا طبقہ ڈارون اور اس

کے حواریوں کے دلائل سے قائل نہ ہوسکا اور اس کی مخالفت میں دلائل دیتا رہا۔ یہ بحث تاحال جاری ہے اور دونوں طرف کے ماہرین اور سائنسدان ایسے حقائق تلاش کرنے کی جستجو میں لگے رہتے ہیں۔

حال ہی میں ڈارون کے مخالفوں کو ایک زبردست دلیل ہاتھ آئی ہے۔ وسطی افریقہ کے ملک چاڈ سے زمانہ قبل از تاریخ کی ایک کھوپڑی برآمد ہوئی ہے جس کی ساخت بالکل آج کے انسان جیسی ہے۔ تقریباً 70 لاکھ سال پرانی اس کھوپڑی کا جائزہ لینے والے ماہرین کہتے ہیں کہ یہ ایک ایسے انسان کی کھوپڑی ہے جو دو پاؤں پر چلتا تھا اور اپنے ہاتھ بھی آج کے انسانوں کی طرح ہی استعمال کرتا تھا۔ لہٰذا ڈارون مکتبہ فکر کی یہ بات غلط ثابت ہوگئی ہے کہ تقریباً

50 لاکھ سال پہلے انسان کا ارتقاء چار پاؤں پر چلنے والے بندر سے شروع ہوا اور ارتقاء کے مختلف مراحل سے گزر کر آج کا انسان وجود میں آیا۔ تحقیق کرنے والے ماہرین کا کہنا ہے کہ دراصل ایسا نہیں ہوا اور قطع نظر اس کے کہ انسان کو وجود میں کون لایا؟ اس کھوپڑی کی دریافت سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ انسان، انسان ہی پیدا ہوا تھا۔ بندر یا کوئی اور جاندار ترقی کر کے انسان نہیں بنا۔

بحیثیت مسلم ہمارا بھی یہی ایمان ہے کہ انسان کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے تخلیق فرمایا اور نہ صرف انسان کو احسن تقویم میں پیدا فرمایا بلکہ اس کی ضرورت کی تمام چیزوں کو اس کائنات میں کچھ اس نظم و ترتیب سے رکھ دیا کہ ہر شے اپنے بنانے والے کی یکتائی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ بقول شاعر:

ذرہ ذرہ ہے محوِ خودنمائی ذرہ ذرہ شہیدِ کبریائی

بندر کے شکار کا حیران کن طریقہ

بعض بندر چیونٹی کے شکار کے لیے کسی پتلی سی ٹہنی کے پتے اتارنا جانتے ہیں۔ نم دار ٹہنی، جب بل میں داخل کر کے واپس کھینچتا ہے تو یہ چیونٹیوں سے بھری ہوتی ہے۔ یہ انہیں کھانے میں ذرا دیر نہیں کرتا۔ یہ کسی بڑے پتھر سے پھلوں کے سخت چھلکے توڑنا بھی جانتا ہے۔ یہ اپنی ٹانگیں بکثرت اور ایسی مہارت سے استعمال کرتا ہے، جسے دیکھ کر لگتا ہے کہ اس کے چار ہاتھ ہیں۔ یہ پیروں کی چھوٹی اور بڑی انگلی کے درمیان چیز کو جکڑ لیتا ہے۔

بندر میں کچھ انسانی خصلتیں

بندریا ایک وقت میں کئی کئی بچے جنم دیتی ہے اور بعض دفعہ اس کی تعداد دس بارہ بچوں تک بھی پہنچ جاتی ہے۔ بندر انسان سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ چنانچہ اس کی حرکتیں انسانوں جیسی ہوتی ہیں۔ انسانوں کی طرح ہنستا ہے، خوش ہوتا ہے، بیٹھتا ہے، باتیں کرتا ہے، ہاتھوں سے چیزیں لیتا ہے۔

انگلیاں انسان کی انگلیوں کی طرح الگ الگ ہوتی ہیں۔ جبکہ دوسرے جانوروں کی ملی ہوئی پنجے کی شکل میں ہوتی ہیں۔

کسی بھی چیز کو سیکھ لیتا ہے اور انسان سے بہت جلد گھل مل کر مانوس ہوجاتا ہے۔

بندر کی خواہش نفسانی جب حد سے بڑھ جاتی ہے اور اس کو خواہش پورا کرنے کا فطری راستہ نہیں ملتا تو یہ اپنے منہ سے اس کی تکمیل کرتا ہے۔ جس طرح بہت سے انسان غیر فطری طریقہ سے اپنی نفسانی خواہش کی تکمیل کرتے ہیں۔

(حیات الحیوان ج:2)

موضوع نمبر 8

قرآن مجید میں گدھے کا ذکر

گدھے کا تذکرہ قرآن مجید میں 5 عنوانات کے تحت آیا ہے:

1 ...... سامان اٹھانے والے جانور کے طور پر۔

(سورۃ البقرۃ، آیت 259)

2 ...... کرخت آواز گدھے کے مشابہ ہے۔ (سورۃ لقمان، آیت 19)

3 ...... گدھے کا بطور سواری استعمال۔ (سورۃ النحل، آیت 8)

4 ...... جاہل عالم کی مثال کتابوں سے لدے ہوئے گدھے کی طرح ہے۔

(سورۃ الجمعۃ، 5/625)

5 ...... نیکی سے منہ موڑنے والا خوفزدہ گدھے کی طرح ہے۔

(سورۃ المدثر، آیت 50 تا 51)

ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

قرآن مجید کی بہت سی سورتوں میں گدھے کا تذکرہ حمار، الحمار، گدھا، حمر

جنگلی گدھا

قرآن مجید میں گدھے کے بارے میں اس طرح بھی آیا ہے کہ

کانھم حمر مستنفرۃ (5:74) ''گویا کہ وہ جنگلی گدھے ہیں۔''

قرآن مجید میں یہ لفظ مستنفرہ ایک ہی بار آیا ہے اور وہاں گدھوں کی صفت بیان کی ہے جو شیر کے ڈر سے بھڑک کر اور بدک کر بھاگے چلے جاتے ہیں۔

سیاق میں ذکر مشرکین و معاندین قرآن کا ہے کہ انہیں قرآن سے ایسی وحشت ہوتی ہے اور وہ یوں اس سے بھاگنے لگتے ہیں جیسے گدھے شیر سے بدک کر بے تحاشا منہ اٹھائے بھاگنے لگتے ہیں۔ (حیوانات قرآنی)

قرآن مجید کی سورۃ النحل، رکوع 1 اور سورہ لقمان، رکوع 2 میں گدھے کا ذکر حمیر کے عنوان سے ملتا ہے۔

قرآن مجید میں یہ لفظ سواری کے دوسرے چوپایوں کے ساتھ اوران پر عطف ہوکر آیا ہے کہ اللہ نے تمہارے لیے گھوڑے اور خچر اور گدھے (پیدا کیے ہیں) اور سیاق لطف وانعام کا ہے۔

اور دوسری جگہ حضرت لقمان کی تقریر میں آیا ہے کہ ''اے بیٹا! اپنی آواز میں اعتدال رکھنا کہ بدترین آواز تو گدھوں کی آواز ہوتی ہے جو بے ساختہ چیخنا

(گدھے، جمع) حمیر (گدھے) حمر گدھا کے الفاظ سے موجود ہے۔

الحمار اور حمار کا لفظ گدھے کے لیے قرآن میں دو جگہ آیا ہے۔ ایک جگہ ایک مقبول بندہ کے سلسلہ میں اور دوسری جگہ قرآن میں ان کا ذکر تشبیہی حیثیت سے اس سیاق میں ہے کہ جب علم سے کام ہی نہ لیا جائے تو اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ یہود کے ذکر میں موقع ذم پر آتا ہے کہ ''جن لوگوں کو توریت عطا کی گئی اور وہ اس پر عمل نہیں کرتے، ان کی مثال گدھے کی ہے۔ جن پر کتابیں لدی ہوئی ہیں (اور وہ انہیں سمجھتے بوجھتے خاک نہیں)۔''

شروع کردیتا ہے اور اس کی سامع خراش بدآوازی ایک تسلیم شدہ و متعارف واقعہ ہے۔''

(حیوانات قرانی، صفحہ 72)

قرآن مجید کی سورۃ المدثر میں لفظ حمیر (گدھے) کے عنوان سے ذکر موجود ہے۔ اس طرح کہ مشرکین عرب کے بارے میں قرآن میں ہے کہ یہ قرآن اور رسول سے یوں بھاگتے ہیں جیسے شیر کے ڈر سے بدکتے ہوئے گدھے۔ عام طور پر جو گدھے پائے جاتے ہیں وہ پالتو قسم کے ہیں اور ان کی بزدلی ایک مشہور ومعروف بات ہے۔

گدھے کی آواز کا قرآن میں ذکر

قرآن مجید کی سورۃ لقمان، رکوع 2 پارہ 21 میں گدھے کا ذکر صوت الحمیر (گدھے کی آواز) کے عنوان سے موجود ہے۔ حیوانی سلسلہ میں لفظ صوت ایک ہی جگہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ حضرت لقمان اپنے فرزند کو کچھ اخلاقی و دینی ہدایتیں دے رہے ہیں اور اس سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ اپنی آواز کو پست رکھنا۔ بدترین آواز گدھے کی ہوتی ہے (جو بے اختیار چیخنے لگتا ہے) گدھے کی آواز کی سمع خراشی مشرق میں مسلمات میں داخل اور ایک مشہور حقیقت ہے۔ (حیوانات قرآنی، صفحہ 122)

قرآن کریم میں علماء یہود کے بارے میں فرمایا گیا ہے:

مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارًا

''ان لوگوں کی مثال جن کو تورات دی گئی پھر انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا گدھے کی طرح ہے۔ جس پر کتابیں لاد دی گئیں ہوں۔''

جہنم میں کفار کا گدھوں کی طرح کی آواز نکالنا

قرآن مجید میں ہے:

فاما الذین شقوا ففی النار لھم فیھا زفیر وشھیق (ہود:106)

''سو جو لوگ بدبخت ہیں وہ تو دوزخ میں ایسے حال میں ہوں گے کہ اس میں ان کو چیخنا اور دھاڑنا ہے۔''

حضرت معمر رحمۃ اللہ علیہ، قتادہ سے نقل کرتے ہیں کہ جہنم میں کافر کی آواز گدھے کی آواز کی مثل ہوگی۔ ابتداء میں چلانا ہوگا، آخر میں دھاڑنا ہوگا۔

100 برس مردہ رہنے والا گدھا زندہ ہوگیا

سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک گدھے کا حیران کن واقعہ بیان کیا ہے، فرماتے ہیں:

او کالذی مر علی قریۃ وھی خاویۃ علی عروشھا قال انی یحی ھذہ اللہ بعد موتھا فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ قال کم لبثت قال لبثت یوما او بعض یوم قال بل لبثت مائۃ عام فانظر الی طعامک وشرابک لم یتسنہ وانظر الی حمارک ولنجعلک ایۃ للناس وانظر الی العظام کیف ننشزھا ثم نکسوھا لحمًا فلما تبین لہ قال اعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر O

''یا اس کی طرح جو گزرا ایک بستی پر وہ گری پڑی تھی اپنی چھتوں پر۔ بولا اسے کیونکر جلائے گا اللہ اس کی موت کے بعد۔ تو اللہ نے اسے مردہ رکھا سو برس تک پھر زندہ فرمایا: تو یہاں کتنا ٹھہرا؟ عرض کی کہ دن بھر ٹھہرا ہوں یا کچھ کم۔ فرمایا: نہیں تجھے سو برس گزر گئے اور اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ اب تک بو نہ لایا اور اپنے گدھے کو دیکھ جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں اور یہ اس لیے کہ تجھے ہم لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور ان ہڈیوں کو دیکھ کیونکر ہم انہیں اٹھان دیتے۔ پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں۔ جب یہ معاملہ اس پر ظاہر ہوگیا تو بولا میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔'' (البقرۃ، رکوع 35)

اکثر مفسرین کے نزدیک یہ واقعہ حضرت عزیر بن شرخیا علیہ السلام کا ہے جو بنی اسرائیل کے ایک نبی ہیں۔ واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ جب بنی اسرائیل کی بداعمالیاں بہت زیادہ بڑھ گئیں تو ان پر خدا کی طرف سے یہ عذاب آیا کہ بخت نصر بابلی ایک کافر بادشاہ نے بہت بڑی فوج کے ساتھ بیت المقدس پر حملہ کردیا اور شہر کے ایک لاکھ باشندوں کو قتل کردیا اور ایک لاکھ کو ملک شام میں اِدھر اُدھر بکھیر دیا اور ایک لاکھ کو گرفتار کر کے لونڈی غلام بنالیا۔ حضرت عزیر علیہ السلام بھی انہیں قیدیوں میں تھے۔ اس کے بعد اس کافر بادشاہ نے پورے شہر بیت المقدس کو توڑ پھوڑ کر مسمار کردیا اور بالکل ویران بناڈالا۔

بخت نصر کون تھا؟

قوم عمالقہ کا ایک لڑکا ان کے بت ''نصر'' کے پاس لاوارث پڑا ہوا ملا تھا۔ چونکہ اس کے باپ کا نام کسی کو نہیں معلوم تھا، اس لئے لوگوں نے اس کا نام بخت نصر (نصر کا بیٹا) رکھ دیا۔ خدا کی شان کہ یہ لڑکا بڑا ہوکر کہراسف بادشاہ کی طرف سے سلطنت بابل پر گورنر مقرر ہوگیا۔ پھر یہ خود دنیا کا بہت بڑا بادشاہ ہوگیا۔ (جمل علی الجلالین، جلد ا صفحہ ۲۱۲)

کچھ دنوں کے بعد حضرت عزیرعلیہ السلام جب کسی طرح ''بخت نصر'' کی قید سے رہا ہوئے تو ایک گدھے پر سوار ہوکر اپنے شہر بیت المقدس میں داخل ہوئے۔ اپنی شہر کی ویرانی اور بربادی دیکھ کر ان کا دل بھر آیا اور وہ رو پڑے۔ چاروں طرف چکر لگایا۔ مگر انہیں کسی انسان کی شکل نظر نہیں آئی۔ ہاں یہ دیکھا کہ وہاں کے درختوں پر خوب زیادہ پھل آئے ہیں جو پک کر تیار ہو چکے ہیں مگر کوئی ان پھلوں کو توڑنے والا نہیں ہے۔ یہ منظر دیکھ کر نہایت ہی حسرت و افسوس کے ساتھ بے اختیار آپ کی زبان مبارک سے یہ جملہ نکل پڑا:

اَنّٰی یُحۡیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعۡدَ مَوۡتِهَا

یعنی اس شہر کی ایسی بربادی اور ویرانی کے بعد بھلا کس طرح اللہ تعالیٰ پھر اس کو آباد کرے گا؟

پھر آپ نے کچھ پھلوں کو توڑ کر تناول فرمایا اور انگوروں کو نچوڑ کر اس کا شیرہ نوش فرمایا۔ پھر بچے ہوئے پھلوں کو اپنے جھولے میں ڈال لیا اور بچے ہوئے انگور کے شیرہ کو اپنی مشک میں بھرلیا اور اپنے گدھے کو ایک مضبوط رسی سے باندھ دیا اور پھر آپ ایک درخت کے نیچے لیٹ کر سوگئے اور اسی نیند کی حالت میں آپ کی وفات ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے درندوں، پرندوں، چرندوں اور جن و انسان سب کی آنکھوں سے آپ کو اوجھل کردیا کہ کوئی آپ کو نہ دیکھ سکا۔ یہاں تک کہ ستر برس کا زمانہ گزر گیا تو ملک فارس کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ اپنے لشکر کے ساتھ بیت المقدس کے اس ویرانے میں داخل ہوا اور بہت سے لوگوں کو یہاں لاکر بسایا اور شہر کو پھر دوبارہ آباد کیااور بچے کھچے بنی اسرائیل کو جو اطراف و جوانب میں بکھرے ہوئے تھے سب کو بلا کر اس شہر میں آباد کردیا اور ان لوگوں نے نئی عمارتیں بنا کر اور باغات لگا کر اس شہر کو پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت اور بارونق بنادیا۔

جب حضرت عزیر علیہ السلام کو پورے ایک سو برس وفات کی حالت میں ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندہ فرمایا تو آپ نے دیکھا کہ آپ کا گدھا مرچکا ہے اور اس کی ہڈیاں گل سڑ کر اِدھر اُدھر بکھری پڑی ہیں۔ مگر تھیلے میں رکھے ہوئے پھل اور مشک میں رکھا ہوا انگور کا شیرہ بالکل خراب نہیں ہوا، نہ پھلوں میں کوئی تغیر نہ شیرے میں کوئی بو باس یا بدمزگی پیدا ہوئی ہے اور آپ نے یہ بھی دیکھا کہ اب بھی آپ کے سر اور داڑھی کے بال کالے ہیں اور آپ کی عمر وہی چالیس برس ہے۔

آپ حیران ہوکر سوچ و بچار میں پڑے ہوئے تھے کہ آپ پر وحی اتری اور اللہ تعالیٰ نے آپ سے دریافت فرمایا کہ اے عزیر! آپ کتنے دنوں تک یہاں رہے؟

تو آپ نے یہ خیال کرکے کہ میں صبح کے وقت سویا تھا اور اب عصر کا وقت ہوگیا ہے۔ یہ جواب دیا کہ میں دن بھر یا دن بھر سے کچھ کم سوتا رہا۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں اے عزیر! تم پورے ایک سو برس یہاں ٹھہرے رہے۔ اب تم ہماری قدرت کا نظارہ کرنے کے لئے ذرا اپنے گدھے کو دیکھو کہ اس کی ہڈیاں گل سڑ کر بکھر چکی ہیں اور اپنے کھانے پینے کی چیزوں پر نظر ڈالو کہ اس میں کوئی خرابی اور بگاڑ نہیں پیدا ہوا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اے عزیر! اب تم دیکھو کہ کس طرح ہم ان ہڈیوں کو اٹھا کر ان پر گوشت پوست چڑھا کر اس گدھے کو زندہ کرتے ہیں۔

چنانچہ حضرت عزیر علیہ السلام نے دیکھا کہ اچانک بکھری ہوئی ہڈیوں میں حرکت پیدا ہوئی اور ایک دم تمام ہڈیاں جمع ہوکر اپنے اپنے جوڑ سے مل کر گدھے کا ڈھانچہ بن گیا اور لمحہ بھر میں اس ڈھانچے میں گوشت پوست بھی چڑھ گیا اور گدھا زندہ ہوکر اپنی بولی بولنے لگا۔ یہ دیکھ کر حضرت عزیر علیہ السلام نے بلند آواز سے یہ کہا:

اَعۡلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ O

''میں یقین اور ایمان رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت والا ہے۔''

اس کے بعد حضرت عزیر علیہ السلام شہر کا دورہ فرماتے ہوئے اس جگہ پہنچ گئے جہاں ایک سو برس پہلے آپ کا مکان تھا۔ تو نہ کسی نے آپ کو پہچانا اور نہ آپ نے کسی کو پہچانا۔ ہاں البتہ یہ دیکھا کہ ایک بہت ہی بوڑھی اور اپاہج عورت مکان کے پاس بیٹھی ہے جس نے اپنے بچپن میں حضرت عزیر علیہ السلام کو دیکھا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ کیا یہی عزیر کا مکان ہے تو اس نے جواب دیا کہ جی ہاں۔ پھر بڑھیا سے کہا کہ عزیر کا کیا ذکر ہے؟

ان کو تو سو برس ہوگئے کہ وہ بالکل ہی لاپتہ ہوچکے ہیں۔ یہ کہہ کر بڑھیا رونے لگی تو آپ نے فرمایا کہ اے بڑھیا! میں ہی عزیر ہوں۔

تو بڑھیا نے کہا کہ سبحان اللہ! آپ کیسے عزیر ہوسکتے ہیں؟

آپ نے فرمایا کہ اے بڑھیا! مجھ کو اللہ تعالیٰ نے ایک سو برس مردہ رکھا، پھر مجھ کو زندہ فرمادیا اور میں اپنے گھر آ گیا ہوں۔

تو بڑھیا نے کہا کہ حضرت عزیر علیہ السلام تو ایسے باکمال تھے کہ ان کی ہر دعا مقبول ہوتی تھی۔ اگر آپ واقعی حضرت عزیر علیہ السلام ہیں تو میرے لئے دعا کردیجئے کہ میری آنکھوں میں روشنی آجائے اور میرا فالج اچھا ہوجائے۔

حضرت عزیر علیہ السلام نے دعا کردی تو بڑھیا کی آنکھیں ٹھیک ہوگئیں اور اس کا فالج بھی اچھا ہوگیا۔ پھر اس نے غور سے آپ کو دیکھا تو پہچان لیا اور بول اٹھی کہ میں شہادت دیتی ہوں کہ آپ یقیناً حضرت عزیر علیہ السلام ہی ہیں۔ پھر وہ بڑھیا آپ کو لے کر بنی اسرائیل کے محلّہ میں گئی۔ اتفاق سے وہ سب لوگ ایک مجلس میں جمع تھے اور اسی مجلس میں آپ کا لڑکا بھی موجود تھا جو ایک سو اٹھارہ برس کا ہوچکا تھا اور آپ کے چند پوتے بھی تھے جو سب بوڑھے ہوچکے تھے۔

بڑھیا نے مجلس میں شہادت دی اور اعلان کیا کہ اے لوگو! بلاشبہ یہ حضرت عزیر علیہ السلام ہی ہیں۔ مگر کسی نے بڑھیا کی بات کو صحیح نہیں مانا۔ اتنے میں ان کے لڑکے نے کہا کہ میرے باپ کے دونوں کندھوں کے درمیان ایک کالے رنگ کا مسہ تھا جو چاند کی شکل کا تھا۔ چنانچہ آپ نے اپنا کرتہ اتار کر دکھایا تو وہ مسہ موجود تھا۔

پھر لوگوں نے کہا کہ حضرت عزیر علیہ السلام کو تورات زبانی یاد تھی۔ اگر آپ عزیر ہیں تو زبانی تورات پڑھ کر سنایئے۔

آپ نے بغیر کسی جھجک کے فوراً پوری تورات پڑھ کر سنادی۔ بخت نصر بادشاہ نے بیت المقدس کو تباہ کرتے وقت چالیس ہزار تورات کے عالموں کو چن چن کر قتل کردیا تھا اور تورات کی کوئی جلد بھی اس نے زمین پر باقی نہیں چھوڑی تھی۔

اب یہ سوال پیدا ہوا کہ حضرت عزیر نے تورات صحیح پڑھی ہے یا نہیں؟ تو ایک آدمی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا ہے کہ جس دن ہم لوگوں کو بخت نصر نے گرفتار کیا تھا اس دن ایک ویرانے میں ایک انگور کی بیل کی جڑ میں توریت کی ایک جلد دفن کردی گئی تھی۔ اگر تم لوگ میرے دادا کے انگور کی جگہ کی نشاندہی کردو تو میں تورات کی ایک جلد برآمد کردوں گا۔ اس وقت یہ پتہ چل جائے گا کہ حضرت عزیر علیہ السلام نے جو تورات پڑھی ہے وہ صحیح ہے یا نہیں؟

چنانچہ لوگوں نے تلاش کرکے اور زمین کھود کر تورات کی جلد نکال لی تو وہ حرف بہ حرف حضرت عزیر علیہ السلام کی زبانی یاد کی ہوئی تورات کے مطابق تھی۔

یہ عجیب و غریب ماجرا دیکھ کر سب لوگوں نے ایک زبان ہوکر یہ کہنا شروع کردیا کہ بے شک حضرت عزیر علیہ السلام یہی ہیں اور یقیناً یہ خدا کے بیٹے ہیں۔ چنانچہ اسی دن سے یہ غلط اور مشرکانہ عقیدہ یہودیوں میں پھیل گیا کہ معاذ اللہ حضرت عزیر علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں۔ چنانچہ آج تک دنیا بھر کے یہودی اس باطل عقیدہ پر جمے ہوئے ہیں کہ حضرت عزیر علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں۔ (معاذ اللہ)۔ (تفسیر جمل علی الجلالین جلد ۱ صفحہ ۲۱۲ تا ۲۱۵)

ذخیرہ احادیث میں گدھے کا ذکر

کیا گدھے کے جھوٹے پانی سے وضو کر سکتے ہیں؟

1 ...... ایک مرتبہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا ہم گدھوں کے جھوٹے (پانی) سے وضو کر لیا کریں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا:

وبماء افضلت السباع

درندوں کے جھوٹے سے بھی (وضو کر سکتے ہو)۔

یہ حدیث نقل کر کے علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد اجازت دینا ہے۔

نوٹ:...... یہ مسلک شوافع کا ہے۔ حنفیہ کے نزدیک درندوں کے جھوٹے سے وضو نہیں ہو سکتا۔ (حیات الحیوان، جلد 1)

کیا تیرے جسم پر برص (پھلبہری) کا نشان ہے؟

2 ...... قبائل عرب کے وفود میں ایک شخص زرارہ بن عمرو نامی تھا۔ اس نے عرض کی کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے خوفزدہ کر دیا ہے۔ خواب میں ایک گدھی دیکھی ہے جس کو اپنے گھر چھوڑ آیا تھا۔ اس نے ایک بچہ جنا ہے جو سیاہی مائل سرخ ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اپنی کنیز پیچھے چھوڑ آئے ہو جو حاملہ تھی۔ اس نے تیرا بچہ جنا ہے۔ (رحمۃ اللعالمین 185/1)

اس نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ سرخ سیاہی مائل کیوں ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قریب بلایا۔ جب بالکل نزدیک ہو گیا تو پوچھا کیا تیرے جسم پر برص کا نشان ہے جس کو تم ہمیشہ چھپاتے رہتے ہو؟

اس نے کہا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے۔ کسی کو بھی اس برص (پھلبہری) کے نشان کا کوئی علم نہیں۔

فرمایا: اس کا یہ رنگ اس برص کے داغ کی وجہ سے ہے۔

چہرہ داغنے کی ممانعت

3 ...... بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے گدھے کے پاس سے گزرے جس کے چہرہ کو داغا گیا تھا (نشان وغیرہ کے لیے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے چہرہ داغا اس کو اللہ اپنی رحمت سے دور کر دے۔ (بخاری شریف)

گدھی پر سواری کرنے والا تکبر نہیں کرتا

4 ...... گدھی کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''جس نے اون پہنا اور بکری کا دودھ دوہا اور گدھی پر سوار ہوا اس کے اندر ذرہ برابر تکبر نہیں۔'' (رواہ البیہقی)

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ یہ تینوں کام تکبر سے محفوظ رکھتے ہیں۔

گدھا شیطان کو دیکھ کر آواز نکالتا ہے

5 ...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم گدھے کی آواز سنو تو شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔ کیونکہ گدھا شیطان کو دیکھ کر چلاتا ہے اور جب مرغ کی بانگ سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو، کیونکہ مرغ فرشتہ کو دیکھ کر بولتا ہے۔ (حیات الحیوان ج:1)

تم واقعی گدھوں سے بھی بدتر ہو

6 ....سورۂ توبہ کی آیت 78 کے شان نزول میں امام بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کے موقعہ پر ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں منافقین کی بدحالی اور انجام بد کا ذکر فرمایا۔ حاضرین میں جلاس نامی ایک منافق بھی موجود تھا۔ اس نے اپنی مجلس میں جا کر کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کچھ کہتے ہیں اگر وہ سچ ہے تو ہم تو گدھوں سے زیادہ بدتر ہیں۔

اس کا یہ کلمہ ایک صحابی عامر بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن رہے تھے۔ وہ کہنے لگے: محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ بھی فرمایا ہے وہ سچ ہے ''اور تم واقعی گدھوں سے بھی بدتر ہو۔''

گدھے کی بات چیت

7 ....فتح خیبر کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سیاہ گدھے سے گفتگو فرمائی اور اس سے اس کا نام پوچھا۔ گدھے نے بتایا کہ میرا نام یزید بن شہاب ہے۔ میرے دادا کی نسل سے 60 گدھے پیدا ہوئے اور ان پر نبی کے علاوہ کوئی سوار نہ ہوا۔ اب اس نسل میں میرے سوا اور کوئی گدھا باقی نہیں بچا اور اس زمانے میں آپ کے سوا اور کوئی نبی نہیں۔ اس لیے مجھے اللہ سے امید ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر سواری کریں گے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ایک یہودی کی ملکیت میں تھا۔ وہ جب بھی مجھ پر سوار ہوتا میں اس کو گرا دیتا تھا۔

یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یعفود ہو اور پھر اس سے دریافت کیا

کہ کیا تجھے جفتی کی خواہش ہوتی ہے۔

اس نے جواب دیا نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس گدھے پر سوار ہوا کرتے تھے اور اس کے ذریعہ سے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلوایا کرتے تھے۔ اس طرح سے کہ جب کبھی کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوانا ہوتا تو اس گدھے کو بھیج دیتے۔ وہ گدھا اپنے سر سے ان صحابی کا دروازہ کھٹکھٹاتا تھا۔ جب وہ باہر نکل کر آتے تو ان کو اشارہ کر دیتا، جس سے وہ سمجھ جاتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلوایا ہے اور اس گدھے پر سوار ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوجاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اس گدھے نے کنوئیں میں کود کر خودکشی کر لی۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے اور اس کا متن ضعیف ہے۔ (تاریخ ابن عساکر بحوالہ حیات الحیوان، جلد 1)

دوسروں کو نیکی کی تلقین کرنا خود عمل نہ کرنا

8 ....حدیث میں گدھے کی مثال دی گئی ہے کہ قیامت کے دن اسے جہنم میں ڈالا جائے گا تو اس کے پیٹ کے اندر کے تمام اعضاء گدھے کی طرح چکر کھائیں گے۔ اہل جہنم اس سے اس کا جرم پوچھیں گے کہ اسے کس جرم کی اتنی خوفناک سزا دی گئی ہے۔ تو وہ کہے گا کہ میں لوگوں کو نیک کام کی تلقین کرتا تھا مگر خود نہیں کرتا تھا اور برائی سے روکتا تھا۔ مگر خود نہیں بچتا تھا۔ (حیات الحیوان: ۱)

حافظ ابونعیم ابوالزہریہ سے نقل کرتے ہیں: لوگ فتنہ یاجوج ماجوج کے بعد دس سال بڑے راحت و آرام میں رہیں گے۔ اس زمانے میں انار اور انگور کا خوشہ اتنا بڑا ہوگا کہ دو دو آدمی مل کر اسے اٹھا سکیں۔ اس حالت میں دس سال گزر جائیں گے۔ پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ ایک ایسی خوشبودار ہوا بھیجیں گے جس سے مومن اور مومنہ کو موت آ جائے گی۔ پھر اس کے بعد لوگوں کی زندگی میں ایسی بدنظمی آ جائے گی جیسا کہ گدھا چراگاہ میں جدھر منہ اٹھاتا ہے چل دیتا ہے اور پھر اسی بےنظم زندگی میں ہی قیامت آ جائے گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص امام سے پہلے سجدے سے سر نہ اٹھائے کیونکہ ڈر ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کے سر کی طرح نہ کردیں۔ (فی الصحیحین)

اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر اور اس کے جسم کو گدھے کا جسم بنادیں گے۔ (واللہ اعلم)

ابومنصور دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ذکر کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنی عورت پر گدھے کی طرح نہ

پڑے بلکہ دونوں میاں بیوی کے درمیان ''رسول'' ہو۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ''رسول'' کیا چیز ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ بوسہ اور نرم کلام۔

حدیث میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی نااہل بندے کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے گناہ کا بوجھ اس پر لادتا جاتا ہے تاکہ قیامت کے دن اس کو پورا پورا بدلہ دے اور گناہوں کے بوجھ سے وہ گدھے کی طرح معلوم ہوتا ہے۔ (حیات الحیوان، جلد 2)

گدھے کا گوشت کھانے کی ممانعت

9 ...حضرت زہرا سلمی کہتے ہیں کہ میں نے ایک ہانڈی کے نیچے جس میں گدھے کا گوشت تھا۔ ابھی آگ جلائی ہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے گدھوں کا گوشت کھانے کی ممانعت کا اعلان کیا گیا لیکن گورخر جو کہ جنگلی گدھا ہوتا ہے۔ اس پر تمام علماء متفق ہیں کہ وہ حلال ہے۔ (بخاری شریف)

سابقہ امتوں کے واقعات میں گدھے کا ذکر

1 ......منقول ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ کون کونسی سواریاں آپ کو پسند ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ گھوڑا، گدھا اور اونٹ۔ کیونکہ گھوڑا اوالوالعزم رسولوں کی سواری ہے اور اونٹ حضرت ہود علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کی سواری ہے۔ اور گدھا حضرت عیسیٰ و حضرت عزیر علیہما السلام کی سواری ہے اور میں کیوں نہ اس چوپائے (گدھے) سے محبت رکھوں جس کو مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے زندہ فرمایا۔ (روح البیان، جلد 5 صفحہ 11)

ابلیس کے پانچ گدھے

2 ...... علائی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر سورۂ نمل میں بیان کیا ہے کہ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام نے ابلیس کو پانچ گدھے ہنکاتے ہوئے دیکھا اور اس سے پوچھا تو کہنے لگا: یہ تجارت کے لیے ہیں۔ انہیں فروخت کرنا چاہتا ہوں۔

آپ علیہ السلام نے پوچھا وہ کیا ہیں؟

اس نے کہا: ظلم، کبر، حسد، خیانت، مکر۔ اب ان میں سے سلاطین کے ہاتھ فروخت کرتا ہوں اور کبر کو دیہاتیوں یعنی گاؤں کے بڑے لوگوں کے ہاتھ فروخت کرتا ہوں اور حسد کو قاریوں کے ہاتھ فروخت کرتا ہوں اور خیانت کو تاجروں کے ہاتھ فروخت کرتا ہوں اور مکر کو عورتوں کے ہاتھ فروخت کرتا ہوں۔

امام نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ بقرہ میں بیان کیا ہے کہ دنیا پانچ اشیاء سے آراستہ ہے:

1 ......علماء کے علم سے۔
2 ......امراء کے عدل سے۔
3 ......عابدوں کی عبادت سے۔
4 ......تاجروں کی امانت سے۔
5 ......مخلوق کی خیرخواہی سے۔

پھر ابلیس نے پانچ جھنڈے لاکر ان پانچوں کے سامنے قائم کردیے۔ چنانچہ حسد کو علم کے پاس لاکر قائم کیا اور جور (یعنی ظلم) کو عدل کے پاس لاکر قائم کیا اور ریا کو عبادت کے پاس قائم کیا اور خیانت کو امانت کے پاس لاکر قائم کیا اور دغابازی کو خیرخواہی کے پاس لاکر کھڑا کیا۔ (نزہۃ المجالس، جلد 2)

عورت کی مکاری

3 ......حضرت سیدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک نیک شخص تھا، اس کی خوبصورت عورت تھی۔ ایک نوجوان اسے دیکھ کر عاشق ہوگیا۔ اس عورت نے اس نوجوان کو ایسا طریقہ بتادیا کہ جب چاہے وہ اس کے پاس چلا آئے۔

ایک روز اس کے خاوند نے اس سے کہا کہ مجھے تیری حالت اچھی معلوم نہیں ہوتی۔ لہٰذا تجھے قسم کھانا چاہیے کہ تو کوئی خیانت نہیں کرتی۔

اس نے کہا: اچھا۔ پھر اس کا خاوند چلا گیا اور وہ نوجوان آیا تو اس نے یہ ماجرا اس سے بیان کیا۔ اس نے کہا کہ پھر اس سے خلاصی کی کیا صورت ہے؟

اس نے کہا کہ گدھے کو کرایہ پر چلانے والوں کا سا لباس پہن کر اور ایک گدھا لے کر شہر کے دروازے پر کھڑے رہنا۔ پھر جب اس کا خاوند آیا اور اس نے قسم کھانے کے لیے اس باعظمت پہاڑ پر جس پر جاکر وہ لوگ قسم کھایا کرتے، اسے لے جانا چاہا تو وہ اس کے ہمراہ چل پڑی۔ جب اس نے اس گدھے والے کو دیکھا تو کہنے لگی: میں تو سوار ہوکر جاؤں گی۔

خاوند نے اسے سوار کرادیا اور یہ سب پہاڑ پر چڑھنے لگے۔ جب پہاڑ پر پہنچ گئے تو وہ خود گدھے پر سے گر پڑی اور اس کا کچھ بدن کھل گیا۔ پھر کہنے لگی: اللہ کی قسم، تیرے سوا مجھے کسی نے نہیں دیکھا مگر ہاں اس گدھے والے نے۔ اس کی جھوٹی قسم پر پہاڑ شدت سے لرزنے لگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں اسی قسم کا ذکر ہے:

وان کان مکرھم لتزول منه الجبال

''اور ان کی مکاریاں ایسی ہیں کہ جن سے پہاڑ بھی لرز جاتے ہیں۔''

(نزہۃ المجالس، جلد 2)

بے وقوف راہب

4 ......بنی اسرائیل میں ایک عبادت گزار راہب نے اپنے ہی گھر میں عبادت خانہ بنایا ہوا تھا۔ اس کے گھر کے صحن میں اس کا گدھا گھاس چر رہا تھا تو عبادت کرتے کرتے اس کی نگاہ اپنے گدھے پر پڑی تو اللہ سے کہنے لگا کہ اگر آپ کا گدھا ہے تو میں اس کو بھی اپنے گدھے کے ساتھ اپنی زمین پر چرنے دیتا۔

وقت کے نبی کو اس بات کی خبر پہنچی تو انہوں نے اس کو بددعا دینے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس نبی کو وحی بھیجی کہ آپ اس کو بددعا نہ دیں۔ ہم اپنے بندوں کو ان کی عقلوں کے مطابق جزا دیتے ہیں۔

(حلیۃ الاولیاء وبیہقی)

صحابہ رضی اللہ عنہم کے واقعات میں گدھے کا ذکر

جنتی درخت

1 ......ایک مرتبہ شاہِ روم نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط بھیجا کہ اے امیرالمومنین! میرے قاصد نے مجھے خبر دی ہے کہ آپ کے یہاں ایک درخت ہوتا ہے۔ پہلے تو گدھے کے کان کی طرح اس کے پھل نکلتے ہیں، پھر وہ غلاف پھٹ جاتا ہے اور موتی سے بھی زیادہ خوشنما پھل نظر آنے لگتا ہے اور زمرد کی طرح سبز ہوتا ہے۔ پھر سرخ اور زرد ہوکر طلاء اور یاقوت کے ٹکڑوں کی طرح نمودار ہوتا ہے۔ پھر اس میں سے عرق ٹپک پڑتا ہے۔ اس وقت وہ فالودہ سے بھی زیادہ پاکیزہ ہوتا ہے۔ پھر خشک ہوکر مقیم لوگوں کی خوراک اور مسافروں کے توشہ کے کام آتا ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو بے شک یہ جنت کا درخت ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے لکھ بھیجا کہ ہاں ہے تو سہی اور یہ وہی درخت ہے جس کے نیچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ پس تمہیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود نہ ٹھہراؤ (یعنی کھجور کا درخت)۔

(نزہۃ المجالس، جلد 1)

سمندر نے راستہ دیا

2 ......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بحرین کے مرتدین سے جہاد کرنے کے لیے حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا تو انہیں ''دارین'' پر حملہ کرنے کے لیے کشتیوں اور جہازوں کی ضرورت تھی۔ مگر کشتیوں کے انتظام میں بہت لمبی مدت درکار تھی۔ اس لیے حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے لشکر کو للکار کر پکارا کہ اے مجاہدین اسلام! تم لوگ خشک میدانوں میں تو خداوند قدوس کی امداد و نصرت کا نظارہ بار بار دیکھ چکے ہو۔ اب اگر سمندر میں بھی اس کی تائید غیبی کا جلوہ دیکھنا ہو تو تم سب لوگ سمندر میں داخل ہوجاؤ۔ آپ نے یہ کہا اور مع اپنے لشکر کے یہ دعا پڑھتے ہوئے سمندر میں داخل ہوگئے:

يَاأَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ يَاكَرِيمُ يَاحَلِيمُ يَاأَحَدُ يَاصَمَدُ يَاحَيُّ يَامُحْيِ الْمَوْتٰى يَاحَيُّ يَاقَيُّومُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

کوئی اونٹ پر سوار تھا، کوئی گھوڑے پر، کوئی گدھے پر سوار تھا، کوئی خچر پر اور بہت سے پیدل چل رہے تھے۔ مگر سمندر میں قدم رکھتے ہی سمندر کا پانی خشک ہوکر اس قدر رہ گیا کہ جانوروں کے صرف پاؤں تر ہوئے تھے، پورا اسلامی لشکر اس طرح آرام و راحت کے ساتھ سمندر میں چل رہا تھا گویا بھیگی ہوئی ریت پر چل رہا ہو۔ جس پر چلنا نہایت ہی سہل اور آسان ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کرامت کو دیکھ کر ایک مسلمان مجاہد نے جس کا نام عفیف بن المنذر

تھا، برجستہ اپنی ان دوشعروں میں اس کی ایسی منظر کشی کی ہے جو بلاشبہ وجد آفریں ہے:

الم تر ان الله ذلل بحره

وانزل بالکفار احد الجلائل

''کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان مجاہدوں کے لیے اپنے سمندر کو فرمانبردار بنادیا اور کفار پر ایک بہت بڑی مصیبت نازل فرمادی۔''

دعونا الی شق البحار فجاء نا

باعجب من فلق البحار الاوائل

''ہم لوگوں نے سمندر کے پھٹ جانے کی دعا مانگی تو خدا نے اس سے کہیں زیادہ عجیب ہمارے لیے پیش فرمادیا جو دریا پھاڑنے کے سلسلے میں پہلے لوگوں کے لیے ہوا تھا۔''

(البدایہ والنہایہ، جلد 7 صفحہ 329، دلائل النبوۃ، جلد 3 صفحہ 208، بحوالہ کرامات صحابہ)

تاریخی واقعات میں گدھے کا ذکر

1 ......گدھا بے چارہ ویسے ہی بدنام ہے۔ اس کو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سواری ہونے کا شرف حاصل ہے۔ یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی بچوں سمیت مدین سے مصر تک کا سفر اس پر کیا۔

اس کے باوجود حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی تھی کہ اپنی آواز دھیمی رکھنا، کیونکہ بدترین آواز گدھے کی ہوتی ہے۔

قرآن پاک میں دوسری جگہ ذکر آیا ہے:

''جن لوگوں کو توریت عطا کی اور وہ اس پر عمل نہیں کرتے ان کی مثال گدھے کی سی ہے۔ جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔''

عیسائی دنیا میں یہ حکایت مشہور ہے کہ خچر کے اولاد نہ ہونے کی وجہ حضرت یوسف علیہ السلام کی بددعا ہے۔ آپ علیہ السلام جب مصر تشریف لے جارہے تھے تو آپ علیہ السلام نے سواری کے لیے خچر کا انتخاب کیا۔ خچر نے اڑی کی اور آپ کو لات ماری۔ آپ علیہ السلام نے بددعا کی کہ نہ تیرے ہاں تجھ جیسی اولاد ہوگی اور نہ تیرے والدین تجھ جیسے ہوں۔ واللہ اعلم۔

ایک محدث کا عبرت انگیز واقعہ

2 ......حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ دمشق میں ایک بہت بڑے محدث تھے۔ ان کے پاس ہزاروں طلبہ حدیث پڑھنے آتے تھے مگر ان کا چہرہ ہمیشہ ڈھکا ہوا ہوتا تھا۔ ایک شاگرد کہتا ہے کہ کئی سال ان کے پاس پڑھنے کے بعد ایک دن میرے بار بار پوچھنے پر انہوں نے مجھے اپنا چہرہ دکھایا۔ میں نے دیکھا کہ ان کا سر اور چہرہ بالکل گدھے جیسا تھا۔

استاد نے فرمایا:

ایاک یابنی والاستخفاف بالحدیث فانی ارتبت فی حدیث وھو "لایتقدمن احدکم الامام فی الرکوع والرفع والا یجعل اللہ راسہ کراس الحمار" واستبعدت وقوعہ فسبقت الامام فصار وجھی کما تریٰ.

یعنی ''اے بیٹے! احادیث نبوی ﷺ کی تحقیر کبھی نہ کرنا۔ کیونکہ مجھے ایک بار اس حدیث میں شک گزرا کہ ''تم میں سے کوئی رکوع میں جانے اور رکوع سے سر اٹھانے سے امام سے پہل نہ کرے ورنہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر کی مانند کردیں گے۔'' میں نے اس بات کے وقوع میں شک کیا اور (بطور تجربہ) امام سے سبقت کی۔ پس (اس عمل کی پاداش میں) میرے چہرے کی یہ حالت ہوگئی جو تم دیکھ رہے ہو۔'' (استعظام الصغائر)

گدھا اور شاہی گھوڑے

3 ......ایک غریب آدمی کے کمزور گدھے کو شاہی اصطبل میں جانے کا اتفاق ہوا۔ کیا دیکھتا ہے کہ گھوڑے خوب موٹے تازے ہیں اور کئی خدمت گزار ان کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔

گدھے کو اپنی حالت پر رنج ہوا اور یہ تمنا کرنے لگا کہ اے کاش! میں بھی ان جیسا ہوتا۔

اتنے میں جنگ کا بگل بجا اور گھوڑوں کو میدان جنگ میں جانا پڑا اور جب وہ واپس ہوئے تو گدھے نے دیکھا کہ کوئی گھوڑا زخمی ہے۔ کوئی لہولہان ہے۔ کسی کے جسم میں تیر پیوست ہے، جسے نکالا جارہا ہے اور کوئی قریب المرگ ہے۔ یہ عالم دیکھ کر گدھے نے کہا: میرے خالق! میں اسی حالت میں خوش ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ میں ان جیسا ہوجاؤں۔''

(ماہ طیبہ، فروری 1954ء)

سبق:...... خدا نے جسے جس حال میں رکھا ہے وہی اچھا ہے اور جو بڑے ہیں ان کی آزمائش بھی بڑی ہے۔

جانور بھی غلام

4 ......حضرت ابوایوب حمال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابوعبداللہ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ جب کہیں تشریف لے جاتے تو اپنی سواری کے گدھے کو کہیں باندھا نہیں کرتے تھے بلکہ اس کے کان میں یہ کہہ دیتے کہ جا جنگل میں جاکر کچھ کھاپی آ اور فلاں وقت یہاں پہنچ جانا۔

چنانچہ گدھا جنگل میں چلا جاتا اور ٹھیک اس وقت پر جس وقت کا اسے کہا جاتا واپس پہنچ جاتا تھا۔ (روض الفائق، صفحہ 72)

گدھا زندہ ہوگیا

5 ...... حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل یمن کی ایک قوم جہاد کی نیت سے چلی۔ ان میں سے ایک شخص کا گدھا مر گیا۔ جب اور لوگ جانے لگے تو ان سے کہا تم بھی ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ۔ انہوں نے انکار کیا اور اٹھ کر وضو کیا، دو رکعت نماز پڑھی اور کہا:

اے اللہ! میں تیرے راستہ میں جہاد کرنے چلا ہوں اور تیری رضا ہی میرا مقصد ہے اور مجھے یقین ہے کہ تو مردوں کو زندہ کرتا ہے اور اہل قبور کو اٹھاتا ہے۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرا گدھا زندہ کردے۔

اور پھر اٹھ کر گدھے کو مارا تو وہ کان جھاڑ کر کھڑا ہوگیا۔ اس نے اس پر زین کس لیا اور لگام ڈال کر سوار ہوا اور اپنے ساتھیوں سے جاملا۔ انہوں نے کہا: کیا بات ہے؟ کہا: میں نے اللہ سے دعا کی کہ میرا گدھا زندہ کردے تو اس نے زندہ کردیا۔ (کرامات اولیاء، 268)

گدھا ڈھونڈنے کا عجیب حیلہ

6 ...... حضرت ابوالحسن بوشنجی رحمۃ اللہ علیہ کے شہر میں ایک گنوار کا گدھا گم ہوگیا۔ وہ گنوار سیدھا حضرت ابوالحسن کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرا گدھا آپ نے لیا ہے۔

حضرت نے فرمایا: یہ کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے تجھے آج ہی دیکھا ہے۔ مجھے تمہارے گدھے سے کیا غرض۔ جاؤ اس الزام واتہام سے باز آؤ۔

وہ گنوار کہنے لگا: میں تو ہرگز نہ جاؤں گا اور میں شور مچاؤں گا اور میرا گدھا آپ ہی نے چرایا ہے۔ حضرت ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی کہ الٰہی! مجھے اس گنوار کے مخمصے سے نجات دے۔

دعا مانگتے ہی گنوار کے پاس ایک آدمی آیا۔ جس نے بتایا کہ گدھا مل گیا ہے۔ گنوار حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں گر گیا اور کہنے لگا:

حضرت معاف فرمائیے گا۔ مجھے یقین تھا کہ گدھا آپ نے نہیں لیا۔ مگر اپنا گدھا پانے کی میں نے یہ ایک ترکیب سوچی تھی کہ حضرت ابوالحسن جو مقبول خدا ہیں کو تنگ کرو تو وہ اللہ سے جو دعا مانگیں گے اللہ قبول فرمائے گا اور میرا گدھا مل جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (تذکرۃ الاولیاء، صفحہ 529)

نماز کی برکت

7 ...... ایک سمرقندی شخص کا بیان ہے کہ میں اپنے بارے میں آبپاشی کے اہتمام سے غافل رہا کرتا ہوں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ایک بار جمعہ کی نماز کا وقت آپہنچا اور میرا گدھا جنگل کی طرف بھاگ گیا اور اس وقت مجھے اپنے باغ میں آبپاشی کرنے کی سخت ضرورت تھی۔ میرا پڑوسی کہنے لگا کہ اگر اس وقت تم اپنے باغ میں آبپاشی نہ کروگے تو پھر تمہاری باری مدت دراز کے بعد آئے گی۔

اس وقت چکی میں آٹا پینے کے لیے اناج بھی پڑا ہوا تھا۔ میں نے ان سب چیزوں سے نماز کو مقدم رکھا اور اس میں مشغول رہا۔ اس کے بعد دیکھا کہ میرے باغ کی طرف پانی جاری ہے جس سے وہ خوب سیراب ہو رہا ہے۔ میرے گدھے کے پیچھے بھیڑیئے دوڑے تھے جس کی وجہ سے وہ بھی گھر بھاگ آیا تھا۔ آٹے کا یہ قصہ گذرا کہ ایک شخص اپنا آٹا پینے کے لیے جا رہا تھا۔ اس نے میرا آٹا بھی پیس دیا۔ جب میرے گھر کی طرف آیا تو میری زوجہ نے بورے کو پہچان کر آٹا لے لیا۔ خلاصہ یہ کہ یہ سب کچھ نماز جمعہ کی برکت سے ظہور میں آیا۔ (نزہۃ المجالس، جلد 2)

گدھا اور خنزیر بدفعلی کرتے ہیں

8 ...... امام قزوینی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''مفید العلوم'' اور ''مبید الھموم'' میں ہے کہ دو جانور لواطت کرتے ہیں گدھا اور خنزیر۔ امام تقی الدین الحصنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''تنبیہ السالک'' میں بروایت بعض بیان کیا ہے کہ قوم لوط نے گدھے اور خنزیر کو یہ فعل کرتے ہوئے دیکھ کر سیکھا تھا۔

(نزہۃ المجالس، جلد 2)

اسم اعظم سکھانے والا

9 ...... ایک شخص شیخ وقت کی خدمت میں حاضر ہوا اور بہت زیادہ خدمت گزاری کے بعد یہ درخواست پیش کی کہ آپ مجھے اسم اعظم سکھا دیجئے۔

شیخ نے جواب دیا کہ کیا تمہارے اندر اس کی اہلیت ہے؟

اس نے کہا: جی ہاں۔شیخ نے فرمایا: اچھا تم شہر کے پھاٹک پر جاؤ اور جو منظر دیکھو آ کر مجھے اس کی خبر دو۔

یہ شخص شہر کے دروازے پر جا کر بیٹھا تو یہ دیکھا کہ ایک لکڑہارا اپنے گدھے پر لکڑیاں لاد کر چلا آ رہا تھا تو ایک سپاہی نے بلاقصور اس کو مار کر اس کی لکڑیوں کو چھین لیا اور وہ لکڑہارا خاموش ہوکر چلا گیا۔

شخص مذکورہ نے اپنا یہ چشم دید ماجرا آ کر شیخ وقت سے عرض کیا تو شیخ نے اس سے یہ پوچھا کہ اگر تم اسم اعظم جانتے تو اس موقع پر کیا کرتے؟

اس نے کہا کہ میں اس ظالم سپاہی کے حق میں ایسی بددعا کرتا کہ وہ ہلاک ہوجاتا۔شیخ وقت نے کہا: اسی لیے میں تم سے کہتا ہوں کہ تم میں اسم اعظم سیکھنے کی صلاحیت نہیں ہے۔سن لو مجھے اسم اعظم اس بوڑھے لکڑہارے نے سکھایا ہے۔اسم اعظم جاننے کا یہ مطلب نہیں کہ اس کو بے موقع استعمال کیا جائے۔

گدھے کی دعا

10 ...... حضرت عثمان حیری رحمۃ اللہ علیہ سفر میں تھے۔راستے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک زخمی گدھا دیکھا۔جس کی پیٹھ زخمی تھی اور کوے اس کی پیٹھ سے گوشت نوچ رہے تھے اور گدھا بے چارہ مجبور تھا اور وہ ان کو اڑا نہیں سکتا تھا۔حضرت عثمان رحمۃ اللہ علیہ کو اس پر ترس آ گیا اور اپنے نوکروں کو اپنی ریشمی قبا اتار کر دی اور حکم دیا کہ یہ اس گدھے کی پیٹھ پر اوڑھا دو۔ پھر آپ نے اپنی دستار اتار کر اس کے زخم کی جگہ پر باندھ دی اور چل دیے۔

گدھے نے زبان حال سے بارگاہ حق میں دعا کی تو حضرت کی طبیعت میں کچھ ایسا انقلاب آیا کہ آپ طلب معرفت میں حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں پہنچ گئے اور ان کی نظر سے عارف کامل بن گئے۔

(تذکرۃ الاولیاء، صفحہ 488)

گدھے کا اللہ تعالیٰ سے پانی مانگنا

11 ...... علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنگل میں ایک گدھے کو شدت کی پیاس نے تنگ کیا۔اس نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر ایک آواز نکالی گویا اللہ تعالیٰ کو اپنی فریاد سنا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فوراً بارش برسا دی۔ جس سے اس نے سیراب ہوکر پانی پیا۔ (اجتماع الجیوش، صفحہ 134)

بعض انسان ایسے بھی ہیں کہ بارش نہ ہونے پر غیراللہ کی طرح طرح کی منتیں مانتے ہیں۔کاش انہیں ایسے گدھے جیسی ہی عقل مل جاتی۔

خلیفہ معتضد باللہ

12 ...... حضرت ذوالنون مصری بن موسیٰ فرماتے ہیں کہ میں چھوٹی عمر میں ایک سڑک پر دو گدھے لے کر جا رہا تھا۔ایک گدھے پر میں سوار تھا اور دوسرے پر خربوزے لدے ہوئے تھے۔معلوم نہ تھا کہ میرے آگے خلیفہ معتضد باللہ کی سواری اس کے لشکر کے ساتھ جا رہی تھی۔اس لشکر کے ایک سپاہی نے تین خربوزے بورے میں سے نکال لیے۔ مجھے ڈر ہوا کہ میرا مالک مجھ پر چوری کا الزام لگائے گا۔ یہ سوچ کر میں نے رونا شروع کر دیا تو ایک شخص نے مجھے روئے ہوئے دیکھا تو اپنا گھوڑا روکا اور مجھ سے رونے کی وجہ پوچھی۔

میں نے رونے کی وجہ بیان کی تو اس شخص نے تمام سپاہیوں کو ایک دم کھڑا ہونے کا حکم دیا۔ پھر مجھ سے پوچھا: ان سپاہیوں میں سے کس نے تمہارے خربوزے زبردستی لیے۔

میں نے اس سپاہی کی طرف اشارہ کیا تو اس بارعب شخص نے اس سپاہی کو کوڑوں کی سزا دی۔کوڑے لگانے کے دوران وہ شخص اس سپاہی سے کہنے لگا کہ تو نے ان خربوزوں کو پیسوں سے کیوں نہیں خریدا؟ یہ خربوزے محنت کی کمائی کے تھے، تیرے باپ کے نہیں۔

اس کے بعد اس شخص نے مجھے چار خربوزوں کی قیمت ادا کی اور آگے چلا گیا۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون شخص تھا؟

لوگوں نے بتایا کہ یہ خلیفہ معتضد باللہ تھا۔ (نشوان المحضر ہ)

تمہیں بھی مار پڑے گی

13 ...... حضرت ابوسلیمان خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ گدھے پر سوار ہوکر کہیں جا رہا تھا اور گدھے کو مکھیاں پریشان کر رہی تھیں۔جس سے وہ بار بار ہل رہا تھا او اس کے ہلنے کی وجہ سے مجھے تکلیف ہو رہی تھی۔جس کی وجہ سے میں اس کو لکڑی سے مار رہا تھا۔ جب کافی دیر تک یہ سلسلہ چلتا رہا تو گدھے نے میری طرف منہ کرکے انسانی زبان میں کہا کہ تم مجھے بلاقصور مار رہے ہو۔تمہیں بھی اسی طرح مار پڑے گی۔جب میں نے گدھے سے یہ سنا تو میں نے اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا۔

حسین بن رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ سن کر میں نے ابوسلیمان خواص رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: کیا واقعی گدھے نے آپ سے گفتگو کی تھی؟

کہنے لگے: ہاں اللہ کی قسم! گدھے نے مجھ سے گفتگو کی تھی۔

(رسالہ قشیریہ و حیات الحیوان، جلد 1)

یہ واقعہ ظاہری طور پر خلاف عقل ہے۔اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ عذاب قبر برحق ہے۔لیکن وہ کسی کو نظر نہیں آتا۔مگر جب اللہ چاہتا ہے تو لوگوں کی عبرت کے لیے عذاب قبر کو ظاہر کر دیتا ہے۔جس کے دلائل احادیث اور اولیاء کے حالات میں بکثرت ملتے ہیں۔اسی طرح جانور انسانی زبان میں گفتگو نہیں کرتے مگر جب کسی کو عبرت دینی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ خلاف عادت جانوروں سے انسانی زبان میں نصیحت آموز کلمات نکلوا دیتے ہیں۔

ایک لڑکے کا بادشاہ کو ذہانت کے ساتھ جواب دینا

ایک بادشاہ کا گزر ایک لڑکے پر ہوا جو ایک گدھا ہانک رہا تھا جو کہ بہت سست رفتاری سے چل رہا تھا اور وہ بار بار اس گدھے کو جھڑکتا اور ڈانٹتا تھا۔ بادشاہ نے یہ دیکھ کر لڑکے کو گدھے کے ساتھ نرمی کرنے کا کہا۔

یہ سن کر لڑکے نے جواب دیا کہ اگر میں ڈانٹ ڈپٹ نہ کروں تو یہ اور سستی سے چلے گا اور منزل پر دیر سے پہنچے گا۔ لہٰذا بوجھ دیر تک اٹھائے گا اور بھوک بھی زیادہ لگے گی تو چارہ بھی زیادہ کھائے گا جبکہ جلدی پہنچے گا تو بوجھ بھی جلد اتر جائے گا اور چارہ بھی بچے گا۔

بادشاہ لڑکے کی بات سے خوش ہوا اور اس کو ایک ہزار درہم انعام دیے۔ یہ انعام لے کر لڑکے نے کہا کہ یہ رزق میرے مقدر میں اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے اس لیے پہلے میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں اور پھر آپ کا شکریہ ادا کروں گا۔

بادشاہ کو اس کی یہ بات بھی بہت پسند آئی لہٰذا اس کو اپنے دوستوں میں شامل کرلیا اور اپنا دوست بنالیا۔

لڑکے نے جواب دیا کہ اس میں تو میرے لیے فخر بھی ہے اور مصیبت بھی۔ بادشاہ کو وہ بہت سمجھدار اور عقلمند لگا۔ لہٰذا بادشاہ نے اسے کچھ نصیحت کرنے کو کہا۔

لڑکے نے کہا جب آپ صحیح سالم اور تندرست ہوں تو یاد رکھیں کہ ایک دن آپ ہلاک ہوجائیں گے اور خوشی میں بھی مصیبت کو یاد رکھیں اور امن و امان کے وقت بھی یاد رکھیں کہ کسی بھی وقت خوف سے واسطہ پڑسکتا ہے اور جب کوئی کام پورا ہوجائے تو موت کو یاد کریں اور اگر آپ کو اپنے نفس سے محبت ہے تو اس کو برائی سے دور رکھیں۔

بادشاہ کو لڑکے کی درویش جیسی باتیں بہت پسند آئیں اور اسے یہ خیال آیا کہ اگر یہ کم عمر نہ ہوتا تو میں اسے غلام بنالیتا۔

اس پر لڑکے نے جواب دیا۔ ''بزرگی بعقل است نہ بسال''۔

بادشاہ نے پوچھا: کیا تو وزارت سنبھال سکتا ہے؟

لڑکے نے کہا کہ تجربے کے بعد ہی انسان کو اچھائی اور برائی کا اندازہ ہوتا ہے اور اس سے پہلے اپنی رائے پیش کرنا بیکار و بے مقصد ہے۔

یہ سن کر بادشاہ نے اس کو اپنا وزیر مقرر کردیا اور وہ بادشاہ کو ہمیشہ حق بات کا مشورہ دیتا جس سے بادشاہ کو وہ اس منصب کا اہل لگتا۔ (حیات الحیوان)

خچر: قرآن کی روشنی میں

نرگدھے اور مادہ گھوڑی کے ملاپ سے پیدا ہونے والے دوغلے جانور کو خچر کہتے ہیں۔ خچر جسم میں گدھے سے بڑا اور گھوڑے سے چھوٹا ہوتا ہے۔ خچر کی ایک نایاب نسل نرگھوڑے اور مادہ گھوڑی کے اختلاط سے پیدا ہوتی ہے۔

عام خچر کی گدھے سے مشابہت یوں ہوتی ہے۔ سر چھوٹا اور موٹا ہوتا ہے۔ کان لمبے اور اعضاء پتلے ہوتے ہیں۔ اس کے کھر چھوٹے اور ایال بھی چھوٹی ہوتی ہے۔ گھوڑے سے مشابہت والے حصے عمومی قد کاٹھ، جلد، گردن اور دھڑ ہیں۔ بڑے سے بڑے خچر کا قد 64 سے 70 انچ تک ہوتا ہے اور وزن 550 سے 700 کلوگرام تک۔ چھوٹے سے چھوٹے قد میں 48 اور 64 انچ کے درمیان اور وزن میں 275 سے 600 کلوگرام تک ہوتا ہے۔ دنیا بھر میں خچروں اور گدھوں کی موجودہ تعداد 59 ملین ہے۔

طاقتور، محنتی اور صابر جانور

خچر بڑا طاقتور اور جفاکش جانور ہے۔ اسے گدھے جیسا صبر اور گھوڑے جیسی قوت عطا ہوئی ہے۔ ایک عام خچر تقریباً 75 کلوگرام وزن 25 سے 30 کلومیٹر تک ایک دن میں اٹھا کر لے جاسکتا ہے۔

قرآن مجید میں خچر کا ذکر سورۃ النحل، رکوع 1 میں بغل کے عنوان سے آیا ہے۔

خچر ہندوستان و پاکستان میں ایک معروف جانور ہے۔ گھوڑی اور گدھے یا گدھی اور گھوڑے کے ملاپ سے پیدا ہوتا ہے۔ لیکن خود اس کی نسل یعنی خچر اور خچری کے ملاپ سے نہیں چلتی۔

قرآن مجید میں اس کا ذکر ایک ہی جگہ آیا ہے۔ الخیل (گھوڑے) اور الحمیر (گدھے) کے درمیان دونوں کے عطف کے ساتھ سواریوں کی ذیل میں اس کا نام انعام الٰہی کے سیاق میں آیا ہے۔

''اور اس نے گھوڑے، خچر اور گدھے (پیدا کیے) کہ تم ان پر سوار ہو اور وہ زینت (وتجمل) کا بھی کام دیں۔''

گویا قرآن مجید نے اس کے دو کاموں کی طرف اشارہ کردیا ہے۔ ایک یہ کہ وہ سواری کے کام آتا ہے، دوسرے یہ کہ وہ ایک ذریعہ اظہار شان و تجمل ہے۔ بیروت و دمشق وغیرہ میں تو بڑے بڑے حکام و امراء خچر کی سواری کو گھوڑے کی سواری سے زیادہ معزز سمجھتے ہیں اور بائبل میں تو یہاں تک ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنے سامنے بادشاہ بنوایا تو اس موقع پر سواری بجائے گھوڑے کے شاہی خچر ہی کی کرائی اور حکم دیا: ''میرے بیٹے سلیمان کو میرے ہی خچر پر سوار کرو۔ (1۔سلاطین 33:1)

خچر اپنی رفتار اور قدوقامت اور گردن کی ساخت کے لحاظ سے گھوڑے سے مشابہت رکھتا ہے اور سر، پیر، کان اور ہاتھ کی ساخت میں گدھے کے مشابہ ہے۔ اس کی آواز گھوڑے کے ہنہنانے اور گدھے کے رینکنے دونوں سے الگ ایک کمزور قسم کی ہوتی ہے۔

گدھا زندہ ہوگیا

5 ...... حضرت شعبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل یمن کی ایک قوم جہاد کی نیت سے چلی۔ ان میں سے ایک شخص کا گدھا مر گیا۔ جب اور لوگ جانے لگے تو ان سے کہا تم بھی ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ۔ انہوں نے انکار کیا اور اٹھ کر وضو کیا، دو رکعت نماز پڑھی اور کہا:

اے اللہ! میں تیرے راستہ میں جہاد کرنے چلا ہوں اور تیری رضا ہی میرا مقصد ہے او رمجھے یقین ہے کہ تو مردوں کو زندہ کرتا ہے اور اہل قبور کو اٹھاتا ہے۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرا گدھا زندہ کر دے۔

اور پھر اٹھ کر گدھے کو مارا تو وہ کان جھاڑ کر کھڑا ہوگیا۔ اس نے اس پر زین کس لیا اور لگام ڈال کر سوار ہوا اور اپنے ساتھیوں سے جاملا۔ انہوں نے کہا: کیا بات ہے؟ کہا: میں نے اللہ سے دعا کی کہ میرا گدھا زندہ کر دے تو اس نے زندہ کر دیا۔ (کرامات اولیاء، 268)

گدھا ڈھونڈنے کا عجیب حیلہ

6 ...... حضرت ابوالحسن بوشنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شہر میں ایک گنوار کا گدھا گم ہوگیا۔ وہ گنوار سیدھا حضرت ابوالحسن کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرا گدھا آپ نے لیا ہے۔

حضرت نے فرمایا: یہ کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے تجھے آج ہی دیکھا ہے۔ مجھے تمہارے گدھے سے کیا غرض۔ جاؤ اس الزام و اتہام سے باز آؤ۔

وہ گنوار کہنے لگا: میں تو ہرگز نہ جاؤں گا اور میں شور مچاؤں گا اور میرا گدھا آپ ہی نے چرایا ہے۔ حضرت ابوالحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی کہ الٰہی! مجھے اس گنوار کے مخمصے سے نجات دے۔

دعا مانگتے ہی گنوار کے پاس ایک آدمی آیا۔ جس نے بتایا کہ گدھا مل گیا ہے۔ گنوار حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں میں گر گیا اور کہنے لگا:

حضرت معاف فرمائیے گا۔ مجھے یقین تھا کہ گدھا آپ نے نہیں لیا۔ مگر اپنا گدھا پانے کی میں نے یہ ایک ترکیب سوچی تھی کہ حضرت ابوالحسن جو مقبول خدا ہیں کو تنگ کرو تو وہ اللہ سے جو دعا مانگیں گے اللہ قبول فرمائے گا اور میرا گدھا مل جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (تذکرۃ الاولیاء، صفحہ 529)

نماز کی برکت

7 ...... ایک سمرقندی شخص کا بیان ہے کہ میں اپنے بارے میں آبپاشی کے اہتمام سے غافل رہا کرتا ہوں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ایک بار جمعہ کی نماز کا وقت آپہنچا اور میرا گدھا جنگل کی طرف بھاگ گیا اور اس وقت مجھے اپنے باغ میں آبپاشی کرنے کی سخت ضرورت تھی۔ میرا پڑوسی کہنے لگا کہ اگر اس وقت تم اپنے باغ میں آبپاشی نہ کروگے تو پھر تمہاری باری مدت دراز کے بعد آئے گی۔

اس وقت چکی میں آٹا پیسنے کے لیے اناج بھی پڑا ہوا تھا۔ میں نے ان سب چیزوں سے نماز کو مقدم رکھا اور اس میں مشغول رہا۔ اس کے بعد دیکھا کہ میرے باغ کی طرف پانی جاری ہے جس سے وہ خوب سیراب ہو رہا ہے۔ میرے گدھے کے پیچھے بھیڑیئے دوڑے تھے جس کی وجہ سے وہ بھی گھر بھاگ آیا تھا۔ آٹے کا یہ قصہ گذرا کہ ایک شخص اپنا آٹا پیسنے کے لیے جا رہا تھا۔ اس نے میرا آٹا بھی پیس دیا۔ جب میرے گھر کی طرف آیا تو میری زوجہ نے بورے کو پہچان کر آٹا لے لیا۔ خلاصہ یہ کہ یہ سب کچھ نماز جمعہ کی برکت سے ظہور میں آیا۔ (نزہۃ المجالس، جلد 2)

گدھا اور خنزیر بدفعلی کرتے ہیں

8 ...... امام قزوینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب ''مفید العلوم'' اور ''مبید الھموم'' میں ہے کہ دو جانور لواطت کرتے ہیں گدھا اور خنزیر۔ امام تقی الدین الحصنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ''تنبیہ السالک'' میں بروایت بعض بیان کیا ہے کہ قوم لوط نے گدھے اور خنزیر کو یہ فعل کرتے ہوئے دیکھ کر سیکھا تھا۔

(نزہۃ المجالس، جلد 2)

اسم اعظم سکھانے والا

9 ...... ایک شخص شیخ وقت کی خدمت میں حاضر ہوا اور بہت زیادہ خدمت گزاری کے بعد یہ درخواست پیش کی کہ آپ مجھے اسم اعظم سکھا دیجئے۔

شیخ نے جواب دیا کہ کیا تمہارے اندر اس کی اہلیت ہے؟

اس نے کہا: جی ہاں۔ شیخ نے فرمایا: اچھا تم شہر کے پھاٹک پر جاؤ اور جو منظر دیکھو آ کر مجھے اس کی خبر دو۔

یہ شخص شہر کے دروازے پر جا کر بیٹھا تو یہ دیکھا کہ ایک لکڑ ہارا اپنے گدھے پر لکڑیاں لاد کر چلا آ رہا تھا تو ایک سپاہی نے بلاقصور اس کو مار کر اس کی لکڑیوں کو چھین لیا اور وہ لکڑ ہارا خاموش ہوکر چلا گیا۔

شخص مذکورہ نے اپنا یہ چشم دید ماجرا آ کر شیخ وقت سے عرض کیا تو شیخ نے اس سے پوچھا کہ اگر تم اسم اعظم جانتے تو اس موقع پر کیا کرتے؟

اس نے کہا کہ میں اس ظالم سپاہی کے حق میں ایسی بددعا کرتا کہ وہ ہلاک ہوجاتا۔ شیخ وقت نے کہا: اسی لیے میں تم سے کہتا ہوں کہ تم میں اسم اعظم سیکھنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ سن لو مجھے اسم اعظم اس بوڑھے لکڑ ہارے نے سکھایا ہے۔ اسم اعظم جاننے کا یہ مطلب نہیں کہ اس کو بے موقع استعمال کیا جائے۔

گدھے کی دعا

10 ...... حضرت عثمان حیری رحمۃ اللہ علیہ سفر میں تھے۔ راستے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک زخمی گدھا دیکھا۔ جس کی پیٹھ زخمی تھی اور کوے اس کی پیٹھ سے گوشت نوچ رہے تھے اور گدھا بے چارہ مجبور تھا اور وہ ان کو اڑا نہیں سکتا تھا۔ حضرت عثمان رحمۃ اللہ علیہ کو اس پر ترس آ گیا اور اپنے نوکروں کو اپنی ریشمی قبا اتار کر دی اور حکم دیا کہ یہ اس گدھے کی پیٹھ پر اوڑھا دو۔ پھر آپ نے اپنی دستار اتار کر اس کے زخم کی جگہ پر باندھ دی اور چل دیے۔

گدھے نے زبان حال سے بارگاہ حق میں دعا کی تو حضرت کی طبیعت میں کچھ ایسا انقلاب آیا کہ آپ طلب معرفت میں حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں پہنچ گئے اور ان کی نظر سے عارف کامل بن گئے۔

(تذکرۃ الاولیاء، صفحہ 488)

گدھے کا اللہ تعالیٰ سے پانی مانگنا

11 ...... علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنگل میں ایک گدھے کو شدت کی پیاس نے تنگ کیا۔ اس نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر ایک آواز نکالی گویا اللہ تعالیٰ کو اپنی فریاد سنا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فوراً بارش برسادی۔ جس سے اس نے سیراب ہوکر پانی پیا۔ (اجتماع الجیوش، صفحہ 134)

بعض انسان ایسے بھی ہیں کہ بارش نہ ہونے پر غیر اللہ کی طرح طرح کی منتیں مانتے ہیں۔ کاش انہیں ایسے گدھے جیسی ہی عقل مل جاتی۔

خلیفہ معتضد باللہ

12 ...... حضرت ذوالنون مصری بن موسیٰ فرماتے ہیں کہ میں چھوٹی عمر میں ایک سڑک پر دو گدھے لے کر جا رہا تھا۔ ایک گدھے پر میں سوار تھا اور دوسرے پر خربوزے لدے ہوئے تھے۔ معلوم نہ تھا کہ میرے آگے خلیفہ معتضد باللہ کی سواری اس کے لشکر کے ساتھ جا رہی تھی۔ اس لشکر کے ایک سپاہی نے تین خربوزے بورے میں سے نکال لیے۔ مجھے ڈر ہوا کہ میرا مالک مجھ پر چوری کا الزام لگائے گا۔ یہ سوچ کر میں نے رونا شروع کر دیا تو ایک شخص نے مجھے روتے ہوئے دیکھا تو اپنا گھوڑا روکا اور مجھ سے رونے کی وجہ پوچھی۔

میں نے رونے کی وجہ بیان کی تو اس شخص نے تمام سپاہیوں کو ایک دم کھڑا ہونے کا حکم دیا۔ پھر مجھ سے پوچھا: ان سپاہیوں میں سے کس نے تمہارے خربوزے زبردستی لیے۔

میں نے اس سپاہی کی طرف اشارہ کیا تو اس بارعب شخص نے اس سپاہی کو کوڑوں کی سزا دی۔ کوڑے لگانے کے دوران وہ شخص اس سپاہی سے کہنے لگا کہ تو نے ان خربوزوں کو پیسوں سے کیوں نہیں خریدا؟ یہ خربوزے محنت کی کمائی کے تھے، تیرے باپ کے نہیں۔

اس کے بعد اس شخص نے مجھے چار خربوزوں کی قیمت ادا کی اور آگے چلا گیا۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون شخص تھا؟

لوگوں نے بتایا کہ یہ خلیفہ معتضد باللہ تھا۔ (نشوان المحضر ہ)

تمہیں بھی مار پڑے گی

13 ...... حضرت ابوسلیمان خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ گدھے پر سوار ہوکر کہیں جا رہا تھا اور گدھے کو مکھیاں پریشان کر رہی تھیں۔ جس سے وہ بار بار ہل رہا تھا او اس کے ہلنے کی وجہ سے مجھے تکلیف ہو رہی تھی۔ جس کی وجہ سے میں اس کو لکڑی سے مار رہا تھا۔ جب کافی دیر تک یہ سلسلہ چلتا رہا تو گدھے نے میری طرف منہ کر کے انسانی زبان میں کہا کہ تم مجھے بلاقصور مار رہے ہو۔ تمہیں بھی اسی طرح مار پڑے گی۔ جب میں نے گدھے سے یہ سنا تو میں نے اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا۔

حسین بن رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ سن کر میں نے ابوسلیمان خواص رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: کیا واقعی گدھے نے آپ سے گفتگو کی تھی؟

کہنے لگے: ہاں اللہ کی قسم! گدھے نے مجھ سے گفتگو کی تھی۔

(رسالہ قشیریہ و حیات الحیوان، جلد 1)

یہ واقعہ ظاہری طور پر خلاف عقل ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ عذاب قبر برحق ہے۔ لیکن وہ کسی کو نظر نہیں آتا۔ مگر جب اللہ چاہتا ہے تو لوگوں کی عبرت کے لیے عذاب قبر کو ظاہر کر دیتا ہے۔ جس کے دلائل احادیث اور اولیاء کے حالات میں بکثرت ملتے ہیں۔ اسی طرح جانور انسانی زبان میں گفتگو نہیں کرتے مگر جب کسی کو عبرت دینی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ خلاف عادت جانوروں سے انسانی زبان میں نصیحت آموز کلمات نکلوا دیتے ہیں۔

ایک لڑکے کا بادشاہ کو ذہانت کے ساتھ جواب دینا

ایک بادشاہ کا گزر ایک لڑکے پر ہوا جو ایک گدھا ہانک رہا تھا جو کہ بہت سست رفتاری سے چل رہا تھا اور وہ بار بار اس گدھے کو جھڑکتا اور ڈانٹتا تھا۔ بادشاہ نے یہ دیکھ کر لڑکے کو گدھے کے ساتھ نرمی کرنے کا کہا۔

یہ سن کر لڑکے نے جواب دیا کہ اگر میں ڈانٹ ڈپٹ نہ کروں تو یہ اور سستی سے چلے گا اور منزل پر دیر سے پہنچے گا۔ لہٰذا بوجھ دیر تک اٹھائے گا اور بھوک بھی زیادہ لگے گی تو چارہ بھی زیادہ کھائے گا جبکہ جلدی پہنچے گا تو بوجھ بھی جلد اتر جائے گا اور چارہ بھی بچے گا۔

بادشاہ لڑکے کی بات سے خوش ہوا اور اس کو ایک ہزار درہم انعام دیے۔ یہ انعام لے کر لڑکے نے کہا کہ یہ رزق میرے مقدر میں اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے اس لیے پہلے میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں اور پھر آپ کا شکریہ ادا کروں گا۔

بادشاہ کو اس کی یہ بات بھی بہت پسند آئی لہٰذا اس کو اپنے دوستوں میں شامل کرلیا اور اپنا دوست بنالیا۔

لڑکے نے جواب دیا کہ اس میں تو میرے لیے فخر بھی ہے اور مصیبت بھی۔ بادشاہ کو وہ بہت سمجھدار اور عقلمند لگا۔ لہٰذا بادشاہ نے اسے کچھ نصیحت کرنے کو کہا۔

لڑکے نے کہا جب آپ صحیح سالم اور تندرست ہوں تو یاد رکھیں کہ ایک دن آپ ہلاک ہوجائیں گے اور خوشی میں بھی مصیبت کو یاد رکھیں اور امن و امان کے وقت بھی یاد رکھیں کہ کسی بھی وقت خوف سے واسطہ پڑسکتا ہے اور جب کوئی کام پورا ہوجائے تو موت کو یاد کریں اور اگر آپ کو اپنے نفس سے محبت ہے تو اس کو برائی سے دور رکھیں۔

بادشاہ کو لڑکے کی درویش جیسی باتیں بہت پسند آئیں اور اسے یہ خیال آیا کہ اگر یہ کم عمر نہ ہوتا تو میں اسے غلام بنالیتا۔

اس پر لڑکے نے جواب دیا۔ ''بزرگی بعقل است نہ بسال''۔

بادشاہ نے پوچھا: کیا تو وزارت سنبھال سکتا ہے؟

لڑکے نے کہا کہ تجربے کے بعد ہی انسان کو اچھائی اور برائی کا اندازہ ہوتا ہے اور اس سے پہلے اپنی رائے پیش کرنا بیکار و بے مقصد ہے۔

یہ سن کر بادشاہ نے اس کو اپنا وزیر مقرر کردیا اور وہ بادشاہ کو ہمیشہ حق بات کا مشورہ دیتا جس سے بادشاہ کو وہ اس منصب کا اہل لگتا۔ (حیات الحیوان)

خچر: قرآن کی روشنی میں

نر گدھے اور مادہ گھوڑی کے ملاپ سے پیدا ہونے والے دو غلے جانور کو خچر کہتے ہیں۔ خچر جسم میں گدھے سے بڑا اور گھوڑے سے چھوٹا ہوتا ہے۔ خچر کی ایک نایاب نسل نر گھوڑے اور مادہ گھوڑی کے اختلاط سے پیدا ہوتی ہے۔

عام خچر کی گدھے سے مشابہت یوں ہوتی ہے۔ سر چھوٹا اور موٹا ہوتا ہے۔ کان لمبے اور اعضاء پتلے ہوتے ہیں۔ اس کے کھر چھوٹے اور ایال بھی چھوٹی ہوتی ہے۔ گھوڑے سے مشابہت والے حصے عمومی قد کاٹھ، جلد، گردن اور دھڑ ہیں۔ بڑے سے بڑے خچر کا قد 64 سے 70 انچ تک ہوتا ہے اور وزن 550 سے 700 کلوگرام تک۔ چھوٹے سے چھوٹے قد میں 48 اور 64 انچ کے درمیان اور وزن میں 275 سے 600 کلوگرام تک ہوتا ہے۔ دنیا بھر میں خچروں اور گدھوں کی موجودہ تعداد 59 ملین ہے۔

طاقتور، محنتی اور صابر جانور

خچر بڑا طاقتور اور جفاکش جانور ہے۔ اسے گدھے جیسا صبر اور گھوڑے جیسی قوت عطا ہوئی ہے۔ ایک عام خچر تقریباً 75 کلوگرام وزن 25 سے 30 کلومیٹر تک ایک دن میں اٹھا کر لے جا سکتا ہے۔

قرآن مجید میں خچر کا ذکر سورۃ النحل، رکوع 1 میں بغل کے عنوان سے آیا ہے۔

خچر ہندوستان و پاکستان میں ایک معروف جانور ہے۔ گھوڑی اور گدھے یا گدھی اور گھوڑے کے ملاپ سے پیدا ہوتا ہے۔ لیکن خود اس کی نسل یعنی خچر اور خچری کے ملاپ سے نہیں چلتی۔

قرآن مجید میں اس کا ذکر ایک ہی جگہ آیا ہے۔ الخیل (گھوڑے) اور الحمیر (گدھے) کے درمیان دونوں کے عطف کے ساتھ سواریوں کی ذیل میں اس کا نام انعام الٰہی کے سیاق میں آیا ہے۔

''اور اس نے گھوڑے، خچر اور گدھے (پیدا کیے) کہ تم ان پر سوار ہو اور وہ زینت (وتجمل) کا بھی کام دیں۔''

گویا قرآن مجید نے اس کے دو کاموں کی طرف اشارہ کردیا ہے۔ ایک یہ کہ وہ سواری کے کام آتا ہے، دوسرے یہ کہ وہ ایک ذریعہ اظہار شان و تجمل ہے۔ بیروت و دمشق وغیرہ میں تو بڑے بڑے حکام و امراء خچر کی سواری کو گھوڑے کی سواری سے زیادہ معزز سمجھتے ہیں اور بائبل میں تو یہاں تک ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنے سامنے بادشاہ بنوایا تو اس موقع پر سواری بجائے گھوڑے کے شاہی خچر ہی کی کرائی اور حکم دیا ''میرے بیٹے سلیمان کو میرے ہی خچر پر سوار کرو۔ (1۔سلاطین 33:1)

خچر اپنی رفتار اور قد و قامت اور گردن کی ساخت کے لحاظ سے گھوڑے سے مشابہت رکھتا ہے اور سر، پیر، کان اور ہاتھ کی ساخت میں گدھے کے مشابہ ہے۔ اس کی آواز گھوڑے کے ہنہنانے اور گدھے کے رینکنے دونوں سے الگ ایک کمزور قسم کی ہوتی ہے۔

ذخیرہ احادیث میں خچر کا ذکر

خچر سازی ممنوع ہے

1 ...... دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کیا میں آپ کے لیے گدھے کو گھوڑی سے جفتی نہ کرادوں کہ خچر جنے اور آپ اس پر سواری کریں۔

فرمایا کہ یہ حرکت جہالت و نادانی کی ہے۔ (مسند احمد، جلد 4 صفحہ 36)

روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت میں چھ خچر تھے۔ ان میں سے ایک سفید رنگ کا تھا جو مقوقس والیٔ مصر نے بطور ہدیہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تھا جس کا نام ''دلدل'' تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اندرون شہر مدینہ اور باہر کے سفروں میں اس سواری پر سفر فرمایا کرتے تھے۔ اس کی عمر بہت زیادہ ہوئی، یہاں تک کہ اس کے سب دانت ٹوٹ گئے اور اس کی خوراک کے لیے کوٹ کر دلیا بنایا جاتا تھا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدتوں زندہ رہا۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی خلافت کے دوران اس پر سوار ہوئے اور آپ کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی جنگ خوارج کے موقع پر اسی خچر پر سوار ہوکر جنگ کے لیے نکلے۔ پھر آپ کے بعد آپ کے صاحبزادگان حضرت امام حسن، حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور محمد بن الحنفیہ رحمہ اللہ نے بھی اس پر سواری کا شرف حاصل کیا۔

(روح البیان، جلد 5 صفحہ 11)

میدان جنگ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خچر پر سواری کرنا

اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ میں ایک خچر پر سوار تھے حالانکہ جنگ میں گھوڑے پر سوار ہونا چاہیے تو اسے جواب دینا چاہیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جنگ میں خچر پر سوار ہونے کا مقصد صرف اور صرف دشمن کو اپنی شجاعت اور بہادری دکھانا تھا۔

بعض علماء کی یہ رائے بھی ہے کہ براق سفید رنگ کا تھا اور خچر سیاہ و سفید رنگ کا ہوتا ہے اور یہ ملا ہوا رنگ زیادہ اچھا لگتا ہے۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ میں خچر پر سوار ہوئے۔

تاریخی واقعات میں خچر کا ذکر

گستاخ کا کام تمام کردیا

1 ...... حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ میرا ایک ہمسایہ تھا جو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو برا بھلا کہا کرتا تھا۔ اس نے دو خچر خریدے، ایک کا نام اس نے ابوبکر رکھا اور دوسرے کا عمر۔ (استغفراللہ) جس کا نام اس نے عمر رکھا تھا اس کو چارہ کم دیتا تھا۔ ایک دن اس خچر نے اس پر حملہ کردیا اور اسے ہلاک کردیا۔ لوگوں نے مجھے یہ ماجرا بیان کیا۔ میں نے کہا شاید اسی خچر نے اسے ہلاک کیا ہوگا جس کا نام اس نے عمر رکھا تھا۔ لوگوں نے کہا: ہاں ایسا ہی معاملہ ہے۔ (نزہۃ المجالس، جلد 2)

خچر زمین میں دھنس گیا

2 ...... امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارا ایک شکاری تھا جو مچھلیاں شکار کیا کرتا تھا۔ وہ شکار کے لیے جمعہ کے دن جاتا تھا۔ جمعہ کے دن کی عظمت اسے جانے سے نہیں روکتی تھی۔ ایک روز وہ گیا تو وہ اپنے خچر سمیت زمین میں دھنس گیا۔ لوگوں نے اس کو نکالا تو اس کا خچر زمین کے اندر دھنس چکا تھا۔ صرف اس کی دم باہر رہ گئی تھی۔

(العقوبات، مؤلف ابن ابی دنیا، بحوالہ عذاب الٰہی، صفحہ 30)

ھمام بن نافع الحمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک قوم نے نماز کے کھڑے ہوجانے کے بعد امام کو دور کیا۔ اس قوم کو زمین میں دھنسا دیا گیا۔

خچر کیسے زندہ ہوا؟

3 ...... حضرت سیدنا امام شعبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجاہدین اسلام کا لشکر دشمنان اسلام سے جہاد کے لیے نعرۂ تکبیر و نعرۂ رسالت بلند کرتا ہوا جانب منزل رواں دواں تھا۔ ایک جگہ پڑاؤ کیا تو ایک مجاہد کا خچر مرگیا۔ دوسرے مجاہدوں نے اسے اپنی سواریاں پیش کیں اور اپنے ساتھ چلنے کو کہا۔ لیکن اس نے انکار کردیا۔ جب بے حد اصرار کے باوجود بھی وہ تیار نہ ہوا تو اسے وہیں چھوڑ کر سارا لشکر آگے روانہ ہوگیا۔ کچھ دیر بعد اس مجاہد نے وضو کرکے خوب خشوع و خضوع سے دو رکعت نماز ادا کی اور پھر بارگاہ الٰہی میں اس طرح التجا کی:

''اے میرے پاک پروردگار! میں تیری خوشنودی کے لیے تیری راہ کا مجاہد بنا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی مردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔ تو ہی

انہیں قبروں سے زندہ کرکے اٹھائے گا۔ اے میرے مالک! میرے اس خچر کو میرے لیے زندہ کردے۔‘‘

دعا کے بعد اس نے اپنے خچر کو ٹھوکر ماری تو خچر فوراً کان جھاڑتے ہوئے کھڑا ہوگیا۔ مجاہد نے خچر پر زین ڈالی اور سوار ہوگیا۔ خچر ہوا سے باتیں کرتا ہوا سرپٹ دوڑنے لگا۔ چند ہی گھڑیوں میں وہ مجاہد اپنے دوستوں سے جا ملا۔ انہوں نے اپنے رفیق کو اسی خچر پر دیکھا تو حیران ہوکر ماجرا دریافت کیا۔ مجاہد نے سارا واقعہ بتایا اور کہا:

میرے رب نے میرے لیے اس خچر کو زندہ فرمادیا۔ (یہ سن کر تمام شرکاءِ قافلہ گویا زبان حال سے یوں کہہ رہے تھے):

دعاءِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

(عیون الحکایات)

خچر بارہ بجے کام چھوڑ دیتے

4 ...... کیلیفورنیا کے ایک کسان فریڈورکر کا بیان سننے کے لائق ہے۔ وہ لکھتا ہے:

میرے پاس چند خچر تھے جن کی مدد سے میں اپنے کھیتوں میں ہل چلایا کرتا تھا۔ ان دنوں میرے پاس گھڑی نہ تھی۔ خچروں کے آرام کرنے اور خوراک کھانے کا وقت ٹھیک بارہ بجے مقرر تھا۔ سورج جب سر پر آجاتا تو میں اپنا کام روک کر ان کو دانہ گھاس کھلاتا۔ چند روز بعد ایسا ہوا کہ دوپہر کے وقت میرا ایک دوست مجھ سے ملنے آیا۔ اس کے پاس گھڑی تھی۔ ابھی ہم باتیں کرہی رہے تھے کہ بیک وقت سب خچروں نے ہنہنانا شروع کردیا۔ میں نے اپنے دوست سے پوچھا کہ وقت کیا ہوا؟ تو اس نے گھڑی دیکھ کر بتایا کہ پورے بارہ بجے ہیں۔

اس کے بعد تو ان خچروں نے اپنا معمول بنالیا کہ بارہ بجتے ہی کام چھوڑ دیتے اور زور زور سے ہنہنانے لگتے۔ جب میں کوشش کرتا کہ وہ کام کریں تو وہ ناراض ہوکر ہل الٹ دیتے اور اس وقت تک ضد پر اڑے رہتے جب تک ان کے آگے دانہ گھاس نہ ڈال دیا جاتا۔

مجھے یہ معلوم کرکے بڑی حیرت ہوئی کہ وہ ٹھیک بارہ بجے یہ حرکت کرتے تھے۔ اس سے دو منٹ پہلے تک وہ خوب کام کرتے تھے۔ بعدازاں میں نے خچروں کی اس عجیب عادت کا مشاہدہ اپنے گاؤں کے بہت سے لوگوں کو بھی کرایا۔ وہ سب حیران رہ گئے۔

قارون کتنا دولت مند تھا؟

5 ...... حضرت خیثمہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے انجیل میں پڑھا ہے کہ قارون کے خزانوں کی چابیاں ساٹھ طاقتور خچروں کے بوجھ کے برابر تھیں۔ ان میں سے ہر چابی انگلی کے برابر تھی اور ہر چابی ایک خزانے کی تھی۔

ابومالک فرماتے ہیں:

اگر ان چابیوں میں سے ایک چابی سب لوگوں کے لیے مقرر کی جائے تو اس کا خزانہ سب کے لیے کافی ہوجائے۔

حضرت مجاہد ارشاد باری تعالیٰ فخرج علٰی قومه فی زینته کے متعلق فرماتے ہیں:

یہ قارون سفید خچروں پر سوار ہوکر لوگوں کے سامنے اپنے دوستوں کے ساتھ آیا، ان خچروں پر سرخ زینیں تھیں۔ اس نے پیلے رنگ کے کپڑے پہن رکھے تھے۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ہمیں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ قارون روزانہ اپنے پورے قد کے برابر زمین میں نیچے دھنسایا جاتا ہے اور اسی طرح قیامت تک نیچے دھنستا رہے گا۔

(عذاب کے واقعات)

بھیڑیا: قرآن کی روشنی میں

گوشت خور جانوروں میں بھیڑیا بہت خونخوار جانور ہے۔ بھیڑیے کی عام خوراک چوہے، خرگوش، بکری، بھیڑ، گائے، گھوڑا، ہرن، پاڑھے، پرندے وغیرہ ہیں۔ سبزیوں میں اسے تربوز بہت پسند ہے۔ ایک وقت میں بھیڑیا اپنے جسم کے وزن کا تقریباً 1/5 حصہ وزنی خوراک کھا جاتا ہے۔

نر بھیڑیے کا قد 85 سینٹی میٹر (34 انچ) تک ہوتا ہے۔ دم سمیت لمبائی تقریباً 1.70 میٹر (5½ فٹ) ہوتی ہے۔ عام بھیڑیے کا اوسط وزن 80 کلوگرام (175 پاؤنڈ) ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بھیڑیے کی سونگھنے کی حس اتنی تیز بنائی ہے کہ یہ میلوں دور سے بوسونگھ لیتا ہے۔ عموماً یہ شکار کے لیے صبح کے وقت نکلتا ہے کیونکہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ کتے رات بھر جاگنے کے بعد اب سوگئے ہوں گے اور یہ اطمینان سے بغیر کسی رکاوٹ کے شکار کر سکے گا۔

بھیڑیے اور شیر کے اندر بھوک پر صبر کرنے کا مادہ بہت زیادہ ہوتا ہے۔ بھیڑیے کا معدہ بہت مضبوط ہوتا ہے اور وہ مضبوط ترین ہڈی کو بھی ہضم کر لیتا ہے۔ اس کی ایک عجیب خاصیت یہ بھی ہے کہ وہ اپنی حفاظت کی غرض سے ایک آنکھ بند کر کے سوتا ہے اور دوسری آنکھ کھلی رکھتا ہے۔ جب ایک آنکھ کی نیند پوری ہو جاتی ہے تو اس کو کھول لیتا ہے اور کھلی ہوئی آنکھ بند کر لیتا ہے۔

قرآن میں بھیڑیئے کا ذکر

قرآن مجید کی سورۃ یوسف میں 6 مرتبہ بھیڑیئے کا ذکر ان الفاظ میں موجود ہے۔ ذئب (بھیڑیا) اکلہ الذئب اس کو بھیڑیا کھا گیا۔ یاکلہ الذئب اسے بھیڑیا کھا گیا۔ یوسف کو بھیڑیا نے کھالیا۔ اس واقعہ میں مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے جب ان کو کنوئیں میں ڈال کر اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے جا کر یہ کہہ دیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کو بے انتہا رنج وقلق اور بے پناہ صدمہ ہوا۔ اور وہ اپنے بیٹے کے غم میں بہت دنوں تک روتے رہے اور بکثرت رونے کی وجہ سے ان کی بینائی کمزور ہوئی تھی۔

پھر برسوں کے بعد جب برادران یوسف علیہ السلام قحط کے زمانے میں غلہ لینے کے لیے تیسری مرتبہ مصر گئے اور بھائیوں نے آپ کو پہچان کر اظہار ندامت کرتے ہوئے معافی طلب کی تو آپ نے انہیں معاف کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ آج تم پر کوئی ملامت نہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمائے وہ ارحم الراحمین ہے۔

جب آپ علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے اپنے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ السلام کا حال پوچھا اور بھائیوں نے بتایا کہ وہ تو آپ کی جدائی میں روتے روتے بہت ہی نڈھال ہوگئے ہیں اور ان کی بینائی بھی کمزور ہوگئی ہے۔

بھائیوں کی زبانی والد ماجد کا حال سن کر حضرت یوسف علیہ السلام بہت ہی رنجیدہ ہوگئے۔ پھر آپ علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا:

اذھبوا بقمیصی ھذا فالقوہ علٰی وجہ ابی یات بصیرا واتونی باھلکم اجمعین O

''میرا یہ کرتا لے جاؤ، اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو، ان کی آنکھیں کھل جائیں گی اور اپنے سب گھر بھر کو میرے پاس لے آؤ۔'' (یوسف، رکوع 10)

چنانچہ برادران یوسف علیہ السلام اس کرتے کو لے کر مصر سے کنعان کو روانہ ہوئے۔ آپ کے بھائیوں میں سے یہودا نے کہا کہ اس کرتے کو میں لے کر حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس جاؤں گا۔ کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈال کر ان کا خون آلود کرتا بھی میں ہی ان کے پاس لے کر گیا تھا اور میں نے ہی یہ کہہ کر ان کو غمگین کیا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا تو چونکہ میں نے انہیں غمگین کیا تھا۔ لہٰذا آج میں ہی یہ کرتا دے کر اور حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی کی خوشخبری سنا کر ان کو خوش کرنا چاہتا ہوں۔

چنانچہ یہودا اس پیراہن کو لے کر اسّی کوس تک ننگے سر برہنہ پا دوڑتا ہوا چلا گیا۔ راستہ کی خوراک کے لیے سات روٹیاں اس کے پاس تھیں۔ مگر فرط مسرت اور جلد پہنچنے کے شوق میں وہ ان روٹیوں کو بھی نہ کھا سکا اور جلد سے جلد سفر طے کر کے والد محترم کی خدمت میں پہنچ گیا۔

یہودا جیسے ہی کرتا لے کر مصر سے کنعان کی طرف روانہ ہوا۔ کنعان میں حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو محسوس ہوئی اور آپ نے اپنے پوتوں سے فرمایا: **انی لاجدریح یوسف لولا ان تفندون O**

''کہا بے شک میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں اگر مجھے یہ نہ کہو کہ سٹھیا گیا ہے۔''
(سورہ یوسف، رکوع 11)

آپ علیہ السلام کے پوتوں نے جواب دیا کہ خدا کی قسم آپ اب بھی اپنی پرانی وارفتگی میں پڑے ہوئے ہیں۔ بھلا کہاں یوسف ہیں اور کہاں ان کی خوشبو؟ لیکن جب یہودا کرتا لے کر کنعان پہنچا اور جیسے ہی کرتے کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈالا تو فوراً ہی ان کی آنکھوں میں روشنی آ گئی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

فلمآ ان جآء البشیر القاہ علی وجھه فارتد بصیرًا قال الم اقل لکم انی اعلم من اللہ مالاتعلمون.

''پھر جب خوشخبری سنانے والا آیا اس نے وہ کرتا یعقوب کے منہ پر ڈالا اسی وقت اس کی آنکھیں پھر آئیں۔ کہا میں یہ نہ کہتا تھا کہ مجھے اللہ کی وہ شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے۔'' (یوسف، رکوع 11)

ذخیرہ احادیث میں بھیڑیئے کا ذکر

بھیڑیوں کا قاصد خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں

1 ......امام بیہقی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بھیڑیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ کر اپنی دم ہلانے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا:

ھذا واندالذئاب جاء الیکم ان تجعلو من اموالکم

(خصائص، جلد 2 صفحہ 62)

''یہ بھیڑیوں کا قاصد ہے۔ اس لیے آیا ہے کہ تم اپنے اموال سے ان کا حصہ مقرر کردو۔''

امام ابونعیم عبداللہ بن حطب سے روایت کرتے ہیں کہ ہم دربار رسالت ﷺ میں حاضر تھے۔ ناگہاں ایک بھیڑیا آیا اور حضور ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: بھیڑیوں کا قاصد ہے۔ اگر تم پسند کرو تو اپنے اموال سے ان کا حصہ مقرر کردو تاکہ پھر یہ کسی دوسرے جانور کا شکار نہ کریں اور اگر تم چاہو تو یونہی رہنے دو۔ جس پر ان کا قابو چلے وہی ان جنگلی درندوں کا رزق ہوجائے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی:

مانطيب انفسنا بشيء فاوحى باصابعه الثلاث فولى.

(خصائص، جلد 2 صفحہ 63)

حضور ہمارا دل یہ گوارا نہیں کرتا کہ اپنے ہاتھ سے جنگلی درندوں کے لیے حصہ مقرر کیا جائے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے تین انگلیوں سے بھیڑیئے کو اشارہ کیا اور وہ چلا گیا۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر حضور ﷺ گائے، بھینس، بکری وغیرہ میں سے جنگلی درندوں کا حصہ مقرر فرمادیتے تو آج شیر اور بکری ایک گھاٹ پر پانی پیتے۔ مگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ پسند نہ کیا کہ اپنے ہاتھ سے ان درندوں کا حصہ مقرر کردیا جائے۔ اس لیے حضور ﷺ نے جنگلی درندوں کو اجازت دے دی کہ جس پر تمہارا قابو چلے شکار کرلو۔

بھیڑیا کلام کرتا ہے

2 ...... امام احمد، ابن سعد، بزار، حاکم، بیہقی و ابونعیم، یہ تمام جلیل القدر محدثین حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا۔ ایک بھیڑیا آیا اور بکری لے گیا۔ چرواہے نے بھیڑیئے سے بکری چھڑالی۔ بھیڑیئے نے کہا:

خدا نے مجھے رزق دیا اور تو نے مجھ سے چھین لیا۔

چرواہے نے کہا: عجیب بات ہے کہ حیوان کلام کررہا ہے۔

بھیڑیئے نے کہا:

رسول اللہ ﷺ بين الحرتين يحدث الناس بانباء ماسبق (وفي رواية) مايأتي.

''عجیب بات تو یہ ہے کہ ان دو پہاڑوں کے درمیان ایک رسول ﷺ پیدا ہوئے ہیں جو زمانہ آئندہ وگزشتہ کی خبریں سناتے ہیں۔''

بھیڑیئے کی یہ گفتگو سن کر چرواہا جو یہودی تھا دربار رسالت ﷺ میں حاضر ہوکر مشرف بہ اسلام ہوا اور یہ واقعہ حضور اقدس ﷺ کو بیان کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

فقال رسول اللہ ﷺ صدق صدق

''بھیڑیے نے سچ کہا۔ بھیڑیے نے سچ کہا۔''

(خصائص کبریٰ، جلد 2 صفحہ 61)

اس واقعہ میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی روایت میں یہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد چرواہا اپنا ریوڑ ہانک کر مدینہ طیبہ خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوا اور تمام واقعہ سنایا۔ حامل نبوت وقرآن ﷺ نے حکم فرمایا کہ اذان دی جائے۔ جب سب جمع ہوگئے تو چرواہے نے سب کو یہ واقعہ سنایا۔

(زینی دحلان، سیرت نبویہ حوالہ جامع معجزات وحاکم)

بھیڑیئے کے دل والے

3 ......حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ زمانہ آخر میں کچھ ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جو دین کے لباس میں دنیا کو دھوکہ دیں گے۔ ان کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہوں گی لیکن ان کے دل ایسے ہوں گے جیسے کہ بھیڑیئے کا دل۔

(حیات الحیوان ج:1)

شیطان انسانوں کا بھیڑیا

4 ....طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

انسانوں کے لیے شیطان ایک بھیڑیا ہے، جس طرح بکریوں کے لیے بھیڑیا ہے جو ریوڑ سے جدا ہونے والی بکری کو پکڑ لیا ہے۔ تم گھاٹیوں سے بچو۔ عوام، امت، جماعت اور مسجدوں کو لازم پکڑو۔ (طبرانی)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

5 ...حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو فرمایا: رب کعبہ کی قسم یہ تو وہی بچہ ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا تھیں، وہ ان کو اس وقت دودھ پلا رہی تھیں۔ یہ سن کر وہ رک کر دیکھنے لگیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دودھ پلانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ یہ لڑکا انسانی شکل میں بھیڑیوں کے درمیان ایک مینڈھے کی طرح ہے۔ یہ خانہ کعبہ کی حفاظت کرے گا یا اس کے قریب شہید ہوگا۔ (حیات الحیوان ج:1)

حرص بھیڑیئے کو بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑے جانے سے زیادہ تباہ کن

6 ...نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بھیڑیئے کا بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑا جانا اتنا تباہ کن نہیں جتنا کسی انسان کا مال اور شرف دنیاوی کی حرص اس کے لیے تباہ کن ہے۔ چنانچہ حرص کی مذمت میں اللہ تعالیٰ نے ولتجدنهم احرص الناس على حياة ''البتہ تو ان لوگوں کو سب سے زیادہ حریص پائے گا'' نازل فرمائی ہے۔ (حیات الحیوان ج:1)

پہلی امتوں کے واقعات میں بھیڑیئے کا ذکر

بھیڑیا بکریوں کی حفاظت کرتا رہا

1 ...حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک دن اپنی بکریوں کو لے کر ایسے جنگل میں پہنچے جس میں بھیڑیئے بکثرت تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت زیادہ تھکے ہوئے تھے اور پریشان بھی تھے کہ بکریوں کی حفاظت کس طرح کی جائے اور اگر راحت و آرام کرتے ہیں تو بھیڑیئے بکریوں پر زیادتی کریں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی آنکھ سے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا کہ

الٰہی تیرے علم نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے اور تیرا ارادہ جاری ہے اور تیری تقدیر سبقت کر چکی ہے۔ اس کے بعد آپ نے اپنا سر زمین پر رکھا اور سو گئے۔ جب نیند سے بیدار ہوئے تو آپ علیہ السلام نے دیکھا کہ ایک بھیڑیا آپ کی لاٹھی اپنے کندھے پر رکھے ہوئے بکریاں چرا رہا ہے اور اپنے غیر سے ان کی حفاظت کر رہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس پر تعجب ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہام کیا:

یاموسٰی کن لی کما اریدأ کن لک کما ترید

''اے موسیٰ! تو میرے لیے ہوجا جیسا کہ میں چاہتا ہوں تو میں تیرے لیے ہوجاؤں گا جیسا کہ تو چاہتا ہے۔'' (کتاب نوادر قلیوبی، صفحہ 297)

بھیڑیا بچے کو لے گیا

2 ...صحیح بخاری میں ہے کہ ایک بار دو عورتیں اپنے بچہ کو لے کر جا رہی تھیں۔ بھیڑیا ان دونوں بچوں میں سے ایک کو اٹھا کر لے گیا اور ان میں سے ہر ایک کہنے لگی کہ تیرے ہی بیٹے کو لے گیا ہے۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس مقدمہ دائر کیا گیا۔ انہوں نے بڑی کے لیے حکم دیا لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ چھری لاؤ۔ میں اس کو چیر کر تم دونوں کو تقسیم کردوں تو چھوٹی نے کہا کہ اے اللہ کے نبی! ایسا نہ کیجئے۔ یہ اس کا بیٹا ہے۔ پس اس کی شفقت سے انہیں معلوم ہوگیا کہ اسی کا بیٹا تھا۔

امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ بڑی کو اس لڑکے کا چیر ڈالنا ناگوار معلوم نہ ہوا بلکہ وہ یہی چاہتی تھی۔ (نزہۃ المجالس، جلد2)

بنی اسرائیل کی ایک عورت کا عجیب واقعہ

3 ...وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک بزرگ گزرے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت سمندر کے کنارے کپڑے دھو رہی تھی۔ اس کے قریب اس کا چھوٹا سا بچہ بھی کھیل رہا تھا۔ اتنے میں ایک سائل نے آ کر سوال کیا۔ اس عورت نے روٹی کا ایک لقمہ سائل کو دے دیا۔

تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ ایک بھیڑیا آیا اور اس عورت کا بچہ اٹھا کر لے گیا۔ وہ چیختی چلاتی ہوئی بھیڑیئے کے پیچھے دوڑی اور کہنے لگی: یاذئب! ابنی یعنی ''اے بھیڑیئے! میرا بیٹا (چھوڑ دے)۔''

فبعث الله ملكا انتزع الصبى من فم الذئب ورمى به اليها وقال: لقمة بلقمة

''اللہ تعالیٰ نے فوراً ایک فرشتہ بھیجا۔ جس نے بھیڑیئے کے چنگل سے بچے کو چھڑا کر اس کی ماں کے حوالے کیا اور کہا کہ یہ بھیڑیئے کا لقمہ تیرے اس لقمے کا بدلہ ہے جو تو نے خداتعالیٰ کی راہ میں صدقہ کیا تھا۔''

(استعظام الصغائر، صفحہ 81)

تاریخی واقعات میں بھیڑیئے کا ذکر

1 ......ایک شخص کے گھر میں تین پالتو جانور تھے: گدھا، کتا اور مرغا۔

مرغا اس کو فجر کی نماز کے لیے بیدار کرتا تھا۔

کتا اس کے گھر کی حفاظت کرتا تھا۔

گدھے کو وہ پانی وغیرہ لانے کے لیے استعمال کرتا تھا۔

ایک دن لومڑی اس کے مرغے کو کھا گئی۔ گھر والوں کو بہت افسوس ہوا لیکن اس آدمی نے کہا کہ میں اللہ کی رضا پر راضی ہوں۔ اسی میں میرے لیے بہتری ہوگی۔

کچھ دنوں کے بعد بھیڑیئے نے اس کے گدھے کو شکار کرلیا۔ اس صابر شخص نے کہا کہ جو اللہ کا حکم میں اس کی رضا پر راضی ہوں۔

اللہ کی شان کہ چند ہی یوم کے بعد اس کا کتا بیماری کی وجہ سے مر گیا۔ مگر وہ صابر رہا۔ اس کے تینوں جانور چند ہی روز میں مر گئے۔

پھر کچھ روز بعد بستی کے تمام گھروں میں چوروں کے گروہ نے چوریاں کیں۔ اس کی وجہ یہ بنی کہ جن جن گھروں سے جانوروں کی آوازیں آتی تھیں ان آوازوں سے ان کو معلوم ہوا کہ یہاں کوئی رہتا ہے تو لازماً کچھ نہ کچھ اس گھر سے مل جائے گا۔ مگر چونکہ اس نیک شخص کے گھر کوئی جانور نہ تھا اس لیے چور سمجھے کہ یہاں کوئی نہیں رہتا۔ لہٰذا یہاں مال و دولت بھی نہ ہوگا۔

جب اس شخص کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو اس نے کہا کہ اللہ اپنے بندوں کے لیے جو کرتا ہے وہ بہتر ہی کرتا ہے۔ اس کی حکمت وہی جانتا ہے۔

(احیاء العلوم، امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ)

بغیر وضو نماز کا خوفناک انجام

2 ......کسی آدمی نے ایک فوت شدہ نمازی شخص کو خواب میں دیکھا۔ اس سے حال دریافت کیا اور پوچھا کہ موت کے بعد اللہ تعالیٰ نے کیا برتاؤ کیا؟

اس نے جواب دیا:

یعنی ''میں نے ایک دن بغیر وضو ایک نماز پڑھی تھی جس کی پاداش میں مجھ پر ایک بھیڑیا مسلط کردیا گیا ہے جو مجھے ہر وقت قبر میں ڈراتا رہتا ہے۔ اس خوفناک صورتحال کی وجہ سے میں بہت بری حالت میں ہوں۔''

(استعظام الصغائر)

بھیڑ اور بھیڑیا ایک ساتھ چرتے

3 ......حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ حکومت میں موسیٰ ابن عین کرمان میں چرواہے تھے۔ وہ بکریاں چراتے تھے۔ بھیڑیئے اور دیگر درندے ساتھ ساتھ چرا کرتے تھے۔ اتفاقاً ایک دن رات کے وقت ایک بھیڑیا آیا اور ایک بکری لے کر بھاگ گیا۔ یہ دیکھ کر ان لوگوں نے سوچا کہ وہ نیک شخص جس کی برکت سے یہ سب بکریاں اور درندے وغیرہ ساتھ ساتھ چرتے تھے اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ چنانچہ جب صبح کو اس کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوگیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات 20 رجب 101 ہجری میں ہوئی۔ (ابن سعد)

موضوع نمبر 11

بکری: قرآن کی روشنی میں

بکری ہماری نہایت ہی قریبی اور قدیم ترین دوست ہے۔ تقریباً دس ہزار سال پہلے جنگلی بکری کو پالتو بنایا گیا۔ بکری سے ہمیں کئی ایک فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ ہم اس کا دودھ پیتے ہیں، گوشت کھاتے ہیں اور اس کی کھال کو اپنے کام میں لاتے ہیں۔ بکری کی مذہبی اہمیت بھی ہے۔ یہ ان جانوروں میں سے ہے جن کو سنت ابراہیمی کے طور پر مسلمان عیدالاضحیٰ پر قربان کرتے ہیں۔

بکری اگرچہ گائے کے مقابلے میں بہت کم دودھ دیتی ہے لیکن اس کا دودھ خوش ذائقہ ہوتا ہے۔ اس میں چکنائی کم ہوتی ہے، چنانچہ بچوں، ضعیفوں اور بیماروں کے لیے یکساں مفید ہے۔ پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے جنگلی بکری کی ایسی نسل سے نوازا ہے جو دوسرے ممالک میں شاذونادر ہی ملتی ہیں۔ (قرآن مجید میں بکری اور بھیڑ کا ذکر ان جگہوں پر ہوا ہے:

1 ...... سورہ انعام آیت نمبر 143

2 ...... سورہ طٰہٰ آیت نمبر 18

3 ...... سورہ انبیاء آیت نمبر 78

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں پہلے بھیڑ کا ذکر فرمایا ہے اور اس کے بعد بکری کا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

ثمانية ازواج من الضان اثنين ومن المعز اثنين.

آٹھ جوڑے میں سے دو بھیڑوں میں سے اور بکریوں میں سے دو۔

ان هذا اخی له تسع وتسعون نعجة ولی نعجة واحدة.

یہ میرا بھائی ہے اور اس کے پاس 99 دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک دنبی ہے۔

وفديناه بذبح عظيم.

''اور ہم نے فدیہ میں اس کو ایک بڑا ذبیحہ بھیجا'' پر مفسرین کا اتفاق ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے عوض جو قربانی کا جانور بھیجا تھا وہ مینڈھا تھا۔

آیت شریفہ ''اذ يحكمن فی الحرث اذ نفشت فيه غنم القوم''

جس وقت کہ دو آدمی کھیتی کے متعلق فیصلہ کروانے آئے جبکہ ایک قوم کی بکریاں کھلی چھوڑ دیں جس سے وہ میرے کھیت میں آ گھسیں اور سارا کھیت چر گئیں اور کچھ بھی نہ چھوڑا، اس لیے آپ فیصلہ کیجئے۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ فیصلہ کیا کہ بکریاں کھیت والے کو اس کے نقصان کے عوض دلا دیں۔

چنانچہ اس فیصلے کے بعد دونوں فریق حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو آپ علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تمہارے بارے میں کیا فیصلہ ہوا؟ انہوں نے اپنا فیصلہ ان کو سنایا۔

اس پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ اگر تمہارا معاملہ میرے پاس ہوتا تو میں کچھ اور فیصلہ کرتا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو بلوایا اور ان کو قسم دے کر ان کے فیصلے کے بابت پوچھا؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے عرض کیا:

ابا جان کھیت تو بکریوں والے کو دے دیجئے تاکہ وہ اسے بوئے اور کھیتی کرے۔ اور تب تک کھیت والا بکری کے دودھ سے فائدہ اٹھائے۔ اس طرح جب کھیت کی حالت ایسی ہوجائے جیسا کہ بکریوں کے چرنے سے پہلے تھا تو اس وقت کھیت کسان کو اور بکریاں بکریوں والے کو دلا دیجئے۔

چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے فیصلے کو منسوخ کر کے حضرت سلیمان علیہ السلام کے فیصلے کو نافذ فرمایا۔ (حیات الحیوان جلد 1)

ذخیرہ احادیث میں بکری کا ذکر

بکری سے حسن سلوک

1 ......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

احسنوا الی المعزی و امیطوا عنها الاذی فانها من دواب الجنة.

''بکری سے حسن سلوک کرو اور اس سے اذیت کو دور کرو کیونکہ یہ جنت کے جانوروں میں سے ہے۔''

یہ حدیث سند کے اعتبار سے بہت ضعیف ہے۔ مگر طبرانی کی اس کے ہم معنی دوسری حدیث کی وجہ سے اس کی تائید ہوجاتی ہے اور ضعف اٹھ جاتا ہے۔ (حیات الحیوان)

بکریاں رکھا کرو

2 ......حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **علیکم بالغنم فانها من دواب الجنة**

''تم بکریوں کو (اپنے پاس) رکھا کرو کیونکہ یہ جنت کے جانوروں میں سے ہے۔'' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی فرماتے ہیں کہ بکری جنت کے جانوروں میں سے ہے۔ (حیات الحیوان)

بکری کے سامنے چھری تیز کرنے کا حکم

3 ......حضور ﷺ نے ایک شخص سے جو بکری کو پچھاڑ کر اپنی چھری تیز کررہا تھا فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ اس کو دو دوموت سے مارے۔ اس کو پچھاڑنے سے پہلے ہی تو نے کیوں نہ چھری تیز کرلی؟ اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ (حیات الحیوان)

بکری پر رحم کرنے والے پر اللہ رحم کرے گا

4 ......حضور ﷺ سے ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ جب میں بکری کو ذبح کرتا ہوں تو مجھے اس پر بڑا ترس آتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تجھے اس پر رحم آتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی تجھ پر رحم کرے گا۔ اس کو حاکم نے روایت کرکے کہا ہے کہ صحیح الاسناد ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ذبح کرنے سے پہلے جانور کو دانہ پانی دکھلا دینا، دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرنا اور اس کے سامنے چھری تیز نہ کرنا مستحب ہے۔ (نزہۃ المجالس، جلد 2)

بکری کا بچہ

5 ......یزید بن اصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ حالت نماز میں سجدہ کرتے تو اپنے سامنے سے پیٹ کو زمین سے الگ کرلیتے۔ یہاں تک کہ اگر بکری کا بچہ درمیان سے گزرنا چاہتا تو گزر جاتا۔ (ابوداؤد، نسائی)

پہاڑی بکری کے بارے میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جنگ احد کے دن پہاڑ میں اس طرح چھپ گیا تھا جس طرح پہاڑی بکری پہاڑ میں رہتی ہے۔ پھر میں آپ ﷺ کی خدمت میں گیا تو آپ ﷺ کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھے ہوئے دیکھا اور آپ ﷺ پر یہ وحی نازل ہوئی:

وما محمد الا رسول قدخلت من قبله الرسل

''نہیں محمد مگر رسول، تحقیق ان سے قبل بھی رسول گزر چکے ہیں۔''

اسلام حجاز کی طرف لوٹے گا

6 ...... آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

"بے شک اسلام حجاز کی طرف لوٹ آئے گا جس طرح سانپ اپنے بل کی طرف اور اسلام حجاز میں اس طرح جڑ پکڑلے گا جس طرح پہاڑی بکری پہاڑ کی چوٹی پر رہتی ہے اور اسلام اجنبی حالت میں دنیا میں آیا ہے اور آخر میں بھی اجنبی ہوجائے گا۔ بس کچھ اجنبی ہی میری سنت کو دوبارہ ٹھیک کریں گے۔ جس کو میرے بعد کے لوگوں نے بدل دیا ہوگا" (ترمذی شریف)

بکری کا دودھ پڑوسی کو دینے کا حکم

7 ...... رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے پاس بکری ہو اور اس کا دودھ اس کے کسی پڑوسی اور مسکین کو نہ پہنچے تو اس کو چاہیے کہ اس بکری کو ذبح کردے یا بیچ دے۔ (حیات الحیوان، جلد 1)

بکریوں میں برکت

8 ......رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا کہ بکریاں پالو، کیونکہ ان میں برکت ہے۔

سفید بکریوں میں برکت

9 ......ایک مرتبہ حضور ﷺ کے سامنے اونٹوں اور بکریوں والوں نے ایک دوسرے پر فخر کیا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: عاجزی و انکساری بکری والوں میں ہے اور غرور اونٹ والوں میں ہے۔ (صحیحین)

ایک عورت نے آپ ﷺ سے شکایت کی کہ میری بکریاں اچھی نہیں ہیں۔ حضور ﷺ نے اس سے ان بکریوں کے رنگ کے بارے میں دریافت کیا۔ اس عورت نے جواب دیا کہ کالا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ان کو بدل کر سفید بکریاں پالو اور فرمایا کہ سفید بکریوں میں برکت ہے۔ (حیات الحیوان، جلد 1)

بکری کے سات اجزاء کا کھانا مکروہ ہے

10 ......حضور اکرم ﷺ ذبح کی ہوئی بکری کے سات اعضاء کا کھانا مکروہ سمجھتے تھے اور وہ یہ ہیں:

1 ......عضو تناسل 2 ......خصیتین 3 ......پتا
4 ......خون 5 ......فرج 6 ......غدود 7 ......مثانہ

بکری کا اگلے والا حصہ آپ ﷺ کو زیادہ پسند تھا۔ (سنن بیہقی)

دنیا حقیر ہے

11 ......ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک بکری کے بچے کے پاس سے ہوا جسے مالک نے خارش میں مبتلا ہونے کی وجہ سے گھر سے نکال دیا تھا۔ اسے دیکھ کر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مخاطب کرکے فرمایا جس طرح یہ بکری کا بچہ اپنے مالک کے نزدیک حقیر ہے اس سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ دنیا حقیر ہے۔

مردہ بکری کا بچہ

12 ......بزار نے اپنی مسند میں حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ذکر کی ہے:

رسول اکرم ﷺ ایک قوم کے کوڑے کچرے کے ڈھیر کے پاس سے گزر رہے تھے، وہاں ایک مرا ہوا بکری کا بچہ پڑا تھا۔ اس کو آپ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا کہ اس کے مالک کو اس کی ضرورت نہیں ہے کیا؟

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر اس کے مالک کو اس کی ضرورت ہوتی تو وہ اس کو یوں نہ پھینکتا۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم جس طرح یہ بچہ اپنے مالک کے نزدیک حقیر ہے اللہ کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ حقیر ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو بھی اس دنیا کو پانے کی کوشش کرے گا وہ اسے تباہ و برباد کردے گی۔ (حیات الحیوان، جلد 1)

بکریوں کا ریوڑ دے دیا

13 ......ایک دفعہ حضور ﷺ سے ایک شخص نے کچھ مانگا تو آپ ﷺ نے اس کو وہ سب بکریاں دے دیں جو دو پہاڑوں کے درمیان تھیں۔ جب وہ بکریاں لے کر اپنی قوم میں پہنچا تو کہنے لگا: لوگو! مسلمان ہوجاؤ کیونکہ قسم ہے خدا کی! محمد ﷺ کا دینا ایسے شخص کا دینا ہے جس کو فقر کا کوئی خوف نہ ہو۔ (صحیح مسلم)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بکریاں چرانا

14 ...... آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا تو وہ بکریاں چرا رہے تھے۔ داؤد علیہ السلام کو بھی جب نبی بنا کر بھیجا گیا تو وہ بھی بکریوں کے چرواہے تھے اور مجھے نبی بنا کر بھیجا گیا۔ حالانکہ میں نے بھی اپنے گھر والوں کے لیے بکریاں چرائی ہیں۔

بکریوں کے باڑے میں نماز

15 ...... ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھا کرو اور بکریوں کے ناک سے نکلنے والی رینٹ پونچھا کرو۔

(حیات الحیوان، جلد1)

آپ ﷺ کی سو بکریاں

16 ...... نبی ﷺ کے پاس سو بکریاں تھیں۔ چنانچہ جب بھی کوئی بکری کا بچہ پیدا ہوتا اس کی جگہ آپ ایک بکری ذبح کر دیتے کیونکہ آپ ﷺ چاہتے تھے کہ بکریوں کی تعداد سو سے زائد نہ ہو۔ (ابوداؤد)

بہترین مال بھیڑ اور بکریاں ہیں

17 ...... رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عنقریب مسلمانوں کا بہترین مال بھیڑ، بکریاں ہوں گی۔ وہ انہیں لے کر پہاڑ کی چوٹیوں پر اور بارش والے علاقوں میں چلا جائے گا وہ اپنے دین کو فتنوں سے بچانے کی خاطر (شہروں اور بستیوں سے) دور بھاگے گا۔ (بخاری و ابن ماجہ)

بکری کے بچے کے لیے دودھ چھوڑنا نیکی ہے

18 ...... آپ ﷺ نے دودھیالے جانوروں کے بچوں کی خوراک کا لحاظ کرتے ہوئے ان کا سارا دودھ دوہنے سے منع فرمایا ور ان کے تھنوں میں کچھ دودھ چھوڑنے کے عمل کو حیوانات کے ساتھ نیکی سے تعبیر فرمایا۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو بکری کا دودھ دوھ رہا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

ای فلان! إذا حلبت فابق لولدها

''اے فلاں! جب تو بکری کا دودھ دوہے تو اس کے بچے کے لیے بھی کچھ دودھ چھوڑ دے، کیونکہ یہ عمل ان جانوروں کے ساتھ نیکی میں ہے۔''

(حیات الحیوان)

بکری کا دودھ پینے کے لیے دینا اعلیٰ خصلت

19 ...... بخاری وابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ذکر کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: چالیس خصلتیں ہیں جن میں سب سے اعلیٰ منیحة العنز ہے۔ یعنی بکری کا دودھ پینے کے لیے کسی کو دے دینا اور جو شخص ان میں سے کسی پر بھی عمل کرے گا اور ان پر حصول ثواب کی امید رکھے گا اور جو کچھ اس کے بارے میں وعدہ کیا گیا ہے اس کی تصدیق کرے گا تو اس کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمائیں گے۔

(حیات الحیوان 333/2)

مومن کی مثال ایسی بکری کی ہے جو سوئی نگل لے

20 ...... حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''مومن کی مثال اس بکری جیسی ہے جو چارہ کے ساتھ سوئی نگل گئی ہو اور وہ اس کے معدہ میں چبھتی جارہی ہو اس وجہ سے وہ کوئی چیز نہ کھاسکتی ہو اور کھالے تو ہضم نہ ہوتی ہو۔''

ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ منافق کی مثال اس بکری کی سی ہے جو بکریوں کے دوگلوں (ریوڑ) کے درمیان ماری ماری پھر رہی ہو۔ یعنی اِدھر ہو نہ اُدھر ہو۔ (حیات الحیوان 122/2)

حضور ﷺ کا خواب اور سیاہ بکریاں

21 ...... حاکم متدرک میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں سیاہ بکریاں دیکھیں جن میں بہت سی سفید بکریاں آکر مل گئیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: آپ ﷺ نے اس کی کیا تعبیر لی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عجمی لوگ تمہارے دین ونسبت میں شریک ہوجائیں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ کیا عجمی لوگ ہمارے شریک ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دین اگر ثریا میں معلق ہوگا تو عجم کے لوگ اس کو وہاں سے بھی نکال لائیں گے۔ (المستدرک للحاکم)

دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کالی بکریوں کے پیچھے سفید بکریاں آرہی ہیں۔

پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم اس کی تعبیر بیان کرو۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عرب دین میں آپ کا اتباع کریں گے اور عجم ان کا اتباع کریں گے۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا کہ صحیح ہے۔ سحری کے وقت فرشتے نے بھی یہی تعبیر دی ہے۔

شیخین کی خلافت کی خوشخبری

22 ...حضور ﷺ نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ گویا میں ایک کنوئیں میں ڈول بھر بھر کر پانی کھینچ رہا ہوں اور میرے اردگرد سیاہ اور سفید بکریاں ہیں۔ اس کی بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے کھینچنا شروع کیا مگر خدا ان کی مغفرت فرمائے۔ ان کے کھینچنے میں کمزوری تھی۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور انہوں نے ڈول ہاتھ میں تھاما۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے کوئی مرد ایسا قوی نہیں دیکھا جس نے عمر کی طرح آب کشی کی ہو۔

لوگوں نے اس خواب کی تعبیر یہ لی کہ حضور ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوں گے۔ حدیث میں اگر بکریوں کا ذکر نہ کیا جائے تو تعبیر مشکل پڑ جائے گی۔ چونکہ خواب میں بکریاں خلافت ہے اور کالی وسفید بکریوں سے مراد عرب وعجم ہیں۔ (حیات الحیوان 393/2)

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بکریوں پر مبارک کلمات کو ترجیح دینا

23 ...بعض روایات میں ہے کہ ایک دن حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کی خدمت میں آئیں اور وہ فاقے سے تھیں۔ اتفاق سے اس وقت حضور ﷺ کے پاس بطور ہدیہ کچھ بکریاں لائی گئی تھیں۔

حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔تیں دن سے آل محمد (ﷺ) کے گھروں میں آگ نہیں جلائی گئی۔اگر تیری خواہش ہو تو تیرے لیے پانچ بکریوں کا حکم دے دوں (یعنی تجھے پانچ بکریاں دے دی جائیں) اور اگر تو چاہے تو تجھے پانچ ایسے مبارک کلمات سکھلا دوں جو جبرئیل علیہ السلام نے کر مجھے بتلائے ہیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا (کہ مجھے بکریوں کی خواہش نہیں) بلکہ آپ مجھے ان پانچ کلمات کی تعلیم دے دی۔ جو آپ ﷺ کو جبرئیل علیہ السلام نے بتلائے ہیں۔

چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے فاطمہ! یہ پانچ کلمات سیکھ لے (اور ان کو پڑھا کر)

1 ... یَااَوَّلَ الْاَوَّلِیْنَ
2 ... یَآ اٰخِرَ الْاٰخِرِیْنَ
3 ... یَاذَاالْقُوَّةِ الْمَتِیْنَ
4 ... یَا رَاحِمَ الْمَسَاکِیْنَ
5 ... یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ (کنز العمال 492/6 بحوالہ گلستان قناعت 281)

گلہ بانی

24 ...حضور ﷺ مائی حلیمہ کے پاس تھے تو رضاعی بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرانے جایا کرتے تھے۔ پھر جب آپ ﷺ تقریباً بارہ سال کے ہوئے تو اس وقت مکہ مکرمہ میں بکریاں چرایا کرتے تھے۔

آپ ﷺ کے علاوہ دیگر انبیاء علیہم السلام نے بھی بکریاں چرائی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کی شبانی کا تذکرہ تو کلام الٰہی میں موجود ہے اور باقی انبیاء کے بارے میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

ما باعث الله نبیا الا رعی الغنم

''اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: وانت یارسول الله؟

''کیا آپ نے بھی یارسول اللہ؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: **نعم وانا رعیتها علی قراریط لاهل مکة**

''ہاں میں بھی قراریط کے عوض میں اہل مکہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔''

تمام انبیاء نے بکریاں چرائیں

25 ...حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم پیلو کے درخت سے پھل توڑ رہے تھے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

علیکم بالاسود

کالے رنگ دیکھ کر توڑو۔ وہ زیادہ خوش ذائقہ ہوتے ہیں۔ یہ میرا اس زمانے کا تجربہ ہے جب میں بکریاں چرایا کرتا تھا۔

آپ ﷺ بھی بکریاں چرایا کرتے تھے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے حیرت سے پوچھا۔آپ ﷺ نے فرمایا: ایک میں ہی کیا تمام انبیاء بکریاں چراتے رہے ہیں۔

(حیات الحیوان)

ایک حبشی غلام چرواہے کا شوق شہادت

29 ......حضور ﷺ نے جب خیبر کا محاصرہ کیا تو آپ ﷺ کے پاس ایک حبشی غلام آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! مجھ پر اسلام پیش کیجئے۔ چنانچہ وہ اسلام لے آیا۔ پھر کہنے لگا۔ یارسول اللہ! میں ایک یہودی کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ میں انہیں کیا کروں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے منہ میں خاک جھونک دے کیا پھر تجھے ان کے مالک کے پاس لوٹ کر جانا ہے؟ اس پر اس نے ان کے منہ میں خاک جھونک دی اور کہنے لگا جاؤ اپنے مالک کے پاس لوٹ جاؤ۔

وہ ایسی واپس بھاگیں گویا انہیں کوئی ہنکار رہا تھا۔ پھر مسلمانوں کے ساتھ مل کر لڑا یہاں تک کہ شہید ہوگیا۔ لوگ اس کو حضور ﷺ کے پاس لے آئے۔ آپ ﷺ نے اس سے اعراض کیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ اس سے کیوں اعراض کررہے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اس لیے کہ اس کے ساتھ حورعین میں سے اس کی زوجہ ہے۔ وہ اس کے چہرہ کا غبار پونچھ رہی ہے اور کہتی ہے اللہ تعالیٰ اسے خاک میں ملادے جس نے تیرا چہرہ غبار آلود کیا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے قتل کرے جس نے تجھے قتل کیا ہے۔ (نزہۃ المجالس کذا فی کتاب الشفاء ودلائل النبوۃ)

رجم کے بدلے سو بکریاں دے دیں

30 ......ایک دن رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں دو آدمی اپنا معاملہ لے کر آئے۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا: ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ فرمائیے۔

دوسرے نے بھی یہی کہا کہ اے اللہ کے رسول ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کیجئے۔ اس نے پہلے بات کرنے کی اجازت چاہی۔ آپ ﷺ نے اجازت فرمادی۔

اس شخص نے کہا: میرا بیٹا اس آدمی کے پاس مزدور تھا۔ میرے بیٹے نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کیا۔ لوگوں نے میرے بیٹے کی سزا رجم بتائی۔ لیکن میں نے اس کو سنگسار کرنے کے بدلے میں سو بکریاں اور ایک لونڈی دے دی ہے۔ پھر علماء سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ میرا بیٹا غیر شادی شدہ ہے لہٰذا اس کی سزا سو کوڑے ایک سال کی جلاوطنی ہے اور اس شخص کی بیوی کی سزا رجم ہے کیونکہ وہ شادی شدہ ہے۔

آپ ﷺ نے قصہ سن کر فرمایا: خدا کی قسم میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے موافق فیصلہ کروں گا۔ سنو! تمہاری بکریاں اور تمہاری لونڈی تمہیں واپس مل جائیں گی اور تمہارے بیٹے کی سزا سو کوڑے اور اس کے علاوہ ایک سال کی جلاوطنی بھی ہے۔ آپ ﷺ نے کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا تم اس شخص کی بیوی کے پاس واپس چلے جاؤ اگر وہ زنا کا اعتراف کرے تو اسے رجم کردو۔ چنانچہ عورت نے اعتراف کرلیا اور اسے رجم کردیا گیا۔ (صحیحین)

بکری دوبارہ زندہ ہوگئی

31 ......حضرت عبدالرحمٰن بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربار رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور حضور ﷺ کے چہرہ انور کو دیکھ کر اندازہ لگایا کہ رسول اکرم ﷺ کو بھوک لگی ہوئی ہے یہ دیکھ کر وہ اپنے گھر آئے اور بیوی سے پوچھا کچھ کھانے کی چیز ہے۔

بیوی نے قسم کھا کر کہا ہمارے گھر میں سوائے ایک بکری اور کچھ جو کے دانوں کے کچھ نہیں ہے۔ پھر اس نے بکری ذبح کردی اور دانے پیس کر آٹا بنایا۔ آٹے کی روٹیاں پکا کر سالن میں بھگو کر ثرید بنایا۔

سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے وہ ثرید والا برتن اٹھایا اور دربار رسالت میں لے جا کر حاضر کردیا۔ یہ دیکھ کر مجھے حضور ﷺ نے فرمایا: اے جابر جاؤ، لوگوں کو بلالاؤ۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حاضر ہوگئے تو فرمایا: تھوڑے تھوڑے میرے پاس بھیجتے جاؤ۔

لہٰذا جتنے اندر حاضر ہوتے کھا کر چلے جاتے۔ حتیٰ کہ سب نے کھانا کھایا اور جب سب کھا چکے تو میں نے دیکھا کہ برتن میں کھانا (ثرید) اتنا ہی ہے جتنا پہلے تھا۔ نیز حضور ﷺ کھانے والوں کو فرماتے رہے کوئی ہڈی نہ توڑی جائے۔ بعد میں فرمایا ساری ہڈیاں اکٹھی کرو۔ جب بکری کی ہڈیاں برتن میں جمع ہوگئیں تو حضور ﷺ نے ہڈیوں پر ہاتھ مبارک رکھ کر کچھ زبان پاک سے پڑھا تو دیکھا کہ بکری کان ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے جابر! لے اپنی بکری لے جا۔

میں وہ بکری لے کر گھر آیا تو بیوی پوچھتی ہے یہ بکری کہاں سے آئی ہے؟ میں نے کہا:

هذه والله شاتنا التى ذبحنا دعا الله فاحياها لنا قالت اشهد انه رسول الله

(زرقانی علی المواہب 184/5)

اللہ کی قسم یہ وہی بکری ہے جو ہم نے ذبح کی تھی اور اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی ﷺ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے دوبارہ زندہ کردی ہے۔

یہ سن کر بیوی نے کہا: میں گواہی دیتی ہوں کہ ہمارے حضور ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

وصلى الله تعالى على حبيبه اكرم الاولين والآخرين وعلى آله واصحابه اجمعين. (دلائل النبوۃ، بیہقی، خصائص کبریٰ، جلد 1 صفحہ 2 البرہان)

مالک کی اجازت کے بغیر لی گئی بکری

26 ...... ابوداؤد وبیہقی نے عاصم بن کلیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے جنازہ میں تشریف لے گئے۔ میت کو دفن کرنے کے بعد متوفی کی بیوی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ کھانا سامنے آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلا لقمہ چبایا تو نگلنے سے پہلے ہی بتادیا کہ جس بکری کا یہ گوشت ہے وہ مالک کی اجازت کے بغیر لی گئی ہے۔

چنانچہ اس عورت نے تفصیل اس طرح بیان کی کہ میں نے ایک آدمی کو جہاں بکریوں کی خرید و فروخت ہوتی ہے بکری خریدنے کے لیے بھیجا تھا لیکن کوئی بکری نہ ملی تو میں نے ایک پڑوسی کے ہاں پتہ کیا پڑوسی گھر پر نہ تھا اس کی بیوی نے شوہر کی غیر موجودگی میں وہ بکری میرے پاس بھیج دی۔

اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کھانا قیدیوں کو کھلادو۔ وہ مسلمان نہیں ہیں اس لیے مسلمانوں کے لیے کہ یہ کھانا درست نہیں ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ جو خفیہ چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس کی وہ سچی ثابت ہوئی۔ (سیرت النبی جلد 3 صفحہ 650 سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ، ابوداؤد و بیہقی دلائل النبوت، مشکوۃ شریف جلد دوم صفحہ 700 مشکوۃ شریف مترجم جلد سوم صفحہ 199)

اطاعت کا صلہ

27 ...... حمید بن ہلال ایک صحابی سے بیان کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک گھر دکھایا اور فرمایا اس میں ایک عورت رہتی تھی۔ وہ مسلمانوں کے ایک لشکر کے ساتھ روانہ ہوئی تو اس کے پاس بارہ بکریاں اور ایک کپڑے کا تانا بانا درست کرنے والا کوچ تھا۔ جس کے ساتھ وہ کپڑا بنتی تھی۔ جب وہ عورت اللہ کے راستہ سے لوٹی تو اسے معلوم ہوا کہ اس کی ایک بکری اور کپڑا کا آلہ گم ہوگئے تو کہنے لگی:

''اے میرے پروردگار! تو نے ضمانت لے رکھی ہے کہ جو تیری راہ میں نکلے گا تو اس کی حفاظت کرتا ہے۔ میں نے بکری اور کوچ کھودیا ہے۔ وہ مجھے واپس لوٹا دیجئے۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اپنے رب کی بارگاہ میں جو رقت آمیز انداز مناجات تھا، اس کو بڑی اہمیت سے بیان کیا اور فرمایا: صبح کے وقت اس کی بکری اور کوچ ایک نہیں بلکہ دو دو اس کے پاس پڑے تھے۔

(مسند احمد بحوالہ گناہ چھوڑنے کے انعامات 139)

بکری کے بچے کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی

28 ...... امام نجم الدین نسفی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ابولہب کے پانچ بیٹے تھے۔ عتبہ، عتیبہ، عتاب، معتب، معتیب۔

علامہ نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ابولہب نے کہا: اے محمد! اگر میں اسلام لے آؤں تو میرے لیے کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کچھ مسلمانوں کے لیے ہے۔

اس نے کہا: کیا میں ان سے افضل نہ ہوں گا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھ کو ان پر کس وجہ سے فضیلت ہوگی؟

اس پر کہنے لگا: تو ایسے دین کا برا ہو جس میں، میں اور دوسرے برابر ہوں۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ رات کے وقت اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے کہا کہ اگر تجھ کو عار آتا ہے تو اس وقت میرا کہا مان لے۔

وہ کہنے لگا: میں ایمان نہ لاؤں گا جب تک یہ بکری کا بچہ ایمان نہ لائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کے بچہ سے پوچھا کہ میں کون ہوں؟

بکری کا بچہ بول اٹھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی۔ ابولہب کہنے لگا: تیرے لیے تباہی ہو۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سحر تجھ پر اثر کر گیا۔ بکری کا بچہ کہنے لگا: بلکہ تجھ پر تباہی ہو۔ اس پر ابولہب نے چھری لے کر اسے ذبح کرکے ٹکڑے کردیا۔ (حیات الحیوان)
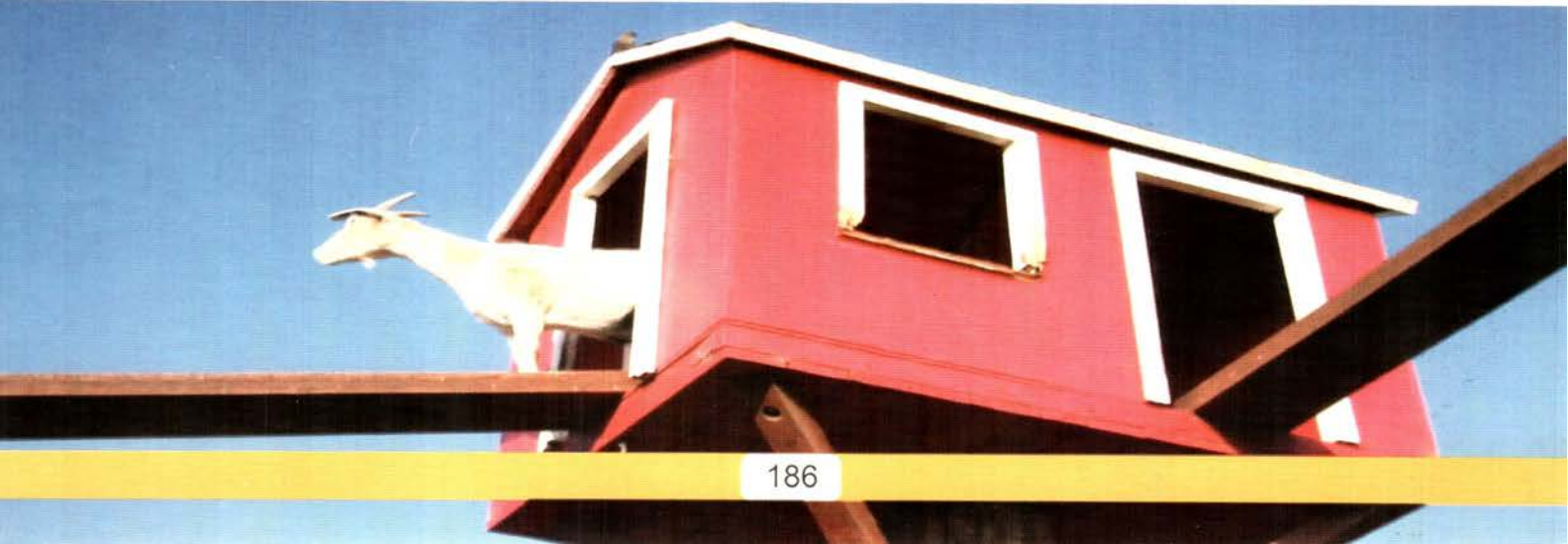
مٹی بھی خریدتے تو بھی نفع اٹھاتے

32 ......عروۃ بن ابی الجعد کو حضور اکرم ﷺ نے ایک دینار دے کر حکم دیا کہ وہ ایک بکری خرید لائیں۔

انہوں نے بازار جا کر ایک دینار میں دو بکریاں خریدیں۔ پھر راستہ میں کسی آدمی کے ہاتھ ایک بکری ایک دینار میں فروخت کر کے دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے اور ایک بکری اور دینار خدمت اقدس میں پیش کر دیئے اور بکری کی خریداری کا پورا واقعہ بھی سنا دیا۔

حضور اکرم ﷺ نے خوش ہو کر ان کی خرید و فروخت میں برکت کی دعا فرما دی اور اس دعا نبوی کی برکت کا یہ اثر ہوا کہ:

فکان لو اشتریٰ ترابا لربح فیه

''یعنی اگر وہ مٹی بھی خریدتے تو اس میں بھی ان کو نفع ہی نفع ہوتا۔''

(مشکوٰۃ جلد 1 صفحہ 254 باب الشرکۃ والوکالت، بحوالہ بخاری)

بکری کے نہ تھن تھے نہ کبھی اس نے دودھ دیا تھا

33 ......عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ میں عقبہ بن ابی معیط کا ریوڑ چرایا کرتا تھا۔ ایک روز حضور ﷺ تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ساتھ تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: لڑکے! کیا تیرے پاس دودھ ہے؟

میں نے کہا: ہاں، مگر میں امین ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تیرے پاس کوئی ایسی بکری ہے جس پر نر نہ کودا ہو۔ میں نے جواب دیا: ہاں ہے۔ پس میں نے ایک بکری پیش کی۔ نہ اس کے تھن تھے نہ کبھی اس نے دودھ دیا تھا۔ حضور ﷺ نے تھن کی جگہ اپنا دست مبارک پھیرا، اچانک اس کا تھن نمودار ہوا جو دودھ سے بھرا ہوا تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دودھ دوہا۔ حضور ﷺ نے دودھ پیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیا اور مجھے بھی پلایا۔ پھر تھن سے ارشاد فرمایا: سکڑ جا پس وہ ویسا ہی ہو گیا اور کوئی نشان نہ رہا۔

یہ دیکھ کر میں نے عرض کیا: اے حبیب اللہ ﷺ مجھے تعلیم دیجئے۔

حضور ﷺ نے میرے سر پر دست مبارک پھیرا اور دعائے برکت دے کر فرمایا: تم سیکھنے والے لڑکے ہو۔

پس میں نے اسلام قبول کر لیا۔ میرے ایمان لانے کا سبب یہی معجزہ تھا۔ جس نے مجھے ایمان کی شمع بخشی۔ میں نے نبی ﷺ کی زبان مبارک سے ستر سورتیں سیکھیں۔ (صحیح بخاری، جلد دوم صفحہ 409 کتاب المناقب)

حضور ﷺ کی برکت سے مریل بکری دودھ دینے لگی

34 ......ایک دن حضور ﷺ کا گذر ام معبد کے گھر کی طرف ہوا۔ وہ ایک مستعد اور مہمان نواز خاتون تھیں۔ مگر اتفاق سے اس وقت اس کے گھر میں کچھ نہ تھا۔ اس لیے جب ان لوگوں نے اس سے پوچھا کہ کھانے کو کچھ ملے سکے گا؟ تو اس نے افسوس کرتے ہوئے کہا کہ گھر میں کچھ نہیں ہے۔ بکریاں چرنے کے لیے باہر گئی ہوئی ہیں۔

اچانک حضور ﷺ کی نظر کونے میں کھڑی ایک مریل سی بکری پر پڑی، جو لاغری کی وجہ سے ریوڑ کا ساتھ دینے سے قاصر تھی۔ حضور ﷺ نے ام معبد سے پوچھا: کیا یہ بکری دودھ نہیں دیتی؟

اس میں اتنی صلاحیت ہی کہاں ہے؟ ام معبد نے عرض کیا۔

اگر اجازت ہو تو میں اسی سے دودھ نکال لوں۔ حضور ﷺ نے پوچھا۔

اگر نکال سکتے ہیں تو ضرور نکالیے؟ ام معبد تحیر آمیز فراخ دلی سے بولی۔ چنانچہ حضور ﷺ دودھ دوہنے بیٹھ گئے اور اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ آپ ﷺ کے مبارک ہاتھوں کی بابرکت لمس کا اعجاز تھا کہ اسی وقت بکری کے خشک تھن دودھ سے بھر گئے۔

آپ ﷺ نے برتن مانگا اور دودھ سے بھر کر ام معبد کو دیا کہ پی لے۔ وہ پی چکی تو آپ ﷺ نے دوبارہ دودھ نکالا اور اپنے ایک ساتھی کو دیا۔ اسی طرح آپ ﷺ دودھ نکالتے گئے اور سب کو پلاتے گئے۔ سب سیر ہوگئے تو آخر میں آپ ﷺ نے خود پیا اور فرمایا:

ساقی القوم اخرهم

''ساقی کی باری آخر میں آیا کرتی ہے۔''

اس کے بعد آپ ﷺ نے مزید دودھ نکالا اور ام معبد سے کہا یہ اپنے خاوند کے لیے رکھ لے۔ بکریاں چرا کر واپس آئے گا تو پیئے گا۔

اس کے بعد ام معبد کے یہ عجیب و غریب مہمان جو بطور مسافر وارد ہوئے تھے، مگر گھر کے ہر فرد کو سیراب کر کے جارہے تھے رخصت ہوگئے۔

ام معبد کا خاوند ابومعبد واپس آیا تو دیکھا کہ دودھ سے برتن بھرے پڑے ہیں تو وہ بہت حیران ہوا۔ پوچھا ام معبد! یہ اتنا دودھ کہاں سے آ گیا؟ گھر میں تو دودھ دینے والی کوئی بکری ہی نہ تھی۔

ام معبد نے پورا واقعہ تفصیل سے بتایا تو ابومعبد سمجھ گیا کہ اتنی برکات اسی ہستی کے دم قدم سے ہوسکتی ہیں جس کی تلاش میں کفار مارے مارے پھر رہے ہیں۔ کہتے ہیں: ام معبد! مجھے تو یہ وہی ہستی معلوم ہوتی ہے، جس کو قریش ڈھونڈ رہے ہیں۔ ذرا اس کا حلیہ تو بتانا۔

ام معبد نے جو حلیہ بتایا وہ بدوی فصاحت کا شاہکار ہے۔ ہم صرف اس کا رواں ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔ ذوق عربیت سے آشنا حضرات اصل کتابوں کی طرف رجوع کریں اور اس شہ پارے سے لطف حصہ اٹھائیں۔ ام معبد نے کہا:

''میں نے ایک تاباں درخشاں انسان دیکھا۔ دلکش چہرہ، عمدہ اخلاق، نہ پیٹ بڑھا ہوا، نہ سر چھوٹا، نہایت ہی حسین وجمیل، آنکھوں کی سیاہی اور سفیدی دونوں نمایاں، دراز پلکیں، مترنم آواز، سرگیں آنکھیں، لمبی گردن، بھرپور داڑھی، گھنے اور باہم پیوست ابرو، باوقار خاموشی، بلند پایہ اور بہترین گفتگو، کلام میں روانی کا یہ عالم کہ جیسی ہار کے موتی ایک تسلسل سے گر رہے ہیں۔

شیریں بیاں، ایک ایک لفظ واضح اور ضرورت کے مطابق، نہ کم نہ زیادہ، دور سے بھی خوبصورت نظر آنے والا اور قریب سے بھی حسین دکھائی دینے والا، میانہ قد، نہ بہت لمبا کہ معیوب معلوم ہو، نہ بہت چھوٹا کہ نامناسب نظر آئے، اپنے ساتھیوں میں سب سے زیادہ بارونق و شاداب، جیسے دو شاخوں کے درمیان سے نکلتی ہوئی شاخ، اس کے ساتھی اس کو ہر وقت گھیرے رہتے اور اس کے گرد طواف کرتے رہتے، اس کی بات کان لگا کر سنتے اور اس کے ہر حکم کی تعمیل میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے، نہ تیوریوں پر بل، نہ کسی کی ملامت کرنے کی عادت۔

ابومعبد اس سے پہلے کہیں حضور ﷺ کا دیدار کرچکا تھا۔ اس لیے یہ مفصل حلیہ مبارکہ سن کر بولا: واللہ! یہ وہی انسان ہیں جن کی ہر طرف تلاش ہورہی ہے۔ میں بھی ان کی صحبت اختیار کرنا چاہتا ہوں اور مجھے جب بھی موقعہ ملا، حاضر خدمت ہوجاؤں گا۔ (مشکوۃ، مستدرک حاکم، دلائل النبوۃ)

بکری نے حضور ﷺ کو سجدہ کیا

35 ......حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز میں حضور ﷺ کو گود میں لیے بیٹھی تھی۔ بکریوں کا ایک ریوڑ میرے پاس سے گزرا۔ ان میں سے ایک بکری آگے آئی اور حضور ﷺ کو سجدہ کیا اور سر مبارک کو بوسہ دیا۔ پھر بھاگ کر دوسری بکریوں میں جا ملی۔

(ضیاء النبیa جلد دوم، صفحہ 69، السیرۃ النبویہ احمد بن زین وحلان جلد اول، صفحہ 57)

ایک بکری کا دودھ چار سو کو پلایا

36 ......سیدنا نافع بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ایک سفر میں حضور ﷺ کے ساتھ چار سو ہمراہی تھے۔ آپ ﷺ ایک جگہ اترے جہاں پانی نہیں تھا جس کی وجہ سے ہمسفروں کو شاق گزرا تو اچانک ایک بکری آئی جس کے سینگ بڑے تیز تھے۔ اس کا دودھ حضور ﷺ نے دوھا اور لشکر کو پلایا۔ جس سے سارا لشکر سیر ہوگیا۔ پھر فرمایا: اے نافع! اس بکری کو سنبھال کر رکھ لیکن میں جانتا ہوں تو اسے سنبھال نہ سکے گا۔

میں نے ایک لکڑی گاڑ کر اس کے ساتھ بکری مضبوط کر کے باندھ دی اور ہم سوگئے۔ جب اٹھے تو دیکھا کہ بکری غائب ہے اور جب میں نے نبی اکرم ﷺ کو خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں نے کہا نہیں تھا کہ تو اس کو سنبھال نہیں سکے گا۔ بس جس نے بھیجی تھی وہی لے گیا ہے۔

(خصائص کبریٰ 59/2)

جب بکری کے بازو نے اپنے زہر آلود ہونے کی خبر دی

37 ...... بخاری و مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فتح خیبر (غزوہ وادی القریٰ) کے موقعہ پر یعنی خیبر کی فتح کے بعد اگرچہ یہودیوں کو امان دے دی گئی تھی مگر پھر بھی وہ اپنی شرارتوں سے باز نہ آتے تھے۔ چنانچہ ایک یہودیہ زینب بنت حارث نے جو سلام بن مشکم کی زوجہ اور مرحب کی بھاوج تھی ایک بکری کا گوشت بھون کر اس میں زہر ملایا اور بطور ہدیہ حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔

آپ ﷺ نے بکری کا ایک بازو اس میں سے اٹھالیا اور لقمہ منہ میں ڈالا، مگر نگلا نہیں اگل دیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی کھانے سے منع فرمایا۔ حضرت بشر بن براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ٹکڑا کھالیا تھا جس کی وجہ سے ان کا انتقال ہوگیا۔

حضور ﷺ نے اس یہودیہ کو بلا بھیجا۔ جب وہ آئی تو فرمایا تم نے اس گوشت میں زہر ملایا ہے؟ وہ بولی: آپ ﷺ کو کس نے بتایا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ بکری کا یہ بازو مجھے زہر آلود ہونے کی خبر دے رہا ہے۔

اس پر اس نے اعتراف جرم کرتے ہوئے عرض کی کہ ہاں میں نے اس میں زہر ملایا ہے، اس خیال سے کہ اگر آپ (ﷺ) پیغمبر ہیں تو زہر اثر نہ کرے گی اور آپ (ﷺ) نے میری قوم کے ساتھ جو معاملہ پیش کیا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے اور اگر آپ (ﷺ) پیغمبر نہیں ہیں تو زہر اثر کرکے آپ کو ہلاک کردے گی تو ہم آپ سے آرام پائیں گے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: خدا تجھ کو اس پر قابو نہ دیتا۔

چونکہ حضور ﷺ اپنی ذات کے معاملہ میں انتقام لینا پسند نہیں کرتے تھے اس لیے اس یہودیہ کا قصور معاف فرمادیا۔ مگر بشر بن براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے لقمہ نگل لیا تھا زہر خورانی کے باعث انتقال فرماگئے تو ان کے قصاص میں اس یہودیہ کو موت کی سزا دی گئی۔

یہ معجزہ مردے کو زندہ کرنے سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ ایک جزو کا زندہ کرنا ہے۔ حالانکہ اس کا بقیہ جو اس سے متصل (ملا ہوا) تھا مردہ ہی تھا۔

(صحیح مسلم معہ شرح نووی رحمۃ اللہ علیہ جلد پنجم کتاب الاسلام صفحہ 373 باب السم، بخاری شریف مترجم دوم، کتاب المغازی پارہ 17 صفحہ 671)

داجن بکری

38 ...... حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی کسی زوجہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک داجن (بکری) تھی اور وہ مرگئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے اس کی کھال نکال لی ہوتی تو یہ تم کو کام آتی۔ (مسلم)

بکروں کی پیٹھ کے اوپر عرش

39 ...... حضور اکرم ﷺ ایک مرتبہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک جگہ بیٹھے تھے۔ اچانک ایک بادل آیا۔ آپ ﷺ نے صحابہ سے اس کا نام پوچھا۔ انہوں نے سحاب بتایا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اسے مزن اور عنان کہتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے ان سے زمین و آسمان کے درمیان کی مسافت کے بارے میں سوال کیا۔

انہوں نے فرمایا: یارسول اللہ! ہم نہیں جانتے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: زمین و آسمان کے درمیان 71 یا 72 یا 73 سال کی مسافت ہے اور پہلے آسمان کے اوپر دوسرا آسمان ہے۔ ان دونوں آسمانوں کے درمیان بھی اتنا ہی فاصلہ ہے۔ پھر آپ ﷺ نے تیسرے آسمان کا بتایا، یہاں تک ساتوں آسمان گنوائے۔

پھر فرمایا کہ ان سات آسمانوں کے بعد ان کے اوپر ایک سمندر بہتا ہے اس سمندر کے اوپر اور نیچے کے درمیان بھی اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا کہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔ اس سمندر کے اوپر چار پہاڑی بکرے رہتے ہیں۔ ہر ایک کے کھروں اور رانوں کے درمیان کا فاصلہ بھی ایک آسمان سے دوسرے آسمان کے فاصلے کے بقدر ہے۔ ان بکروں کی پیٹھ کے اوپر عرش ہے اور عرش کی اونچائی اور نیچائی کے درمیان بھی اتنا ہی فاصلہ ہے۔ (امام احمد، ابوداؤد، ترمذی)

صحابی کے لیے مال کی دعا

40 ......حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے پیارے صحابہ میں سے تھے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ﷺ میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے مال عطا فرمائے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: ایک ثعلبہ! تھوڑا مال جس کا تو شکر ادا کرتا ہے اس زیادہ مال سے اچھا ہے جس کا تو شکر ادا نہیں کرسکتا۔ ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے: یارسول ﷺ آپ ضرور میرے لیے اللہ تعالیٰ سے مال کی دعا فرمائیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اے ثعلبہ! کیا تیرے پیش نظر میری زندگی نہیں ہے۔ کیا تو اس بات پر خوش نہیں ہے کہ تیری زندگی نبی کی زندگی جیسی ہے۔ اللہ کی قسم! اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے اور چاندی کے پہاڑ چلیں تو اللہ تعالیٰ میرے لیے ایسا کردے۔

ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ مجھے قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ ﷺ کو نبی برحق بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ اگر آپ ﷺ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے مال کی دعا فرمائیں تو میں اس مال سے ہر حقدار کو اس کا پورا حق دوں گا اور میں اپنے کہنے پر ضرور عمل کروں گا اور لازماً ہر ایک کے حقوق کی ادائیگی کروں گا۔

چنانچہ ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بضد ہونے پر حضور ﷺ نے دعا فرمائی کہ یااللہ! ثعلبہ کو مال عطا فرما۔

زبان ترجمان حق سے نکلے ہوئے دعائیہ الفاظ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں فوراً مقبول ہوئے۔ ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بکریاں خریدیں اور بکریوں کی تعداد اس قدر بڑھی کہ جیسے زمین کے کیڑے بڑھتے ہیں۔

جناب ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر کثیر تعداد بکریوں کے ساتھ مدینہ منورہ سے باہر نکل کر مدینہ طیبہ کے نزدیک ایک وادی میں چلے گئے۔ حضرت ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ ہر نماز باجماعت پڑھا کرتے تھے اپنے مال و دولت میں اس قدر مشغول ہوئے کہ تین نمازیں چھوڑ کر صرف دو نمازیں ظہر اور عصر جماعت کے ساتھ پڑھنے لگے۔

بکریوں کی تعداد میں جب اور اضافہ ہوگیا تو یہ جگہ بھی تنگ ہوگئی۔ چنانچہ ثعلبہ وہاں سے مزید کچھ دور آگے کی طرف چلے گئے۔ یہاں تک کہ وہ صرف نماز جمعہ میں ہی شریک ہوتے۔ بکریوں کی تعداد برابر بڑھتی جا رہی تھی اور ثعلبہ ان میں اس قدر مشغول ہوئے کہ مصروفیت کی وجہ سے جمعہ کی جماعت بھی جاتی رہی اور وہ جمعہ کے روز مدینہ منورہ میں آنے والے سواروں سے مدینہ منورہ کے حالات دریافت کر لیتے۔

ایک دن حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ ثعلبہ بن حاطب کا کیا حال ہے؟

لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ثعلبہ کی بکریاں اس قدر تیزی سے بڑھیں کہ ان کے لیے مدینہ طیبہ میں رہنا دشوار ہوگیا۔ اس کے ساتھ ہی لوگوں نے ان کے تمام حالات بتائے۔ حضور ﷺ نے سن کر ارشاد فرمایا: اے ثعلبہ! افسوس، اے ثعلبہ! افسوس، افسوس اے ثعلبہ!

اور پھر وہ وقت آیا جب قرآن پاک کی یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

''ان کے مال سے صدقہ لیجئے۔ ان کو ظاہر اور باطن سے پاک کیجئے ان کے صدقات اور ان کے لیے دعا کیجئے۔ بے شک آپ کی دعا ان کے لیے تسکین ہے۔''

حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل فرمائی اور بنوسلیم اور بہیمنہ کے دو افراد کو مسلمانوں سے صدقات کی وصولی کے لیے مقرر فرمایا۔ آپ ﷺ نے ان دونوں کو صدقات کے احکامات اور صدقات کی وصولیابی کی اجازت لکھ کر مرحمت فرمائی اور روانہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جاؤ اور مسلمانوں سے صدقات کی وصولی کر کے لانا۔

حضور ﷺ کے مقرر کردہ دونوں افراد سب سے پہلے ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور حضور ﷺ کا فرمان سنایا تاکہ ثعلبہ بکریوں کی زکوٰۃ ان کے حوالے کریں۔

ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنا تو کہا یہ تو ٹیکس ہے۔ ہاں ہاں یہ تو ٹیکس ہے۔ یہ تو ٹیکس ہے۔ یہ تو ٹیکس ہی کی ایک شکل ہے۔ تم اس وقت جاؤ اور جب اس کام سے فارغ ہوجاؤ تو پھر واپسی پر میرے پاس آجانا۔

یہ دونوں افراد اس کے بعد بنوسلیم کے اس شخص کے پاس گئے جس کے بارے میں حضور ﷺ نے تاکید فرمائی تھی۔ اس کو بھی انہوں نے حضور ﷺ کا فرمان سنایا تو اس نے کوئی تردد نہ کیا۔ وہ فوراً اٹھا اور اس نے اپنے اعلیٰ نسل کے اونٹوں کے پاس جا کر ان میں سے صدقہ کے لیے چند اونٹ الگ نکال دیے اور ان کو لے کر دونوں افراد کی خدمت میں لا کر پیش کر دیا۔

ان دونوں نے جب یہ اچھے قسم کے اونٹوں کو دیکھا تو کہنے لگے کہ تمہارے لیے ضروری نہیں کہ تم یہ اونٹ ہی دو اور نہ ہی تم سے ہم عمدہ اور اعلیٰ نسل کے اونٹوں کو لینے کے لیے آئے ہیں۔

اس شخص نے جواب دیا: آپ ان کو لے جائیے۔ میں برضا و رغبت ان کو دیتا ہوں۔ میرا دل اسی طرح خوش ہوتا ہے اور میں آپ ہی کو دینے کے

لیے انہیں لے کر آیا ہوں۔ آپ قبول فرمائیں۔

اسی طرح صدقات کی وصولی کرتے ہوئے یہ دونوں افراد جب فارغ ہوگئے تو واپسی میں دوبارہ ثعلبہ کے پاس آئے اور صدقات کے بارے میں سوال کیا۔ ثعلبہ اس قدر مال و دولت آ جانے پر بھی مطمئن نہیں ہورہا تھا۔ وہ مختلف حیلے بہانے کرنے لگا کہ کسی طرح صدقات دینے سے بچ جاؤں۔ گفتگو کے دوران ثعلبہ نے ان سے کہا کہ مجھے حضور ﷺ کا فرمان دکھاؤ۔

فرمان نامہ جب ثعلبہ کے حوالے کردیا گیا تو اس نے پڑھ کر کہا کہ یہ تو واقعی ٹیکس ہی کی ایک شکل ہے۔ لہٰذا تم اس وقت جاؤ۔ میں اس معاملے میں غور کر کے پھر کچھ کروں گا۔

صاف نظر آ رہا تھا کہ ثعلبہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کررہا تھا۔ لیکن منہ سے واضح انکار نہیں کررہا تھا۔ جب یہ دونوں افراد ثعلبہ کی طرف سے مایوس ہوکر واپس حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو حضور ﷺ نے ان کو دیکھتے ہی فرمایا: اے ثعلبہ افسوس! اس کے بعد آپ ﷺ نے بنی سلیم کے اس شخص کے لیے دعا فرمائی۔ پھر ان دونوں نے حضور ﷺ کو ثعلبہ اور بنوسلیم کے اس شخص کے سارے حالات و واقعات سنائے۔

روایات میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں قرآن پاک کی یہ آیات کریمہ نازل فرمائیں۔

''اور ان میں سے بعض وہ ہیں جس نے اللہ سے عہد کیا کہ اگر اللہ ہمیں اپنے فضل سے عطا فرمائے گا تو ہم صدقہ دیں گے اور صالحین میں سے ہوں گے۔ پس جب ان کو اللہ نے اپنے فضل سے عطا کیا تو انہوں نے بخل کیا مال کے ساتھ اور پھر گئے اور منہ پھیرنے والے ہیں۔ پس نفاق ان کے دلوں میں قیامت کے روز تک اثر دے گیا۔ بسبب اس کے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے وعدہ کے خلاف کیا اور بسبب اس کے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں۔''

جس وقت قرآن پاک کی یہ آیات مبارکہ نازل ہوئیں اس وقت حضور ﷺ کے پاس ثعلبہ کا ایک عزیز بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے جب ثعلبہ کے بارے میں نازل ہونے والی آیات کریمہ کو سنا تو اسی وقت مجلس نبوی ﷺ سے اٹھ کر سیدھا ثعلبہ کے پاس گیا اور اس سے کہا: اے ثعلبہ! تیری ماں مرے، تمہارے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آیات نازل کی ہیں۔ پھر اس نے ثعلبہ کو آیات سنائیں۔

ثعلبہ نے جب یہ سنا تو دوڑتا ہوا فوراً حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور صدقہ قبول کر لینے کی درخواست کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے ثعلبہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارا صدقہ قبول کرنے سے منع کردیا ہے۔

ثعلبہ یہ سن کر رونے لگا اور بڑی آہ و زاری کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے ثعلبہ! تیرے فعل کا نتیجہ ہے میں نے تو تمہیں پہلے ہی کہہ دیا تھا لیکن تم نے میری بات نہیں مانی۔

ثعلبہ نے بڑی منت و سماجت کی لیکن حضور ﷺ نے صدقہ قبول کرنے سے صاف انکار کردیا اور ثعلبہ مایوس ہوکر چلے گئے۔

وقت اسی طرح گزرتا رہا۔ ثعلبہ نے صدقات دینے کی بڑی کوشش کی لیکن شرف قبول نہ ہوا۔ حتیٰ کہ حضور اکرم ﷺ کا وصال ہوگیا۔ پھر جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو ثعلبہ اپنے صدقات لے کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ لیکن انہوں نے بھی وصول کرنے سے انکار کردیا۔

وقت کا دھارا یونہی بہتا رہا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت آ گیا۔ ثعلبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے لیکن انہوں نے بھی ان کے صدقات لینے سے انکار کردیا۔

دور فاروقی بھی گزر گیا۔ یہاں تک کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ منتخب ہوگئے۔ اس دور میں بھی ثعلبہ کے صدقات وصول نہ کیے گئے اور پھر اسی دور میں ثعلبہ انتقال کر گئے۔ (حکایات صحابہ کرام 236)

سابقہ امتوں کے واقعات میں بکری کا ذکر

1 ......حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آدم علیہ السلام ہر جوڑے کے بچے کی دوسرے جوڑے کی بچی سے شادی کرتے تھے۔ ہابیل نے ارادہ کیا کہ وہ قابیل کی بہن سے شادی کرے جو عمر میں ہابیل سے بڑا تھا۔ قابیل کی جڑواں بہن بہت خوبصورت تھی۔ قابیل اس قانون کو توڑ کر خود اپنی جڑواں بہن سے شادی کا خواہشمند تھا۔

آدم علیہ السلام نے قابیل کو حکم دیا کہ اپنی بہن کی شادی ہابیل سے کردے۔ لیکن اس نے انکار کردیا۔ آپ علیہ السلام نے دونوں کو قربانی کرنے کا حکم دیا۔ آدم علیہ السلام مکہ مکرمہ حج کرنے گئے تو دونوں نے قربانی کی۔ ہابیل نے ایک موٹا جوان بکرا ذبح کیا کیونکہ وہ بکریاں چراتا تھا اور قابیل نے گھٹیا اجناس کا ایک ڈھیر قربانی کے طور پر پیش کیا۔ آگ نازل ہوئی، اس نے ہابیل کی قربانی کو جلا کر راکھ کردیا لیکن قابیل کی قربانی ویسی ہی رہ گئی۔

قابیل ناراض ہوگیا اور غصے سے کہنے لگا کہ میں تجھے قتل کردوں گا تاکہ تو میری بہن سے شادی نہ کرسکے۔ ہابیل بولا: اس میں غصے کی کونسی بات ہے۔ قربانی تو صرف متقیوں کی قبول ہوتی ہے۔

عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں بخدا مقتول قاتل سے کہیں زیادہ طاقتور تھا۔ لیکن اللہ کا خوف اسے مانع تھا کہ وہ ہاتھ بڑھائے۔

بعض مفسرین کی رائے کے مطابق جب ہابیل قتل ہوگیا تو قابیل اس کی لاش کو کندھوں پر اٹھائے پھرتا رہا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے دو کوے بھیجے۔

سدی کہتے ہیں کہ اس کی اسناد صحابہ تک پہنچتی ہے کہ وہ دونوں کوے سگے بھائی تھے۔ دونوں قابیل کے سامنے لڑے۔ ایک نے دوسرے کو قتل کردیا۔ جب ایک مرگیا تو دوسرے نے اپنی چونچ سے زمین میں گڑھا کھودا اور مردہ کوے کو اس گڑھے میں دفن کرکے مٹی ڈال دی اور جگہ برابر کردی۔

قابیل دیکھ کر کہنے لگا۔ ہائے افسوس! میں تو کوے سے بھی عاجز نکلا کہ اس طرح اپنے بھائی کی لاش کو دفن نہ کرسکا۔ فوراً ایک گڑھا کھودا اور ہابیل کی لاش کو دفن کردیا۔

بعض مفسرین کی رائے کے مطابق قابیل نے ایک بڑے پتھر سے ہابیل کے سر کو کچل کر اسے ہلاک کردیا اور بعض کے مطابق قابیل نے ہابیل کا سوتے میں گلا دبادیا اور اسے درندوں کی طرح کاٹ کھایا اور بعض کے مطابق لوہے کا ڈنڈا اپنے بھائی کے سر پر دے مارا اور اسے قتل کردیا۔

(ابن کثیر، بحوالہ حیات الانبیاء، صفحہ 186)

ذکر حبیب نے تڑپا دیا دل

2 ......ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بکریوں کا ریوڑ چرا رہے تھے کہ ایک آدمی قریب سے گذرا۔ گذرتے ہوئے اس نے اللہ تعالیٰ کی شان میں یہ الفاظ ذرا بلند آواز سے کہے:

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظْمَۃِ وَالْھَیْبَۃِ وَالْقُدْرَۃِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ

''پاک ہے وہ زمین کی بادشاہی اور آسمان کی بادشاہی والا پاک ہے۔ وہ عزت، بزرگی، ہیبت اور قدرت والا اور بڑائی و دبدبے والا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنے محبوب حقیقی کی تعریف اتنے پیارے الفاظ میں سنی تو دل مچل اٹھا۔ فرمایا کہ اے بھائی! یہ الفاظ ایک مرتبہ اور کہہ دینا۔ اس نے کہا کہ مجھے اس کے بدلے کیا دیں گے؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا: آدھا ریوڑ۔

اس نے یہ الفاظ دوبارہ کہہ دیئے۔

آپ علیہ السلام کو اتنا مزہ آیا کہ بے قرار ہوکر فرمایا: اے بھائی یہ الفاظ ایک مرتبہ پھر کہہ دیجئے۔

اس نے کہا: اب مجھے اس کے بدلے کیا دیں گے۔

فرمایا: بقیہ آدھا ریوڑ۔

اس نے یہ الفاظ سہہ بارہ کہہ دیئے۔ آپ علیہ السلام کو اتنا سرور ملا کہ بے ساختہ کہا: اے بھائی! یہ الفاظ ایک مرتبہ اور کہہ دیجئے۔

اس نے کہا: اب تو آپ کے پاس دینے کے لیے کچھ بچا نہیں۔ اب آپ کیا دیں گے؟ فرمایا: اے بھائی! میں تیری بکریاں چرایا کروں گا۔ تم ایک مرتبہ میرے محبوب کی تعریف اور کردو۔

اس نے کہا: اے ابراہیم آپ کو مبارک ہو۔ میں تو فرشتہ ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے کہ جاؤ اور میرا نام لو اور دیکھو کہ وہ میرے نام کے کیا دام لگاتا ہے۔ سبحان اللہ۔ (عشق الٰہی، 31)

اک دم بھی محبت چھپ نہ سکی
جب تیرا کسی نے نام لیا
جان دی، دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطائے نبوت کا سبب؟

3 ......حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (م: 1014ھ) تحریر فرماتے ہیں: شیخ ابوالقاسم نے ''تحبیر'' میں روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ تمہیں معلوم ہے ہم نے تم کو نبوت کیوں عطا کی؟

آپ علیہ السلام نے عرض کیا:

یارب انت اعلم بہ......''الٰہی آپ ہی بہتر جانتے ہیں۔''

فرمایا: وہ دن یاد کرو جس دن تم فلاں جگہ بکریاں چرا رہے تھے اور ایک بکری بھاگ گئی تھی۔ تم بھی اسے پکڑنے کے لیے اس کے پیچھے پیچھے بھاگ رہے تھے۔ پھر جب تم نے اسے پکڑلیا تو تم نے اسے مارنے کے بجائے یوں کہا تھا کہ اے بکری تم نے مجھے تھکادیا اور میں نے تجھے تھکادیا۔ جب میں نے اس کمزور جانور پر تمہاری یہ شفقت دیکھی تو میں نے تمہیں نبوت سے سرفراز کردیا۔

ایک روایت میں یہ اضافہ بھی آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس بکری کو پکڑ کر کندھوں پر اٹھایا اور ریوڑ میں واپس لائے۔ (اس پر رحمت باری کو جوش آیا)۔ (مرقاۃ المفاتیح جلد 8 صفحہ 172 طبع امدادیہ ملتان)

عمل برائے دفع دردزہ

4 ......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں جارہے تھے۔ راستے میں ایک بکری کو دردِزہ میں مبتلا دیکھا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت یحییٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ بکری کے پاس جاکر یہ کلمات کہہ دیں:

حنہ ولدت یحییٰ ومریم ولدت عیسیٰ الارض تدعوک یاولد اخرج یاولد

''حضرت حنہ نے یحییٰ علیہ السلام کو جنم دیا اور حضرت مریم علیہا السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جنم دیا۔ اے بچے تجھے زمین پکار رہی ہے باہر آجا۔''

حماد کہتے ہیں کہ محلّہ میں اگر کوئی دردِزہ میں مبتلا ہو تو اس کے پاس کھڑے ہوکر یہ کلمات کہہ دیئے جائیں۔ انشاء اللہ کچھ دیر میں بچہ کی ولادت ہوجائے گی۔ (حیات الحیوان ج1)

شعیب علیہ السلام کی بکریاں مدین کے کنویں پر

5 ... **ولما ورد مآء مدين وجد عليه امة من الناس يسقون ووجد من دونهم امرأتين تذودان قال ما خطبكما؟ قالتا لانسقى حتى يصدر الرعاء وأبونا شيخ كبير. فسقى لهما ثم تولى إالى الظل فقال رب إني لما انزلت إلي من خير فقير.** (پ 20 سورۃ القصص 24,23)

''اور آپ جب مدین کے پانی پر آئے، وہاں لوگوں کے ایک گروہ کو دیکھا کہ اپنے جانوروں (بھیڑ، بکریوں) کو پانی پلارہے ہیں اور ان سے اس طرف دوعورتیں دیکھیں کہ اپنے جانوروں (بکریوں) کو روک رہی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تم دونوں کا کیا حال ہے؟ وہ بولیں ہم پانی نہیں پلاتیں جب تک سب چرواہے پلاکر پھر نہ جائیں اور ہمارے باپ بوڑھے ہیں۔ تو موسیٰ (علیہ السلام) نے ان دونوں (کی بکریوں) کو پانی پلادیا۔ پھر سایہ کی طرف پھرا اور عرض کی: اے میرے رب! میں اس کھانے کا جو تو میرے لیے اتارے محتاج ہوں۔''

جب آپ علیہ السلام مدین کے ایک کنویں پر پہنچے تو دیکھا کہ لوگ کثیر تعداد میں کنویں پر جمع ہیں جو اپنے اپنے جانوروں کو پانی پلارہے ہیں۔ کوئی اونٹوں کو پانی پلارہا ہے، کوئی گائے بھینس اور کوئی بھیڑ، بکریوں کو۔

دوعورتیں ایک طرف اپنے جانوروں کو روک کر کھڑی ہیں۔ وہ یہ نہیں چاہتیں کہ مزاحمت کرکے آگے بڑھیں۔ ان کے نزدیک لوگوں سے پانی حاصل کرنے میں مزاحمت کرنا، جہاں بری بات تھی وہاں عورتوں کا مردوں سے آزادانہ میل جول اور دھکابازی حرام تھی۔ وہ اپنی کمزوری کی وجہ سے بھی دور کھڑی تھیں کہ کنویں سے پانی نکالنا زورآور مردوں کا کام تھا۔

اس پر استعمال ہونے والے ڈول کو دس آدمی مل کر نکالتے تھے اور کنویں کے منہ پر ایک پتھر رکھ دیا جاتا تھا۔ اسے ڈھکنے کے لیے اور ہٹانے کے لیے بھی دس آدمی مل کر ہٹاتے، نیز وہ یہ بھی نہیں چاہتی تھیں کہ ان کے جانور دوسرے لوگوں کے جانوروں سے مل جل جائیں کہ انہیں علیحدہ کرنے میں دشواری ہو۔ ان وجوہ کے پیش نظر وہ اپنے جانوروں کو علیحدہ ایک طرف روک کر کھڑی تھیں اور لوگوں کے فارغ ہوکر چلے جانے کا انتظار کررہی تھیں۔

موسیٰ علیہ السلام نے ان دونوں عورتوں سے پوچھا کہ تم ایک طرف اپنے جانوروں کو روک کر کیوں کھڑی ہو؟

تو انہوں نے بتایا کہ ہمارے باپ بہت بوڑھے ہیں۔ ہم خود پانی نکال نہیں سکتیں، اس لیے ایک طرف کھڑی رہتی ہیں کہ لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلاکر چلے جائیں تو جو پانی حوض میں بچ جائے وہ ہم اپنے جانوروں کو پلالیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کو ان پر رحم کرنے کے لیے کہا۔ لیکن انہوں نے کہا کہ اگر تم اتنے ہمدرد ہو تو خود ہی پلادو۔ یہ کہتے ہوئے انہوں نے مل کر بھاری پتھر کنویں کے منہ پر رکھ دیا۔ آپ علیہ السلام نے اکیلے ہی اس پتھر کو ہٹادیا اور دس آدمیوں کے نکالنے والے ڈول کو اکیلے ہی نکال لیا۔

ودعا بالبركة ثم قرب غنمهما فشربت حتى رويت (تفسیر کبیر)

''اور برکت کی دعا کی اور ان کی بکریوں کو پانی کے قریب کیا۔ وہ ایک ہی ڈول سے پانی پی کر سیراب ہوگئیں۔''

پھر آپ علیہ السلام ایک طرف سائے میں بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی کہ اے اللہ مجھے کھانا عطا فرمادے۔ کیونکہ آپ سات دنوں سے صرف درختوں کے پتے ہی کھارہے تھے۔ (ماخوذ از تفسیر کبیر، روح المعانی)

سبحان اللہ! نبی کی شان عظمت کا اندازہ کیجئے کہ سات دنوں سے بھوکے لیکن دس آدمیوں سے بڑھ کر زور ابھی موجود ہے۔ سفر کی تھکان بھی اور کنواں سخت تپتی دھوپ میں، لیکن کوئی چیز بھی رکاوٹ نہ بن سکی اور ہمدردی کی ایک عظیم مثال قائم کردی۔

وہ دونوں لڑکیاں شعیب علیہ السلام کی بیٹیاں تھیں۔ جب عام معمول سے ہٹ کر آج وہ جلدی اپنے گھر لوٹ کر آگئیں تو ان سے ان کے باپ نے پوچھا کہ آج تم اتنی جلدی کیسی آگئی ہو؟

تو انہوں نے بتایا کہ آج کنویں پر ایک نیک اور بہادر شخص تھا جس نے ہماری بکریوں کو پانی پلادیا۔ اس لیے ہم جلدی واپس آگئی ہیں۔ کہ ہمیں تمام لوگوں کے فارغ ہونے اور باقی بچ جانے والے پانی کا انتظار نہ کرنا پڑا۔ (تذکرۃ الانبیاء، صفحہ 479)

موت کو کیسا پایا؟

6 ......منقول ہے کہ حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے انتقال کے بعد جب ان کی روح اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہوئی تو خدائے رحمٰن نے استفسار فرمایا: اے موسیٰ! تم نے موت کو کیسا پایا؟

عرض کیا: میں نے خود کو چڑیا کی مانند پایا۔ جب اس کو زندہ کڑاہی میں بھونا جائے تو نہ وہ مرے کہ راحت پائے اور نہ نجات پائے کہ اڑ جائے۔

دوسری روایت میں ہے کہ میں نے خود کو زندہ بکری کی مثل پایا جس کی کھال اتار دی جائے۔ (احیاء علوم الدین، کتاب الذکر والموت ومابعدھا، باب ثالث فی سکرات الموت ......الخ، ج صفحہ 210)

بغیر دھیان کے دعا قبول نہیں ہوتی

7 ......حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک بار ایک شخص کو دیکھا کہ گریہ و زاری کر رہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے رب! اگر اس کی حاجت میرے قبضہ میں ہوتی تو میں اسے پورا کر دیتا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے موسیٰ! مجھے تو تم سے زیادہ اس پر رحم آتا ہے۔ لیکن وہ دعا مجھ سے مانگتا ہے اور اس کا دل بکری اور بھیڑوں کے پاس ہوتا ہے اور میں ایسے کی دعا نہیں قبول کیا کرتا جو دعا تو مجھ سے کر رہا ہواور اس کا دل میرے غیر سے لگا ہو۔

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ دعا بلا عمل کے ایسی ہے جیسے کمان بے چلہ کی ہو۔ (نزہتہ المجالس، جلد 1)

عجیب وغریب انصاف

8 ......حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک پہاڑ کے پاس سے گزرے۔ اس کے نزدیک ایک چشمہ بہہ رہا تھا۔ آپ علیہ السلام نے اس چشمہ پر وضو کیا اور نماز پڑھنے کے لیے پہاڑ پر چلے گئے۔ کچھ دیر کے بعد ایک اور شخص سواری پر آیا اور چشمہ سے پانی پی کر چلا گیا اور جاتے جاتے ایک تھیلی بھول گیا جس میں دراہم تھے۔ اس کے بعد بکریاں چرانے والا ادھر سے گزرا۔ وہ دراہم کی تھیلی اٹھا کر لے گیا۔ پھر ایک غریب بوڑھا شخص آیا۔ جس کے سر پر لکڑیوں کا گٹھا تھا۔اس نے لکڑیوں کو ایک طرف رکھ دیا اور چشمہ کے نزدیک آرام کرنے کے لیے لیٹ گیا۔ کچھ دیر بعد وہ سوار اپنی تھیلی تلاش کرتا ہوا آیا۔ مگر جب اس کو تھیلی نہ ملی تو اس نے بوڑھے سے تھیلی کا تقاضا کیا۔

بوڑھے نے تھیلی کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کیا۔ چنانچہ بات بڑھ گئی اور نوبت مار پیٹ کی آ گئی اور سوار نے بوڑھے کو اس قدر مارا کہ وہ مر گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جو یہ سب دیکھ رہے تھے انہوں نے اللہ سے عرض کیا کہ اس معاملے میں انصاف کیسے ہوگا؟

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اس بوڑھے نے اس سوار کے باپ کو مار ڈالا تھا اور اس سوار پر اس چرواہے کے باپ کا قرضہ تھا اور اس قرضہ کی مقدار اتنی ہی تھی جتنے اس تھیلی میں دراہم تھے۔ چنانچہ قرض خواہ کو قرض وصول ہوگیا اور قاتل سے قصاص لے لیا گیا۔ اس طرح معاملہ برابر ہوگیا۔ میں حاکم عادل ہوں، میرے یہاں ناانصافی نہیں ہے۔

(عجائب المخلوقات)

حضرت یونس علیہ السلام اور پہاڑی بکری

9 ......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نے 40 دن اپنے پیٹ میں رکھنے کے بعد ایک چٹیل میدان میں ڈال دیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے وہاں پر ایک کدو کی بیل اگادی تھی جسے آپ علیہ السلام کھاتے تھے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے غیبی طور پر ایک جنگلی بکری کو حکم دیا۔ وہ روزانہ آپ علیہ السلام کے سامنے اس طرح آتی کہ آپ علیہ السلام باآسانی صبح و شام اس کا دودھ پی لیتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ علیہ السلام کا جسم گوشت سے بھر گیا۔

پہاڑی بکرے کے بارے میں ایک عجیب بات یہ بھی لکھی ہوئی ہے کہ اس کے دونوں سینگوں میں دوسوراخ ہوتے ہیں۔ جس سے وہ سانس لیتے رہتے ہیں اور جب کبھی یہ دو سوراخ بند ہوجاتے ہیں تو ان کی موت واقع ہوجاتی ہے۔

حضرت لقمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دانائی

10 ......حضرت لقمان علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک حبشی غلام تھے۔ یعنی قوم حبش سے تعلق رکھتے تھے۔ سب سے پہلے جس بات کے ذریعہ ان کی حکمت و دانائی ظاہر ہوئی وہ یہ تھی کہ مالک نے انہیں ایک دن کہا کہ اے غلام! ہمارے لیے یہ بکری ذبح کرکے اس کے گوشت کے دو بہترین ٹکڑے لے آؤ۔

حضرت لقمان علیہ الصلوٰۃ والسلام بکری کو ذبح کرنے کے بعد اس بکری کا دل اور زبان کاٹ کر مالک کے پاس لے آئے۔

دوبارہ پھرایک دن مالک نے کہا کہ ایک بکری ذبح کرکے اس کے گوشت کے دوخبیث ترین اور گندے ٹکڑے لے آؤ۔

حضرت لقمان حکیم پھر بکری ذبح کرکے اس کا دل اور زبان کاٹ کر لے آئے۔ مالک نے یہ معاملہ دیکھ کر حیرت سے پوچھا کہ ماجرا کیا ہے؟ میں نے گوشت کے دو بہترین ٹکڑے طلب کیے تو بھی تم دل اور زبان کاٹ کر لائے اور جب میں نے کہا کہ دو برے اور خبیث ٹکڑے لے کر آؤ تب بھی تم وہی دوٹکڑے لے کر آ گئے اس کی وجہ کیا ہے؟

حضرت لقمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جسم میں ان دواعضاء سے بہتر کوئی عضو نہیں جب یہ دونوں اعضاء صحیح اور صالح ہوں اور ان دو اعضاء سے زیادہ برا اور خبیث بھی کوئی عضو نہیں۔ جب یہ دونوں اعضاء گندے اور خبیث ہوں۔

(تنبیہ الغافلین بحوالہ ترغیب المسلمین 330)

تسلیم و رضا کی برکت

11 ......بنی اسرائیل میں ایک بہت بڑا عابد شخص تھا۔ اس نے اپنی بیوی سے بیان کیا کہ اتنے برسوں سے میرا دل کباب کھانے کو چاہتا ہے لیکن فقراء کے خیال سے میں نے اس کو چھوڑ رکھا ہے۔ اس نے کہا: میں دس بکریاں ذبح کرتی ہوں ایک تیرے لیے اور نو فقراء کے لیے جب وہ ذبح کر چکی تو اس کے بڑے لڑکے نے چھوٹے سے کہا: آؤ ہم تمہیں دکھائیں کہ اماں نے کیسے ذبح کی تھیں اور یہ کہہ کر اسے ذبح کر ڈلا۔ پھر ڈر کر بھاگا تو تنور میں گر پڑا اور جل گیا۔

وہ دونوں کو کمرے میں رکھ کر فقراء کے لیے سامان تیار کرنے میں مشغول ہوگئی۔ جب عابد آیا تو اس کو کھلایا پلایا یہاں تک کہ وہ خوب آسودہ ہوگیا۔ پھر اس سے کہنے لگی کہ میرے پاس کسی نے دو چیزیں بطور امانت رکھوائی تھیں۔ پھر مجھ سے واپس لے لیں مجھے یہ بڑا شاق گذرا۔

اس نے جواب دیا جس نے امانت رکھوائی تھی وہ اس کا زیادہ مستحق تھا۔ پھر اس نے بیان کیا کہ تیرے بیٹے نے اپنے بھائی کو ذبح کر ڈالا ہے۔ اس کے بعد وہ بھاگا تو تنور میں گر پڑا اور جل گیا۔ اس نے کہا: کیا تو نے ایسا صبر کیا ہے؟

اس نے کہا: ہاں۔

کہنے لگا: میں صبر کا تجھ سے زیادہ مستحق ہوں۔ لیکن میرا دل چاہتا ہے کہ میں انہیں دیکھ لوں۔ پھر جب وہ دونوں چراغ جلا کر کمرے میں گئے تو کہ صبر اور رضا کی برکت سے دونوں ہنس رہے ہیں اور کھیل میں مشغول ہیں۔ اس کو امام نسفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے۔

حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ بلائیں ان کے نزدیک شہد کے مثل خوشگوار ہیں اور سختیاں مخمور کرنے والی ہیں اور غم وحزن ان کو تازہ کھجوریں معلوم ہوتی ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات میں بکری کا ذکر

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول

1 ......حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ میری حکومت میں بکری کا ایک بچہ بھی مرجائے تو مجھے خوف ہوتا ہے کہ کہیں قیامت کے دن حق تعالیٰ اس پر میری پکڑ نہ کرلیں کہ تو نے اس کا صحیح خیال کیوں نہ رکھا۔ (حیات الحیوان)

بکری کی سری

2 ......حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی صاحب کو ایک صحابی کی احتیاج کا علم ہوا تو انہوں نے ایک بکری کی سری ہدیۃً ان کے پاس بھیج دی۔ انہوں نے خیال فرمایا کہ میرے فلاں دوست مجھ سے زیادہ حاجت مند ہیں۔ بال بچے زیادہ ہیں اور آمدنی کم اس وجہ سے وہ سری انہوں نے ان کے پاس بھیج دی۔ ان کو بھی اپنے ایک دوست کے متعلق یہی خیال آ گیا اور وہ سری ان کے گھر بھیج دی۔ الغرض اسی طرح وہ سری سات گھروں میں پھر پھرا کر بالآخر سب سے پہلے صحابی کے گھر لوٹ آئی۔

میرے محبوب کو قسم کی ضرورت کیا ہے؟

3 ......ایک صحابی بکریاں چراتے تھے۔ جب کبھی مدینہ طیبہ واپس آتے تو پوچھتے کہ قرآن پاک کی کونسی آیات اتری ہیں؟ یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی خاص بات ارشاد فرمائی؟ ان کو بتادیا جاتا۔

ایک دفعہ واپس آ کر پوچھا تو انہیں بتادیا گیا کہ یہ آیات اتری ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر فرمایا کہ میرے بندو، میں ہی تمہیں رزق دینے والا ہوں۔ جب انہوں نے یہ بات سنی تو وہ ناراض ہونے لگے اور کہنے لگے کہ وہ کون ہے جس کو یقین دلانے کے لیے میرے اللہ کو قسم کھانی پڑی۔ سبحان اللہ، یہ محبت کی بات ہے۔ (خطبات فقیر)

تیرے عشق کی انتہاء چاہتا ہوں
میری سادگی تو دیکھ کیا چاہتا ہوں

حلیمہ کے گھر برکت ہی برکت

4 ......حضرت حلیمہ فرماتی ہیں ہم جب حضور ﷺ کو گھر لے کر آئے تو ہماری وہ زمین جو خشک سالی کے باعث خشک پڑی تھی۔ مویشی باہر سے بالکل بھوکے آ کر بیٹھ جاتے تھے، نہ باہر ان کے چرنے کے لیے کچھ تھا نہ ہی گھروں میں۔ لیکن حضور ﷺ کو ہم ساتھ کیا لائے برکت و رحمت کی بارش ہم پر ہونے لگی۔

ہم نے دیکھا کہ ہماری زمین سرسبز ہوگئی۔ ہمارے مال مویشی خوب پیٹ بھر کر باہر سے آنے لگے اور ہماری ہر ایک بھیڑ بکری کے تھن دودھ سے بھر گئے۔ حالانکہ ہم جب مکہ شریف گئے تھے تو اس وقت ہماری کسی بھیڑ بکری کے تھنوں میں ایک قطرہ بھی دودھ کا نہ تھا۔ اب ہم انہیں دوہتے تو سب سیر ہو کر آرام کرتے تھے۔

ہماری اس آسودگی اور راحت کو دیکھ کر باقی اہل دیہات اپنے اپنے چرواہوں کو تاکید کرتے تھے کہ تم بھی اپنی بکریاں اسی طرف چرانے لے جایا کرو جس طرف حلیمہ کا چرواہا بکریاں لے جاتا ہے۔ انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ یہ تمام برکت ہمارے مال و جان میں اس مبارک بچے کی بدولت ہے جسے ہم اپنے گھر لائے ہیں۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، صفحہ 255)

عادل حکمران کی برکت

5 ......حضرت موسیٰ ابن اعینی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ کے زمانہ خلافت میں کرمان کے علاقے میں بکریاں چراتے تھے اور جنگلی جانور اور بھیڑیئے ایک ہی جگہ میں چرتے تھے۔ ایک رات اچانک ایک بھیڑیا ایک بکری پر حملہ آور ہوا۔ ہم نے کہا: ضرور کسی نیک آدمی کا انتقال ہوا ہے۔

حضرت حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت موسیٰ ابن اعینی رحمۃ اللہ تعالیٰ یا کسی اور نے بیان کیا کہ انہوں نے حساب لگایا تو اسی رات حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ کا انتقال ہوا تھا۔

حضرت مالک ابن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ خلیفہ ہوئے تو پہاڑوں کی چوٹیوں پر موجود چرواہے کہنے لگے کون نیک شخص لوگوں کا خلیفہ بنا ہے۔

ان سے پوچھا گیا۔ تمہیں اس کا علم کیسے ہوا؟ انہوں نے کہا: جب کوئی نیک شخص خلیفہ بنتا ہے تو شیر اور بھیڑیئے بکریوں کا شکار کرنے سے رک جاتے ہیں۔ (عذاب الٰہی اور اس کے اسباب، ص 97)

جانوروں کو بھی اپنی زندگی عزیز ہوتی ہے

6 ......حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بکری لٹائی تاکہ اس کو ذبح کروں تو ابوایوب سجستانی رحمۃ اللہ تعالیٰ میرے پاس آئے اور (ان کو دیکھ کر) میں نے چھری ہاتھ سے رکھ دی اور کھڑا ہو کر ان سے باتیں کرنے لگا اور میں گوشہ چشم سے بکری کو دیکھنے لگا تو وہ ایک دیوار کے کنارے گئی اور ایک گڑھا کھودا، چھری لی اور اس میں ڈال دی۔ بعدازاں اس پر مٹی بھر دی۔ اس کے ابوایوب رحمۃ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کہا کہ کیا تم دیکھتے ہو۔

تو ہم نے سخت تعجب کیا۔ پھر میں نے اپنی جان پر قسم کھائی کہ اس کے بعد کبھی کوئی جانور ذبح نہ کروں گا۔ (کتاب نوادر قلیوبی)

قوم کا امیر اجیر ہوتا ہے

7 ......ایک مرتبہ ابومسلم خولانی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور ان الفاظ میں آپ کو سلام کیا:

السلام علیک ایھا الاجیر

یعنی اے ملازم السلام علیک۔

لوگوں نے کہا: ایسے کہیے:

السلام علیک ایھا الامیر.

لیکن آپ نے پھر وہی کہا:

السلام علیک ایھا الا جیر.

لوگوں نے پھر ٹوکا کہ ''اجیر'' کے بجائے ''امیر'' کہیے۔

آپ نے پھر دو مرتبہ وہی کہا۔اس پر امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے کہا: یہ علم میں تم سے افضل ہے۔ لہٰذا جو کہتے ہیں کہنے دو۔جب لوگ خاموش ہوگئے تو ابومسلم نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہوکر کہا:

''آپ ان بکریوں کے ریوڑ (یعنی مسلمانوں) کے اجیر یعنی ملازم ہیں اور ان بکریوں کے مالک نے آپ کو ان کی دیکھ بھال کی وجہ سے رکھا ہے تاکہ اگر یہ بیمار ہوجائیں تو ان کا علاج کریں اور مالک نے یہ بھی شرط رکھی ہے کہ اگر تو نے بیمار بکریوں کا علاج کیا اور ان کی دیکھ بھال کی تو تجھے انعام و اکرام سے نوازا جائے گا۔ اور اگر تو نے ایسا نہیں کیا تو تجھے اس کی سزا دی جائے گی۔''

(حیات الحیوان، جلد 1)

چرواہے کی حکیمانہ باتیں

8 ......حضرت سیدنا نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ کی ایک وادی میں گیا۔ ہمارے ساتھ کچھ اور لوگ بھی تھے۔گرمی اپنے جوبن پر تھی۔گویا سورج آگ برسا رہا تھا۔ہم نے ایک سایہ دار جگہ پر دسترخوان لگایا اور سب مل کر کھانا کھانے لگے۔تھوڑی دیر بعد ہمارے قریب سے ایک چرواہا گزرا، حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا: آئیے آپ بھی ہمارے ساتھ کھانا تناول فرمائیے۔

چرواہے نے جواب دیا: میرا روزہ ہے۔

آپ نے اس سے فرمایا: تو اس شدید گرمی کے عالم میں سارا دن جنگل میں بکریاں چراتا ہے تو اتنی مشقت کا کام کرتا ہے اور پھر بھی تو نے نفلی روزہ رکھا ہوا ہے؟ کیا تجھ پر نفلی روزہ رکھنا ضروری ہے؟

یہ سن کر وہ چرواہا کہنے لگا: کیا وہ وقت آ گیا جن کے بارے میں قرآن پاک میں فرمایا گیا:

کلو واشربوا ھنیئًا بمآ اسلفتم فی الایام الخالیۃ (پ29، الحاقۃ 24)

''کھاؤ اور پیو رچتا ہوا، صلہ اس کا جو تم نے گزرے دنوں میں آگے بھیجا۔''

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس چرواہے کی حکیمانہ باتیں سن کر بڑے حیران ہوئے اور اس سے فرمانے لگے: تم ہمیں ایک بکری فروخت کردو۔ ہم اسے ذبح کریں گے اور تمہیں بکری کی مناسب قیمت بھی دیں گے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات سن کر وہ چرواہا عرض گزار ہوا: حضور! یہ بکریاں میری ملکیت میں نہیں بلکہ یہ میرے آقا کی ہیں میں تو غلام ہوں میں انہیں کیسے فروخت کرسکتا ہوں؟

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی امانت داری سے بہت متاثر ہوئے اور ہم سے فرمایا: یہ بھی تو ممکن تھا کہ یہ چرواہا ہمیں بکری بیچ دیتا اور جب اس کا آقا پوچھتا تو جھوٹ بول دیتا کہ بکری کو بھیڑیا کھا گیا۔لیکن دیکھو یہ کتنا امین و متقی چرواہا ہے۔

چرواہے نے بھی یہ بات سن لی۔ اس نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور یہ کہتے ہوئے وہاں سے چلا گیا:

''اگرچہ میرا آقا مجھے نہیں دیکھ رہا لیکن میرا پروردگار عزوجل تو مجھے دیکھ رہا ہے۔ میرا رب عزوجل تو میرے ہر ہر فعل سے باخبر ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس چرواہے کی باتوں اور نیک سیرت سے بہت متاثر ہوئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس چرواہے کے مالک کے پاس پہنچے اور اس نیک چرواہے کو خرید کر آزاد کردیا اور ساری بکریاں بھی خرید کر اس چراوہے کو ہبہ کردیں۔

(عیون الحکایات، مصنف ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ 157، جواہر پارے، صفحہ 168)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ کا واقعہ

9 ...... ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک گورنر کو لکھا کہ جب میں تجھ کو حکم دوں کہ فلاں کو ایک بکری عطا کردو تو تم پوچھتے ہو کہ ضان یا معز؟ اور اگر میں یہ بھی بیان کردوں تو تم سوال کروگے کہ نر یا مادہ؟ اور اگر میں یہ بھی بتادوں تو تم پوچھو گے کہ کالی بکری دوں یا سفید؟ لہٰذا جب میں کسی چیز کا حکم دوں تو اس میں مراجعت مت کیا کرو۔ (حیات الحیوان)

بکری سے باتیں کرنے والے بزرگ

10 ...... حضرت سہل بن عبداللہ مشہور ولی ہیں۔ ان کے مرید ابوالعباس رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: ایک رات میں خفیہ طور پر حضرت سہل رحمۃ اللہ تعالیٰ کی مجلس میں ان کی کرامات دیکھنے گیا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت سہل رحمۃ اللہ تعالیٰ نوافل پڑھنے میں مشغول ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے لمبا قیام کیا اور لمبی لمبی رکعتیں پڑھتے رہے۔ اتنے میں جنگل سے ایک بکری آئی اور مسجد کا دروازہ اپنے سر سے کھٹکھٹانے لگی۔ سہل رحمۃ اللہ تعالیٰ نے جب وہ آواز سنی تو قیام مختصر کرکے رکوع وسجدہ کیا اور قعدہ کے بعد سلام پھیرا۔ پھر دروازہ کھولا اور ایک برتن لے کر مسجد سے باہر نکلے۔

بکری ان کے پاس کھڑی ہوگئی۔ انہوں نے برتن میں اس کا دودھ دوہا اور پیا۔ پھر اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور فارسی زبان میں (جو حضرت سہل رحمۃ اللہ تعالیٰ کی مادری زبان تھی) اس بکری کے ساتھ کچھ باتیں کیں۔ پھر وہ بکری جنگل میں چلی گئی اور حضرت سہل رحمۃ اللہ تعالیٰ واپس مسجد میں آکر پھر نوافل پڑھنے میں مشغول ہوگئے۔

برادران اسلام! ایسے بزرگ بھی اس دنیا میں گزرے ہیں۔ وہ خود رخصت ہوگئے لیکن ان کی کرامات اور ان کے عبرت انگیز و ایمان افروز حالات و واقعات کا ذکر آج بھی ہورہا ہے۔ وہ دنیا میں بظاہر مسکین وفقیر رہے مگر وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین بندے تھے۔ (تعلیم الرفق، 212)

مہمان نوازی میں حاتم سے بھی آگے

11 ...... ابوبکر عیاش سے نقل ہے کہ حاتم سے کسی نے پوچھا کیا عرب میں تم سے بھی زیادہ کوئی سخی ہے؟ تو اس نے کہا کہ ہر عربی مجھ سے زیادہ سخی ہیں۔ پھر واقعہ بیان کیا کہ میں نے عرب کے ایک غلام بچے کے یہاں قیام کیا۔ اس کے پاس سو بکریاں تھیں۔

اس نے بکری ذبح کی اور اس کا بھیجہ دیا تو میں نے کہا: بھیجہ تو بہت خوب مزیدار ہے۔ چنانچہ وہ جاتا اور بھیجہ لے آتا۔ یہاں تک کہ میں سیر ہوگیا۔ صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ اس نے سو بکریاں ذبح کردی تھیں۔ کوئی بکری اس کی بچی نہیں۔ یہ تو ایک عربی غلام کی میزبانی کا حال ہے، اب تم خود ہی سوچو کہ عرب کتنے مہمان نواز ہوں گے۔

سائل نے حاتم طائی سے کہا: اس کی میزبانی کا تم نے کیا صلہ دیا؟

اس نے کہا: اگر میں اپنی تمام چیزیں بھی اسے دے دیتا تو اس کے احسان کا بدلہ نہ چکا سکتا تھا۔

سائل نے کہا: وہ تو ٹھیک ہے: لیکن تم نے اسے کیا دیا تھا؟

حاتم طائی نے کہا: میں نے اپنی پسندیدہ اونٹنیوں میں سے سو اونٹنیاں اسے دے دیں۔ (حیات الحیوان)

دودھ اور شہد دینے والی بکری

12 ......قرون اولیٰ میں روئے زمین پر کیسے کیسے باکمال لوگ چلتے پھرتے تھے اور اہل اللہ کو تلاش کرنے والے بھی جہاں کہیں ایسے اہل باطن کا سراغ پاتے تلاش کرنے نکل پڑتے۔

حضرت شیخ ابوالربیع مالقی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے لوگوں نے بتایا کہ فلاں شہر میں ایک ولیہ خاتون رہتی ہیں۔ جن سے کرامتوں کا صدور ہوتا ہے۔ دور دراز سے لوگ ان کی زیارت کو آتے ہیں۔ نام فضہ ہے۔ حضرت شیخ کا طرز عمل یہ تھا کہ کبھی کسی عورت کی زیارت کو نہ جاتے مگر ان ولیہ کی شہرت اتنی سنی کہ آمادۂ سفر ہوگئے۔

مشہور تھا کہ ان ولیہ کے پاس ایک بکری ہے جس کے تھن سے دودھ بھی نکلتا ہے اور شہد بھی۔ شیخ نے نیا پیالہ خریدا، ولیہ خاتون کے پاس تشریف لے گئے۔ سلام وتحیہ کے بعد گزارش کی کہ میں آپ کی بکری کے دودھ اور شہد سے مستفید ہونا چاہتا ہوں۔

خاتون ولیہ نے بکری حاضر کردی۔ آپ نے دوہا تو واقعی دودھ اور شہد نکلا۔ آپ نے پوچھا یہ بکری آپ کو کہاں سے ملی؟ اس کا واقعہ بتائیں۔

ولیہ خاتون نے بیان کیا کہ ہم نادار اور غریب لوگ تھے۔ ہمارے پاس ایک بکری تھی۔ میرے شوہر ایک صالح انسان تھے۔ عیدالاضحیٰ کا موقع آیا تو میرے خاوند نے کہا۔ چلو ہم لوگ اس بکری کی قربانی کریں۔

میں نے کہا: دیکھئے ہم لوگ تو خود غریب ہیں۔ قربانی ہم پر فرض نہیں۔ اگر ہم لوگ قربانی نہ بھی کریں تو مواخذہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو ہمارے حال کا علم ہے کہ ہم لوگ اس بکری کے زیادہ محتاج ہیں۔

میرے خاوند نے میری بات مان لی اور قربانی نہیں کی۔ اس کے بعد اسی روز ہمارے گھر ایک مہمان آیا۔ میں نے خاوند کی خدمت میں عرض کیا کہ پروردگار عالم نے ہم لوگوں کو مہمان کی خاطر مدارات کا حکم فرمایا ہے۔ اس لیے اب بکری ذبح کرنی چاہیے۔ اپنے بچوں کو ذبح کے منظر سے بچانے کے لیے انہیں لے کر میں گھر میں رہی اور خاوند دیوار کے باہر بکری ذبح کرنے لگے۔

کچھ دیر بعد میں نے دیکھا کہ ایک بکری دیوار پر کودی اور ہمارے گھر کے اندر آ گئی۔ میں نے خیال کیا کہ شاید بکری قابو سے نکل گئی اور بھاگ کر دیوار پر چڑھ گئی ہے۔ میں نے دیوار کے پیچھے شوہر کو دیکھا تو وہ بکری ذبح کرکے اس کی کھال اتار رہے تھے۔ میں نے اپنے شوہر سے دوسری بکری کا حال بتایا۔

انہوں نے کہا: کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے اچھی بکری عنایت فرمائی اور واقعتاً ایسا ہی ہوا۔ وہ بکری دودھ دیتی تھی اور یہ بکری دودھ کے ساتھ شہد بھی دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مہمان کی ضیافت کا یہ اجر عطا فرمایا۔

حضرت شیخ ابوالربیع مالقی کا بیان ہے کہ اس ولیہ خاتون نے اپنے اہل عقیدت کو مخاطب کرکے کہا: میرے فرزندو! یہ ہماری بکری تمہارے قلوب میں چرتی ہے۔ اگر تمہارے دل پاکیزہ ہوں گے تو اس کا دودھ بھی عمدہ ہوگا اور اگر قلوب میں تغیر ہوگا تو دودھ بھی خراب ہو جائے گا۔ اس لیے تمہیں اپنے قلوب کو پاکیزہ رکھنا چاہیے۔ (کتاب نوادر قلیوبی، صفحہ 200)

امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ

13 ......مشہور محدث عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ لوٹ کی کچھ بکریاں بعض مفسد لوگوں کے ذریعہ کوفہ میں لائی گئیں۔ وہ بکریاں اہل کوفہ کی بکریوں سے ایسی مخلوط ہوگئیں کہ امتیاز باقی نہ رہا۔ اس سے یہ اندیشہ ہوا کہ ممکن ہے کہ کبھی کوئی قصاب لوٹ والی بکری کو خرید کر اس کا گوشت فروخت کردے۔ اس طرح لوگوں کے لیے حرام گوشت کھانے کا خطرہ پیدا ہوا۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو حرام گوشت کے کھانے سے بچنے کی فکر دامن گیر ہوئی کہ کہیں نادانستہ طور پر لوٹ کی بکریوں کا حرام گوشت ان کے گھر تک نہ پہنچے:

فسأل ابوحنيفة: كم تعيش الغنم؟ قالوا: سبع سنين. فترک أكل لحم الغنم سبع سنين. ثم إنه رأى فى تلک الأيام بعض الجند أكل لحمًا أى لحم الغنم ورمىٰ فضلته فى نهر الكوفة. فسأل عن عمر السمک. فقيل له: كذا وكذا. فامتنع من أكل السمک تلک المدة.

(عقود الجمان۔ص 244)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ بکری کتنے سال تک زندہ رہتی ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ سات سال۔ تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے سات سال تک بکری کا گوشت نہیں کھایا۔

پھر انہی دنوں ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ بعض فوجیوں اور سرکاری ملازمین نے بکری کا گوشت کھا کر اس کے بچے ہوئے ٹکڑے اور انتڑیاں وغیرہ کوفہ کے دریا میں پھینک دیں تو ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں سے پوچھا کہ مچھلی کتنے عرصے تک زندہ رہ سکتی ہے۔ لوگوں نے آپ کو اس کی عمر کے بارے میں بتایا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اتنا عرصہ مچھلی کھانے سے رکے رہے۔

(عقود الجمان 244 حوالہ ترغیب المسلمین)

تلوار کا اثر نہ ہوا

14 ...... کہتے ہیں: ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے عبداللہ بن یحییٰ پر حملہ کردیا اور تلواروں سے وار کیے۔ مگر ان پر تلواروں کا ذرہ برابر بھی اثر نہ ہوا۔ ان سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ اس وقت قرآن کریم کی یہ آیت پڑھ رہا تھا:

وَلَا يَـؤُدُهٗ حِـفْـظُهُـمَـا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ وَحِفْظًا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ رَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ اَللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ وَّ اللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ

اور ان دونوں کی حفاظت اللہ پر بھاری نہیں اور وہ بڑا ہی عالیشان اور عظیم ہے اور وہ تم پر حفاظت کرنے والے بھیجتا ہے۔ بے شک میرا رب ہر چیز کی حفاظت کرنے والا ہے۔ سو اللہ سب سے بڑھ کر نگہبان اور سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ ہر شخص کی حفاظت کے لیے کچھ فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو بدلتے رہتے ہیں کچھ اس کے آگے اور کچھ اس کے پیچھے کہ وہ بحکم خدا اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں۔ ہم نے قرآن بھیجا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں اور ہم نے آسمان کو ایک محفوظ چھت بنایا اور ہر مردود شیطان سے اس کی حفاظت کی اور یہ تجویز ہے خدا زبردست واقف الکل کی تجویز ہے اور آپ کا رب ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔ اللہ ان کو دیکھ بھال رہا ہے اور آپ کو ان پر کوئی اختیار نہیں دیا گیا اور تم پر فرشتے مقرر ہیں جو تمہارے سب اعمال یاد رکھنے والے ہیں اور اسے لکھتے رہتے ہیں اور جو تمہارے سب اعمال کو جانتے ہیں۔ اور ایسا کوئی شخص نہیں جس پر فرشتہ مقرر نہ ہو۔ جو اس کے اعمال یاد رکھتا ہو۔ آپ کے رب کی پکڑ بہت سخت ہے۔ پس کفار پر اس سخت سزا کا آنا دور نہیں۔ اور وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے اور وہ دوبارہ قیامت میں بھی دوبارہ اٹھائے گا اور وہی برا بخشنے والا اور بڑی محبت کرنے والا اور عرش کا مالک اور بڑی عظمت والا ہے۔ وہ جو چاہے سب کچھ کرسکتا ہے۔ کیا آپ کو ان لشکروں کا قصہ پہنچا ہے یعنی فرعون اور ثمود کا بلکہ انہوں نے کفر کیا اور قرآن کو جھٹلانے میں لگے رہے، اللہ ان کو اِدھر اُدھر سے گھیرے ہوئے ہے بلکہ وہ ایک باعظمت قرآن ہے جو لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔

اس کے بعد حضرت مصعبی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ایک روز میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکلا تو ہم نے ایک بھیڑیے کو ایک دبلی کمزور سی بکری کے ساتھ دیکھا اور وہ اس کو کچھ نقصان بھی نہیں پہنچا رہا تھا۔ ہمارے قریب پہنچنے پر بھیڑیا بھاگ گیا۔ ہم بکری کے پاس گئے تو دیکھا کہ اس کی گرد پر ایک تعویز ہے جس پر مندرجہ بالا آیات لکھی ہوئی تھیں۔

بکریاں اپنے مقام سے ہلتی نہ تھیں

15 ...... حافظ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کی شیبان الراعی رحمۃ اللہ علیہ کو جب غسل جنابت کی حاجت ہوتی اور اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پانی نہ ہوتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے۔ چنانچہ بادل کا ٹکڑا آ کر آپ پر برستا اور آپ غسل کر لیتے۔ جب فارغ ہوجاتے تو بادل غائب ہوجاتا۔

آپ کے حالات میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ جمعہ کی نماز پڑھنے جاتے تو بکریوں کے اردگرد ایک خط کھینچ کر جاتے اور جب نماز پڑھ کر واپس آتے تو بکریوں کو اس خط کے اندر پاتے۔ (حلیۃ الاولیاء)

جنت کی رفیقہ

16 ...... عبدالواحد بن زید فرماتے ہیں کہ میں نے تین رات تک اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ میرے جنت کے ساتھی سے مجھے ملادے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مجھ کو الہام ہوا کہ جنت میں تیری رفیقہ ایک عورت ہے جس کا نام میمونہ سوداء ہے اور وہ کوفہ میں فلاں جگہ بکریاں چراتی ہے۔

چنانچہ میں وہاں پہنچا اور اس کو تلاش کیا تو وہ اس وقت نماز پڑھ رہی تھی اور اس کی بکریاں، بھیڑیوں کے ساتھ چر رہی تھیں۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئی تو کہنے لگی کہ اے ابن زید یہ دنیا وعدے کی جگہ نہیں بلکہ وعدے کی جگہ ہے تو جنت ہے۔ اس کے منہ سے میں اپنا نام سن کر حیران ہوا اور پوچھا کہ تمہیں میرا نام کیسے معلوم ہوا؟

کہنے لگی کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارواح کو ایک جگہ جمع کیا تھا اس وقت بہت سی روحوں کا ایک دوسرے سے تعارف ہوا تھا۔ پس جو وہاں ایک دوسرے کو پہچانتی تھیں وہ یہاں بھی پہچانتی ہیں۔ اور جو وہاں نہ پہچانی وہ یہاں بھی غیر متعارف ہیں۔

پھر میں نے اس سے کچھ نصیحت کرنے کو کہا۔ اس نے کہا کہ سبحان اللہ! تم خود ہی واعظ ہو دوسروں کے وعظ کی تمہیں کیا ضرورت ہے؟ پھر میں نے اس سے کہا: تمہاری بکریاں بھیڑیوں کے ساتھ چر رہی ہیں، یہ کیسے ممکن ہوا؟

کہنے لگی کہ میں نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کردیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے میری بکریوں کا معاملہ بھیڑیوں کے ساتھ درست فرمادیا ہے۔

(حیات الحیوان، جلد 1)

موضوع نمبر 12

بھیڑ: قرآن کی روشنی میں

بھیڑ کی قربانی سنت ابراہیمی اور سنت نبوی ﷺ ہے

گوشت اور اون حاصل کرنے کے لیے مختلف قسم کی مخصوص انواع کی بھیڑیں پالی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ انوع نسل کشی کے لیے بھی مخصوص ہیں۔ بھیڑ کے جسم پر پیدا ہونے والی اون ہمارے سر پر اگنے والے بالوں ہی کی مانند ہے۔ یہ اون سرد موسم میں بھیڑ کے لیے ''گرم لحاف'' کی حیثیت رکھتی ہے۔ عام طور پر سال میں ایک مرتبہ موسم بہار میں بھیڑوں کے جسم مونڈ کر اس اون کو الگ کرلیا جاتا ہے۔

یہ عام طور پر گھاس، پھونس، تنکوں، کانٹوں، چکناہٹ اور میل کچیل سے بھری ہوتی ہے اور تقریباً ساری کی ساری ادھوڑی کی طرح علیحدہ ہوتی ہے۔ جسے اکٹھا کرنے کے بعد کسی ڈوری میں باندھ دیا جاتا ہے۔

صاف ستھرا کرنے کے بعد اس میلی کچیلی اون کو ''حاصل شدہ اون'' کا نام دیا جاتا ہے۔ پھر اس میں اچھی طرح کنگھی کی جاتی ہے تاکہ اس کے پیچ اور بل سیدھے ہوجائیں، اسے کاٹ کر اس کا سوت بنالیا جاتا ہے۔ سوت یا اونی دھاگہ گرم کپڑے بننے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

1 ...... بھیڑ سال میں ایک مرتبہ بیاہی جاتی ہے اور بسا اوقات ایک ہی بچہ دیتی ہے اور بکریاں سال میں دو مرتبہ بیاہی جاتی ہیں اور دو اور تین بچے دیتی ہیں۔ پھر بھی بکری کے مقابلے میں بھیڑ میں برکت زیادہ ہوتی ہے۔

2 ...... بھیڑ اگر کسی درخت وغیرہ کو چر لیتی ہے تو دوبارہ سرسبز ہوجاتا ہے مگر بکری کا چرا ہوا دوبارہ سرسبز نہیں ہوتا۔ کیونکہ بھیڑ درخت کا صرف اوپر کا حصہ چرتی ہے جبکہ بکری درخت کو جڑ تک کھالیتی ہے۔

3 ...... بکری کے بالوں کے مقابلے میں بھیڑ کا اون زیادہ قیمتی ہے۔

4 ...... عرب میں بھی مینڈھے کو مدح سرائی میں تشبیہ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جبکہ بکری کو برائی میں تشبیہ دی جاتی ہے۔

5 ...... اللہ تعالیٰ نے بکرے اور بکری کو مکشوف الستر پیدا کیا ہے۔ یعنی اس کا قبل اور دبر کھلا رہتا ہے۔ جبکہ بھیڑ میں یہ بات نہیں ہے۔ اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حلالہ کرنے کو عاریۃً لیا ہوا بکرا کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔

6 ...... بھیڑ کی سری بکری کی سری سے افضل وطیب ہوتی ہے۔یہی فرق دونوں کے گوشت میں بھی ہے۔یعنی بکری کا گوشت سودائیت،بلغم اور فسادِ خون نیز نسیان پیدا کرتا ہے۔ اس کے برخلاف بھیڑ کے گوشت میں یہ نقصانات نہیں ہیں۔ (حیات الحیوان جلد 1)

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بدلہ میں جنت سے مینڈھے کا فدیہ

قرآن پاک میں بھیڑیا کا تذکرہ وفدیناہ بذبح عظیم (سورۃ صافات 107) کے عنوان سے موجود ہے۔ ''اور ہم نے (حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جان بچانے کے لیے جنت کا عظیم الشان دنبہ) ان کے بدلہ میں دیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس دنبہ کو عظیم اس لیے فرمایا گیا کیونکہ یہ جنت میں چالیس سال تک چرا تھا۔

یعنی انسانی جان کی بجائے جنت سے مینڈھا بھیج دیا۔

یہ مینڈھا وہ تھا جو ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے ہابیل نے قابیل سے صلح ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کے نام پر نذر کیا تھا اور مقبول ہوکر جنت میں اٹھا کر منگوالیا گیا تھا۔

جو اسمٰعیل علیہ السلام کے اس واقعہ ذبح تک جنت کا آب و دانہ کھا کر فربہ ہوتا رہا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ سے ذبح ہونے کے بعد اس کے سینگ سالہا سال تک بیت اللہ شریف کے اندر لٹکے رہے۔

حجاج بن یوسف کے زمانہ میں جب کعبۃ اللہ میں آگ لگنے کا واقعہ پیش آیا تو یہ سینگ بھی اس آگ میں جل کر ختم ہوگئے۔ (حیات الحیوان، جلد 2)

عیدالاضحیٰ پر قربانی ابراہیمی یادگار ہے

اللہ تعالیٰ نے اسمٰعیل علیہ السلام کی جگہ مینڈھا ذبح کرا کر عالم انسانیت پر احسان عظیم فرمادیا۔ ورنہ اگر اسمٰعیل علیہ السلام ہی ذبح ہوجاتے تو قیامت تک یہی حکم جاری ہوجاتا اور انسان کی قربانی لازمی قرار پاجاتی۔ بہرحال حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام مینڈھے کی قربانی کے بعد خوش وخرم گھر واپس آئے۔ (تذکرۃ الانبیاء، 174)

حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جگہ بھیڑ کی قربانی کے بارے میں

مفسرین نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بطور امتحان حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا حکم دیا۔ اس حکم کو پورا کرنے کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ماں سے کہا کہ ان کا سر دھلا کر تیل ڈال دو۔ انہوں نے ویسا ہی کیا۔

جب انہیں لے کر نکلے تو حضرت ہاجرہ کے پاس شیطان آ گیا اور کہنے لگا: اے ہاجرہ! ابراہیم، اسمٰعیل کو ذبح کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

انہوں نے پوچھا: کیوں؟

اس نے کہا: انہیں گمان ہوگیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا انہیں حکم ہوا ہے۔

انہوں نے کہا تو ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کو تسلیم کرتے ہیں۔

پھر شیطان حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس پہنچا اور ان سے بھی وہی کہا جو ان کی والدہ سے کہا تھا۔ انہوں نے بھی ویسا ہی جواب دیا جو ان کی ماں نے دیا تھا۔ پھر شیطان نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ اے ابراہیم! آپ اپنے بیٹے کو ذبح کرنا چاہتے ہیں؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا: ہاں۔

پھر کہنے لگا: آپ کے پاس خواب میں شیطان آیا تھا۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے دشمن خدا، میرے پاس سے ہٹ۔

پھر جب وہ پہاڑ کے پاس پہنچے تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے کہا کہ اے میرے پیارے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ تمہاری کیا رائے ہے؟

انہوں نے کہا: اے ابا جان! جو کچھ آپ کو حکم ہوا ہے کر گذریئے۔ لیکن جب مجھے لٹانا تو مضبوط باندھ دینا تا کہ میرا خون آپ پر نہ پڑ جائے اور اس پر صبر کرنا اور میرا کرتہ میری ماں کے حوالہ کر دینا تا کہ یادگار رہے اور میرا سلام کہہ دینا۔ اگر آپ سے میری نسبت دریافت کریں تو کہہ دینا کہ میں اسے ایسے کے پاس چھوڑ آیا ہوں کہ مجھ سے اور تم سے بہتر ہے۔

اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: مولیٰ کریم! میرے ضعف اور بڑھاپے پر رحم فرما اور اگر مجھ پر تجھے رحم نہیں آتا تو اس چھوٹے بے گناہ بچے پر رحم فرما۔ اس وقت وہ سات برس کے تھے اور بعض نے تیرہ برس کہا ہے۔

اس وقت فرشتے چلا چلا کر رونے لگے اور آسمان کے دروازے کھل گئے۔ آخر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں چہرہ کے بل پچھاڑ کر ان کی شہ رگ پر چھری رکھ دی لیکن کچھ نہ کٹا۔

بعض مفسرین نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ ان کو پکڑنا، اگر ذرا سا بھی چھری سے کٹ گیا تو فرشتوں کے دفتر سے تمہارا نام مٹادوں گا۔

امام نجم الدین نسفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے غصہ میں آکر چھری پھینک دی۔ چھری نے کہا: آپ علیہ السلام غصہ کیوں ہوتے ہیں؟ آپ نے کہا: تو کاٹتی کیوں نہیں؟

اس نے کہا: یہ تو بتلائیں آگ نے آپ کا ذرا سا بدن بھی کیوں نہ جلایا تھا؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے پاس سے ندا آئی تھی کہ اے آگ! ابراہیم پر ٹھنڈی ہوجا۔ چھری نے کہا: میرے لیے ستر بار یہ آواز آ چکی ہے کہ ذرا بھی نہ کاٹنا۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنے والد سے یہ بھی کہا تھا کہ میرے بندھن کھول دیجئے تا کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ زبردستی ذبح کیا ہے اور یہ انہیں نہ معلوم ہوگا کہ میں اپنے اختیار سے خوشی کے ساتھ اپنی جان دیتا ہوں۔ پھر کہا: اے ابا جان! آپ مجھ سے زیادہ مکرم ہیں یا میں آپ سے زیادہ مکرم ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: مجھے اپنے لڑکے کی وجہ سے کرامت حاصل ہوئی۔ انہوں نے کہا: مجھے اپنی جان سے کرامت حاصل ہوئی ہے اور اس کے سوا کا تو میں مالک تھا نہیں۔

بعض نے کہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اکرم تھے۔ کیونکہ الم فراق موت سے دائم ہوجاتا ہے اور الم دائم موت سے زائل ہوجاتا ہے۔ جب یہ کہا

تھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تم دونوں سے اکرم ہوں۔ اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پوچھا تو کیا میں آپ کے لیے اسے پکڑے نہ رہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ نہیں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پوچھا: کیوں؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا: اس لیے کہ جب مجھے آگ میں ڈالا تھا تو میں نے تم سے ہوا میں مدد نہیں مانگی تھی۔ اب بھلا تم سے کیسے مدد مانگوں؟ حالانکہ تم زمین پر ہو۔ جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے مینڈھے کو دیکھا تو رو دیئے۔ ان سے کہا گیا کہ خوشی کے وقت آپ روتے ہیں؟

انہوں نے کہا: وہ شخص کیسے نہ روئے جس کو حبیب نے دور کر دیا ہو اور اس کی قربانی نامنظور کی ہو۔ (نزہتہ المجالس، صفحہ 457)

غریب کی بھیڑ زبردستی ہتھیانے کا انوکھا مقدمہ

قرآن کریم کی اڑتیسویں سورۃ کی آیات نمبر 21 تا 25 میں بھیڑوں کے ذکر سے عنوان موجود ہے۔ مذکورہ آیات میں بھیڑوں کے بارے میں ایک بہت دلچسپ اور سبق آموز کہانی مختصراً درج ہے۔

دیوار پھلانگ کر اندر گھسنے والے دو فرشتے

ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس امتحان کی غرض سے دو فرشتوں کو بھیجا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی عبادت کے وقت دروازے بند کردیئے جاتے تھے اور کسی کو اندر داخل ہونے کی اجازت نہ تھی۔ لہٰذا دیوار پھلانگ کر وہ دونوں فرشتے ان کی عبادت گاہ میں داخل ہوئے۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے جب دیکھا کہ دیوار پھلانگ کر آرہے ہیں تو فوراً چونک گئے۔ لیکن ان فرشتوں نے انہیں تسلی دی اور کہا کہ آپ اندیشہ نہ کریں۔ ہم تو اپنا مسئلہ حل کرنے آپ کے پاس آئے ہیں کہ ہمارے درمیان انصاف سے فیصلہ کریں۔

پھر ایک نے بتایا کہ یہ جو دوسرا ہے یہ میرا بھائی ہے۔ اس نے بتایا کہ اس کے پاس 99 بھیڑیں ہیں اور میرے پاس صرف ایک اور یہ ایک بھیڑ بھی اس نے اپنی ننانوے بھیڑوں میں ملالی ہے اور مجھ سے چھین لی ہے اور مجھ سے نہایت سختی سے بات کرتا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے فیصلہ سنایا کہ اس نے اس طرح تو تم پر بہت ظلم کیا اور اکثر شریک ایک دوسرے پر ظلم کرتے ہیں لیکن نیک لوگوں سے ظلم جیسا فعل سرزد نہیں ہوتا۔

یہ سب کر کے حضرت داؤد علیہ السلام کو اچانک دل میں محسوس ہوا کہ ہو نہ ہو یہ اللہ کی طرف سے آزمائش ہے اور اس آزمائش کی وجہ سے ہی یہ مقدمہ بھیجا گیا ہے۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے استغفار کیا اور اللہ کی خوب عبادت کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی خطا کو بخش دیا۔ (حوالہ تفسیر درمنثور)

بھیڑ...... احادیث کی روشنی میں

بھیڑ میں برکت ہے

1 ...... علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بھیڑ حضور ﷺ کے پاس سے گذری جسے دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ وہ ہے جس میں برکت ہے۔ (حیات الحیوان)

قیامت کے دن موت کو مینڈھے کی شکل میں ذبح کیا جائے گا

2 ...... حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جب جنتی جنت میں چلے جائیں گے اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے تو موت کو ایک سفید مینڈھے کی صورت میں لایا جائے گا اور اس کو جنت اور دوزخ کے درمیان میں کھڑا کیا جائے گا اور پھر اس کو ذبح کر دیا جائے گا۔ جنتیوں کو خوشخبری دی جائے گی کہ اب تم ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہو گے اور اب تم کو کبھی بھی موت نہ آئے گی اور پھر دوزخیوں سے کہا جائے گا کہ اب تم ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہو گے اور کبھی تمہیں موت نہ آئے گی۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت کریمہ ''**وانذرھم یوم الحسرۃ اذا قضی الامر**'' تلاوت کی جس کا ترجمہ ہے کہ ''اور تمہیں حسرت والے دن سے ڈرایا گیا جس وقت کا فیصلہ ہو جائے گا''۔

ایک روایت میں ہے کہ لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا تم اس کو جانتے ہو؟

لوگوں کو معلوم ہوگا اور وہ کہیں گے جی ہاں، یہ موت ہے۔

پس موت کو لٹا کر ذبح کر دیا جائے گا۔ اگر اللہ نے موت کو ذبح نہ کیا ہوتا اور کبھی موت نہ آنے کا فیصلہ نہ کیا ہوتا تو اہل جنت یہ خوشخبری سن کر خوشی سے مر جاتے اور جہنمی دکھ کے صدمے سے اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتے۔ (بخاری، ترمذی، نسائی)

چپل کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف

3 ...... حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ ایک عرب سے نقل کرتے ہیں کہ حنین کی جنگ میں ایک عربی حضور ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے موٹی چپل پہن رکھی تھی۔ اس سے حضور ﷺ کا پیر کچل دیا تو حضور ﷺ نے اس کو کوڑے سے ہلکی سی مار ڈالی جو کہ آپ ﷺ کے ہاتھ میں تھا اور فرمایا: بسم اللہ! تو نے مجھے تکلیف پہنچائی۔

وہ ساری رات اسی سوچ میں رہا کہ کیسے مجھ سے حضور ﷺ کو تکلیف پہنچی۔ اس کی وہ رات بس ایسی ہی گزری۔ صبح کے وقت ایک منادی آواز دے رہا تھا کہ فلاں کہاں ہے؟

وہ سوچنے لگا کہ یقیناً یہ صبح والے قصے کے متعلق ہی مجھے آواز دے رہا ہے۔ یہ سن کر وہ خوفزدہ سا آگے بڑھا۔ حضور ﷺ نے اس کو **80** بھیڑیں دیں اور فرمایا کہ کل تم نے اپنی چپل سے میرا پیر کچل دیا تھا۔ جس سے مجھے تکلیف ہوئی۔ اس وقت میں نے تم کو کوڑے سے مار دیا تھا۔ لہٰذا یہ اس کے عوض ہیں۔ (حیاۃ الحیوان:**2**)

حدیث میں بھیڑ کے بچے سے تشبیہ کی وجہ

4 ... حدیث میں ذلت اور حقارت بتانے کے لیے بھیڑ کے بچے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن ایک آدمی لایا جائے گا۔ وہ ذلت و حقارت کی وجہ سے بھیڑ کے بچے کی طرح ہوگا تو اللہ پاک اس سے یہ کہیں گے کہ اے آدم کی اولاد! میں بہترین تقسیم کرنے والا ہوں۔ تم اپنے ان اعمال کو دیکھو جو تم نے میرے لئے کئے ہیں۔ میں تمہیں اس کا پورا پورا بدلہ دوں گا کیونکہ میں انصاف کرنے والا ہوں۔ اور پھر ان اعمال کو دیکھو جو تم نے دوسروں کے لئے کئے ہیں اس لیے کہ ان چیزوں کا بدلہ انہی پر ہے جن کے لیے تم نے کیا ہے۔ (بحوالہ مسند ابویعلیٰ)

موضوع نمبر 13

خنزیر: قرآن کی روشنی میں

سور نجس اور حرام جانور ہے۔ یورپ میں اس کا گوشت بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کی ہڈیوں سے بھی الکحل بنایا جاتا ہے جو کہ مختلف چیزوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح اس کے بال سے برش بنائے جاتے ہیں اور اس کی کھال سے پرس اور جوتے وغیرہ بنائے جاتے ہیں۔

لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ جب بھی یورپ جائیں تو کھانے اور دوسری چیزوں کے بارے میں تحقیق ضرور کرلیں کیونکہ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ جس کپڑے میں یا پیٹ میں حرام کا ایک لقمہ گیا اس کی نماز چالیس دن تک ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی۔ (مشکوٰۃ)

قرآن میں خنزیر کا تذکرہ دو صورتوں میں آیا ہے۔ ایک خنزیر کے حرام ہونے کے بارے میں۔ دوسرا نافرمان بندوں کے چہرے سور کی طرح مسخ ہونے کے بیان میں۔

سور کا تذکرہ خنازیر (جمع سور) خنزیر (سور) کے عنوان سے قرآن میں پانچ سورتوں میں آیا ہے۔

سورۃ المائدہ میں یہ لفظ خنازیر کے عنوان سے ایک ہی جگہ آیا ہے۔ کسی مغضوب قوم کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے کہ ہم نے ان میں سے بعض کو بندر اور خنزیر بنادیا۔

خنزیر کے عنوان سے قرآن میں چار سورتوں میں اس کا ذکر سورۃ البقرہ، رکوع 2، سورۃ المائدہ، رکوع 1، سورۃ الانعام، رکوع 8 اور سورۃ النحل رکوع 15 میں آیا ہے۔

سور ایک معلوم و معروف گندہ جانور ہے۔ قرآن مجید میں اس کا ذکر چار موقعوں پر آیا ہے اور چاروں مرتبہ حرمت ہی کے سلسلہ میں۔ پہلی بار یہ کہ ''اللہ نے تمہارے اوپر مردار اور خون اور گوشت خنزیر حرام کیا ہے۔''

دوسری بار بھی خفیف لفظی تغیر کے ساتھ یہی کہ ''تمہارے اوپر حرام کیے گئے مردار اور خون اور گوشت خنزیر''۔

تیسرے موقع پر اسی حرمت حیوان ہی کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے کہ ''کھانے کی چیزوں میں حرام تو بس یہی کی گئی ہیں۔ مردار، بہتا ہوا خون، خنزیر کا گوشت کہ وہ (بالکل) گندہ ہے۔''

چوتھے موقع پر پھر پہلی مرتبہ کی طرح ارشاد ہوا ہے کہ ''اللہ نے تمہارے اوپر مردار اور خون اور گوشت خنزیر کو حرام کیا ہے۔''

یہ جانور جیسا بدشکل ہوتا ہے ہر شخص پر روشن ہے۔ نجاستوں پر زندگی بسر کرتا ہے۔ اس کا گوشت خاص طور پر مضر صحت اور مورثِ امراض ہے۔ مگر باوجود اس کے فرنگیوں کی میز پر بڑے شوق سے کھایا جاتا ہے اور ڈبوں میں بند ہوکر دنیا کے مختلف حصوں میں خوب بکتا رہتا ہے۔ (حیوانات قرآنی، صفحہ 83)

احادیث میں خنزیر کا تذکرہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام خنزیر کو قتل کریں گے

1 ...... آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ عنقریب تم میں عیسیٰ علیہ السلام عادل حکمران کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ وہ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ کو ساقط کریں گے۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں مال (صدقات) کی اس قدر فراوانی ہوگی کہ کوئی ان (صدقات) کو قبول نہیں کرے گا۔ (بخاری و مسلم)

چہروں کا خنزیر کے شکل کی طرح ہو جانا

2 ...... آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اس امت میں ایک طبقہ ایسا ہوگا جو کھانے و شراب اور گناہ میں رات گزارے گا لیکن جب وہ صبح کو اٹھیں گے تو ان کی صورتوں کو خنزیر کی طرح مسخ کردیا جائے گا۔ پھر رب کائنات ان میں سے کچھ قبائل اور کچھ گھروں کو زمین میں دھنسادیں گے۔ یہاں تک کہ لوگ صبح اٹھیں گے تو کہیں گے رات کے وقت فلاں گھر زمین میں دھنس گیا (پھر تیسری سزا ان کی یہ ہوگی) اللہ تعالیٰ ان پر پتھر برسائیں گے جیسے قوم لوط پر برسائے گئے (چوتھی سزا یہ کہ پھر ان پر ایک خوفناک ہوا کو بھیجا جائے گا) یہ سزائیں ان کے لیے چار گناہوں کی وجہ سے ہوں گی۔

❶ شراب پینے۔ ❷ سود کھانے۔ ❸ گانے والی عورتوں کو رکھنے۔

❹ قطع رحمی (رشتہ داروں سے تعلق توڑنے) کی وجہ سے۔ (قوت القلوب، مستدرک)

ابن سیرین کا خواب کی تعبیر بتانا

ایک اہل علم امام ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ کے پاس آئے اور کہنے لگے: میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں خنزیر کی گردن میں موتیوں کا ہار پہنا رہا ہوں۔

ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس کی تعبیر یہ ہے کہ موتی سے مراد علم ہے اور خنزیر سے مراد وہ شخص ہے جسے علم سکھایا جا رہا ہے۔ (احیاء العلوم)

تاریخی واقعات میں خنزیر کا ذکر

حضرت ابوبکر وعمر فاروق رضی اللہ عنہما کے گستاخ کا خنزیر ہوجانا

❶ ......حضرت امام مستغفری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ایک مرد صالح سے نقل کیا ہے کہ کوفہ کا ایک شخص جو حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہا کرتا تھا۔ ہر چند ہم لوگوں نے اس کو منع کیا، مگر وہ اپنی ضد پر اڑا رہا۔ تنگ آکر ہم لوگوں نے اس کو کہہ دیا کہ تم ہمارے قافلہ سے الگ ہوکر سفر کرو۔ چنانچہ وہ ہم لوگوں سے الگ ہوگیا۔ جب ہم لوگ منزل مقصود پر پہنچ گئے اور کام پورا کر کے وطن کی واپسی کا قصد کیا تو اس شخص کا غلام ہم لوگوں سے ملا۔ جب ہم نے اس سے کہا کہ کیا تم اور تمہارا مولیٰ ہمارے قافلہ کے ساتھ وطن جانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

یہ سن کر غلام نے کہا کہ میرے مولیٰ کا حال تو بہت ہی برا ہے۔ ذرا آپ لوگ میرے ساتھ چل کر اس کا حال دیکھ لیجئے۔

غلام ہم لوگوں کو ساتھ لے کر ایک مکان میں پہنچا۔ وہ شخص اداس ہوکر ہم لوگوں سے کہنے لگا کہ مجھ پر تو بہت بڑی افتاد پڑ گئی۔ پھر اس نے اپنی آستین سے دونوں ہاتھوں کو نکال کر دکھایا تو ہم لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے:

اس کے دونوں ہاتھ خنزیر کے ہاتھوں کی طرح ہوگئے ہیں۔ آخر ہم لوگوں نے اس پر ترس کھا کر اپنے قافلہ میں شامل کرلیا۔ لیکن دوران سفر ایک جگہ چند خنزیروں کا ایک جھنڈ نظر آیا اور یہ شخص بالکل ہی ناگہاں مسخ ہوکر آدمی سے خنزیر بن گیا اور خنزیروں کے ساتھ مل کر دوڑنے بھاگنے لگا۔ مجبوراً ہم لوگ اس کے غلام اور سامان کو اپنے ساتھ کوفہ تک لائے۔ (شواہد النبوۃ، صفحہ 154)

مردے کا منہ خنزیر جیسا

❷ ......ایک مرتبہ خلیفہ عبدالملک کے پاس ایک شخص گھبرایا ہوا حاضر ہوا اور کہنے لگا: میں بے حد گنہگار ہوں۔ میرے لیے معافی بھی ہے یا نہیں؟ یہ کہہ کر اس نے اپنی دہشتناک داستان سنائی۔ کہنے لگا:

عالی جاہ! میں ایک کفن چور ہوں۔ آج رات میں نے پانچ قبروں سے عبرت حاصل کی اور توبہ پر آمادہ ہوا۔ جن میں سے دوسری قبر کی داستان کچھ اس طرح ہے کہ جب میں نے دوسری قبر کھودی تو ایک دل دہلا دینے والا منظر میری آنکھوں کے سامنے تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ مردہ کا منہ خنزیر جیسا ہو چکا ہے اور طوق و زنجیر میں جکڑا ہوا ہے۔ غیب سے آواز آئی۔ یہ جھوٹی قسمیں کھاتا تھا اور حرام روزی کماتا تھا۔

میت کا چہرہ کالے سور کی طرح

❸ ......روایت میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک صحابی کے ساتھ بیٹھے تھے ایک نوجوان روتا ہوا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اے نوجوان تو کیوں روتا ہے؟

اس نے کہا: میرے والد نے وفات پائی ہے اور اس کو غسل اور کفن دینے والا کوئی نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو حکم فرمایا: پس یہ دونوں مردے کے پاس غسل دینے کے لیے تشریف لے گئے اور جب دیکھا کہ وہ کالے سور کی طرح ہے تو یہ حضرات واپس لوٹ آئے اور بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوئے۔ یارسول اللہ! ہم نے اسے کالے سور کی طرح دیکھا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازے کے قریب کھڑے ہوکر دعا مانگی۔ جس سے مردہ اپنی اصلی حالت میں آگیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ لوگوں نے اسے دفن کرنا چاہا تو بدستور پھر وہ کالے سور کی طرح ہوگیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے نوجوان! تیرا باپ دنیا میں کیا کام کرتا تھا؟

اس نوجوان نے جواب دیا کہ وہ بے نمازی تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے میرے اصحاب! دیکھو بے نمازی کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سور کی طرح اٹھائے گا۔ (بھجۃ الانوار)

دین کے بدلے دنیا طلب کرنے والا خنزیر بن گیا

❹ ......حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کا ایک خادم تھا۔ وہ لوگوں کو موسیٰ علیہ السلام سے روایتیں کر کے وعظ سناتا تھا اور:

حدثنی موسٰی صفی اللہ ''مجھ سے موسیٰ صفی اللہ نے یہ بیان کیا۔''

حدثنی موسٰی نجی اللہ ''مجھ سے موسیٰ نجی اللہ نے یہ بیان کیا۔''

اور لوگوں سے اس کے بدلے میں درہم و دینار لیتا تھا۔ اس طرح اس

کے پاس کافی دولت جمع ہوگئی۔ پھر وہ اچانک گم ہوگیا۔موسیٰ علیہ السلام اس کو کافی تلاش کرتے رہے اور لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھتے رہے۔ مگر اس کا کوئی پتہ نہ چلا۔

ایک دن ایک آدمی ایک خنزیر کو جس کے گلے میں سیاہ رسی پڑی ہوئی تھی، لے کر حاضر ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام نے دریافت فرمایا: یہ کون ہے؟اس نے جواب دیا: یہ وہی آپ کا خادم ہے جسے آپ تلاش کررہے تھے۔

موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ الٰہی اسے اپنی اصلی حالت میں پھیردے تاکہ میں اس سے پوچھوں کہ یہ آفت میں کیوں کرگرفتار ہوگیا ہے؟

اللہ جل شانہ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ اے موسیٰ! اگر تو ان کلمات کے ساتھ جن کے ساتھ آدم نے سوال کیا تھا دعا کرے تب بھی قبول نہیں کروں گا۔ ہاں یہ بتلادیتا ہوں کہ اس کو میں نے خنزیر کی شکل میں کیوں بنادیا ہے۔

لانه كان يطلب الدنيا بالدين

کیونکہ یہ دین کے بدلے دنیا حاصل کرتا تھا۔

(احیاء العلوم، کتاب العلم، جلد 1)

اللہ تعالیٰ ہر ذی علم کو ایسی آفت سے بچائے۔ آج اکثر اہل علم اسی حرص دنیا میں گرفتار ہوگئے ہیں اور پیشرو واعظین تو اس بلا کے عادی ہوگئے ہیں۔ جس علم کے ساتھ محبت دنیا زیادہ ہوتو سمجھ لیجئے کہ وہ غیرنافع علم ہے اور ایسے علماء سخت خسارے میں ہیں اور قیامت میں تمام مخلوق سے زیادہ عذاب میں گرفتار ہوں گے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی اس ہدایت سے علماء کو سخت عبرت پکڑنی چاہیے۔ (احیاء العلوم، باب العلم)

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بددعا نے خنزیر بنادیا

5 ......تفسیر اور سیرت کی کتب میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہودیوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے تو یہودیوں نے انہیں آتے دیکھ کر ان پر اور ان کی والدہ پر تہمت لگا کر کہا کہ دیکھو جادوگرنی کا جادوگر بیٹا آرہا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی یہ بکواس اور فحش گوئی کو سن کر ان پر لعنت کی اور ان کے لیے بددعا فرمائی۔ چنانچہ اس بددعا اور لعنت کا اثر یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مسخ کرکے خنزیر بنادیا۔ اس واقعہ کی اطلاع جب یہودیوں کے بڑے کے پاس پہنچی تو وہ بہت پریشان ہوا اور اس کو اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ بھی ان کی بددعا سے مسخ نہ ہوجائے۔

چنانچہ اس نے سب کو فوراً مشورے کے لیے جمع کیا۔ آخر اس بات پر سب متفق ہوئے کہ آپ علیہ السلام کو قتل کردیا جائے۔ لہٰذا یہودی آپ علیہ السلام کی قتل کے لیے گھات لگا کر بیٹھ گئے اور آپ کو سولی دینے کے انتظام بھی مکمل کرلیے۔ اس کے بعد زمین پر اندھیرا ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ان کی حفاظت کے لیے فرشتے بھیج دیے۔

چنانچہ اس رات حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریین کو جمع کیا اور انہیں وصیت کی اور یہ بھی فرمایا کہ مرغ کی اذان (یعنی صبح سے پہلے) تم میں سے ایک شخص چند درہم کے عوض میرے ساتھ غداری کرے گا اور مجھے بیچ دے گا۔اس کے بعد آپ علیہ السلام کی مجلس ختم ہوئی اور تمام حواریین چلے گئے اور ان میں سے ایک ان یہودیوں کے پاس سے گزرا جو آپ علیہ السلام کی گھات میں بیٹھے تھے۔ اس نے ان سے پوچھا کہ اگر میں تمہیں عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بتاؤں تو مجھے کیا دوگے؟

یہودیوں نے فوراً تیس درہم اس کے حوالے کردیے تو وہ خوشی خوشی راضی ہوگیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ان کو بتادیا کہ وہ کہاں ہیں اوران کو لے گیا۔ پھر جب حواری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گھر گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی شکل کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل کا کردیا اور آپ علیہ السلام کو اپنے پاس اٹھالیا۔ پھر وہ یہودی اس حواری کو ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر لے گئے اور اس کے واویلا کرنے کے باوجود کہ میں عیسیٰ نہیں ہوں اس کو سولی پر چڑھا دیا۔

بعض کتب میں آتا ہے کہ وہ حواری بھی ایک یہودی تھا اور اس کا نام قطیانوس بتایا جاتا ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے لوگوں سے پوچھا کہ کون میری خاطر اپنی جان دے گا اور میری جگہ سولی پر چڑھے گا؟

تو آپ علیہ السلام کی جماعت سے ایک حواری اٹھا اور آپ پر جان نثاری کے لیے تیار ہوگیا۔ پھر اللہ کے حکم سے اس شخص کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ مل گئی اور یہودیوں نے اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر سولی پر لٹکادیا اور حق تعالیٰ نے آپ کو اپنے پاس آسمان پر بلالیا اور پھر آپ کے پَر لگا کر آپ کو نورانی لباس پہنادیا گیا اور اللہ نے آپ سے کھانے پینے کی حاجت کو ختم کردیا اور اب آپ فرشتوں کے عرش کے گرد گھومتے ہیں۔ (حیات الحیوان:1)

باب نمبر 2

جانور

احادیث کی روشنی میں

- بلی
- ہرن
- خرگوش
- لومڑی
- چیتا
- بجو
- خارپشت

بلی: احادیث کی روشنی میں

حضور ﷺ کے فرمان میں بلی کا بے شمار جگہ تذکرہ ملتا ہے۔
بلی کی آنکھوں کی بناوٹ قدرت کی کاریگری کا ایک بہت عمدہ نمونہ ہے۔ آپ نے اکثر سنا ہوگا کہ بلی اندھیرے میں بھی دیکھ سکتی ہے۔ بلی کی آنکھوں کی بناوٹ اس قسم کی ہے کہ اندھیرے میں اس کی آنکھوں کی پتلیاں بہت پھیل جاتی ہیں۔ چنانچہ یہ تھوڑی سے یا بہت ہی مدہم روشنی میں بھی اچھی طرح دیکھ لیتی ہے۔ جبکہ انسانی آنکھ کو اس قدر مدہم اور برائے نام روشنی میں کوئی بھی چیز دکھائی نہیں دیتی۔

بلی کی ساری پھرتی اور چستی کا راز اس کے جسم کی بناوٹ میں پوشیدہ ہے۔ اس کے جسم کے پٹھے اور اعصاب بہت مضبوط اور لچکدار ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اگر بلی کسی بلند جگہ سے گر پڑی تو وہ فضا میں اپنے جسم کو انتہائی پھرتی سے کچھ اس طرح موڑتی ہے کہ زمین میں ہمیشہ پنجوں ہی کے بل گرتی ہے۔ اس کے پنجوں کے نیچے گوشت کی گدیاں سی ہوتی ہیں جن کی وجہ سے یہ آہٹ کے بغیر چل پھر سکتی ہے۔

بلی کی مونچھیں کس کام آتی ہیں؟

بلی کے خاندان کے افراد سننے کی عمدہ صلاحیت کے مالک ہوتے ہیں۔ یہ نہ صرف مدہم آوازوں کو سن سکتے ہیں بلکہ ہوا میں پیدا ہونے والی دوسری ارتعاشی لہروں کو بھی محسوس کر لیتے ہیں اور ہوا میں پائی جانے والی ایسی ہلکی تحریکات بلی کے کانوں تک چند مخصوص بالوں کے ذریعے پہنچتی ہے اور یہ تعلق بالوں کی جڑوں کے ذریعے اعصاب تک منتقل ہوتا ہے۔ پس بلی اردگرد پیدا ہونے والی انتہائی مدہم آوازوں سے بھی باخبر ہوجاتی ہے اور بلی کی مونچھیں ان مقاصد کے افعال میں بہترین کردار ادا کرتی ہیں جو ہوا میں پیدا ہونے والی مختلف ارتعاش اور تھرتھراہٹ کو کانوں تک پہنچاتی ہے۔ اس لحاظ سے اس کی مونچھیں انتہائی نازک اور حساسیات کا عضو ہیں۔

ذخیرہ احادیث میں بلی کا ذکر

بلی کا گوشت حرام ہے

1 ...... نهى عن اكل الهرة واكل ثمنها

اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلی کا گوشت اور اس کی قیمت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

تشریح:...... بلی کا گوشت کھانا تو بالاتفاق تمام علماء کرام کے نزدیک حرام ہے۔ البتہ بلی کو بیچنا اور اُس کی قیمت کو کھانے پینے کی چیزوں میں خرچ کرنا حرام نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے۔ (مظاہر حق جدید)

جانوروں پر رحمت

2 ......حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ جنت میرے اس قدر قریب ہوگئی تھی کہ اگر میں چاہتا تو اس کے خوشوں میں سے ایک خوشہ توڑ کر تمہارے پاس لے آتا اور دوزخ بھی میرے قریب ہوگئی تھی۔ یہاں تک کہ میں نے کہا:

اے میرے پروردگار! کیا میں ان لوگوں میں رکھا جاؤں گا کہ اچانک ایک عورت پر نظر پڑی جس کو ایک بلی پنجے مار رہی تھی۔ تو میں نے اس کا حال پوچھا تو لوگوں نے کہا کہ اس عورت نے بلی کو باندھے رکھا تھا یہاں تک کہ وہ بھوک اور پیاس سے مرگئی اور اس عورت نے نہ ہی اس کو کھلایا اور نہ پلایا اور نہ ہی اسے چھوڑا تاکہ وہ خود کہیں سے کھا پی لیتی۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

دخلت امراة النار فی هرة ربطتها فلم تطعمها ولم تدعها تاكل من خشاش الارض۔ (رواہ البخاری)

بلی ایک درندہ ہے

3 ......حضور اکرم ﷺ ایک انصاری صحابی کے گھر میں کثرت سے جاتے تھے اور ان کے گھر کے آس پاس جو دوسرے گھر تھے وہاں نہیں جاتے تھے۔ ان لوگوں نے آپ ﷺ سے شکایت کی کہ آپ ﷺ ان صحابی کے گھر تو جاتے ہیں پر ہمارے گھر نہیں آتے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے گھر میں کتا موجود ہے۔ اس وجہ سے میں نہیں آتا۔

یہ سن کر ان لوگوں نے کہا کہ ان کے گھر بھی تو بلی موجود ہے، پھر آپ ﷺ وہاں کیوں جاتے ہیں؟

تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلی تو ایک درندہ ہے (دونوں کا ایک حکم نہیں ہے)۔ (رواہ الحاکم)

کھڑے ہوکر پانی پینا

4 ......نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ ایک شخص کھڑے ہوکر پانی پی رہا ہے تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اس طرح پانی نہ پیا کرو۔ تم اس پر راضی ہو کہ تمہارے ساتھ بلی بھی پانی پیئے۔ اس نے جواب دیا: ہرگز نہیں۔
آپ ﷺ نے فرمایا: اب تو تمہارے ساتھ شیطان نے پانی پی لیا ہے۔
(حیات الحیوان :2)

حضور ﷺ کا بلی کیلئے برتن جھکا دینا

5 ......حضور ﷺ کے پاس ایک بلی آتی تھی تو آپ ﷺ اس کے پانی پینے کے لیے برتن کو تھوڑا سا جھکا دیتے تھے۔ پھر وہ بلی اس میں سے پانی پی لیتی تھی۔ پھر آپ ﷺ اس بلی کے جھوٹے پانی سے وضو کر لیتے تھے۔
(کامل لابن عدی)

بلی کی شکل میں شیطان

6 ......ایک مرتبہ حضور ﷺ نماز میں مشغول تھے کہ اچانک ایک بلی کی شکل میں شیطان آیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ شیطان میری نماز کو توڑنا چاہتا تھا اور اس نے اسے توڑنے کی پرزور کوشش کی لیکن اللہ رب العزت نے مجھے غالب کردیا اور میں نے اس کا گلا دبادیا۔ میری خواہش تھی کہ صبح تم لوگوں کو دکھانے کے واسطے اسے کسی مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دوں۔ لیکن مجھے اس وقت اپنے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا یاد آ گئی:

رب اغفرلی وھب لی ملکاً لاینبغی لاحد من بعدی

''اے میرے پروردگار! میری مغفرت کر اور مجھے ایسی سلطنت عطا فرما جو میرے بعد کسی دوسرے کو نہ ملے۔'' لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس شیطان کو میرے پاس سے ناکام لوٹا دیا۔ (حیات الحیوان:2)

پہلی امتوں کے واقعات میں بلی کا ذکر

1 ......حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی تیار کرنے میں دو سال کا عرصہ لگا اور اس کشتی کا طول تین سو ہاتھ کے بقدر اور عرض پچاس ہاتھ اور بلندی تیس ہاتھ تھی۔ اس کشتی کو انہوں نے ساج کی لکڑی سے بنایا تھا اور اس میں آپ نے تین منزلیں رکھی تھیں۔

نیچے کی منزل میں جنگلی جانور، درندے، حشرات الارض کو رکھا گیا تھا اور درمیانی منزل میں سواری کے جانور اور چوپائے تھے اور اوپر والے حصے میں حضرت نوح علیہ السلام اپنے ساتھیوں اور سامان کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ بعضوں کا خیال ہے کہ نچلے حصے میں جانور، درمیانی درجہ میں انسان اور اوپر کے درجے میں پرندے تھے۔

جب کشتی میں بہت زیادہ گندگی (گوبر اور لید) وغیرہ جمع ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو ہاتھی کی دم دبانے کا حکم دیا۔ جس کے نتیجہ میں ایک سور اور ایک سورنی برآمد ہوئے اور ان دونوں نے نکلتے ہی کشتی میں موجود تمام غلاظت کو کھا کر صاف کردیا۔ اسی طرح جب چوہا کشتی کے کنارہ پر آ کر اس کے لنگر کی رسیوں کو کاٹنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ شیر کی دونوں آنکھوں کے درمیان چوٹ ماریں۔

حضرت نوح علیہ السلام نے ایسا ہی کیا جس سے ایک بلا اور ایک بلی نکلی اور ان دونوں نے چوہے پر حملہ کرکے اس کو رسی کاٹنے سے روک دیا۔

اسرائیلی چوہے بن گئے

2 ......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بنی اسرائیل کی ایک قوم گم ہوگئی۔ کچھ معلوم نہ ہوسکا کہ اس کا کیا انجام ہوا؟ اور وہ کہاں گئی۔ اس مقام پر صرف چوہے دکھائی دیے تھے۔ کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ جب چوہوں کے سامنے اونٹنی کا دودھ رکھا جاتا ہے اس کو نہیں پیتے، مگر جب بکری کا دودھ رکھا جاتا ہے تو اس کو پی جاتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

علماء اس کی تصریح یوں کرتے ہیں کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: چونکہ بنی اسرائیل پر اونٹ کا گوشت اور دودھ حرام تھا اور بکری کا دودھ اور گوشت حلال تھا۔ چنانچہ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ چوہے بنی اسرائیل کی مسخ شدہ قوم تھی۔ کیونکہ یہ اونٹنی کا دودھ نہیں پیتے تھے جبکہ بکری کا دودھ پی جاتے تھے۔ (حیات الحیوان، جلد 1)

خیرات کو محبوب رکھنے والے

3 ......بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو خیرات بہت کیا کرتا تھا۔ جب اس کا انتقال ہوا تو اس کی بیوی نے سوائے دو سو درہم کے جو اس نے اپنے لڑکے کے لیے رکھ لیے تھے سب اس کی طرف سے خیرات کردیے۔ جب لڑکا بڑا ہوا تو ماں نے اس کی اطلاع دی کہ تیرے باپ کو خیرات کرنا نہایت محبوب تھا اور اس کو دوسو درہم دے دیئے۔

ایک روز وہ نکلا تو اس نے ایک مردہ کو دیکھا تو اس نے ایک سواسّی درہم خرچ کرکے اس کی تجہیز وتکفین کردی۔ پھر ایک شخص نے اسے دیکھ کر کہا کہ اگر میں تجھے ایسی چیز بتادوں جس سے مال کثیر تیرے ہاتھ آئے تو تُو مجھے آدھا مال دے گا۔

اس نے کہا: ہاں۔

اس شخص نے کہا: فلاں شہر چل، وہاں ایک عورت کے پاس ایک بلی برائے فروخت ہے۔ اس کو خرید لے اور ذبح کرکے جلا ڈال اور اس کی راکھ لے کر فلاں شہر جا وہاں کا بادشاہ اندھا ہے۔اس کی آنکھ میں اس کی راکھ کا سرمہ لگادینا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی آنکھیں درست ہوجائیں گے۔

چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس بادشاہ کو آنکھیں عطا کیں۔ اس بادشاہ نے اپنی بیٹی سے اس کا نکاح کردیا اور اسے بہت کچھ مال دیا۔ کچھ مدت اپنی زوجہ کے پاس رہا اور پھر اپنی ماں کو دیکھنے کے لیے بادشاہ سے اجازت چاہی۔

بادشاہ نے کہا: اپنی بیوی اور اپنے مال کو اپنے ساتھ لے جا۔جب واپس آیا تو اس شخص کو دیکھا جس نے اسے بتلا کر کہا تھا کہ مجھے آدھا مال بانٹ دینا۔ اس نے آدھا مال اسے دے دیا۔

اس نے کہا: زوجہ باقی رہی ہے۔

اس نے کہا: اچھا: تو وہ آرا لایا تاکہ آدھی اسے کاٹ کر دے دے۔ اس پر اس شخص نے کہا اللہ تعالیٰ تیرے مال اور اہل وعیال میں برکت دے۔ تو نے جو عہد کیا تھا پورا کیا میں تو ایک فرشتہ ہوں۔ (نزہۃ المجالس 614/2)

تاریخی واقعات میں بلی کا ذکر

ایک بلی کے بچہ کے ساتھ حسن سلوک کی وجہ سے مغفرت

1 ......حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ (م161ھ) کو کسی نے بعد وفات کے خواب میں دیکھا۔ پوچھا آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ دیا۔ کچھ مدت اپنی زوجہ کے پاس رہا اور پھر اپنی ماں کو دیکھنے کے لیے بادشاہ سے اجازت چاہی۔

فرمایا: جب میں پیش کیا گیا تو پوچھا گیا کہ اے بایزید کیا لائے؟

میں نے سوچا کہ نماز، روزہ وغیرہ سب اعمال تو اس قابل نہیں کہ پیش کروں، البتہ ایمان تو بفضلہٖ تعالیٰ ہے۔ اس لیے عرض کیا کہ توحید۔

ارشاد ہوا: اما تذكر ليلة اللبن

یعنی دودھ والی رات یاد نہیں؟

قصہ یہ ہوا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ایک شب پیٹ میں درد ہوا تو ان کی زبان سے نکل گیا کہ دودھ پیا اس سے درد ہوگیا۔ اس پر شکایت ہوئی کہ درد کو دودھ کی طرف منسوب کیا اور فاعل حقیقی کو بھول گئے۔ حالانکہ:

درد از یارست درماں نیز ہم

پھر ارشاد ہوا کہ اب بتلاؤ کیا لائے؟

عرض کیا: اے اللہ کچھ نہیں۔

فرمایا کہ ایک عمل تمہارا ہم کو پسند آیا ہے۔ اس کی وجہ سے بخشتے ہیں۔ ایک مرتبہ ایک بلی کا بچہ سردی میں مررہا تھا۔تم نے اس کو لے کر اپنے پاس لٹالیا۔ رہ گئی ساری کی ساری بزرگی اور تمام حقائق اور دقائق و معارف سب کالعدم ہوگئے۔ (وعظ احسان الاسلام، ص14 مشمولہ محاسن اسلام بحوالہ جواہر پارے)

بلی کی بردباری

2 ......محمد بن عجلان مولیٰ ابن زیاد کا قول ہے کہ ایک دن ابن زیاد دربار میں آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک کونے میں بلی بیٹھی ہے۔ میں نے اسے بھگانا چاہا لیکن ابن زیاد نے کہا: اسے چھوڑ دو۔ میں دیکھوں تو سہی اس کا ماجرا کیا ہے؟

پھر ابن زیاد نے اٹھ کر ظہر کی نماز پڑھی اور واپس دربار آ گیا۔ پھر عصر کی نماز پڑھی اور واپس آ گیا۔ بلی بدستور اپنی جگہ بیٹھی تھی۔ غروب آفتاب سے قبل ایک چوہا نکل آیا۔ بلی نے اس پر حملہ کردیا اور پکڑلیا۔ یہ دیکھ کر ابن زیاد کہنے لگا۔ جس کی کوئی حاجت ہو وہ بلی کی طرح اس پر دوام اختیار کرے تو ضرور کامیاب ہوگا۔

ایک بلی کے ایثار و قربانی کا حیرت انگیز واقعہ

3 ......مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کہتے ہیں کہ آپ کے پاس ایک بلی تھی، جب مہمان آپ کی خانقاہ میں آتے تو وہ بلی مہمانوں کی تعداد کے حساب سے میاؤں میاؤں کرتی (آواز نکالتی) باورچی خانہ کا خادم شوربے کی دیگچی میں ہر مہمان کے لیے ایک ایک پیالہ فی مہمان کے حساب سے ڈال دیتا تھا۔

ایک دن مہمانوں کی تعداد اس کی آواز کے حساب سے بڑھ گئی۔ لوگوں کو تعجب ہوا (کہ آج حساب میں یہ غلطی کیسے ہوگئی؟) اتنے میں وہ بلی مہمانوں کے پاس آئی اور ایک ایک کو سونگھنے لگی اور ان میں سے ایک پر پیشاب کردیا۔ جب اس شخص کے بارے میں تحقیق کی گئی تو وہ شخص دین سے بیگانہ نکلا (اس وجہ سے بلی نے اس کو خانقاہ کے مہمانوں میں شمار نہیں کیا)۔

اسی بلی کے سلسلہ میں ایک یہ واقعہ بھی ہے کہ ایک دن خادم نے دیگ میں مہمانوں کے واسطے کھیر پکانے کے لیے دودھ ڈالا تو ایک کالا سانپ ادھر سے گزرتے ہوئے دیگ میں گر پڑا۔ بلی نے سانپ کو گرتے ہوئے دیکھ لیا۔ وہ خادم کو خبردار کرنے کے لیے دیگ کے اردگرد پھرنے لگی اور آواز نکال کر اپنا اضطراب اور بے چینی ظاہر کرنے لگی۔ لیکن خادم کسی طرح بھی یہ بات نہ سمجھ سکا (اور اسی طرح کھیر پکاتا رہا) وہ بلی کو بار بار بھگاتا اور جھڑکتا رہا۔

جب خادم کسی طرح اس کے اشاروں کو نہ سمجھا تو بلی نے اس دیگ میں خود کو گرادیا (کہ اب تو مہمان اس کھیر کو نہیں کھائیں گے اور پھینک دیں گے) دیگ میں گر کر بلی مرگئی۔ جب بلی کے گر کر مرجانے کے سبب سے کھیر کو پھینکا گیا تو کالا سانپ (بلی کے علاوہ) اس دیگ سے نکلا۔ اس وقت شیخ نے فرمایا کہ اس بلی نے خود کو درویشوں پر قربان کردیا۔ (جواہر پارے، صفحہ 167)

بلی کی موت بھی نیکیوں کے پلڑے میں

4 ......حضرت ابوطالب مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک شخص کو خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے؟

اس نے جواب دیا کہ مجھے جنت میں داخل کردیا اور یہ کہہ کر ایک سرد آہ کھینچی۔ اس نے پوچھا ایسا کیوں کرتے ہو؟

اس نے کہا کہ جب میں جنت میں گیا تو میں نے علیین میں بڑے بڑے محل دیکھے۔ جب میں نے محل میں جانے کا اردہ کیا تو کہا گیا کہ اس شخص کو لوٹادو۔ یہ محل ان کے لیے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقت گزارا کرتا ہے، ہم اسے اس میں جانے دیتے ہیں۔

اسی طرح ایک مرتبہ ایک اور شخص سے خواب میں کسی نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟

اس نے کہا کہ میں نے جتنے کام اللہ تعالیٰ کے لیے کئے تھے مجھے سب ملے۔ یہاں تک کہ میری ایک بلی مرگئی تھی۔ میں اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے ثواب کا طلبگار تھا۔ نیکیوں کے پلے میں، میں نے اس کو بھی پایا۔ جب میں نے دیکھا تو پوچھا کہ میرا ایک گدھا بھی مرگیا تھا وہ کہیں نہیں دکھائی دیتا۔

جواب ملا: تو نے اس کے لیے ثواب کی امید نہ کی تھی۔ اگر کی ہوتی تو وہ بھی ملتا۔ (نزہۃ المجالس جلد 1)

بلی کے ذریعہ پیغام رسانی

5 ...... امیر رکن الدولہ کے پاس ایک بلی تھی جو اس کی مجلس میں حاضر رہتی اور جب رکن الدولہ کو اپنے کسی بھائی کی اپنے پاس حاضری کی ضرورت ہوتی تھی یا کوئی حاجت پیش آتی تھی تو اہ ایک پرچہ لکھتا تھااور اس بلی کے گلے میں لٹکا دیتا تھا۔

چنانچہ وہ اس شخص کے پاس جاتی تھی تو وہ خود حاضر ہوتا تھا یا اس کے جواب میں لکھتا تھا اور اس کی گردن میں لٹکا دیتا تھا۔ پھر وہ بلی رکن الدولہ کے پاس واپس آتی تھی اور جب وہ بلی کسی مقام سے مانوس ہوجاتی تو دوسری بلیوں کو وہاں سے بھگا دیتی تھی اور ان سے سخت جنگ کرتی تھی۔ (کتاب نوادر قلیوبی)

بلی پالنا مستحب ہے

6 ...... جاحظ کہتے ہیں کہ علماء دین کا قول ہے کہ بلی کا پالنا مستحب ہے۔

مجاہد کا بیان ہے کہ ایک شخص نے قاضی شریح کی عدالت میں کسی دوسرے شخص پر بلی کے بچے کی ملکیت کا دعویٰ دائر کردیا۔قاضی صاحب نے مدعی سے گواہ طلب کیے۔ وہ کہنے لگا کہ میں ایسی بلی کے لیے گواہ کہاں سے لاؤں جس کو اس کی ماں نے ہمارے گھر میں جنا تھا؟

اس پر قاضی صاحب نے حکم دیا کہ تم دونوں اس بچے کو اس کی ماں کے پاس لے جاؤ۔اگر وہ اس کو دیکھ کر ٹھہری رہی اور کہیں نہ جائے، پھر اس کو دودھ پلانے لگے تو یہ بچہ تیرا ہے اور اگر وہ بال کھڑے کرکے غرانے لگے اور بھاگ جائے تو یہ بچہ تیرا نہیں ہے۔ (حیات الحیوان)

بلی کو سردی سے بچانے پر بخشش

7 ...... امام کمال الدین دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ''حیوۃ الحیوان'' میں بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے خواب میں وفات کے بعد کسی نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟

انہوں نے کہا کہ مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کیوں بخش دیا؟ میں نے اپنے نماز، روزہ کو ذکر کیا۔

ارشاد فرمایا: کیا تمہیں فلاں روز کا واقعہ ہے جب تم بغداد کے کوچہ میں جارہے تھے۔ نہایت سردی کے دنوں میں تمہیں ایک بلی نظر آئی۔ تم نے اسی اپنی پوستین میں رکھ لیا۔ انہوں نے کہا: ہاں یاد ہے۔

ارشاد فرمایا: اسی وجہ سے میں نے تمہیں بخش دیا۔

(نزہۃ المجالس، جلد 2 تاریخ خطیب بغدادی)

بلی کے لیے آستین کاٹ ڈالی

8 ...... طبقات ابن سبکی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے کہ حضرت شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ جمعہ کے روز سورہے تھے۔ ایک بلی آکر ان کی آستین پر سوگئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز کے لیے بیدار ہوئے تو آپ نے اپنی آستین کاٹ ڈالی اور اسے نہ اٹھایا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز سے فارغ ہوئے تو بلی چلی گئی تھی۔ آپ نے پھر اپنی آستین جوڑی۔ (طبقات ابن سبکیؒ)

خواب کی تعبیر

9 ...... امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خواب میں میں اگر بلی کاٹ لے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ نوکر خیانت کرے گا۔

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ بلی نے میرے خاوند کے پیٹ میں اپنا منہ ڈالا ہے اور پیٹ کا ایک ٹکڑا نکال لیا ہے۔

ابن سیرین نے فرمایا کہ تمہارے خاوند کے تین سو سولہ روپے چوری کرلیے گئے ہیں۔

عورت نے کہا: واقعی میرے شوہر کی اتنی ہی رقم چوری ہوگئی ہے۔ مگر آپ کو یہ کیسے پتا چلا؟

فرمایا: سنور (بلی) کے حروف کے اعداد کے حساب سے میں نے یہ اندازہ لگایا ہے۔ ''س'' کے 60 ''ن'' کے 50 ''و'' کے 6 اور ''ر'' کے 200 کل 316۔ چنانچہ ان کے ایک غلام پر چوری کا شک تھا۔ اسے ڈانٹا ڈپٹا اور مارا گیا تو اس نے رقم کی چوری کا اقرار کرلیا۔

(حیوۃ الحیوان، صفحہ 213 جلد 2، عجائب الحیوان 83)

ایک بلے کے دو دعویداروں کا مقدمہ

10 ...... امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دو شخص کسی بلے کے مقدمے کے لیے قاضی کے پاس تشریف لائے۔ ان میں سے ہر ایک بلی اور اس کے بچے کا دعویدار تھا۔ قاضی نے اس کا یہ حل نکالا کہ بلی اور اس کے بچوں کو دونوں فریق کے گھر کے درمیان رکھا جائے۔ پھر وہ بلی اور س کے بچے جس کے بھی گھر میں جائیں گے وہ اس کے ہوجائیں گے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ وہاں دیکھنے کے لیے بھاگا لیکن خدا کی قسم بلی ان دونوں میں سے کسی کے گھر میں داخل نہ ہوئی۔ (مناقب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ)

بلی نے خلیفہ مروان کی زبان کھالی

11 ...... کہتے ہیں کہ مروان جعدی بنو امیہ کا آخری خلیفہ تھا جو کہ حمار کے لقب سے پہچانا جاتا تھا۔ کوفہ میں جب سفاع غالب آ گیا اور کثرت سے لوگ اس کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے۔ لہٰذا یہ وہاں سے بھاگ نکلا اور مصر پہنچ گیا اور وہاں ایک بستی میں چلا گیا۔ پھر لوگوں سے اس بستی کا نام معلوم کیا تو انہوں نے بتایا کہ اس کا نام ابوصیر ہے۔

مروان نے کہا: فالی اللہ المصیر ۔ پھر تو اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔ اس کے بعد وہ ایک گرجا گھر میں جا کر چھپ گیا۔ وہاں اسے خبر پہنچی کہ کسی خادم نے غداری کی ہے اور اس کی مخبری کی ہے۔ لہٰذا اس نے خادم کو سزا یہ دی کہ اس کا سر قلم کروا کر اس کی زبان کھینچ کر پھنکوادی۔ لیکن ایک بلی وہاں آئی اور اس کی زبان ہضم کرگئی۔

کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ عامر بن اسمٰعیل نے اس گرجا کو گھیر لیا تو اس وقت مروان ننگی تلوار لیے ہوئے نمودار ہوا۔ ہر طرف فوجیوں کا جم غفیر تھا۔ طبلے بج رہے تھے اور مروان یہ شعر پڑھتا جارہا تھا:

متقلدین صفائحا هندیة
یترکن من ضربوا کان لم یولد

اس کے ہاتھ میں جو تلوار تھی وہ ہندوستانی تھی جو اپنے وار میں مشہور ہے کہ جن پر چلتی ہے اس کا نام ونشان تک مٹا دیتی ہے۔ جیسے وہ پیدا ہی نہ ہوا ہو۔

پھر مروان بڑی ہمت اور جوانمردی سے لڑتا رہا اور آخرکار قتل ہوگیا۔ عامر نے اس کی گردن کاٹ کر اپنے نام پاس لانے کا حکم دیا۔ چنانچہ مروان کی گردن اس کے پاس لائی گئی تو اس نے بھی اس کی زبان کھینچ کر پھنکوادی۔ خدا کی قدرت کی پھر وہی بلی آئی اور اس نے مروان کی زبان بھی ہضم کرلی۔ یہ واقعہ عبرت کے لیے کافی ہے کہ خلیفہ مروان کی زبان بلی کے منہ میں ہے۔

(حیاۃ الحیوان:2)

ایک بلی کا دوسری اندھی بلی کی خدمت گزاری

12 ...... ابن خلکان نے امام ابوالحسن طاہر بن احمد بن بالشاذنحوی کا ایک آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کیا ہے وہ یہ کہ امام ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ مصر میں جامع مسجد کی چھت پر بیٹھے کھانا نوش فرمارہے تھے۔ ان کے اردگرد ان کے شاگرد بھی تھے۔ اچانک ایک بلی آئی۔ شاگردوں نے ایک لقمہ اٹھایا اور بلی کے آگے ڈال دیا۔ بلی وہ لقمہ لے کر چلی گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر واپس آ گئی۔ شاگردوں نے پھر ایک لقمہ لیا اور اس بلی کے آگے ڈال دیا۔ بلی غائب ہوگئی اور تھوڑی دیر کے بعد پھر واپس آ گئی۔

اس طرح بلی نے کئی بار کیا۔ سب کو بلی پر بڑا تعجب ہوا۔ پھر انہوں نے جب آخری مرتبہ بلی کے آگے لقمہ ڈالا تو اس کا پیچھا کیا کہ وہ کہاں جاتی ہے؟ دیکھا کہ بلی تو ایک ویرانے میں داخل ہوئی اور اس کی چھت پر ایک اندھی بلی تھی اور یہ بلی اس کے پاس لقمے لالا کر جمع کررہی تھی۔ لوگوں کو یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی۔ یہ واقعہ شیخ بالشاد کا آنکھوں دیکھا ہے۔ انہوں نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ اللہ نے کیسے ایک بلی کو دوسری بلی کی کفایت اور اس کی خدمت گزاری پر لگادیا ہے۔ حالانکہ یہ گونا حیران ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی رزق سے محروم نہیں ہونے دیا۔ اللہ تعالیٰ مجھ جیسے انسان کو بھی ضائع نہیں کرسکتا۔

موضوع نمبر 15

ہرن: احادیث کی روشنی میں

ہرن ایشیاء اور افریقا کے انتہائی خوش وضع جانوروں میں سے ایک ہے۔ یہ جگالی کرنے والا ایک چھوٹا سا جانور ہے جو اپنے علاقے کی نشان زدہ حدود کے اندر گلے کی صورت میں رہتا ہے۔ یہ پتے اور گھاس کھاتا ہے، جنہیں یہ بغیر چبائے نگل جاتا ہے۔

بھارت کے کئی خطوں میں مقامی لوگ اس کی پوجا کرتے ہیں، جہاں انہوں نے ہرنوں کے لیے مندر بنا رکھے ہیں۔

ہرن دشمنوں سے اپنی حفاظت کیسے کرتا ہے؟

ہرن کی پہلو میں ایک قدرتی، گہری سیاہ دھاری ہوتی ہے تاکہ یہ اپنے آپ کو اچھی طرح چھپا سکے۔ اس کے علاوہ ہرن اچھی طرح سنتا، دیکھتا اور سونگھتا ہے۔ یہ بڑی دور سے دشمن کا اندازہ کرکے تیزی سے بھاگ جاتا ہے۔ بعض ہرن 70 کلومیٹر فی گھنٹہ سے بھی زیادہ تیز دوڑ سکتے ہیں۔ بدقسمتی سے اس کے بچے بہت کمزور ہوتے ہیں جو بھاگ نہیں سکتے اور گھات لگا کر بیٹھے شکاری جانوروں، درندوں اور عقابوں کا شکار بن جاتے ہیں۔

ہرن کی ایک خاص صفت

ہرن کی ایک خاص صفت یہ ہے کہ اس کی نگاہ بہت تیز ہوتی ہے اور تمام جانوروں سے زیادہ چوکنا ہوتا ہے۔ ہرن کی عقلمندی یہ ہے کہ جب یہ اپنی پناہ گاہ میں داخل ہوتا ہے تو پچھلے حصے یعنی دھڑ کو پہلے داخل کرتا ہے اور آنکھیں سامنے کرکے دیکھتا رہتا ہے کہ کہیں اسے کوئی جانور تو نہیں دیکھ رہا جو اس کا یا اس کے بچوں کا طالب ہو اور اگر اس کو یہ معلوم ہوجائے کہ اسے کسی نے دیکھ لیا ہے تو پھر ہرگز یہ اندر داخل نہیں ہوتا۔ (حیات الحیوان)

ہرن احادیث کی روشنی میں

حرم کی ہرنی کو شکار کرنے کا نتیجہ

1 ...... حضرت مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل کرتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں قصی بن کلاب کے دور سے پہلے مکہ میں ایک تاجر قافلہ آیا جو ملک شام کا تھا۔انہوں نے وادی طویٰ میں ببول کے درختوں کے نیچے قیام کیا۔جس کے سایہ میں اکثر لوگ آرام کیا کرتے تھے۔

انہوں نے قیام کے بعد بھوبل پر روٹی پکائی۔لیکن سالن بنانے کے لیے ان کے پاس کوئی چیز نہ تھی۔لہٰذا ان میں سے ایک شخص نے تیرکمان اٹھالیا اورحرم شریف (مکہ مکرمہ کے اطراف) کی ایک ہرنی کو جو ان کے قریب چر رہی تھی مار ڈالی اور اس کی کھال اتار کر اس کا سالن بنانے لگے۔

جس وقت وہ لوگ اس گوشت کو بھون رہے تھے اور ان کی ہانڈی خوب جوش مار رہی تھی اچانک ہانڈی کے نیچے سے بڑا آگ کا شعلہ نکلا اور اس نے یکا یک پورے قافلہ کو جلا کر راکھ کر ڈالا۔مگر ان لوگوں کے سامان، لباس اور درختوں کو جس کے سایہ میں وہ لوگ قیام پذیر تھے کچھ نقصان نہ پہنچایا۔

ہرن کی حضور ﷺ سے گفتگو

2 ...... حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ کی گلیوں سے ہوتے ہوئے اچانک ایک اعرابی کے خیمہ میں پہنچے۔کیا دیکھتے ہیں کہ اس خیمے میں ایک ہرنی بندھی ہوئی ہے۔

جونہی ہرنی کی نظر آپ ﷺ کے چہرہ اقدس پر پڑی تو فریادی لہجے میں کہنے لگی: یارسول اللہ ﷺ! اعرابی مجھے پکڑ لایا ہے اور میرے دو بچے جنگل میں رہ گئے۔اس غم اور پریشانی میں میری تھنوں سے دودھ بھی سوکھ گیا ہے۔ یہ شخص نہ مجھے ذبح کرتا ہے تاکہ اس متواتر رنج وغم سے نجات حاصل کرلوں اور نہ ہی چھوڑتا ہے کہ جاکر اپنے بچوں کو دودھ پلاؤں۔

حضور ﷺ نے فرمایا: اگر تمہیں آزاد کردیا جائے تو کیا لوٹ آؤ گی؟

کہنے لگی: ہاں حضور ﷺ! اگر میں نہ آؤں تو خدا مجھے عذاب میں مبتلا کرے۔حضور ﷺ نے اسے چھوڑ دیا۔ ابھی زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ وہ لوٹ آئی اور اپنی زبان کو ہونٹوں پر پھیر رہی تھی۔ آپ ﷺ نے اسے اسی خیمہ میں باندھ دیا۔ اتنے میں وہ اعرابی پانی کا مشکیزہ اٹھائے آپہنچا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم اسے فروخت کروگے؟ اس نے کہا: ہاں۔

آپ ﷺ نے ہرنی خریدی اور اسے آزاد کردیا۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے اسے دیکھا۔ وہ جنگل میں بلند آواز میں کہہ رہی تھی:

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

یعنی میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

(شعب الایمان والترغیب والترہیب باب الزکوۃ از حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ، حجۃ اللہ علی العالمین جلد 2 صفحہ 228، مدارج النبوت اول صفحہ 295، کتاب الشفاء جلد اول صفحہ 486، الوفا، امام عبدالرحمٰن ابن جوزی g زرقانی علی المواہب، جلد پنجم، صفحہ 155، دلائل النبوت ابونعیم صفحہ 320)

ایک ہرنی کا احترام

3 ...... ایک شخص کا بیان ہے کہ میں ایک دن حضور ﷺ کی قبر شریف کے پاس تھا۔ اتنے میں ایک ہرنی آکر حرم کے اندر چلی گئی۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کی قبر کے سامنے جاکر کھڑی ہوئی اور سر سے اس نے اشارہ کیا۔ گویا کہ حضور ﷺ کو سلام کرتی ہے۔ پھر ہرنی الٹے پاؤں واپس ہوئی اور قبر شریف کی طرف اس نے پیٹھ نہ کی۔ اس میں شک نہیں کہ یہ ہرنی بھی اسی ہرنی کی نسل کی ہوگی جس کو آپ ﷺ نے رہائی دلائی تھی۔(نزہۃ المجالس، جلد 2)

ہرن کا مشک

4 ...... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک چھوٹے قد کی عورت تھی اور یہ دو بڑے قد والی عورتوں کے ساتھ چل رہی تھی۔ تو اس عورت نے لکڑی کے دو پاؤں بنوائے اور ایک سونے کی انگوٹھی اور اس (انگوٹھی کے خانے) کو ہرن کے مشک سے بھردیا۔ پھر یہ ان دونوں طویل القامت عورتوں کے ساتھ چلنے لگی تو اسے پہچانا نہیں گیا۔ چنانچہ اس نے اپنے ہاتھ سے اشارہ دیا۔ شعبہ راوی نے روایت بیان کرنے کے وقت عورت کے اشارے کو سمجھانے کے لیے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرکے تلامذہ کو سمجھایا۔

لوگوں کے گذرنے تک صحابی رسول کا ہرن کا خیال رکھنا

5 ...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم احرام کی حالت میں جارہے تھے۔ ان کا گزر درخت کے سایہ میں سوئے ہوئے ایک ہرن پر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب تک لوگ وہاں سے گزر نہ جائیں کھڑے ہونے کا حکم دیا تاکہ کوئی اس کو نہ چھیڑے۔

حرم کے ہرن کو ستانے کا انجام

6 ...... ارزقی رحمۃ اللہ تعالیٰ نقل کرتے ہیں کہ کچھ لوگ مقام ذی طوی میں پہنچے اور وہاں پڑاؤ کیا۔ کچھ دیر بعد حرم کے ہرنوں میں سے ایک ہرن چرتا ہوا ان کے قریب آ پہنچا۔ چنانچہ ان لوگوں میں سے ایک شخص نے اس کی ٹانگ پکڑلی۔ اس کے ساتھیوں نے اسے چھوڑنے کا کہا لیکن وہ مزاح سمجھ کر ہنستا رہا اور چھوڑنے سے انکار کردیا۔ تھوڑی ہی دیر میں اس ہرن نے اس شخص پر پیشاب اور پاخانہ کیا تب اس شخص نے اس ہرن کو چھوڑ دیا۔

پھر رات کے وقت وہ لوگ اپنے خیمہ میں سوگئے۔ درمیانی رات میں کچھ لوگوں کی آنکھ کھلی تو انہوں نے دیکھا کہ اس ہرن کو پکڑنے والے شخص کے پیٹ پر ایک سانپ بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے ساتھیوں نے اس کو ہلنے اور حرکت کرنے سے منع کیا۔ چنانچہ وہ شخص بے حس وحرکت پڑا رہا۔ یہاں تک کہ اس ہرن کی طرح اس شخص کا پیشاب پاخانہ نکل گیا اور اس کے بعد وہ سانپ اس کے اوپر سے ہٹ گیا۔ (حیات الحیوان، جلد 1)

ہرن ...... انبیاء کے واقعات کی روشنی میں

حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کا یوسف علیہ السلام کے کپڑے کو ہرن کا خون ملنا:

1 ......**وجاء وا اباهم عشاء يبكون قالوا ياأبانا إنا ذهبنا نستبق وتركنا يوسف عند متاعنا فاكله الذئب وما أنت بمؤمن لنا ولو كنا صادقين، وجاؤا على قميصه بدم كذب قال بل سولت لكم انفسكم امرًا فصبر جميل والله المستعان على ماتصفون** (پارہ 12 سورۃ یوسف 16-18)

''اور رات کو اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے: اے ہمارے باپ، ہم دوڑتے ہوئے آگے نکل گئے اور یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑا تو اسے بھیڑیا کھا گیا اور آپ کسی طرح ہمارا نہ کریں گے اگرچہ ہم سچے ہوں اور ان کی قمیص پر جھوٹا خون لگا لائے (یعقوب علیہ السلام نے کہا) بلکہ تمہارے دلوں نے ایک بات تمہارے لیے بنالی ہے تو صبر اچھا اور اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں ان باتوں پر جوتم بتارہے ہو۔''

انہوں نے ایک ہرن کو ذبح کیا اور اس کے خون سے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کو رنگ کر باپ کے پاس لائے اور ظاہر یہ کیا کہ بھیڑیئے کے کھانے کی وجہ سے یہ خون آلودہ ہوگئی ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے قمیص کو لے کر اپنے چہرے پر ڈالا اور رونے لگے۔ یہاں تک کہ قمیص کے خون سے آپ کا چہرہ خون آلودہ ہوگیا۔ آپ کہہ رہے تھے کہ میں نے آج تک اتنا حکیم بھیڑیا کوئی نہیں دیکھا جس نے میرے بیٹے کو کھالیا ہو لیکن قمیص کو نہ پھاڑا ہوا۔ یہ کہتے کہتے آپ نے پھر رونا شروع کردیا۔ یہاں تک کہ آپ پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔

آپ علیہ السلام کے بیٹوں نے آپ پر پانی چھڑکا، لیکن آپ کو ہوش نہ آیا اور نہ ہی آپ کے جسم میں کوئی حرکت پیدا ہوئی۔ وہ آپ کو پکاررہے تھے لیکن آپ کوئی جواب نہیں دے رہے تھے ''یہودا'' نے اپنا ہاتھ آپ علیہ السلام کے ناک اور منہ پر رکھا لیکن اسے سانس کا چلنا محسوس نہیں ہورہا تھا اور نہ آپ کی کوئی نبض چل رہی تھی۔

''یہودا'' نے کہا: ہمیں قیامت کے دن جزا دینے والے مالک الملک سے عذاب ہی حاصل ہوگا۔ ہم نے اپنے بھائی کو بھی ضائع کردیا اور باپ کو بھی قتل کردیا۔ غرضیکہ وہ تمام رات آپ علیہ السلام نے بے ہوشی میں گذاری، سحری کے وقت ہوش آیا۔ (تفسیر روح المعانی بحوالہ تذکرۃ الانبیاء 205)

دنیا داروں کا معاملہ

2 ......علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ (م808ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا نبی اللہ! میں آپ کی صحبت میں رہنا چاہتا ہوں۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا بہتر ہے۔ چنانچہ ایک دن آپ علیہ السلام اس رفیق کو ساتھ لے کر باہر نکلے اور جب ایک نہر کے کنارے پر پہنچے تو دونوں نے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔ ناشتہ دان میں صرف تین روٹیاں تھیں۔ دو انہوں نے کھالیں اور ایک بچ گئی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھ کر نہر پر تشریف لے گئے اور پانی پی کر واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ ناشتہ دان سے بچی ہوئی روٹی غائب تھی۔ آپ علیہ السلام نے اپنے رفیق سے دریافت فرمایا کہ وہ تیسری روٹی کہاں گئی؟

اس نے جواب دیا کہ لاادری (مجھے معلوم نہیں)۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھا چلیے۔ راستہ میں ان کو ایک ہرنی ملی۔ اس کے ساتھ اس کے دو بچے بھی تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہرنی کے دو بچوں میں سے ایک کو اپنے پاس بلالیا اور اس کو ذبح کرکے پکایا اور پھر دونوں نے مل کر کھایا۔ جب کھانے سے فارغ ہو چکے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا:

قم باذن اللہ...... ''اللہ کے حکم سے کھڑا ہوجا۔''

چنانچہ وہ پھر زندہ ہوکر کودتا ہوا دوڑ کر اپنی ماں کے پاس پہنچ گیا۔ پھر آپ علیہ السلام نے اپنے رفیق سے فرمایا: میں تجھ کو اس ذات پاک کی جس نے تجھے یہ معجزہ دکھلایا قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ وہ تیسری روٹی کہاں گئی؟

مگر اس نے پھر وہی جواب دیا کہ مجھ کو معلوم نہیں۔

اس کے بعد دونوں آگے بڑھے اور ایک دریا پر پہنچے۔ آپ علیہ السلام نے اپنے رفیق کا ہاتھ پکڑا اور دریا کے پانی میں چلنے لگے۔ جب دونوں نے دریا پار کرلیا تو آپ علیہ السلام نے اپنے اس رفیق سے فرمایا کہ میں تجھ کو اس ذات کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے تجھے یہ معجزہ دکھلایا کہ وہ تیسری روٹی کہاں گئی؟

مگر اس نے پھر وہی جواب دیا کہ مجھ کو معلوم نہیں۔ اس کے بعد دونوں چلے اور ایک میدان میں پہنچے۔ حضرت نے وہاں سے ریت اور مٹی اٹھا کر فرمایا ''بحکم خدا سونا ہوجا۔'' چنانچہ وہ ریت اور مٹی سونا بن گئے۔ آپ نے اس سونے کے تین حصے کیے اور فرمایا کہ ایک حصہ میرا، ایک تیرا اور ایک اس شخص کا جس نے تیسری روٹی کھائی تھی۔

یہ سن کر بولا کہ (یاروح اللہ) وہ تیسری روٹی میں نے ہی کھائی تھی۔

اپنے رفیق سے تیسری روٹی کا اعتراف کرانے کے بعد آپ نے فرمایا کہ یہ سب سونا میں نے تجھ ہی کو دیا اور یہ کہہ کر آپ علیہ السلام وہاں سے چل دیے۔

وہ شخص جنگل میں تنہا بیٹھا ہوا اس مال کی حفاظت کرتا رہا۔ کچھ دیر کے بعد دو شخص وہاں آئے اور سونا دیکھ کر انہوں نے اس کو مارنے اور سونا لینے کا قصد کیا۔ اس شخص نے کہا کہ مجھے مارو نہیں بلکہ یہ کرو کہ اس سونے کو تین حصوں میں تقسیم کرلو۔ ایک ایک حصہ تم دونوں کا اور ایک حصہ میرا ہوجائے گا۔ (چنانچہ اس تقسیم پر وہ دونوں راضی ہوگئے)

اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفیق نے کہا کہ ایسا کرو کہ فی الحال تم دونوں میں سے کوئی ایک شہر جا کر کھانا لے آئے (تاکہ کھانا کھانے کے بعد اطمینان سے اس سونے کی تقسیم کی جاسکے۔ چنانچہ ان میں سے ایک شہر میں کھانا لانے کے لیے چلا گیا) لیکن راستہ میں کھانا لانے والے شخص نے سوچا کہ اگر میں کھانے میں زہر ملادوں تو یہ سب سونا میرا ہوجائے گا۔

چنانچہ اس نے کھانے میں زہر ملادیا اور کھانے لے کر ان کے پاس پہنچا۔ لیکن یہ دونوں شخص اس کے آنے سے پہلے ہی آپس میں مشورہ کر چکے تھے کہ کھانا لانے والے کو آتے ہی مار ڈالا جائے تاکہ یہ سونا ہم آپس میں آدھا آدھا تقسیم کرلیں۔

چنانچہ جیسے ہی یہ تیسرا شخص کھانا لے کر پہنچا تو دونوں نے مل کر اس کو مار ڈالا اور اس کو مارنے کے بعد وہ اطمینان سے کھانا کھانے بیٹھے تاکہ کھانا کھانے کے بعد سونا آدھا آدھا تقسیم کرلیا جائے۔ لیکن کھانا زہر آلود تھا۔ جس کی وجہ سے دونوں کھانا کھاتے ہی مر گئے اور مال جوں کا توں رکھا رہا۔

اتفاق سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پھر اُدھر سے گزر ہوا۔ جب آپ علیہ السلام نے یہ منظر دیکھا کہ وہ تینوں مرے پڑے ہیں اور مال جوں کا توں رکھا ہوا ہے تو اپنے حواریین سے مخاطب ہوکر فرمایا: یہ دنیا ہے اور یہ دنیا داروں کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتی ہے۔ (حیات الحیوان، بحوالہ جواہر پارے)

ہرنی کا وعدہ پورا کرنا

3 ...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ ایک میدان میں ہرنی کسی شکاری کے جال میں پھنسی ہوئی ہے۔ جس کو حق تعالیٰ نے گویائی عطا فرمائی اور اس ہرنی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ اے روح اللہ! میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور میں تین دن سے اس جال میں پھنسی ہوں۔ آپ علیہ السلام شکاری سے اجازت دلا دیں کہ میں اپنے بچوں کو دودھ پلا آؤں۔ میں بچوں کو دودھ پلا کر یہیں واپس آ جاؤں گی۔

یہ سن کر جب شکاری سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہرنی کی سفارش کی تو وہ کہنے لگا کہ یہ واپس نہیں آئے گی۔

چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب شکاری کا قول ہرنی سے نقل کیا تو کہنے لگی کہ اگر میں واپس نہ آؤں تو میں ان لوگوں سے بھی بدتر جو جمعہ کے روز پانی ملنے کے باوجود غسل نہیں کرتے۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہرنی سے قول و اقرار لیا۔ لہٰذا شکاری کے چھوڑ دینے پر وہ گئی اور حسب وعدہ بچوں کو دودھ پلا کر فوراً واپس آ گئی۔

ادھر جیسے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام واپس ہوئے تو ان کو راستے میں سونے کی اینٹ ملی جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ اس اینٹ کو شکاری کے حوالے کر کے ہرنی کو رہا کرا دیں۔

پس جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہ اینٹ لے کر شکاری کے پاس پہنچے تو شکاری اس سے پہلے ہی ہرنی کو ذبح کر چکا تھا۔ اس عجلت پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ملول ہو کر شکاری کے لیے بددعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس کے کام سے برکت اٹھا لے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور شکاری کے کاروبار کی سب برکت جاتی رہی۔

(نوادر قلیوبی و نزہۃ المجالس، جلد 2)

احادیث میں مشک کا ذکر

1 ...... حضور ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ بلاشک روزہ داروں کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے۔

جنت کی ہوا میں مشک کی آمیزش

2 ...... حضرت مالک سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **اذاھبت الجنوب فی الجنة اثارت کثبان المسک**

''جب جنوب کی ہوا جنت میں چلے گی تو مشک کے ٹیلے بکھیر دے گی۔''

(وصف الفردوس 183 بحوالہ جنت کے حسین مناظر)

آبادی کا خوشبو سے مہک جانا

3 ...... حضرت حلیمہ سعدیہ بیان کرتی ہیں کہ جب ہم آقائے نامدار ﷺ کو لے کر اپنی آبادی میں پہنچے تو تمام آبادی خوشبو سے مہک گئی جیسے عنبر و مشک کی خوشبو ہے۔

آپ ﷺ سے محبت وعقیدت ہر آدمی کے دل میں موجزن ہوگئی اور آپ سید الشاہدین ﷺ سے سب بہت پیار کرتے تھے۔ جب کسی کو کوئی تکلیف ہوتی تو وہ آپ ﷺ کا دست مبارک اس جگہ مس کرتا اور اللہ کے حکم سے شفایاب ہوتا۔ یہاں تک کہ اپنے مویشیوں، جانوروں کا علاج بھی آپ ﷺ کے دست مبارک سے کرتے تھے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، ضیاء النبی، جلد دوم، صفحہ 70)

مشک کی تعریف

مشک ایک قیمتی خوشبو ہے جو کہ ہرن کے پیٹ میں پیدا ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مشک ہرن کی ناف میں ہوتا ہے۔ مگر وہ اس کی مہک سے اتنا مدہوش ہوتا ہے کہ اسے اپنے اردگرد کی بالکل خبر نہیں رہتی اور وہ اس کی تلاش میں جنگل جنگل سرگرداں پھرتا ہے۔ چنانچہ اسی کو لے کر مشہور ہندی شاعر کبیرداس نے کہا ہے:

کستوری کندلی بسے مرگ ڈھونڈے بن ماہی
ایسے گھٹی گھٹی رام ہیں دنیا دیکھے ناہیں

''مشک ہرن کی ناف میں موجود ہے لیکن وہ اس کی تلاش میں جنگل کو چھان رہا ہے۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے۔ مگر انسان اس کو (یعنی اس کی قدرت کو پہچان نہیں پاتا)۔

مشک بعض اطباء کے نزدیک چار قسم کی ہوتی ہے:

1 ...... یہ قسم سب سے اعلیٰ ہوتی ہے اور یہ ہرن کی ناف سے بطریق حیض بواسیر کے نکل کر پتھر پر منجمد ہوتی ہے۔ نہایت خوشبودار اور نادرالوجود ہوتی ہے۔

2 ...... دوسری قسم مشک کی وہ ہوتی ہے جو یہ جانور اپنی ناف کو پتھروں اور درختوں کے تنوں سے رگڑ کر نکالتا ہے۔ کیونکہ مشک کو جب ہرن کی ناف میں کافی دن ہوجاتے ہیں تو اس کی ناف سے خارش اور گرمی ہونے لگتی ہے جس سے پریشان ہوکر ہرن اپنی ناف کو پتھروں اور درختوں کے تنوں سے رگڑتا ہے جس کے نتیجے میں مشک باہر نکل جاتا ہے۔

3 ...... تیسری قسم وہ ہے جو شکاری لوگ شکار کرنے کے بعد ناف کو چیر کر نکالتے ہیں۔ یہ منجمد خون نہیں ہوتا بلکہ چیر کر نکالنے کے بعد اسے خشک کرتے ہیں۔

4 ...... چوتھی قسم وہ ہے جو شکاری لوگ شکار کرنے کے بعد اس کی ناف کاٹ کر نکالتے ہیں او رپھر اس خون کو اس کی کلیجی اور مینگنی کے ساتھ گوندھتے ہیں اور اس طرح خشک کرکے ٹکڑے ٹکڑے بنالیتے۔ لیکن یہ قسم بہت ہی گھٹیا اور معمولی خوشبو والی ہوتی ہے۔

مشک کو پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک سوئی میں دھاگہ پروکر نافہ میں ڈالتے ہیں۔ پھر اس سوت کو نکال کر لہسن کے پانی میں جس میں کافی تعداد میں لہسن ہوتا ہے، ڈالتے ہیں۔ اگر خوشبو لہسن کے دھاگے سے آتی ہے تو وہ مشک نقلی ہے بصورت دیگر اصلی ہے۔

دوسری پہچاننے کی ترکیب یہ کہ اگر مشک نافہ کے باہر ہے تو اس میں سے تھوڑی سی لے کر ہتھیلی پر رکھ کر تھوڑا سا پانی ڈال کرلیں۔ اگر وہ گھل جائے تو اصلی ہے اور اگر نہ گھلے اور بتی بن جائے تو نقلی ہے۔

تیسری پہچاننے کی ترکیب یہ ہے کہ تھوڑی مشک لیں۔ پھر ایک برتن آگ میں رکھیں اور پھر وہ مشک اس برتن پر ڈالیں۔ اگر اس سے تیز اور اچھی خوشبو آئے تو اصلی ہے ورنہ نقلی۔

مشک زیادہ وقت گزرنے پر بے اثر ہوجاتی ہے۔ نافہ میں تین سال تک ٹھیک رہتی ہے اور تین سال بعد بے اثر ہوجاتی ہے۔ نافہ سے باہر ایک سال تک رہتی ہے۔ مشک مقوی باہ وقلب و دماغ ہے۔ حواس باطنی وظاہری کو پاک وصاف کرتی ہے۔ (حیات الحیوان، جلد اول)

مشک صرف نر ہرن میں موجود ہوتا ہے

جناب حکیم محمد ابراہیم شاہ لکھتے ہیں کہ مشک صرف نر ہرن کے جسم میں پیٹ کے نیچے موجود ایک غدود کے ذریعہ خارج ہوکر ایک تھیلی میں جمع ہوتا رہتاہے۔ یہ غدود جسامت میں مرغی کے انڈے کے برابر ہوتا ہے۔ یہ غدود جنسی اعضاء کے پاس واقع ہوتا ہے۔

جب اس غدود کو ہرن کے جسم میں سے نکالا جاتا ہے اس وقت مشک کی خوشبو زیادہ تیز نہیں ہوتی۔ البتہ خشک ہونے کے بعد جب یہ دانے دار شکل اختیار کرلیتا ہے۔ اس وقت اس کی خوشبو بہت تیز ہوتی ہے۔ خشک حالت میں دانے دار مشک کا رنگ سرخی مائل بھورا یا سیاہ ہوجاتا ہے۔ ان دانوں کو احتیاط کے ساتھ غدود میں سے نکال لیا جاتا ہے۔

اس غدود کو نافہ **(Pod)** کہا جاتا ہے۔ نافہ کے اندر بہت سے خانے بنے ہوتے ہیں اور ان خانوں میں ہی مشک نیم منجمد حالت میں موجود ہوتا ہے۔ نافہ گول یا بیضوی ہوتا ہے۔ اس کا قطر ڈیڑھ انچ ہوتا ہے۔ اس کے بیرونی جانب نرم اور باریک جھلی ہوتی ہے۔

دوسال کے ہرن کے نافہ میں مشک کی مقدار ایک اونس کا آٹھواں حصہ ہوتی ہے اور اس وقت اس کی بو ناخوشگوار ہوتی ہے۔ جبکہ ایک جوان ہرن میں مشک دو اونس کی مقدار تک پایا جاتا ہے۔

''مشک ہرن'' ہرنوں کی دیگر اقسام سے بالکل مختلف ہوتا ہے۔ ہمالیہ کے مختلف علاقوں کے علاوہ چین، تبت اور روس (ختن) میں پایا جاتا ہے۔ پاکستان میں چترال کے علاقے میں بھی ہوتا ہے۔ دوسرے ہرنوں کے برخلاف اس ہرن کا قد چھوٹا (صرف **20** انچ) ہوتا ہے اور یہ سینگ اور دم سے بھی آزاد ہوتا ہے۔

اس کے جبڑے کے دانت باہر نکلے ہوئے ہوتے ہیں اور رنگت گہری ہوتی ہے اور یہ آٹھ ہزار فٹ کی بلندی پر رہتا ہے۔ جاڑوں کے موسم میں نافہ پختہ ہوتا ہے اور اس کی خوشبو میلوں تک پھیلتی ہے۔ یہ خوشبو ہرنیوں کو قربت کی دعوت دیتی ہے۔ اسی موسم میں یہی خوشبو ان کی موت کو بھی دعوت دیتی ہے اور مشک جمع کرنے والے کتوں کی مدد سے ان کا شکار کرکے نافے نکل لیتے ہیں۔

تازہ مشک بھورے رنگ کا ایک گاڑھا سیال ہوتا ہے جو ہوا لگنے کے بعد سیاہ دانوں میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ کھلے مشک کی قوت ایک سال قائم رہتی ہے۔ جبکہ نافے کی قوت تین سال تک رہتی ہے۔ اصلی مشک میں کیڑے نہیں پڑتے، مصنوعی میں کیڑے پڑجاتے ہیں۔ ایک کلو مشک حاصل کرنے کے لیے ڈیڑھ سو مشک ہرن ہلاک کیے جاتے ہیں۔ مشک پانی اور الکحل میں حل ہوجاتا ہے۔

ہرن کے پیٹ میں مشک کہاں ہوتا ہے؟

مختصر احیاء **العلوم** کے مصنف شیخ شرف الدین یونس رحمۃ اللہ علیہ باب الاخلاص میں لکھتے ہیں کہ جو شخص اخلاص سے صرف اللہ کی رضا کے لیے کوئی عمل کرتا ہے تو اس کے اخلاص کی برکت کے آثار آنے والی نسلوں میں بھی رہتے ہیں۔

علامہ کمال الدین دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ''حیوٰۃ الحیوان'' میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام جب زمین پر اتارے گئے تو جنگل کے تمام وحشی جانور آپ کو سلام کیا کرتے تھے اور زیارت سے مشرف ہوتے تھے۔ آپ ہر جنس کو اس کے مناسب دعا دیتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ ہرنوں کی ایک جماعت آئی۔ آپ نے ان کو بھی دعا دی اور پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور ان میں مشک نافہ (یعنی کستوری) پیدا ہوگئی۔

دوسرے گروہ نے ان سے اس کا سبب پوچھا، انہوں نے کہا کہ ہم حضرت آدم علیہ السلام کی زیارت کرنے گئے تھے۔ آپ نے ہمیں دعا دی اور ہماری پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ اس کے بعد یہ بات پیدا ہوگئی۔

اس پر وہ گروہ بھی گیا۔ آپ علیہ السلام نے ان کو بھی دعا دی اور پیٹھ پر ہاتھ پھیرا لیکن انہیں کچھ نہ ملا۔ تو وہ ان سے کہنے لگے کہ ہم نے بھی تمہاری ہی طرح کیا لیکن ہمیں تو کچھ بھی نہ حاصل ہوا۔

انہوں نے کہا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے لیے آپ علیہ السلام کی زیارت کی تھی اور تم نے مشک کے لیے زیارت کی۔ ہم کو عطا ہوئی تم محروم رہے۔

(نزہۃ المجالس جلد 1 صفحہ 21)

مشک کے طبی فوائد

امام قتادہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے استاد حدیث عبداللہ بن غالب حدانی **830** ھ میں شہید کردیے گئے۔ دفن کے بعد ان کی قبر شریف کی مٹی سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔ ان کے ایک بھائی کو خواب میں ان کا دیدار ہوا تو پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے؟

فرمایا کہ جنتی قرار دیا گیا ہوں۔

میں نے پوچھا کہ کون سے عمل کے باعث؟

فرمایا کہ ایمان کامل، تہجد اور گرمیوں کے روزے کے سبب۔

پھر پوچھا کہ آپ کی قبر سے مشک کی خوشبو کیوں آرہی ہے؟

جواب دیا کہ یہی میری تلاوت اور روزوں میں پیاس کی خوشبو ہے۔

(شرح الصدور، صفحہ 65)

مٹی مشک بن گئی

محمد بن شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کی مٹی ہاتھ میں لی تو اس میں سے مشک کی خوشبو آنے لگی اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب ان کی قبر کھودی گئی تو اس میں سے خوشبو آنے لگی۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سبحان اللہ! سبحان اللہ! فرمایا اور مسرت کے آثار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر نمودار ہوگے۔

(زرقانی 2 صفحہ 143 وحجۃ اللہ جلد 2 صفحہ 867 تاریخ ابن سعد بحوالہ کرامات اولیاء)

جنتی انجیر کے پتوں کی برکت

امام نجم الدین نسفی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اتارے گئے تو ان کے ساتھ انجیر کے چار پتے بھی تھے۔ تمام حیوانات نے چاہا کہ انہیں توبہ کی مبارکباد دیں لیکن چار جانور سب سے پہلے آپ علیہ السلام کے پاس آئے جن میں سے ایک ہرن تھا۔ انہوں نے ایک پتہ اسے کھلا دیا۔ اس سے مشک کا ظہور ہوا۔

دوسری شہر کی مکھی تھی، ایک پتہ اسے کھلا دیا اس سے شہد پیدا ہوا۔

تیسرے ریشم کا کیڑا تھا، ایک پتہ اسے کھلایا تو اس سے ریشم پیدا ہوا۔

چوتھی دریائی گائے تھی، ایک پتہ اسے کھلایا تو اس سے عنبر پیدا ہوا۔

ایک نوجوان کے بدن سے ہر وقت خوشبو مہکنا

حضرت علامہ عبداللہ بن اسعد یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ (م 768) نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام "الترغیب والترہیب" ہے۔ اس میں انہوں نے بہت عجیب واقعات درج فرمائے ہیں۔ ذیل میں سے ایک سبق آموز اور عبرت انگیز واقعہ درج کیا جاتا ہے۔

امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ایک نوجوان سے ہمیشہ مشک وعنبر کی خوشبو مہکتی تھی۔ اس کے کسی متعلق نے اس سے کہا کہ آپ ہمیشہ اتنی عمدہ ترین خوشبو میں معطر رہتے ہیں۔ اس میں کتنا پیسہ بلاوجہ خرچ کرتے رہتے ہیں۔ اس پر جوان نے جواب دیا۔ بخدا میں نے زندگی میں نہ کوئی خوشبو خریدی اور نہ ہی کوئی خوشبو لگائی۔

سائل نے کہا تو پھر یہ خوشبو کہاں سے اور کیسے؟

جوان نے کہا کہ یہ ایک راز ہے جو بتلانے کا نہیں۔

سائل نے کہا کہ آپ مجھے بتلا دیجئے۔ شاید اس سے ہم کو فائدہ ہو۔

جوان نے اپنا واقعہ سنایا کہ میں اپنی جوانی کے زمانہ میں ایک خوبرو جوان تھا۔ میرے باپ تاجر تھے۔ گھریلو سامان فروخت کیا کرتے تھے۔ میں ان کے ساتھ دکان میں بیٹھتا تھا۔ ایک دفعہ ایک بوڑھی عورت نے آ کر کچھ سامان خریدا اور والد صاحب سے کہا کہ آپ اپنے لڑکے کو میرے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ میں اس کے ہاتھ سامان کی قیمت بھیج دوں۔

میں اس بوڑھی عورت کے ساتھ گیا اور ایک نہایت خوبصورت گھر میں پہنچا۔ اس میں ایک نہایت خوبصورت کمرے میں مسہری پر ایک نہایت خوبصورت لڑکی موجود تھی۔ وہ مجھے دیکھتے ہی میری طرف متوجہ ہوئی اور مجھے برائی کی دعوت دی۔ میں نے اس کی خواہش پوری کرنے سے انکار کیا تو اس نے مجھے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔

اللہ تعالیٰ نے (برائی سے بچنے کے لیے) میرے دل میں ایک بات ڈال دی۔ چنانچہ میں نے اس سے کہا کہ مجھے قضاء حاجت کے لیے بیت الخلاء جانے کی ضرورت ہے۔ اس نے فوراً اپنی باندیوں اور خادموں سے کہا کہ جلدی سے بیت الخلاء ان کے لیے صاف کردو۔ میں نے بیت الخلاء میں داخل ہوکر اجابت کرکے نجاست کو اپنے بدن اور کپڑوں میں مل لیا اور اسی حالت میں باہر آ گیا۔ جب اس نے مجھے اس حالت میں دیکھا تو کہا کہ اسے فوراً یہاں سے نکال دو یہ مجنون ہے۔

میرے پاس ایک درہم تھا۔ میں نے اس سے ایک صابن خرید کر نہر میں جا کر غسل کیا اور کپڑے دھو کر پہن لیے۔ میں نے یہ راز کسی کو بتلایا نہیں۔ جب میں رات کو سویا تو خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ نے ایک مجھ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم کو جنت کی بشارت ہے اور معصیت سے بچنے کے لیے جو تدبیر تم نے اختیار کی تھی اس کے بدلہ میں تم کو یہ خوشبو پیش کی جارہی ہے۔ چنانچہ میرے پورے بدن پر وہ خوشبو لگائی گئی جو میرے بدن اور کپڑوں سے ہر وقت مہکتی رہتی ہے جو آج تک لوگ محسوس کرتے ہیں۔ والحمدللہ رب العالمین۔

ہرن...... تاریخی واقعات کی روشنی میں

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کیلئے پرندے اور ہرن کا مسخر ہونا

1 ......حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں کہ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک دفعہ شہر مدائن میں ایک مہمان آیا۔ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہمان کو ساتھ لے کر شہر سے باہر نکلے اور جنگل میں گئے۔ وہاں بہت سارے ہرن اور پرندے دیکھے۔ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

لیأتنی ظبی وطیر منکن سمینان فقد جاء نی ضیف واحب إکرامه فجاء کلاهما.

یعنی ''تم میں سے ایک موٹا ہرن اور ایک موٹا پرندہ میرے پاس آجائے کیونکہ میرا مہمان آیا ہے جس کی میں تعظیم اور اکرام کرنا چاہتا ہوں (یعنی گوشت کھلانا چاہتا ہوں) پس ایک ہرن اور ایک پرندہ دونوں (حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس) آگئے۔

مہمان بڑا حیران ہوا اور کہنے لگا: سبحان اللہ، اے سلمان! آپ کے لیے پرندے (اور ہرن) مسخر کردیے گئے ہیں۔

سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

أفتعجب من هذا، هل رأیت عبدًا أطا ع الله فعصاه شیءٍ.

یعنی ''آپ اس بات سے متعجب ہوئے ہیں (یعنی تعجب کی کوئی بات نہیں) کیا آپ نے کوئی ایسا بندہ بھی دیکھا ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہو اور پھر مخلوق میں سے کوئی چیز اس بندہ کی اطاعت نہ کرے (یعنی جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے مخلوق میں سے ہر چیز اس کی اطاعت کرتی ہے)۔''

(ترغیب المسلمین159 وکرامات اولیاء ونزہۃ المجالس70)

ایک بزرگ کے پاس ہرنی کا دودھ پلانے آنا

2 ...... ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں اور میرا ایک ساتھی ایک پہاڑ میں عبادت کے لیے رہتے تھے۔ میرا ساتھی گھاس اور سبزیاں کھا کر گزارہ کرتا تھا۔

وأما أنا فكانت ظبية تأتيني كل يوم. وتدنو مني وتفتح رجليها فأشرب لبنها. ثم تذهب عني. ودمنا على هذه الحالة مدة.

''اور میرے پاس ہر روز ایک ہرنی آتی جو میرے قریب کھڑے ہوکر اپنے پاؤں کھول دیتی تھی۔ پس میں حسب ضرورت اس کے تھنوں سے دودھ پی لیتا تھا۔ پھر وہ ہرنی چلی جاتی تھی۔ ہم اسی حالت پر ایک مدت تک رہے۔''

فرماتے ہیں کہ میرا ساتھی مجھ سے دور رہا کرتا تھا۔ ایک روز وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرے قریب کچھ خانہ بدوش آئے ہوئے ہیں۔ آیئے ہم دونوں ان کے پاس چلتے ہیں تا کہ ان سے کچھ دودھ یا کوئی اور کھانے کی چیز مل جائے۔

میں نے انکار کیا۔ لیکن اس کے اصرار کی وجہ سے بالآخر ہم دونوں ان کے پاس گئے۔ خانہ بدوشوں نے ہمیں کھانا کھلایا۔ پھر ہم واپس اپنے اپنے ٹھکانے پر آ گئے۔ میں حسب عادت وقت مقررہ پر ہرنی کا انتظار کرنے لگا۔ مگر وہ اپنے مقررہ وقت پر نہ آئی۔ پھر دوسرے دن بھی نہ آئی اور اس طرح ہرنی کے آنے کا سلسلہ بند ہوگیا۔

فعلمت أن ذلك بشؤم ذنبي الذي أحدثته بعد أن كنت مستغنيا بلبنها.

یعنی ''میں سمجھ گیا کہ یہ ان خانہ بدوشوں کے پاس جا کر دودھ وغیرہ مانگنے کی سزا ہے۔ جبکہ اس سے پہلے میں ہرنی کے دودھ کی وجہ سے مستغنی تھا۔''

اس حکایت کے ذکر کے بعد شیخ یافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ جن گناہوں کے سبب ہرنی کا آنا بند ہوا وہ تین امور ہیں۔

اول :...... اس توکل سے نکلنا جس میں انہوں نے قدم رکھا۔

دوم:...... طمع کرنا اور اس رزق پر قناعت نہ کرنا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں مل رہا تھا۔

سوم:...... خبیث وغیر طیب طعام کھانا۔ ان تینوں امور نے انہیں حلال و طیب اور غیبی خوراک سے محروم کردیا۔ (تعلیم الرفق فی طلب الرزق، صفحہ 150)

سبکتگین: کمزور ہرنی پر رحم کرکے تو نے ہمارا دل خوش کردیا

3 ...... تاریخ دولت ناصری میں لکھا ہے کہ ابتدائی زمانہ میں امیر ناصر الدین سبکتگین ایک غلام تھا۔ اس کے پاس صرف ایک گھوڑا تھا جس پر سوار ہوکر جنگلوں میں شکار کی تلاش میں گھوما کرتا تھا۔ ایک دن شکار کی تلاش میں پھر رہا تھا کہ دور سے ایک ہرنی نظر آئی جو بچے کو ساتھ لیے چر رہی تھی۔ اسے دیکھ کر اس نے ایڑ لگائی اور بچے کو پکڑ کر شہر کی طرف چل پڑا۔

شہر کے قریب پہنچ کر اس نے جنگل کی طرف مڑ کر دیکھا تو حیران رہ گیا۔ مامتا کی ماری ہرنی اپنے بچے کے پیچھے چلی آ رہی تھی۔ امیر سبکتگین کو ہرنی پر ترس آ گیا۔ سوچا میرا تو اتنے سے بچے کے گوشت سے گزر نہ ہوگا۔ البتہ اس کی ماں کا اس صدمے سے نڈھال ہوجائے گا اس لیے بہتر یہ ہے کہ بچے کو چھوڑ دوں اور بچے کو آزاد کردیا۔

بچہ اچھلتا کودتا اپنی ماں کے پا چلا گیا۔ واپسی پر ہرنی مڑ مڑ کر سبکتگین کو دیکھتی جاتی تھی۔ گویا کہ رحمدل شکاری کا شکریہ ادا کرتی جاتی تھی۔ اس رات سبکتگین نے خواب دیکھا کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: سبکتگین کمزور ہرنی پر رحم کرکے تم نے ہمارا دل خوش کردیا۔ تو ایک دن بہت بڑا بادشاہ بنے گا۔ جب بادشاہ بنے تو خدا تعالیٰ کے بندوں پر ایسی ہی شفقت کرنا تا کہ تیری سلطنت کو قیام و دوام حاصل ہو۔

اس دن کے بعد سے سبکتگین اس خواب کو سچا کر دکھانے کی کوشش کرنے لگا اور آخرکار ایک دن بہت بڑا بادشاہ بن گیا۔ (جوامع الحکایات ولوامع الروایات حصہ دوم از محمد عوفی ترجمہ اختر شیروانی صفحہ 104، سیرت النبی a بعد از وفات النبی a حصہ اول خواب نمبر 149,45 تاریخ اسلام جلد پنجم، صفحہ 140,139)

ہرن کے لئے کنویں کا پانی کنارے تک چڑھ آنا

4 ......حضرت عبداللہ بن حنیف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بارادہ حج گھر سے نکلا اور جب بغداد شریف پہنچا تو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا۔ سوچا کہ واپسی پر حاضری دوں گا۔ راستے میں پیاس نے بہت ستایا تو ایک کنوئیں پر پہنچا۔ وہاں دیکھا کہ کنارے پر کھڑے ہوکر اس میں رسی کے ذریعے لوٹا لٹکایا تاکہ پانی نکالے۔ اتفاق سے رسی ٹوٹ گئی اور لوٹا کنویں میں جاگرا۔

میں تھوڑی دیر کھڑا رہا۔ پھر میں نے کہا:

وعزتک لاأبرح إلا بر کوتی أو تأذن لی بالإنصراف

یعنی ''(اے اللہ) آپ کی عزت کی قسم، میں یہیں کھڑا رہوں گا تاآنکہ مجھے لوٹا مل جائے یا آپ مجھے واپسی کا حکم دے دیں۔''

اتنے میں ایک ہرن آیا جو پیاسا تھا۔ اس نے کنویں میں دیکھا۔ پانی کنویں کے کنارے تک چڑھ آیا۔ ہرن کیلئے پانی کے بلند ہونے سے لوٹا بھی پانی کے ساتھ کنویں کے کنارے تک آگیا۔

میں نے لوٹا نکالا اور کہا:

إطی ماکان لی عندک محل ظبیة فهتف به هاتف یقول: یامسکین! جئت بالرکوة والحبل. وجاء ت الظبیة ذاهبة عن الأسباب لتوکلها علینا

یعنی ''اے اللہ! میری حیثیت آپ کے نزدیک ہرن سے بھی کم ہے۔ تو ایک آواز دینے والے نے آواز دی: اے مسکین! تو لوٹے اور رسی پر بھروسہ کرکے ان کو ساتھ لایا اور ہرن ظاہری اسباب سے بے نیاز ہوکر صرف ہم پر ہی بھروسہ کرکے آیا۔''

پھر آواز آئی کہ تمہارا تجربہ کیا گیا، لیکن تم بے صبر نکلے۔ چلو واپس کنویں پر اور پانی پی لو۔ میں پھر کنوئیں پر پہنچا تو کنواں پانی سے کناروں تک بھرا ہوا پایا۔ میں نے پانی پیا او رمشکیزہ بھی بھر لیا۔ پھر یہ پانی مدینہ منورہ تک ختم نہ ہوا۔ حج سے واپسی پر جب پھر بغداد پہنچا تو حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ اے عبداللہ! اگر کنوئیں پر تھوڑی دیر اور صبر کرتے تو پانی تمہارے پیروں کے نیچے سے ابلنے لگتا۔ (ترغیب المسلمین 350 وروض الفائق، صفحہ 71)

بھنا ہوا ہرن

5 ......حضرت سیدنا ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ حضرت سنان رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی حضرت سیدنا حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سید ابوتراب نخشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور میرے چند رفقاء حرمین شریفین کی حاضری کے لیے سفر پر روانہ ہوئے۔ میں نے سب سے الگ تھلگ رہ کر سفر کرنا پسند کیا اور انہیں چھوڑ کر اکیلا ہی سفر کرتا رہا۔ چلتے چلتے جب بھوک نے بہت زیادہ ستایا تو میرے دوستوں نے ایک ہرن شکار کیا اور ذبح کرنے کے بعد اسے بھونا۔ پھر سب مل کر کھانے کے لیے بیٹھ گئے۔

ابھی انہوں نے کھانا شروع بھی نہ کیا تھا کہ ایک بہت بڑا پرندہ آیا، اس نے بھنے ہوئے ہرن پر حملہ کیا اور اس کا چوتھائی حصہ لے کر فضا میں بلند ہوگیا۔ میرے رفقاء کا کہنا ہے کہ ہم نے اس کا پیچھا کیا لیکن کچھ دور جاکر وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہوگیا۔

حضرت ابوتراب نخشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب ہم سب دوست مکہ مکرمہ میں جمع ہوئے تو میں نے ان سے پوچھا: کیا تمہیں دوران سفر کوئی عجیب و غریب واقعہ پیش آیا؟

انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! ہمیں ایک عجیب وغریب واقعہ پیش آیا۔ پھر انہوں نے پرندے اور ہرن والا واقعہ سنایا۔ ان سے یہ واقعہ سننے کے بعد میں نے کہا: فلاں دن فلاں وقت میں سوئے حرم سفر پر رواں دواں تھا کہ اچانک ایک پرندہ آیا اور میرے سامنے بھنے ہوئے ہرن کا چوتھائی حصہ ڈال کر وہاں سے غائب ہوگیا۔

دیکھو! ہمارے پاک پروردگار نے ہمیں کس طرح ایک ہی وقت میں ایک ہی ہرن کا گوشت کھلایا۔ (حیات الحیوان)

ہرنی نے چھ ماہ تک نوزائیدہ بچی کو دودھ پلایا

6 ......امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ایک نیک شخص نے ذکر کیا کہ کردستان کے لوگوں میں سے ایک نے مجھ سے ایک حکایت بیان کی ہے۔ ایک شخص کی بیوی کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی۔ پھر لڑکی پیدا ہوئی، پھر لڑکی پیدا ہوئی۔ اس نے کہا اگر اب اس مرتبہ تیرے ہاں لڑکی پیدا ہوئی تو تجھ پر طلاق اور یہ کہہ کر جنگل کی طرف چلا گیا۔

جب وہ آیا تو طلاق کے خوف سے وہ عورت قبل وضع حمل اس سے کہیں الگ ہوکر چلی گئی۔ وہاں اس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی۔ وہ اسے ایک غار میں رکھ کر چلی آئی اور یہ ظاہر کیا کہ میرے پیٹ میں صرف ہوا تھی، کچھ پیدا نہیں ہوا۔ پھر چھ ماہ کے بعد کردستان کے لوگوں کے ساتھ اپنے خاوند کے ہمراہی میں واپس آئی تو اسی غار پر گئی۔ دیکھا کہ ایک لڑکی کو ہرنی دودھ پلا رہی ہے۔

یہ ماجرا اس نے اپنے خاوند سے بیان کیا۔ پھر جب وہ لڑکی کو اٹھا لائی تو ہرنی رونے لگی اور دور سے دیکھتی رہی۔ (نزہۃ المجالس، جلد 2)

دنیا کے طالب کی حکایت

7 ......ایک نیک شخص کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص ہرن کے بچے کے تعاقب میں جا رہا ہے اور اس کے پیچھے شیر ہے۔ قبل اس کے کہ وہ ہرن کے بچے کو پکڑے شیر نے اس آدمی کو مار ڈالا۔ پھر دوسرے کو دیکھا اس کو شیر نے ہرن کے بچہ کو پانے سے پہلے پکڑ کر مار ڈالا۔ اسی طرح سو تک نوبت پہنچی اور جب شیر کسی کو مارتا تو ہرن کا بچہ اس کے سرہانے کھڑا ہوجاتا تھا۔ مجھے اس سے تعجب ہوا۔ شیر نے کہا کہ کچھ تعجب نہ کرو۔ میں ملک الموت ہوں۔ ہرن کا بچہ دنیا اور یہ سب طالب دنیا ہیں۔ میں ایک کے بعد ایک کو قتل کرتا رہتا ہوں۔

پیاسے ہرنوں کی دعا قبول ہوئی

8 ......ایک شخص ہرن کا شکار کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے پانی پر جال بچھا دیا۔ وہاں ایک ہرن آیا۔ اس کے ساتھ تین ہرن اور تھے۔ جب اس نے جال کو دیکھا تو لوٹ گیا اور اس کے ساتھ اور ہرن بھی لوٹ گئے۔ دو تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ آخرکار جب انہیں پیاس کی شدت ہوئی تو پانی کے قریب آ گئے اور جال کو دیکھ کر سب نے ایک چیخ ماری اور ان کے آنسو جاری ہوگئے۔ دیکھا کہ ایک ابر رعد و برق کے ساتھ پیدا ہوا اور مشک کے منہ کی طرف بارش ہونے لگی۔ انہوں نے خوب پانی پیا اور چل دیئے۔ وہ شخص کہتا ہے کہ اس سے میں سمجھا کہ یہ ان کی دعا کا اثر تھا۔ پس میں نے جال کاٹ ڈالا اور شکار کرنا چھوڑ دیا۔

خرگوش : احادیث کی روشنی میں

خرگوش بکری کے چھوٹے بچے کے مشابہ ایک جانور ہوتا ہے جس کے لمبے لمبے کان ہوتے ہیں۔

ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے ایک دوست نے خرگوش کا شکار کیا۔ جب اس نے خرگوش کو غور سے دیکھا تو اس نے خرگوش میں ایک خاص اور حیران کن بات پائی کہ خرگوش کا عضو مخصوص بھی تھا اور شرمگاہ بھی تھی۔ پھر اس نے خرگوش کا پیٹ چاک کیا تو معلوم ہوا کہ خرگوش میں شرمگاہ اور آلہ تناسل دونوں موجود تھی۔ (تاریخ الکامل)

خرگوش ایک بہت ہی معصوم اور بھولا بھالا جانور ہے۔ دیکھنے میں خوشنما لیکن خاموش اتنا کہ آپ نے شاذونادر ہی اس کی آواز سنی ہوگی۔ بھاگنے میں پھرتیلا، غالبًا لمبے کانوں کی وجہ سے خرگوش نے گدھے جیسے کان والا نام پایا۔ حالانکہ گدھے سے دور کی بھی رشتہ داری نہیں۔ ویسے بھی گدھا ہونا یا گدھے سے رشتہ داری کوئی نیک نامی کا باعث نہیں۔

خرگوش اپنی تعداد تیزی سے بڑھاتے ہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ایک جوڑے سے صرف تین سال کے عرصے میں 13,000,000 خرگوش پیدا ہوتے ہیں۔

خرگوش ...... احادیث کی روشنی میں

خرگوش حلال ہے

1 ...... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) ہم نے مقام مرالظہر ان میں (شکار کے لیے) ایک خرگوش کا تعاقب کیا۔

چنانچہ میں نے (دوڑ کر) اس کو پکڑلیا اور پھر اس کو ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لایا۔ ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو ذبح کیا اور اس کا ایک سرین اور دونوں رانیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول فرمالیا۔ (بخاری، مسلم)

تشریح: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خرگوش ایک حلال جانور ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا گوشت قبول فرمالیا۔ اگر اس کا گوشت کھانا حلال نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو قبول نہ فرماتے بلکہ دوسروں کو بھی اس کے کھانے سے منع فرماتے۔ چنانچہ کتاب الرحمۃ فی اختلاف الائمۃ میں لکھا ہے کہ بالاتفاق تمام علماء کے نزدیک خرگوش حلال ہے۔

خرگوش کو حیض آتا ہے

2 ...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خرگوش کے بارے میں فرمایا کہ اسے حیض آتا ہے۔ (رواہ ابوداؤد)

خرگوش کا شرعی حکم

3 ...... فقہاء کے نزدیک خرگوش حلال جانور ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھنا ہوا خرگوش پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نہ کھایا اور نہ ہی کھانے سے منع فرمایا۔ (رواہ البیہقی)

کیا حضور نے خرگوش کا کھایا ہے؟

4 ...... بخاری کی روایت کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خرگوش تناول فرمایا۔ (بخاری)

دین کے ذریعے دنیا کمانے والا خرگوش بن گیا

5 ......حضرت سیدنا عثمان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی خدمت اقدس میں رہ کر علم دین سیکھا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے آپ علیہ السلام سے اپنے علاقے میں واپس جانے کی اجازت چاہی اور کہا کہ میں جلد ہی دوبارہ حاضر ہوجاؤں گا۔

آپ علیہ السلام نے اسے اجازت عطا فرمادی۔ وہ چلا گیا اور اپنے علاقے میں لوگوں سے کہتا پھرتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ فرمایا۔ آپ علیہ السلام نے مجھے یہ بات بتائی۔ اس طرح کی باتوں سے وہ لوگوں سے مال جمع کرتا۔ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقرب سمجھ کر اس کی تعظیم کرتے اور اسے مال و دولت دیتے۔ وہ بڑا خوش ہوتا اور جگہ جگہ جا کر کہتا میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ الغرض اس نے اس طرح بہت سا مال جمع کرلیا۔ کافی دن گزر جانے کے باوجود جب وہ حاضر خدمت نہ ہوا تو آپ علیہ السلام نے لوگوں سے اس کے متعلق پوچھا۔ لیکن کسی کو اس کی خبر نہ تھی کہ اب وہ کہاں ہے؟

ایک دن آپ علیہ السلام ایک جگہ تشریف فرما تھے کہ ایک دیہاتی گزرا جس نے رسی سے بندھا ہوا خرگوش اپنی گردن میں لٹکا رکھا تھا۔ آپ علیہ السلام نے اس سے پوچھا: اے اللہ عزوجل کے بندے! تو کہاں سے آرہا ہے؟

عرض کی: فلاں گاؤں سے۔

فرمایا: کیا تو فلاں شخص کو جانتا ہے جس نے مجھ سے علم دین سیکھا؟

دیہاتی نے اپنی گردن میں لٹکے ہوئے خرگوش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: یہی وہ شخص ہے جس کے متعلق آپ علیہ السلام پوچھ رہے ہیں۔ اللہ نے اسے خرگوش بنادیا ہے۔

یہ سن کر آپ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی: اے پاک پروردگار! اسے اس کی اصلی حالت پر لوٹا دے تاکہ میں اس سے پوچھوں کہ کس جرم کی وجہ سے اسے جانور بنادیا گیا؟

بارگاہ خداوندی سے وحی نازل ہوئی: اے موسیٰ! جو سوال تم نے کیا ہے اگر یہی سوال مقرب رسولوں میں سے کوئی اور بھی کرے تب بھی اسے اصلی حالت پر نہیں لوٹاؤں گا۔ اسے میں نے جانور اس لیے بنایا ہے کہ یہ دین کے ذریعے دنیا کی حقیر دولت طلب کیا کرتا تھا۔ (عیون الحکایات 223)

موضوع نمبر 17

لومڑی: احادیث کی روشنی میں

لومڑی کو دیکھو وہ اپنا مکان زمین کے اندر بناتی ہے اور وہ دو راستے اس میں آنے جانے کے لیے بناتی ہے اور راستے بہت تنگ بناتی ہے۔ دو راستے اس حکمت سے اگر ایک راستہ سے اس کو پکڑنے کی کوشش کی جائے تو وہ دوسرے راستہ سے بھاگ جائے اور اگر دونوں راستوں سے کوئی اس کو پکڑنا چاہا تو وہ ان راستوں کو اپنے سر سے بند کردیتی ہے اور اس کے نیچے کوئی نہ کوئی سوراخ ایسا رکھتی ہے جس سے ہوکر وہ اپنے کو نجات دلانے میں کامیاب ہوجاتی ہے۔ پس اس کی اس سمجھ کو دیکھو کہ خدا نے اس کو کیسی سمجھ عطا کی ہے۔ جس سے وہ اپنی حفاظت کا سامان کرتی ہے۔

لومڑی جب بھوک سے عاجز ہوجائے تو مردوں کی طرح زمین پر لیٹ جاتی ہے اور پیٹ کو پھلالیتی ہے۔ پرندے اسے مردہ سمجھ کر اس کے قریب آجاتے ہیں تو انہیں شکار کرلیتی ہے۔

ایک تھوتھنی اور نوک دار کان، خوبصورت جھاڑی نما دم، ترچھی آنکھیں اور ایک طنزیہ مسکراہٹ۔ یہ ہے لومڑی کا سراپا۔ یہ جنگلوں اور پہاڑوں پر رہنے بھٹ میں رہتی ہے، جسے یہ خود کھود کر بناتی ہے یا پھر کسی اور بھٹ پر قبضہ کرلیتی ہے۔ لومڑی ایک ذہین اور پھرتیلا جانور ہے۔ یہ چھلانگ بھی لگاتی ہے اور بہت اچھا تیرتی بھی ہے۔ کیا آدمی لومڑی کا دشمن ہے؟

بے چاری لومڑی! اس کی خوبصورت سمور اس کے لیے کتنی بدنصیبی کا باعث ہے۔ اس کی کھال کے خوبصورت اور قیمتی ہونے اور پاگل پن کی بیماری کے خوف کی وجہ سے جو یہ پھیلاتی ہے انسان نے اسے بے تحاشا شکار کیا ہے۔

ذخیرہ احادیث میں لومڑی کا ذکر

لومڑی کی طرح تانک جھانک کی ممانعت

1 ...... لومڑی کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران نماز لومڑی کی طرح تانک جھانک سے منع فرمایا ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل)

لومڑی سب سے شریر

2 ...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ سارے درندوں میں سب سے زیادہ شریر لومڑی ہوتی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات میں لومڑی کا ذکر

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسے ایمان لائے؟

1 ......حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے کہ اسلام لانے سے قبل بت کی پرستش کیا کرتے تھے اور سفر وحضر میں کہیں اس کو چھوڑتے نہ تھے۔ ایک سفر میں قضائے حاجت کے لیے گئے اور بت سے کہتے گئے کہ اے بت ذرا میرے اسباب کی حفاظت کرنا۔ جب وہ چلے گئے تو ایک لومڑی آئی اور بت پر پیشاب کردیا۔ ابوذر لوٹ کر آئے تو دیکھا کہ وہ بھیگا ہوا ہے۔ کہنے لگے کہ بارش تو ہوئی نہیں۔ یہ بھیگ کہاں سے گیا؟ اس کے بعد ہی لومڑی پر نظر آئی تو انہوں نے آسمان کی طرف دیکھ کر شعر پڑھنا شروع کیا۔

''کیا ایسا بھی خدا ہوتا ہے جس کے سر پر لومڑیاں پیشاب کردیں۔ سچ تو یہ ہے کہ لومڑی جس چیز پر پیشاب کرے وہ نہایت ذلیل ہے۔ اگر یہ خدا ہوتا تو اپنے آپ کو بچالیتا ایسے خدا سے بھلا کیا بھلائی مل سکتی ہے جس کا خود مطلب حاصل نہ ہوسکے ساری زمین میں جتنے بت ہیں میں سب سے بیزار ہوتا ہوں اور اس اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہوں جو نہایت غلبہ والا ہے۔''

(نزہۃ المجالس، جلد 1)

اے لومڑی کے بچوں!!!

2 ......عامر بن طفیل اور اربد دونوں کو حصہ دینے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تو عامر کہنے لگا۔ میں آپ کے مقابلہ میں مدینہ کو مضبوط گھوڑوں اور بہادر نوجوان شہسواروں سے بھردوں گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے اس کے شر سے بچنے کی دعا فرمائی۔حضرت اسید بن حضیر نے نیزہ اٹھا کر ان کے سروں پر چوکا دینے لگے اور ایھا الھجرماء (اے لومڑی کے بچوں) کہہ کر پکارنے لگے۔

عمار نے حضیر اسید سے ان کے بارے میں پوچھا کہ تم کون ہو تو انہوں نے اپنا تعارف کروایا کہ میں اسید بن حضیر ہوں۔

عامر نے کہا: تمہارا باپ تم سے بہتر تھا۔

حضرت اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تم سے بہتر ہوں۔ میرے باپ کو چھوڑو وہ تو کفر کی حالت میں مرا۔ جب معلوم کیا کہ ھجری کسے کہتے ہیں تو پتا لگا کہ اس کے معنی لومڑی کے ہیں۔

چنانچہ جب اربد اور عامر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے لوٹے تو راستے میں اللہ تعالیٰ نے اربد پر بجلی گرائی۔ جس سے وہ جل کر راکھ ہوگیا اور اس کا اونٹ بھی اس کے ساتھ خاک کا ڈھیر بن گیا۔

جبکہ عامر کی گردن میں طاعون کا مرض پیدا ہوگیا اور بنی سلول کی ایک عورت کے گھر میں وہ تڑپ تڑپ کر مرگیا۔ اور ''**یابنی عامر غدۃ کغداۃ البعیر و موتاً فی بیت سلولیۃ**'' سے یہ قصہ مشہور ہوگیا۔ مطلب یہ ہے کہ اونٹ کی طرح عامر کو طاعون ہوگیا اور سلولی عورت کے گھر میں اس کی موت واقع ہوئی۔ (استیعاب)

تاریخی واقعات میں لومڑی کا ذکر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور لومڑی

1 ...... روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک روز مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ کسی صحرا سے گزر رہے تھے کہ سامنے سے ایک لومڑی نظر پڑی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دریافت فرمایا۔ لومڑی کہاں سے آ رہی ہو؟

لومڑی نے جواب دیا: گھر سے۔

یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: لومڑی کو تو گھر میسر ہے مگر مریم کے لڑکے کو نہیں۔ لوگوں نے عرض کیا: حکم فرمائیے تعمیل کے لیے حاضر ہیں۔ جگہ متعین فرمائیے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کو دریا کے کنارے ایسے مقام پر لے گئے جہاں موجیں آ کر ٹکرا رہی تھیں۔ فرمایا: اگر تم گھر بنانا چاہتے ہو تو اس جگہ بناؤ۔

عرض کیا گیا: یا نبی اللہ! یہاں مکان کیسے قائم رہ سکتا ہے۔ پانی کی موجیں بہا لے جائیں گے۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ دنیا بھی گھر بنانے اور رہنے کی جگہ نہیں۔

چالاک لومڑی اور دو مرغیاں

2 امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے دوستوں کے ساتھ یمن کے سفر پر تھا۔ ہم کھانا کھانے کے لیے بیٹھے تو مغرب کا وقت ہوگیا تو ہم نے سوچا کہ پہلے نماز پڑھ لیں پھر کھانا کھائیں گے۔ دسترخوان پر دو پکی ہوئی مرغیاں رکھی ہوئی تھیں۔ دوران نماز ایک لومڑی آئی اور ایک مرغی اٹھا کر چلتی بنی۔ ہم نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو افسوس کرنے لگے۔ اچانک لومڑی مرغی جیسی کوئی چیز دبائے دسترخوان کی طرف آئی۔ اندھیرے کی وجہ سے ہمیں کچھ صاف نظر نہیں آ رہا تھا۔

ہم خوش ہوگئے کہ یہ ہماری مرغی لوٹانے آئی ہے۔ چنانچہ دسترخوان پر اس نے مرغی جیسی کوئی چیز پھینکی۔ ہم اس کی طرف لپکے تو وہ تیزی سے دوسری مرغی اٹھا کر بھاگ گئی۔ جب ہم نے اس چیز کو اٹھا کر دیکھا تو وہ کھجور کی چھال تھی جسے لومڑی مرغی کی شکل کا بنا کر لائی تھی۔

برے کام کا برا انجام

3 ......علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ کتاب الاذکیاء میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ جنگل کا بادشاہ بیمار ہوگیا۔ جنگل کے تمام جانور شیر کی عیادت کے لیے گئے۔ مگر لومڑی نہ گئی۔ بھیڑیئے نے شیر کے سامنے لومڑی کی شکایت کی۔ شیر نے کہا جب لومڑی آئے تو مجھے بتانا۔ میں اسے چھوڑوں گا نہیں۔

کچھ دنوں بعد لومڑی شیر کے پاس گئی تو شیر نے اس سے پوچھا کہ تم اتنے دنوں بعد کیوں آئی؟ لومڑی نے کہا: حضور میں تو آپ کے لیے دوائی ڈھونڈ رہی تھی۔ شیر نے پوچھا: دوائی ملی؟

لومڑی نے کہا: بھیڑیئے کی پنڈلی کا گودا آپ کی بیماری کے لیے مفید ہے۔ چنانچہ جب بھیڑیا شیر کے پاس گیا تو شیر نے پنجہ مار کر اس کی پنڈلی کا گودا نکال لیا۔

ابونعیم اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ بطور مثال نصیحت کے لیے بیان کیا گیا ہے کہ انسان کو اپنی زبان کو غیبت اور چغلی سے بچانا چاہیے کیونکہ برے کام کا ہمیشہ برا انجام ہوتا ہے۔ (کتاب الاذکیاء)

لومڑی سے زیادہ چالاک کون؟

4 ......امام شعبی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے کسی نے پوچھا کہ قاضی شریح کو لومڑی سے زیادہ چالاک کیوں کہا جاتا ہے؟

تو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا: قاضی شریح ایک مرتبہ طاعون کے زمانہ میں عراق کے شہر نجف چلے گئے تو وہاں ایک جنگل کے پاس خیمہ لگا کر رہا کرتے تھے اور وہیں نماز وغیرہ پڑھا کرتے تھے۔

دوران نماز ایک لومڑی ان کے سامنے آ کر کھڑی ہوتی اور قاضی شریح کی نقل اتارتی جس کی وجہ سے قاضی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی نماز خراب ہوتی۔ ایک روزہ قاضی شریح رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ایک موٹی لکڑی کو ریت میں گاڑا اور اس کے اوپر اپنا لمبا جبہ اور ٹوپی ڈال دی۔ لومڑی حسب معمول سامنے آ کر کھڑی ہوگئی۔ اچانک قاضی شریح خیمہ سے نکلے اور اسے پکڑلیا۔ اس لیے انہیں لومڑی سے زیادہ چالاک کہا جاتا ہے۔

شیر اور لومڑی

5 ......ایک شیر بوڑھا ہوگیا اور دوڑنے بھاگنے اور شکار کرنے سے رہ گیا۔ اس نے ایک حیلہ کیا کہ بیمار بن کر غار میں بیٹھ گیا۔ اس کی خبر پا کر جانور اس کی بیمار پرسی کے لیے غار میں آنے لگے اور جو جانور بھی غار کے اندر حال پوچھنے جاتا شیر اس پر حملہ کرکے اسے کھا جاتا۔ ایک دن لومڑی بھی حال پوچھنے آئی۔ لیکن غار کے دروازے پر ہی کھڑی ہوکر پوچھنے لگی۔ حضور آپ کا مزاج کیسا ہے؟

شیر نے اندر سے کہا: بیٹی! جیتی رہو، اچھا ہوں۔ مگر باہر کیوں کھڑی ہو، اندر آ جاؤ۔ لومڑی بولی: میں اندر اس لیے نہیں آتی کہ جانوروں کے قدموں کے جتنے نشان بھی میں دیکھ رہی ہوں وہ سب اندر جانے کے ہیں باہر نکلنے کا نشان ایک بھی نہیں۔

شاطر لومڑی

6 ......کہتے ہیں ایک شیر ایک بھیڑیا اور ایک لومڑی شکار کو نکلے۔ تینوں نے ایک گدھا، ہرن اور ایک خرگوش شکار کیا۔ شیر نے بھیڑیئے سے کہا کہ تم ان کو تقسیم کرو۔ بھیڑیئے نے کہا کہ گدھا آپ کا، ہرن میرا اور خرگوش لومڑی کا۔ شیر کو غصہ آ گیا کہ میرے ہوتے ہوئے یہ حصہ دار بن بیٹھا ہے۔ اس نے بھیڑیئے کو تھپڑ مار کر وہیں ہلاک کرڈالا اور پھر لومڑی سے کہنے لگا کہ لے تو تقسیم کر۔

لومڑی نے کہا: حضور! گدھا آپ اس وقت کھائیں۔ ہرن شام کو کھائیے گا اور خرگوش سے صبح کا ناشتہ کیجئے گا۔

شیر اس تقسیم پر بڑا خوش ہوا اور کہا: اے لومڑی! ایسی اچھی تقسیم تم کو کس نے سکھائی؟

لومڑی بولی: بھیڑیئے کے حال نے۔

موضوع نمبر 18

چیتا : احادیث کی روشنی میں

چیتا، شیر اور ببر شیر کا کزن ہے۔ اپنی تیز رفتاری میں جواب نہیں رکھتا۔ کوئی زمینی جانور اس سے زیادہ تیز نہیں دوڑ سکتا۔ 70 میل فی گھنٹہ تک کا ریکارڈ ہے۔ کسی زمانے میں راجے مہاراجے چیتے کو شکاری کتے کی طرح سدھاتے تھے اور پھر دوسرے جانوروں کا شکار کرتے تھے۔

چیتا، بلی جیسی خصلت رکھنے والا جانور ہے جسے آسانی سے پہچانا جا سکتا ہے۔ چھریرا جسم، اس پر گول سیاہ دھبے، لمبی ٹانگیں، لمبی دم اور ایک چھوٹا سر! آنکھوں کے نیچے سیاہ دھاریاں دیکھ کر یوں لگتا ہے جیسے اس کی آنکھوں سے سیاہ آنسو بہہ رہے ہیں۔ اب یہ صرف افریقہ میں پایا جاتا ہے کیونکہ ایک لمبے عرصے سے اسے شکار کیا جا رہا ہے۔
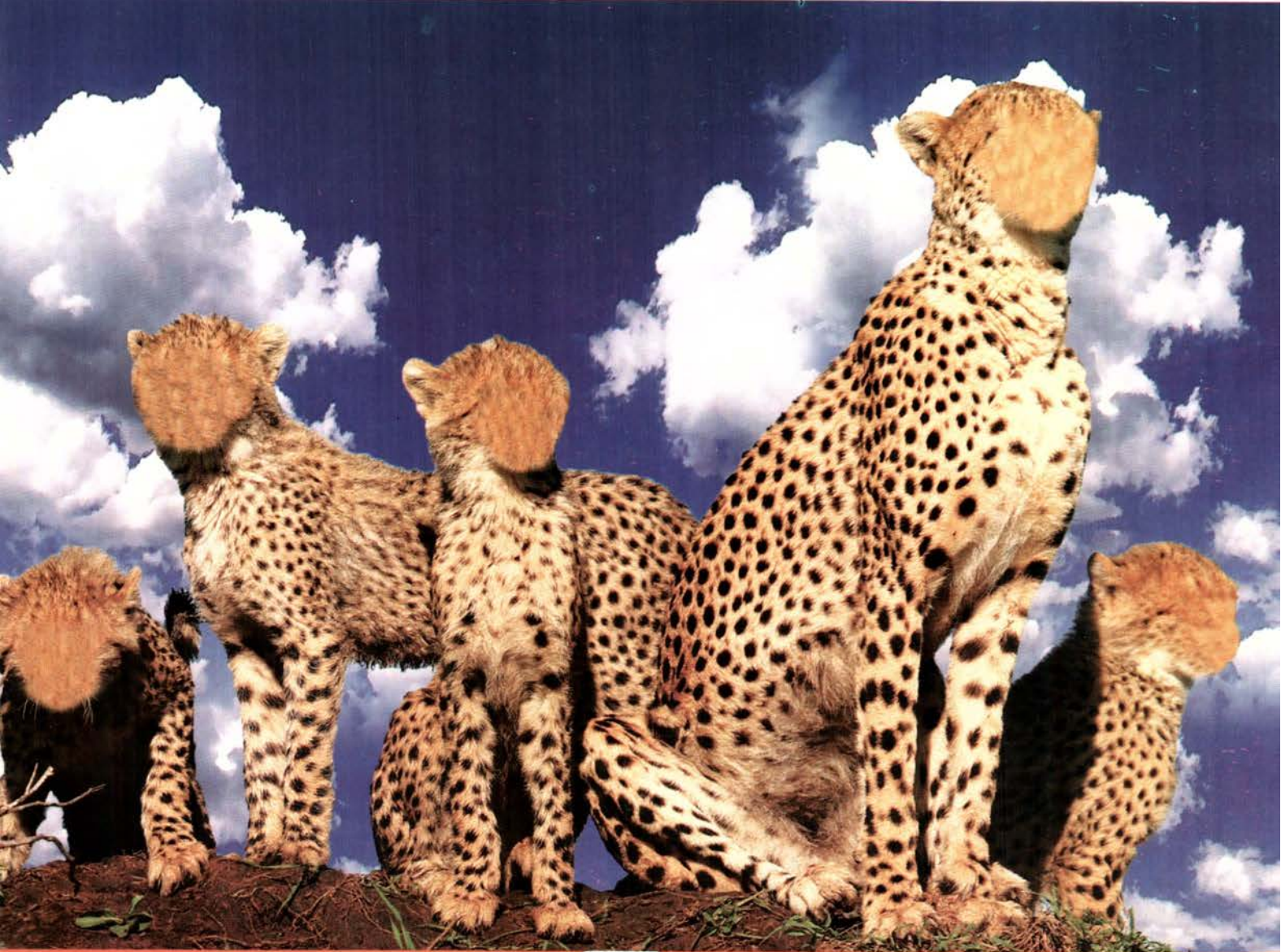
حضرت ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ

1 ......حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو جنگ حنین میں فتح دی تو ہم لوگ گھاٹیوں میں جلد چھپ گئے تھے اور ہم میں اس قدر نفسانفسی تھی کہ دوست دوست سے منہ موڑ رہا تھا۔

وہ کہتے ہیں کہ جس وقت میں ایک گھاٹی میں پناہ لیے ہوئے تھا تو میری نظر ایک لڑکی پر پڑی جس کا کوبرا سانپ پیچھا کر رہا تھا اور وہ لڑکی بے تحاشہ بھاگ رہی تھی۔ میں نے ایک پتھر اٹھایا اور سانپ کو اس سے مارا۔

اتفاقاً وہ پتھر اس کے لگ گیا اور میں اٹھ کر اسے دیکھنے پہنچا تو دیکھا کہ لڑکی تو میرے پہنچنے سے پہلے مر چکی ہے اور سانپ تڑپ رہا ہے کہ اچانک مجھے ایک ڈراؤنی آواز نے پکارا۔ میں نے اس سے پہلے کبھی ایسی آواز نہیں سنی تھی وہ کہہ رہا تھا کہ تو نے ایک رئیس کو مار ڈالا اور تو نے یہ بہت برا کیا۔

یہ کہہ کر وہ غور رطلب پکارنے لگا۔ دوسری طرف سے جواب آیا کہ لبیک لبیک۔ پھر اس نے جواب دینے والے سے کہا کہ بنی غدافر کے پاس جلدی سے جا کر کہہ دے کہ اس کافر نے کیا کر ڈالا۔

میں نے زور سے چلا کر کہا کہ بے خبری میں ایسا ہوگیا۔ مجھے پناہ دے دو۔ اس نے جواب دیا کہ ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا۔ میں ایک مسلمان کے قاتل اور غیر اللہ کے پوجنے والے کو ہرگز پناہ میں نہیں لے سکتا۔

اس پر میں نے بلند آواز سے کہا کہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔

اس نے کہا کہ اگر تو مسلمان ہوگیا تو تجھ پر قصاص ساقط ہوجائے گا اور تیری جان چھوٹ جائے گی اور اگر تو نے ایسا نہیں کیا تو ابھی کسی بھی وقت تیری جان چلی جائے گی۔

میں نے جلدی سے کلمہ شہادت پڑھ لیا تو اچانک آواز آئی کہ تیری خلاصی ہوگئی اور تو نے ہدایت پالی۔ اگر تو مسلمان نہ ہوتا تو ہلاک ہوجاتا۔ اب تو جہاں سے آیا ہے اسی جگہ چلا جا۔

چنانچہ میں واپس راستے کی طرف چل پڑا تو اس کو کہتے ہوئے سنا:

امتط السمع الازل یعلط بک التل

ایک تیز رفتار بھیڑیئے پر سوار ہوجاوہ تجھ کو ایک ٹیلہ تک پہنچا دے گا۔

فھناک ابو عامر یتبع بک الفل

وہاں تجھ کو ابو عامر ملے گا وہ تیغ براں لے کر تیرے پیچھے چلے گا۔

میں نے مڑ دیکھا تو وہاں سچ مچ ایک بڑا سا جانور موجود چیتے کے مشابہ تھا۔ چنانچہ میں اس پر سوار ہوگیا۔ وہ مجھ کو لے کر چل پڑا اور مجھ کو لے کر ایک ٹیلہ پر پہنچا اور اس کی چوٹی پر چڑھ گیا۔ وہاں سے مجھ کو مسلمانوں کا لشکر صاف دکھائی دے رہا تھا۔ میں اس پر سے اترا اور مسلمانوں کے لشکر کی طرف چل دیا۔ جب میں لشکر کے قریب پہنچا تو لشکر میں سے ایک شہ سوار نکل کر میرے سامنے آیا اور کہنے لگا کہ ہتھیار پھینک دو۔ میں نے ہتھیار پھینک دیے۔ پھر اس نے پوچھا کہ تم کون ہو؟

میں نے کہا کہ میں مسلمان ہوں۔ یہ سن کر اس نے مجھ کو سلام کیا۔ میں نے سلام کا جواب دیا اور اس سے ابو عامر کے بارے میں پوچھا۔

اس نے جواب دیا کہ مجھ ہی کو ابو عامر کہتے ہیں۔

یہ سن کر میں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر وہ بولا کہ تم کو کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ یہ سامنے سب مسلمان تمہارے بھائی ہیں پھر وہ فرمانے لگے کہ میں نے تم کو ٹیلہ پر سوار دیکھا تھا۔ تمہاری سواری (گھوڑا) کہاں ہے؟

میں نے ان کو پورا قصہ سنایا۔ جس کو سن کر وہ بہت متعجب ہوئے۔ پھر میں نے مسلمانوں سے ملاقات کی اور ہوازن کی تلاش میں نکل گیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا ارادہ پورا کیا اور ان کو فتح دی۔ (حوالہ خبر البشر بخیر البشر)

مخلوق میں سب سے زیادہ معزز شخص
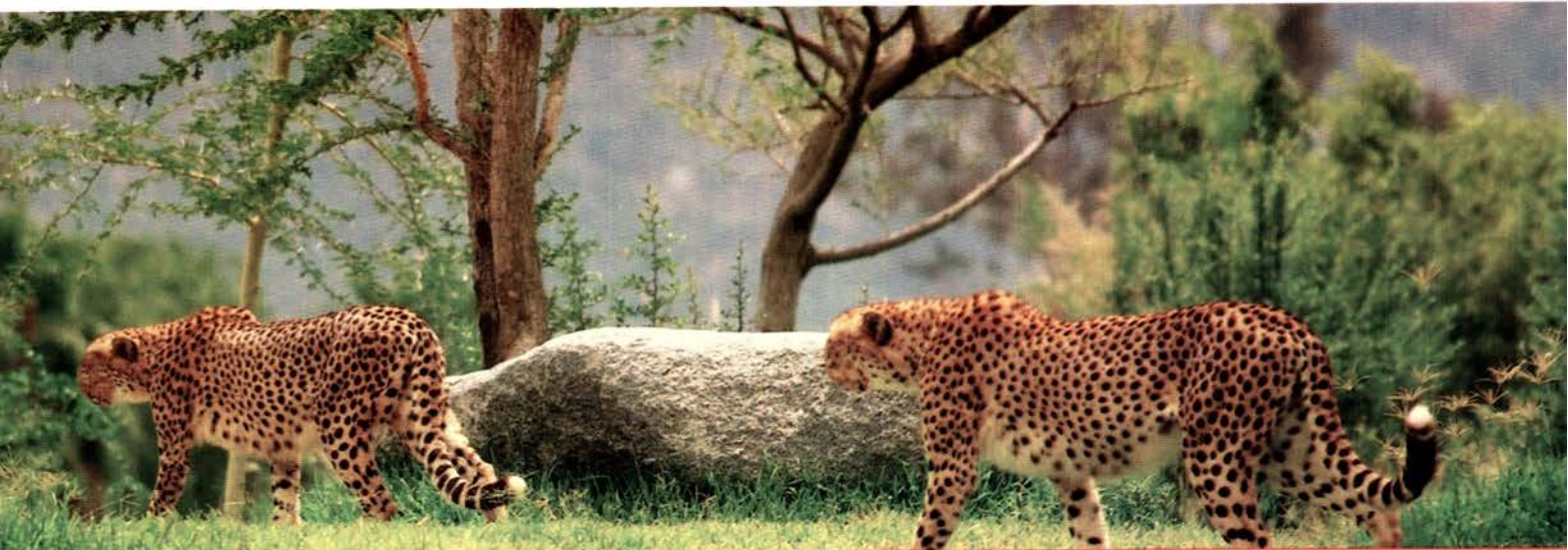
2 ......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی: اے میرے پروردگار! آپ کے نزدیک آپ کی مخلوق میں سے سب سے زیادہ معزز شخص کے بارے میں بتائیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
جو میرے احکامات کی پیروی کے لیے اس تیزی سے بڑھتا ہے جیسے گدھ اپنی خواہش کی طرف تیزی سے لپکتا ہے اور اپنے دل میں میرے نیک بندوں سے ایسی محبت رکھتا ہے جیسا کہ بچہ کھلونوں سے محبت کرتا ہے۔ ایسے ہی غصہ میں بپھر جاتا ہے جیسا چیتا غصہ میں بپھر جاتا ہے۔ کیونکہ چیتا جب غصہ ہوتا ہے تو حملہ کر کے چھوڑتا ہے اور شکاری کی پرواہ نہیں کرتا کہ وہ کم ہیں یا زیادہ۔
(حیات الحیوان:2)

بجو: احادیث کی روشنی میں

بجو ایسے بھٹوں میں اکیلا رہتا ہے جنہیں یہ اپنے اگلے پنجوں میں کھود کر بناتا ہے۔ یہ شب بیدار جانور چھوٹا لیکن تیز طرار ہوتا ہے۔ یہ خوراک تلاش کرنے کے لیے اپنی نوک دار تھوتھنی استعمال کرتا ہے۔ بجو شکار پکڑنے کے بعد اسے چھوڑتا نہیں بلکہ اسے جھٹکے دیتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ نڈھال ہو کر مر جاتا ہے۔

صفائی کے معاملے میں یہ ہر پہلو پر غور کرتا ہے۔ یہ اپنی رہنے کی جگہ کے اردگرد بہت سے گڑھے کھودتا ہے جہاں یہ اپنا فضلہ گراتا ہے۔

بجو بڑا صاف ستھرا جانور ہے، اپنے بھٹ میں یہ ایک گھونسلا بناتا ہے، جس پر سوکھے پتوں کی چادر بچھا دیتا ہے۔ یہ وہاں آرام کرتا ہے اور اپنے بچوں کی پرورش کرتا ہے۔ یہ باقاعدگی سے اسے صاف کرتا ہے اور پرانے پتے بدل دیتا ہے اور بھٹ کی صفائی کے خیال سے یہ اپنا کھانا بھٹ سے باہر ہی کھاتا ہے اور خوراک کبھی اندر نہیں لاتا۔ یہ پھل، جڑیں، سانپ، زمینی کیڑے اور چوہے وغیرہ کھاتا ہے۔

جب کبھی کسی اجنبی سے اس کا آمنا سامنا ہوتا ہے تو اس کی پشت کے بال کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس کی غراہٹ اسے بھاگ جانے پر مجبور کر دیتی ہے۔ لیکن جب یہ اپنے ہی گروہ کے کسی بجو سے ملتے ہیں تو خوشی سے ایک دوسرے کا استقبال کرتے ہیں۔

درختوں کے ساتھ اپنے کولہے رگڑنے سے ان کا مقصد کیا ہوتا ہے؟

اس وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بجو سر کے بل کھڑا ہونے کی مشق کر رہا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ بجو کی دم کے نیچے بودار مواد خارج کرنے والی غدودیں ہوتی ہیں۔ اس طرح درخت کے تنے کے ساتھ انہیں رگڑ کر ایک بو چھوڑتا ہے جس سے یہ اپنے علاقے کی حد بندی کرتا ہے۔

جب سردی پڑتی ہے تو یہ واپس اپنے بھٹ میں آ جاتا ہے۔ اگرچہ سوتا رہتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ سرمائی نیند کی طرح لمبی نیند کبھی نہیں سوتا کیونکہ موسم سرما کے دوران اس کے جسم کا درجہ حرارت کم نہیں ہوتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجو نہیں کھایا

1 ...... بیہقی نے حضرت عبداللہ بن المغفل سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ! بجو کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ میں اس کو کھاتا ہوں اور نہ ہی اس کے کھانے سے کسی کو روکتا ہوں۔ (حیات الحیوان)

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گرمیوں کے موسم میں کچھ لوگ شکار کرنے کے لیے نکلے۔ جب وہ شکار تلاش کر رہے تھے تو انہیں ایک دم بجو دکھا۔ ان لوگوں نے اس کا پیچھا کیا مگر وہ لوگ دوڑ دوڑ کر تھک گئے۔ آخر ایک شکاری اس بجو کو بھگاتے بھگاتے ایک خیمہ کے پاس لے گیا جو کسی اعرابی کا تھا۔ بجو دوڑ کر خیمہ میں گھس گیا۔ اس کو دیکھ کر اعرابی خیمہ سے باہر نکلا اور شکاریوں سے اس معاملے کے بارے میں پوچھنے لگا۔

انہوں نے سارا قصہ اعرابی کو سنایا۔ یہ سن کر اعرابی بولا کہ خدا کی قسم! جب تک میرے ہاتھ میں تلوار ہے تم ہرگز اس تک نہیں پہنچ سکتے۔

یہ سن کر وہ لوگ وہاں سے چلے گئے۔ اس کے بعد اعرابی نے اونٹنی کا دودھ دوہا۔ پھر اس نے دو برتن لیے اور ایک میں دودھ اور ایک میں پانی لے کر بجو کے سامنے رکھ دیا۔

بجو دودھ اور پانی پیتا رہا۔ حتیٰ کہ سیراب ہو گیا پھر ایک کونے میں جا کر لیٹ گیا۔ رات کو اعرابی کے سونے کے بعد بجو نے اس کو چیر پھاڑ کر اس کا خون پی لیا، اس کے پیٹ کے اعضاء وغیرہ سب کھا لیے اور وہاں سے بھاگ نکلا۔

صبح کو جب اس کا چچازاد بھائی آیا تو اعرابی کو اس حال میں دیکھا۔ پھر بجو کو نہ پا کر اس نے سوچا کہ ہو نہ ہو یہ بجو کا کام ہے۔ چنانچہ وہ تیر و کمان لے کر بجو کی تلاش میں نکل گیا اور پھر اس کو مار ڈالا اور یہ اشعار پڑھے:

ومن یصنع المعروف من غیر اھلہ
یلاقی الذی لاقی مجیر ام عامر

اس کے ساتھ بھلائی کرے جو اس لائق نہ ہو تو اس کا یہی انجام ہوتا ہے۔

ادام لھا حین استجارت بقربہ
فراھا من البان اللقاح الغزائر

جب بجو نے اس کے خیمہ میں پناہ لی وہ برابر اونٹنی کے دودھ سے اس کی ضیافت کرتا رہا۔

واشبعھا حتی اذا ماتملات
فرتہ بانیات لھا واظاھر

اس کا پیٹ بھر گیا تو اس نے اپنے دوست کا پیٹ پھاڑ کر احسان کا بدلہ چکایا۔

فقل لذوی المعروف ھذا جزاء من
غذا یصنع المعروف مع غیر شاکر

لہٰذا نیکی کرنے والوں سے کہہ دو یہ اس شخص کی سزا ہے جو ناشکروں کے ساتھ نیکی کرتا ہے۔ (حیات الحیوان، جلد1)

قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے باپ سے ملاقات

2 ......حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ:

قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات اپنے باپ آذر سے کروائی جائے گی اور آذر کا چہرہ گرد آلود ہوگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے والد سے فرمائیں کہ دیکھا میں تمہیں میرے خلاف چلنے سے کتنا منع کرتا تھا کہ میرا کہا مان لو۔ آذر اس دن ان کا کہنا ماننے کے لیے تیار ہو جائے گا۔

اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے رب سے عرض کریں گے کہ اے میرے رب! تیرا مجھ سے وعدہ ہے کہ روزِ حشر تو مجھے رسوائی نہ دے گا اور یہ تو کتنی بڑی رسوائی ہے کہ میرا باپ دوزخ میں جائے۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جنت کافروں کے لیے حرام ہے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کے پاؤں کے نیچے دیکھنے کا حکم دیا جائے گا۔

وہ جب پاؤں پر نظر ڈالیں گے تو ان کو ایک خون میں لت پت بجو اپنے پاؤں کے پاس نظر آئے گا۔ پھر اس بجو کو ٹانگوں سے کھینچ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ (صحیح بخاری، کتاب التفسیر)

بجو نہایت ہی احمق اور بدھو جانور ہے۔ اس کا ثبوت یہ کہ ہمیشہ ہوشیاری کے وقت غفلت برتتا ہے اور ہلکی سی آہٹ سن کر بھی باہر آ جاتا ہے اور شکاری اس کا شکار کر لیتا ہے۔ اسی لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں بجو کی طرح نہیں ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جو کہ اس کے لیے دنیا میں سب سے زیادہ مخلص تھے۔ ان کی نصیحت کو رد کر کے شیطان کی باتوں میں آ گیا اور اس کا شکار ہو گیا اور اسی طرح وہ اپنے احمق پن کی وجہ سے بجو کی مانند ہو گیا۔ شکاری بجو کا شکار کرنے کے لیے اس کے بل میں پتھر یا کنکر وغیرہ پھینک دیتے ہیں جس کی آہٹ سن کر بجو باہر نکل آتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ کوئی شکار آیا ہے۔ پھر خود ہی دوسروں کا شکار ہو جاتا ہے۔

خارپشت: قرآن کی روشنی میں

اس جانور کی پشت پر لمبے لمبے کانٹے ہوتے ہیں جو اس کی حفاظت کا کام کرتے ہیں۔ امریکہ میں کینیڈا کا خار پشت اور جنوبی امریکہ کا شجری خار پشت پایا جاتا ہے۔ اس کی پیٹھ کے کانٹے کھال میں چھپے رہتے ہیں۔ یہ جانور درختوں میں رہتے ہیں اور دم سے ہاتھ کا کام لے سکتے ہیں۔

یہ خوراک کی تلاش میں رات کو نکلتے ہیں اور کلیاں، پتے اور چھال کھاتے ہیں۔ کینیڈا کا خار پشت الاسکا کینیڈا، ریاست ہائے متحدہ امریکہ، نیومیکسیکو اور ورجینا میں پایا جاتا ہے۔ یہ خار پشت ساڑھے تین فٹ لمبا ہوتا ہے۔ جس میں اس کی چھا انچ کی دم بھی شامل ہے۔ اس کی کھال سیاہی مائل بھوری ہوتی ہے۔

خار پشت کی حیران کن باتیں

خار پشت کی مادہ اپنے بچوں کو دودھ پلاتی ہے۔ حالانکہ اس کے تھن نہیں ہوتے۔ نوزائیدہ بچہ اپنی ماں کے پیٹ کی جلد سے پھوٹ نکلنے والا ددھ چاٹ لیتا ہے۔

عام طور پر خار پشت کے چوزے انڈا شکن دانت رکھتے ہیں۔ لیکن جہاں تک ان عجیب وغریب جانوروں، بط منقار اور بے دندان خار پشت کا تعلق ہے، ان دونوں کے بچے، انڈے کے خول کے اندر ہی اپنی چونچ کے آگے ایک چھوٹا سا دانت رکھتے ہیں جو بہت کارآمد ہوتا ہے پیدائش کے وقت یہ انڈے کا خول توڑنے کے لیے چوزے کے کام آتا ہے۔ بعد میں وہ اس دانت کو بڑی تیزی سے ضائع کر دیتے ہیں۔ ہیں نا حیرت کی بات!

جب بے دندان خار پشت کا بچہ انڈے سے باہر آتا ہے تو یہ ایک لاروے جیسا ہوتا ہے جو اپنی ماں کی شکمی تھیلی (کنگرو جیسی، پیٹ پر لگی جیب) میں پرورش پاتا ہے۔ جب یہ لاروے سے بچہ بن جاتا ہے تو شکمی تھیلی غائب ہو جاتی ہے۔

کیا خار پشت شیطان ہے؟

1 ......ایک اندھیری رات میں بڑی زور کی بارش برس تھی۔ عشاء کے وقت حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشاء کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھنے کا سوچ کر چل پڑے۔ مسجد میں جب پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر آواز دی۔ انہوں نے لبیک کہا اور فرمایا کہ میں نے سوچا کہ آج بارش کی وجہ سے نمازی مسجد میں کم ہوں گے تو کیوں نہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ آؤں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نماز سے فارغ ہو کر اپنے پاس آنے کا حکم دیا۔ چنانچہ نماز سے فراغت کے بعد وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک کھجور کی ٹہنی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ٹہنی حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے کر فرمایا کہ یہ تمہیں دس چراغوں جتنا فائدہ دے گی اور فرمایا کہ تمہارے گھر میں تمہاری غیر حاضری میں ایک شیطان گھس گیا ہے۔ یہ شاخ اپنے ساتھ لے جاؤ۔ تمہارا راستہ روشن کردے گی اور گھر جا کر اس شاخ سے شیطان کو مارنا جو کہ تمہارے گھر کے ایک کونے میں بیٹھا ہوگا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد سے گھر کی طرف چل دیے اور تمام راستے شاخ پوری طرح روشن تھی۔ گھر پہنچے تو گھر والے تو سب سو رہے تھے، پھر گھر کے کونے کی طرف دیکھا تو ایک خار پشت کو بیٹھا دیکھا۔ انہوں نے اس کو شاخ مارا تو وہ بھاگ نکلا۔ (معجم الکبیر)

خار پشت اپنی بھوک کیسے مٹاتا ہے؟

علامہ دمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب یہ خار پشت بھوکا ہوتا ہے تو سر اوندھا کر کے انگور کی بیلوں پر چڑھ جاتا ہے اور انگور کے خوشے کاٹ کاٹ کر نیچے گرا دیتا ہے۔ پھر نیچے اتر کر ضرورت کے مطابق اس میں سے کھالیتا ہے اور باقی خوشوں پر لوٹ پوٹ ہو کر ان کو اپنے کانٹوں میں پھنسالیتا ہے اور پھر ان کو لے جا کر اپنے بچوں کے سامنے ڈال دیتا ہے۔ یہ جانور صرف رات کو ہی نکلتا ہے۔ (حیات الحیوان)

باب نمبر 3

پرندے

قرآن وحدیث کی روشنی میں

- کوّا
- ہدہد
- ابابیل
- بٹیر
- کبوتر
- چڑیا
- مرغ
- مور
- گدھ
- عقاب
- فاختہ
- بلبل

قرآن میں پرندوں کا تذکرہ

وہ پرندے جن کا ذکر قرآن کریم میں ہے

ابن الجوزی نے اپنی کتاب ''انس الفرید وبغیۃ المرید'' میں لکھا ہے کہ دس پرندے ایسے ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کیا ہے۔

1. ......بعوضۃ (مچھر) اس کا ذکر سورہ بقرہ میں ہے۔
2. ......غراب (کوا) اس کا ذکر سورہ مائدہ میں ہے۔
3. ......جراد (ٹڈی) اس کا ذکر سورہ اعراب میں مذکور ہے۔
4. ......نحلہ (شہد کی مکھی) اس کا تذکرہ سورہ نمل میں ہے۔
5. ......سلویٰ (بٹیر) اس کا ذکر سورہ بقرہ اور سورہ طٰہٰ میں مذکور ہے۔
6. ......نملہ (چیونٹی) اس کا تذکرہ سورہ نمل میں مذکور ہے۔
7. ......ھد ھد، اس کا ذکر سورہ نمل میں مذکور ہے۔
8. ......ذباب (مکھی) اس کا تذکرہ سورہ حج میں ہے۔
9. ...... فراش (پروانے) ان کا ذکر سورہ قارعہ میں ہے۔
10. ......ابابیل، اس کا تذکرہ سورۂ فیل میں مذکور ہے۔ (حیات الحیوان)

پرندہ کس کو کہتے ہیں؟

پرندہ اس جاندار کو کہتے ہیں جس کا خون گرم ہو، اس کے جسم پر پَر ہوں، وہ انڈے دیتا ہو، اس کا ڈھانچہ اور ریڑھ کی ہڈی ہو اور اس کے اگلے باز واڑنے والے پَروں کا کام دیتے ہوں۔ ان کے پیر درختوں کی ٹہنیوں پر بیٹھنے کے لیے موزوں اور مناسب ہوں اور ایک پیر میں چار سے زیادہ انگلیاں نہ ہوں۔ پرندوں کی زبان ہوتی ہے جو کھانے کے وقت ان کی مدد کرتی ہے۔ پرندوں کے اندر خوراک ذخیرہ کرنے کی ایک تھیلی ہوتی ہے۔

پرندے اپنی آواز سے پانچ طرح کا کام لیتے ہیں۔

1. ......خطرے سے آگاہ کرنے کے لیے۔
2. ......اپنے ساتھیوں کو بلانے کے لیے۔
3. ......اپنے بچوں کو خبردار کرنے کے لیے یا دانہ دنکا دینے کے لیے۔
4. ......اپنی مادہ کو لبھانے کے لیے۔
5. ......اپنے گھونسلے کی جگہ پر قبضہ کرنے کے لیے۔

پرندے انڈوں پر بیٹھ کر اس کو اپنے جسم کی گرمی پہنچاتے ہیں۔ جس سے انڈے کے اندر پرندے کا بچہ بننا شروع ہوتا ہے۔ اس بچے کو انڈے کی زردی سے خوراک ملتی رہتی ہے۔ جب یہ زردی ختم ہوجاتی ہے تو انڈے کے اندر کا بچہ اپنی چونچ پر بنے ہوئے ننھے سے دانت سے انڈے کے خول کو توڑنا شروع کرتا ہے اور باہر آجاتا ہے۔ اس کے بعد نر اور مادہ بچے کو خوراک دے کر بڑا کرتے ہیں۔

اس وقت ان بچوں کے پَر نہیں ہوتے اور ان کی آنکھیں بند ہوتی ہیں۔ نر اور مادہ پرندے ان بچوں کو اپنے پروں سے ڈھک کر گرمی پہنچاتے ہیں اور آہستہ آہستہ یہ بچے بڑے ہونا شروع ہوتے ہیں۔ بہت سے آبی پرندوں کے بچے انڈوں سے نکلنے کے بعد آنکھیں کھول سکتے ہیں، ان کے جسم پر بالوں کی طرح مہین پَر ہوتے ہیں۔

پرندہ......قرآن کی روشنی میں

قرآن مجید میں پرندوں کا تذکرہ طیراً، طیر (پرندہ، چڑیاں) کے عنوانات سے تقریباً 14 سورتوں میں 18 مقامات پر آیا ہے۔

پارہ 6	سورۃ المائدہ......	رکوع نمبر 16
پارہ 14	سورۃ النحل	رکوع نمبر 1
پارہ 17	سورۃ الحج	رکوع نمبر 4
پارہ 19	سورۃ النمل	رکوع نمبر 2
پارہ 23	سورۃ ص	رکوع نمبر 2
پارہ 29	سورۃ الملک......	رکوع نمبر 2
پارہ 3	سورۃ آل عمران......	رکوع نمبر 5
پارہ 17	سورۃ الانبیاء......	رکوع نمبر 6
پارہ 19	سورۃ النور	رکوع نمبر 6
پارہ 23	سورۃ سبا	رکوع نمبر 2
پارہ 27	سورۃ الواقعہ......	رکوع نمبر 1
پارہ 30	سورۃ الفیل	رکوع نمبر

سورہ بقرہ میں تو یوں ہے کہ ہم نے ابراہیم سے کہا کہ چار پرندے پکڑلو۔

سورہ آل عمران میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہلایا کہ میں پرندوں کے بنے ہوئے پتلوں کو لیتا ہوں اور ان میں جب نفخ کر دیتا ہوں تو حکم الٰہی سے اصل پرندے بن جاتے ہیں۔

سورہ مائدہ میں بھی یہی مضمون ہے۔

سورہ یوسف میں نان پنیر کے خواب کے سلسلہ میں کہ وہ پرندوں کو اپنے سر کے اوپر سے روٹیاں نوچتے ہوئے دیکھتا ہے اور تعبیر خواب حضرت یوسف علیہ السلام یہ دیتے ہیں کہ اسے سولی پر چڑھا دیا جائے گا اور پرندے اس کی کھوپڑی نوچ نوچ کر کھائیں گے۔

سورۃ النحل میں پرندوں کی اڑان کی طرف متوجہ کر کے صنعت باری پر استدلال کیا گیا ہے۔

سورۃ الانبیاء میں یہ ذکر ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑ اور پرندے بھی تسبیح میں شریک ہوتے ہیں۔

سورۃ الحج میں مشرک کی مثال دی گئی ہے کہ وہ ایسا ہے جیسے کوئی آسمان سے گر پڑے اور پرندے اسے راہ میں اچک لیں۔

سورۃ النور میں یہ بیان ہے کہ آسمان وزمین کی ساری زندہ مخلوق کی طرح پرندے بھی قطار در قطار اللہ کی تسبیح میں لگے رہتے ہیں۔

سورۃ النمل میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی زبان سے یہ شکر گزاری کہ ہم کو پرندوں کی زبان کی فہم عطا ہوئی اور دوسری جگہ یہ کہ آپ علیہ السلام پرندوں کا جائزہ لے رہے تھے۔

سورہ سبا میں حضرت داؤد علیہ السلام کے سلسلہ میں ان کے ساتھ تسبیح کا حکم پہاڑوں اور پرندوں کو۔

سورہ ص میں حضرت داؤد علیہ السلام کے تذکرہ کے ذیل میں ہے کہ پرندے بھی عبادت میں لگے رہتے ہیں۔

سورۃ الواقعہ میں پرندوں کے گوشت کا ذکر جسے انسان رغبت کے ساتھ کھاتا ہے۔

سورۃ الملک میں پرندوں کی اڑان سے صفت باری پر استدلال ہے۔

سورۃ الفیل میں یہ ذکر کہ اصحاب فیل پر حملہ کے لیے پرندوں کے جھنڈ بھیجے گئے۔ (حیوانات قرآنی، 139)

اسی طرح قرآن میں طائر (پرندہ) کے عنوان سے پرندہ کا ذکر درج ذیل دو سورتوں سورۃ الانعام اور سورہ بنی اسرائیل میں دو مقامات پر آیا ہے۔

ایک جگہ عمل کے معنی میں ہے۔ پرندہ کے معنی میں صرف ایک جگہ ہے

سورۃ الانعام میں یہ مضمون ہے کہ زمین پر نہ کوئی چلنے پھرنے والا جانور ایسا ہے اور نہ کوئی اپنے دونوں پَروں سے اڑنے والا پرندہ مگر یہ کہ وہ بھی تمہاری ہی طرح کے گروہ ہیں۔

قرآن مجید کی دو سورتوں میں پرندوں کا ذکر

صافات (پَر پھیلائے ہوئے) کے جناحیہ اپنی دونوں پَر اور یقبض اپنے پَر سکیڑ لیتے ہیں کا ذکر سورۃ الانعام، سورۃ النور رکوع 3 اور سورۃ الملک رکوع 2 میں موجود ہے۔

پہلی آیت میں یہ مضمون ہے کہ اللہ کی تسبیح میں ہر مخلوق لگی ہوئی ہے اور ان میں سے صف بستہ طیور ہیں اور دوسری جگہ مشرک و ملحد انسانوں کے سلسلہ میں آیا ہے کہ یہ لوگ کیا اپنی نظر اوپر اٹھا کر نہیں دیکھتے کہ پرندے کس طرح پَر پھیلائے بھی ہوئے ہیں اور پھر پَر سمیٹ بھی لیتے ہیں۔

اگر انسان غور کرنا چاہے تو حق تعالیٰ کی حکمت، صنعت، قدرت، تینوں کی یہ دلیل کچھ کم ہے کہ وزن دار پرندوں کو کس کس طرح ہوا پر اپنا توازن قائم رکھنا سکھلایا گیا ہے۔ آج دنیا کے بڑے بڑے طیارچوں اور ہوابازوں کا کمال اس سے بڑھ کر اور کیا ہے کہ پرندوں کے اڑان کی انہوں نے خوب ہی نقالی کی ہے۔ یہ فقرہ بطور تعریض کے نہیں۔

پرواز کے ماہروں نے خود ہی اپنی تحریروں میں لکھا ہے کہ ہوائی مشین کے پرزے پرندوں ہی کی ساخت کو پیش نظر رکھ کر بنائے گئے ہیں۔ (حیاۃ الحیوان)

چند عجیب و غریب پرندوں کے کارنامے

ققنس ایک مشہور پرندہ ہے جس کی طرح طرح کی آوازوں سے علم موسیقی نکالا گیا ہے۔ اس کی چونچ میں چھوٹے چھوٹے تین سو ساٹھ سوراخ ہوتے ہیں۔ یہ اپنی چونچ کے سوراخوں میں ہر سوراخ سے ایک علیحدہ راگ نکالتا ہے۔ اس کا جوڑا نہیں ہوتا۔ اس کی عمر ایک ہزار برس کی ہوتی ہے۔ اس کا پیدا ہونا عجیب طریقہ پر لکھا ہے۔

جب یہ ہزار سال کا ہو چکتا ہے تو خشک لکڑیاں جمع کر کے خود ان پر بیٹھ جاتا ہے اور اپنی چونچ کے سوراخوں میں سے ایک سوراخ سے دیپک راگ نکالتا ہے۔ اس راگ کی خاصیت آگ لگا دینا ہے۔ چنانچہ اس سوراخ پر وہ زیادہ زور دیتا ہے۔ حتیٰ کہ لکڑیوں کو آگ لگ جاتی ہے اور یہ پرندہ اس میں جل کر راکھ ہو جاتا ہے۔ لیکن جب بارش ہوتی ہے تو اس راکھ سے ایک انڈا پیدا ہوتا ہے جس سے ویسا ہی جانور نکلتا ہے۔

شتر مرغ بیس سے تیس تک انڈے دیتا ہے۔ پھر ان کے تین حصے کر دیتا ہے۔ ایک حصہ زمین میں دفن کر دیتا ہے۔ دوسرا حصہ دھوپ میں دفن کر دیتا ہے اور تیسرے حصے کو سیتا ہے۔ جب بچے نکل آتے ہیں تو دھوپ والے انڈوں کو توڑ کر بچوں کو پلاتا ہے۔ جب وہ ختم ہو جاتے ہیں تو مدفون انڈے نکالتا ہے اور ان میں سوراخ کر دیتا ہے۔ اس مواد کو کھانے کے لیے چیونٹیاں اور دیگر حشرات الارض جمع ہو جاتے ہیں۔ جنہیں پکڑ پکڑ کر بچوں کے آگے ڈالتا ہے۔

جب بچوں کے معدے کافی قوی ہو جاتے ہیں تو وہ پتھر تک کھانے لگ جاتے ہیں۔

ایک آبی پرندہ شکار کو آتا دیکھ کر کالے رنگ کا ایک مواد خارج کرتا ہے جس سے پانی سیاہ ہو جاتا ہے اور خود اس میں غوطہ لگا کر چھپ جاتا ہے۔ جب شکار پاس آتا ہے تو باہر نکل کر دبوچ لیتا ہے۔ (از مولانا محمد صدیق)

پرندے

پرندوں کا قرآن میں اکثر تذکرہ کیا گیا ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات زندگی کے دوران دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن یہ حوالہ جات زیرِ غور مضمون پر روشنی نہیں ڈالتے۔

زمین پر حیوانی برادریوں اور آسمان پر پرندوں کے غولوں سے متعلق آیت صدر میں پیش کردی گئی ہے۔

ومامن دآبة فی الارض ولا طئر طیر بجناحیه الا امم امثالکم ما فرطنا فی الکتاب من شنیءٍ ثم الٰی ربهم یحشرون (سورۃ الانعام، آیت 38)

ترجمہ: زمین پر چلنے والے کسی جانور اور ہوا میں پروں سے اڑنے والے کسی پرندے کو دیکھ لو۔ یہ سب تمہاری ہی طرح کے انواع ہیں۔ ہم نے ان کی تقدیر کے نوشتہ میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

پھر دو اور آیتیں پرندوں کے قدرت خداوندی کے مکمل طور پر مطیع ہونے کو نمایاں کرتی ہیں۔ سورۃ 16، آیت 79 ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الم یروا الی الطیر مسخرات فی جو السمآء مایمسکهن الا اللہ

ترجمہ: کیا ان لوگوں نے کبھی پرندوں کو نہیں دیکھا کہ فضائے آسمانی میں کس طرح مسخر ہیں؟ اللہ کے سوا کس نے ان کو تھام رکھا ہے۔

سورۃ 67، آیت 19 میں فرمایا گیا:

اولم یرو الی الطیر فوقهم صفت ویقبضن مایمسکهن الا الرحمن

ترجمہ: کیا یہ لوگ اپنے اوپر اڑنے والے پرندوں کو پَر پھیلاتے اور دم سکیڑتے نہیں دیکھتے۔ رحمٰن کے سوا کوئی نہیں جو انہیں تھامے ہوئے ہو۔

ان آیات میں سے ہر ایک میں محض ایک لفظ کا ترجمہ ایک نہایت نازک مسئلہ بن جاتا ہے۔ جو ترجمہ یہاں دیا گیا ہے اس سے یہ خیال ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پرندوں کو اپنی قدرت سے تھامے رہتا ہے۔ زیرِ غور عربی کا لفظ امسک ہے، جس کا ابتدائی مفہوم ''قبضہ میں رکھنا، پکڑنا، تھامنا، روکنا'' ہے۔

مذکورہ آیات میں خدائے تعالیٰ اپنی قدرت کی ایک ایسی نشانی کی طرف توجہ دلا رہا ہے جس کا مشاہدہ ہر انسان دن میں کئی بار کرتا ہے۔ پرندے ہوا میں اڑ رہے ہوتے ہیں۔ اثنائے پرواز کبھی اپنے پروں کو پھیلا دیتے ہیں اور کبھی انکو سکیڑ لیتے ہیں۔ ذرا غور کرو کہ پرندوں کو اڑنے کے لیے موزوں پَر کس نے عطا کیے ہیں؟ ان کو اڑنے کا ڈھنگ کس نے سکھایا ہے؟ ہوا میں اگر ایک چھٹانک کا پتھر پھینکا جائے تو چشم زدن میں نیچے گر پڑتا ہے۔ ہوا میں یہ صلاحیت کس نے پیدا کی ہے کہ کئی سیر وزنی پرندہ اس میں پہروں مصروف پرواز رہتا ہے اور گرتا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کون ہے جس نے یہ سارے انتظامات کر دیے ہیں۔ انسان کے لیے زمین کو مسخر کر دیا اور پرندوں کے لیے ہوا کو فرمانبردار بنا دیا۔

پانی کو قینچی کی مانند کاٹ کر گزرنے والے پرندے

بہت سارے پرندوں کے پَر اگر بھیگ جائیں تو وہ پرواز کرنے یا اڑنے کے قابل نہیں رہتے، کیونکہ پانی کے باعث ان کے پَر ایک دوسرے سے جڑ جاتے ہیں اور پرندہ انہیں حرکت دینے کے قابل نہیں رہتا۔ مگر سمندری پرندے پانی میں سارا دن غوطے لگاتے رہتے ہیں اور انہیں کچھ بھی نہیں ہوتا۔ آپ حیران ہو رہے ہوں گے کہ کیونکر اور کیسے؟ کیا ایسا نہیں؟

سمندری پرندوں کے پَروں پر ایک خاص قسم کا تیل ہوتا ہے جو پَروں کو بھیگنے پر ایک دوسرے سے جڑنے سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس وجہ سے یہ پرندے پانی میں کسی مشکل کے بغیر غوطے لگاتے رہتے ہیں۔ مگر ایک خاص قسم کے سمندری پرندوں کی نوع، سکمر پرندے (Skimmer) اس قسم کے تیل (Oil) سے محروم ہوتے ہیں۔ اس لیے دوسرے آبی پرندوں کے برعکس یہ پرندے شکار کرنے کے لیے سمندر میں غوطہ نہیں لگا سکتے۔ (حیوانات کی دنیا، صفحہ 110)

حضرت داؤد ؑ کے لیے پہاڑوں اور پرندوں کا تسبیح کرنا

حضرت داؤد ؑ خداوند قدوس کی تسبیح وتقدیس میں بہت زیادہ مشغول ومصروف رہتے تھے اور آپ اس قدر خوش الحان تھے کہ جب آپ ؑ زبور شریف پڑھتے تھے تو آپ کے وجد آفریں نغموں سے نہ صرف انسان بلکہ وحوش وطیور بھی وجد میں آجاتے اور آپ کے گرد جمع ہو کر خدا کی حمد کے ترانے گاتے اور اپنی اپنی سریلی اور پرکیف آوازوں میں تسبیح و تقدیس میں حضرت داؤد ؑ کی ہمنوائی کرتے اور چرند و پرند ہی نہیں بلکہ پہاڑ بھی خداوند تعالیٰ کی حمد و ثناء میں گونج اٹھتے تھے۔

چنانچہ حضرت داؤد ؑ کے ان معجزات کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۂ انبیاء، سورۂ سبا و سورہ ص میں صراحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ:

وسخرنا مع داؤد الجبال يسبحن والطير وكنا فعلين O

اور داؤد کے ساتھ پہاڑ مسخر فرمادیے کہ تسبیح کرتے اور پرندے اور یہ ہمارے کام تھے۔ (الانبیاء، ع6)

انا سخرنا الجبال معه يسبحن بالعشي والاشراق، والطير محشورة كل له اواب (پارہ22، سورۃ ص19،18)

''بے شک ہم نے اس کے ساتھ پہاڑ کو مسخر کردیے کہ تسبیح کرتے شام کو اور سورج چمکتے اور پرندے جمع کیے ہوتے اور سب اس کے فرمانبردار تھے۔''

اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو آپ ؑ کے ساتھ مسخر کردیا۔ یعنی پہاڑ آپ ؑ کے تابع تھے۔ آپ ؑ جہاں چلتے پہاڑ آپ کے ساتھ چلتے یا آپ ؑ جس جگہ پہاڑوں کے لے جانے کا ارادہ فرماتے پہاڑ وہاں چلے جاتے۔ آپ ؑ کا یہ معجزہ اللہ تعالیٰ کی کامل حکمت وقدرت پر دلالت کرتا ہے۔ آپ ؑ کی آواز بہت حسین تھی۔ آواز میں رعب اور دبدبہ بھی تھا۔ جب آپ ؑ خوش الحانی سے ''زبور شریف'' پڑھا کرتے تو پہاروں سے بھی تسبیحات کی حسین وجمیل گنگناہٹ سنائی دیتی۔ (تذکرۃ الانبیاء)

حضرت سلیمان ؑ پرندوں کی بولیاں سمجھتے تھے

تفسیر ''مواہب علمیہ'' میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان ؑ کو پرندوں کی زبان کی تعلیم فرمائی تھی۔ اس لیے وہ ہر پرندے کی بولی سمجھتے تھے۔ تفسیر ''مدارک'' میں ہے کہ حضرت سلیمان ؑ نے فرمایا:

☆......فاختہ بولتی ہے: لَيْتَ الْخَلْصَ لَمْ يَخْلُقْ ''کاش کہ دنیا پیدا نہ ہوئی ہوتی۔''

☆......مور بولتا ہے: كَمَا تَدِينُ تُدَانُ ''جیسا کروگے ویسا بھروگے۔''

☆......سنگ خوردہ کہتا ہے: مَنْ سَكَتَ سَلِمَ وَمَنْ سَلِمَ نَجَا ''جو شخص خاموش رہا، سلامت رہا۔ جس شخص کو سلامتی حاصل ہوئی اس نے نجات پائی۔''

☆......گرگٹ کہتا ہے: يَاابْنَ آدَمَ عِشْ مَاشِئْتَ اٰخِرُكَ الْمَوْتِ ''اے ابن آدم! دنیا میں جب تک جی چاہے جیتا رہ انجام کار موت آئے گی۔''

☆......باز کہتا ہے: فِي الْبُعْدِ مِنَ النَّاسِ اِنْسٌ ''آدمیوں سے دور رہنا ہی انس اور راحت ہے۔''

☆......مینڈک بولتا ہے: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْقُدُّوسِ۔ مینڈکی کہتی ہے: سُبْحَانَ الْمَذْكُوْرُ لِكُلِّ لِسَانٍ۔

☆......ہدہد کہتا ہے: مَنْ لَّايَرْحَمُ لَايُرْحَمُ ''جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔''

☆......شپر کہتی ہے: قَدِّمُوْا خَيْرًا تَجِدُوْا۔ ''بھلائی کو پھیلاؤ یہ لوٹ کر تمہاری طرف آئے گی۔''

☆......قمری کہتی ہے: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى۔ ''پاک ہے میرا بلند رب۔''

☆......طوطا بولتا ہے: كُلُّ حَيٍّ يَمُوتُ كَلَّ جَدِيدٍ بَالٍ "ہر زندہ کو موت ہے اور نئی چیز ایک دن بوسیدہ ہو جائے گی۔"

☆......چیل بولتی ہے: كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ ۔ "رب کے علاوہ ہر شے نے فنا ہونا ہے۔"

☆......بلبل کہتی ہے: سُبْحَانَ الْخَالِقُ الدَّائِمُ ۔ "پاک ہے وہ پیدا کرنے والا جو ہمیشہ رہے گا۔"

☆......کوا چنگی اور ٹیکس وصول کرنے والوں پر لعنت بھیجتا ہے۔ تفسیر "وسیط" میں سند صحیح ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

قال يـاايها الناس علمنا منطق الطير واوتينا من كل شيء ان هذا لهو الفضل المبين

"انہوں نے کہا: اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی اور ہر چیز میں سے ہم کو عطا ہوا۔ بے شک یہی ظاہر فضل ہے۔"

یہ تو ہم روزمرہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ پرندے ضرور اپنی اپنی بولیاں بولتے ہیں۔ جس طرح ایک قسم کے پرندے دوسری قسم کے پرندوں سے مختلف بولیاں بولتے ہیں اسی طرح ایک ہی قسم کے پرندے مختلف اوقات میں مختلف قسم کی بولیاں بولتے ہیں۔

ایک دوسرے سے لڑتے ہوئے ان کے بولنے کا انداز اور ہوتا ہے۔ ایک دوسرے سے محبت کے وقت ان کی گفتگو کا انداز مختلف ہوتا ہے۔ جب ان پر کوئی درندہ یا شکاری حملہ کرنا چاہے تو ان کے کلام کی نوعیت اور ہوتی ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی بولیاں صرف چیخ و پکار، شور وغل میں ہی نہیں ہوتیں بلکہ ان میں مطالب و مقاصد بھی پائے جاتے ہیں، جنہیں وہ خود اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ اگرچہ ہم ان کی بولیوں کو سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں۔

سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پرندوں کی بولیاں سمجھنے کی قوت عطا فرمائی تھی۔ آپ علیہ السلام سمجھ لیتے تھے کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔

یاد رہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا اپنے آپ کو جمع کے صیغے سے تعبیر کرنا سیاست کے قانون کے مطابق تھا کہ بادشاہ اپنی رعایا سے اسی انداز سے کلام کرتے ہیں۔ اس میں تکبر کی نیت نہیں تھی۔

بعض حضرات نے کہا کہ پرندوں کی بولیاں حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے باپ حضرت داؤد علیہ السلام دونوں ہی جانتے تھے۔ اس لیے جمع کا صیغہ لایا گیا۔ لیکن یہ قول درست نہیں۔ کیونکہ یہ ثابت نہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام بھی پرندوں کی بولیاں جانتے تھے۔

حضرت سلیمان نے "مور" کی آواز کو سن کر کہا کہ یہ کہہ رہا ہے: جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔

ھدھد کی آواز سن کر کہا، یہ کہہ رہا ہے: اے گناہگارو! اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو۔

خطاف (لمبے بازوؤں والا، چھوٹے پاؤں والا، سیاہ رنگ کا پرندہ) کی بولی سن کر کہا کہ یہ کہہ رہا ہے: نیکی کے کام کرو تا کہ آگے ان کی جزا پاؤ۔

قمری پڑھ رہی ہے: سبحان ربی الاعلیٰ۔

چیل کہہ رہی ہے: رب کے سوا ہر چیز نے فنا ہو جانا ہے۔

بھٹ تیتر کی آواز کو سن کر کہا کہ یہ کہہ رہا ہے: جو خاموش رہا وہ سلامتی میں رہا۔

مرغ کی آواز سن کر کہا یہ کہہ رہا ہے: اے غافلو! اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔

گدھ کی آواز سن کر فرمایا، یہ کہہ رہی ہے: اے انسان! جتنا چاہے تو زندہ رہے آخر تجھے موت آنی ہے۔

عقاب کی آواز کو سن کر کہا یہ کہہ رہا ہے: لوگوں سے دور رہنے میں ہی انس ہے۔

مینڈک کی آواز سن کر کہا: یہ تسبیح پڑھ رہا ہے: سبحان ربی القدوس۔

(ماخوذ از روح المعانی و مدارک)

خیال رہے کہ ان پرندوں کی ہمیشہ یہ بولی نہیں ہوتی بلکہ بعض اوقات یہ بولی انہوں نے بولی۔ مختلف اوقات میں مختلف بولیاں بولتے ہیں۔

(تذکرۃ الانبیاء صفحہ 376)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پرندوں کو زندہ کرنا

1 ......حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے سامنے اپنی نبوت اور معجزات کا اعلان کرتے ہوئے یہ تقریر فرمائی جو قرآن مجید کی سورۃ آل عمران میں ہے:

ورسولاً الی بنی اسرآئیل انی قد جئتکم بایة من ربکم انی اخلق لکم من الطین کھیئة الطیر فانفخ فیه فیکون طیرًا باذن الله وابرئ الاکمه والابرص واحی الموتیٰ باذن الله وأنبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذلک لایة لکم ان کنتم مؤمنین O

''اور رسولوں کا بنی اسرائیل کی طرف یہ فرماتا ہوا کہ میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لیے مٹی سے پرند کی صورت بناتا ہوں۔ پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرندہ ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔ بے شک ان باتوں میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ (آل عمران، رکوع 5)

اس تقریر میں آپ نے اپنے چار معجزات کا اعلان فرمایا۔

1 ...... مٹی کے پرند بنا کر اس میں پھونک مار کر ان کو اڑا دینا۔

2 ...... مادرزاد اندھے اور کوڑھے کو شفا دینا۔

3 ...... مردوں کو زندہ کرنا۔

4 ...... اور جو کچھ کھایا اور جو کچھ گھروں میں چھپا کر رکھا اس کی خبر دینا۔

اب ان معجزات کی کچھ تفصیل بھی پڑھ لیجئے۔

مٹی کا پرندہ بنا کر اڑا دینا

جب بنی اسرائیل نے یہ معجزہ طلب کیا کہ مٹی کا پرندہ بنا کر اڑا دیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مٹی کی چمگادڑ بنا کر ان کو اڑا دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پرندوں میں سے چمگادڑ کو اس لیے منتخب کیا کہ پرندوں میں سب سے بڑھ کر مکمل اور عجیب اور غریب یہی پرندہ ہے۔ کیونکہ اس کے آدمی کی طرح دانت بھی ہوتے ہیں اور یہ آدمی کی طرح ہنستا بھی ہے اور یہ بغیر پَر کے اپنے بازوؤں سے اڑتا ہے اور یہ پرندہ جانوروں کی طرح بچہ جنتا ہے اور اس کو حیض بھی آتا ہے۔

روایت ہے کہ جب تک بنی اسرائیل دیکھتے رہتے یہ چمگادڑ اڑتے رہتے اور اگر ان کی نظروں سے اوجھل ہو جاتے تو گر کر مر جاتے۔ ایسا اس لیے ہوتا تھا تا کہ خدا کے پیدا کیے ہوئے اور بندۂ خدا کے پیدا کیے پرندے میں فرق اور امتیاز باقی رہے۔ (حوالہ تفسیر جمل، جلد 1 صفحہ 274)

مادرزاد اندھوں کو شفا دینا

2 روایت ہے کہ ایک دن میں پچاس اندھوں اور کوڑھیوں آپ علیہ السلام کی دعا سے اس شرط پر شفاء حاصل ہوئی کہ وہ ایمان لائیں گے۔

(حوالہ تفسیر جمل، جلد 1 صفحہ 274)

ذبح ہوکر زندہ ہوجانے والے چار پرندے

3 ...... سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ نے پرندوں کا ذکر **یاتینک سعیا** (پرند) تیری طرف دوڑتے چلے آئیں گے کے عنوان سے کیا ہے۔مکمل آیت یہ ہے کہ:

واذ قال ابراهيم رب ارنى كيف تحى الموتٰى قال اولم تؤمن قال بلٰى ولكن ليطمئن قلبى قال فخذ اربعة من الطير فصرهن اليک ثم اجعل علٰى كل جبل منهن جزءً ا ثم ادعهن ياتينک سعيًا واعلم ان الله عزيز حكيم

''اور جب عرض کی ابراہیم نے اے رب میرے مجھے دکھادے تو کیونکر مردے جلائے گا۔فرمایا کہ تجھے یقین نہیں؟ عرض کیا: یقین کیوں نہیں؟ مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے۔

رب العزت نے فرمایا: تو اچھا چار پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلالے۔ پھران کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے۔ پھرانہیں بلا۔وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے اور جان رکھ اللہ زبردست حکمت والا ہے۔''

(البقرہ،رکوع35)

مذکورہ بالا آیات کے تحت تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک مرتبہ خداوند قدوس کے دربار میں یہ عرض کیا کہ یااللہ تو مجھے دکھادے کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ فرمائے گا؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابراہیم کیا اس پر تمہارا ایمان نہیں ہے تو آپ علیہ السلام نے عرض کیا کہ کیوں نہیں؟ میں اس پر ایمان تو رکھتا ہوں لیکن میری تمنا یہ ہے کہ اس منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں تاکہ میرے دل کو قرار آجائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم چار پرندوں کو پالو اور ان کو خوب کھلا پلا کر اچھی طرح ہلا ملا لو۔ پھر تم انہیں ذبح کرکے اور ان کا قیمہ بنا کر اپنے گردونواح کے چند پہاڑوں پر تھوڑا تھوڑا گوشت رکھ دو۔ پھر ان پرندوں کو پکارو تو وہ پرندے زندہ ہوکر دوڑتے ہوئے تمہارے پاس آجائیں گے اور تم مردوں کے زندہ ہونے کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگے۔

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک مرغ، ایک کبوتر، ایک گدھ اور ایک مور کو پالا اور ایک مدت تک ان چاروں پرندوں کو کھلا پلا کر خوب ہلا ملا لیا۔ پھر ان چاروں پرندوں کو ذبح کرکے ان کے سروں کو اپنے پاس رکھ لیا اور ان چاروں کا قیمہ بنا کر تھوڑا تھوڑا گوشت اطراف و جوانب کے پہاڑوں پر رکھ دیا اور دور سے کھڑے ہوکر ان پرندوں کا نام لے کر پکارا کہ **یاایھا الدیک** (اے مرغ) **یاایھا الحمامۃ** (اے کبوتر) **یاایھا النسر** (اے گدھ) **یاایھا الطاؤس** (اے مور)۔ آپ علیہ السلام کی پکار پر ایک دم پہاڑوں سے گوشت کا قیمہ اڑنا شروع ہوگیا اور ہر پرندے کا گوشت پوست ہڈی پر الگ ہوکر چار پرندے تیار ہوگئے اور وہ چاروں پرندے بلا سروں کے دوڑتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آگئے اور اپنے سروں سے جڑ کر دانہ چگنے لگے اور اپنی اپنی بولیاں بولنے لگے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی آنکھوں سے مردوں کے زندہ ہونے کا منظر دیکھ لیا اور ان کے دل کو اطمینان و قرار مل گیا۔

(حوالہ تفسیر جمل، جلد1 صفحہ 217 بیضاوی)

جیل خانہ کے دوقیدیوں کا یوسف سے پرندوں کا خواب میں دیکھنے کی تعبیر پوچھنا

4 حضرت یوسفؑ کے واقعات میں پرندوں کے ذکر کو قرآن اس طرح بیان کرتا ہے کہ

ودخل معه السبحن فتيان قال احدهما إنی أرانی اعصر خمرا وقال الآخر إنی ارانی احمل فوق راسی خبزًا تاكل الطير منه نبئنا بتاويله انا نراک من المحسنين (پارہ12،سورہ یوسف36)

''ان کے ساتھ قید خانہ میں دو جوان داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک بولا: میں نے خواب دیکھا کہ شراب نچوڑتا ہوں اور دوسرا بولا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے سر پر کچھ روٹیاں ہیں۔ جن میں سے پرندے کھاتے ہیں۔ ہمیں ان کی تعبیر بتایئے۔ بے شک ہم آپ کو نیوکار دیکھتے ہیں۔''

ایک نے اپنا خواب بیان کیا کہ میں نے انگور کی ایک بہت خوبصورت بیل دیکھی جس کی تین شاخیں اور ان پر انگور کے گچھے لگے ہوئے ہیں۔ میں انہیں نچوڑ کر بادشاہ کو پلا رہا ہوں۔

خیال رہے کہ شراب (خمر) بھی انگور کے نچوڑ سے ہی بنتا ہے۔ اس لیے اس شخص نے انگور نچوڑنے کو شراب سے تعبیر کر دیا۔

دوسرے نے اپنا خواب بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ میں بادشاہ کے باورچی خانہ سے نکل رہا ہوں اور میرے سر پر تین ٹوکریاں روٹیوں کی ہیں۔ جن کے اوپر سے پرندے کھا رہے ہیں۔ (تذکرۃ الاولیاء، صفحہ233)
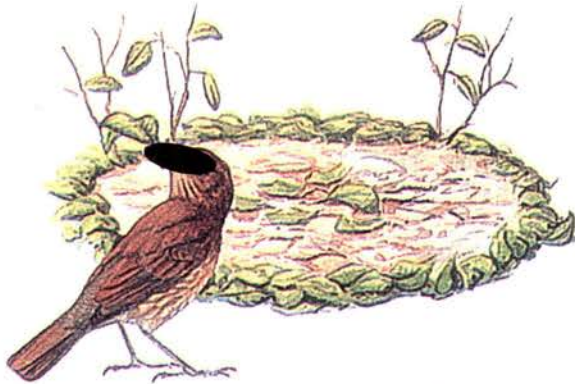
خواب دیکھنے والے دونو جوان بادشاہ ریان بن ولید کے غلام تھے۔ ایک اس کو مشروبات پلانے پر مقرر تھا اور دوسرا روٹیاں پکانے پر۔ ان دونوں پر الزام یہ تھا کہ یہ بادشاہ کو زہر کھلانا چاہتے تھے۔ مشروبات پلانے والے کا نام ابروھا یابونا تھا اور روٹیاں پکانے والے کا نام غالب یا مخلب تھا۔ ان دونوں کو اس الزام کی وجہ سے قید خانہ میں بھیج دیا گیا تھا۔ (حاشیہ تفسیر جلالین وتفسیر روح البیان)

قوم عاد کی آندھی اور کالے پرندے

5 ......قوم عاد مقام احقاف میں رہتی تھی جو عمان و حضر موت کے درمیان ایک بڑا ریگستان ہے۔ ان کے مورث اعلیٰ کا نام عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح ہے۔ پوری قوم کے لوگ ان کو مورث اعلیٰ عاد کے نام سے پکارنے لگے۔ یہ لوگ بت پرستی اور بہت بداعمال و بدکردار تھے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حضرت ہود علیہ السلام کو ان لوگوں کی ہدایت کے لیے بھیجا۔ مگر اس قوم نے اپنے تکبر اور سرکشی کی وجہ سے حضرت ہود علیہ السلام کو جھٹلا دیا اور اپنے کفر پر اڑے رہے۔ حضرت ہود علیہ السلام بار بار ان سرکشوں کو عذاب الٰہی سے ڈراتے رہتے مگر اس شریر قوم نے نہایت ہی بے باکی اور گستاخی کے ساتھ اپنے نبی سے یہ کہہ دیا کہ:

اجئتنا لنعبد الله وحده ونذر ماكان يعبد اٰبآؤنا فاتنا بما تعدنآ ان كنت من الصدقين

''کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہم ایک اللہ کو پوجیں اور جو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے انہیں چھوڑ دیں تو لاؤ جس کا ہمیں وعدہ دے رہے ہو اگر سچے ہو۔'' (اعراف، رکوع 9)

آخر عذاب الٰہی کی جھلکیاں شروع ہوگئیں۔ تین سال تک بارش ہی نہیں ہوئی اور ہر طرف قحط و خشک سالی کا دور دورہ ہوگیا۔ یہاں تک کہ لوگ اناج کے دانے دانے کو ترس گئے۔ اس زمانے کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی بلا اور مصیبت آتی تھی تو لوگ مکہ معظّمہ جا کر خانہ کعبہ میں دعائیں مانگتے تھے تو بلائیں ٹل جاتی تھیں۔ چنانچہ ایک جماعت مکہ معظّمہ گئی۔

اس جماعت میں مرثد بن سعد نامی ایک شخص بھی تھا جو مومن تھا مگر اپنے ایمان کو قوم سے چھپائے ہوئے تھا۔ جب ان لوگوں نے کعبہ معظّمہ میں دعا مانگنی شروع کی تو مرثد بن سعد کا ایمانی جذبہ بیدار ہوگیا اور اس نے تڑپ کر کہا کہ اے میری قوم! تم لاکھ دعائیں مانگو۔ مگر خدا کی قسم اس وقت تک پانی نہیں برسے گا جب تک تم اپنے نبی حضرت ہود علیہ السلام پر ایمان نہ لاؤ گے۔

حضرت مرثد بن سعد نے جب اپنا ایمان ظاہر کر دیا تو قوم عاد کے شریروں نے ان کو مار پیٹ کر الگ کر دیا اور دعائیں مانگنے لگے۔

اس وقت اللہ تعالیٰ نے تین بدلیاں بھیجیں۔ ایک سفید، ایک سرخ، ایک سیاہ۔ اور آسمان سے آواز آئی کہ اے قوم عاد! تم لوگ اپنی قوم کے لیے ان تین بدلیوں میں سے ایک بدلی کو پسند کر لو۔

ان لوگوں نے کالی بدلی کو پسند کر لیا اور یہ لوگ اس خیال میں مگن تھے کہ کالی بدلی خوب زیادہ بارش دے گی۔ چنانچہ یہ ابر سیاہ قوم عاد کی آبادیوں کی طرف چل پڑا۔ قوم عاد کے لوگ کالی بدلی کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا کہ اے میری قوم! دیکھ لو عذاب الٰہی ابر کی صورت میں تمہاری طرف بڑھ رہا ہے۔ مگر قوم کے گستاخوں نے اپنے نبی کو جھٹلا دیا اور کہا کہ کہاں کا عذاب اور کیسا عذاب؟

هذا عارض فمطون آتها

یہ تو بادل ہے جو ہمیں بارش دینے کے لیے آ رہا ہے۔

(حوالہ تفسیر روح البیان، جلد 3 صفحہ 188)

یہ بادل پچھم کی طرف سے آبادیوں کی طرف برابر بڑھتا رہا اور ایک دم ناگہاں اس میں سے ایک آندھی آئی جو اتنی شدید تھی کہ اونٹوں کو مع ان کے سوار کے اڑا کے کہیں سے کہیں پھینک دیتی تھی۔ پھر اتنی زوردار ہوگئی کہ درختوں کو جڑوں سے اکھاڑ کر اڑا لے جانے لگی۔ یہ دیکھ کر قوم عاد کے لوگوں نے اپنے سنگین محلوں میں داخل ہو کر دروازوں کو بند کر لیا۔

مگر آندھی کے جھونکے نہ صرف دروازوں کو اکھاڑ کر لے گئے بلکہ پوری عمارتوں کو جھنجھوڑ کر ان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ سات رات اور آٹھ دن مسلسل یہ آندھی چلتی رہی۔ یہاں تک کہ قوم عاد کا ایک ایک آدمی مر کر فنا ہو گیا اور اس قوم کا ایک بچہ بھی باقی نہ رہا۔

جب آندھی ختم ہوئی تو اس قوم کی لاشیں اس طرح پڑی ہوئی تھیں جس طرح کھجوروں کے درخت اکھڑ کر زمین پر پڑے ہوں۔

چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

واما عاد فاهلكو بريح صرصر عاتية سخرها عليهم سبع ليال وثمنية ايام حسوما فترى القوم فيها صرعٰى كانهم اعجاز نحل خاوية فهل ترىٰ لهم من باقية

''اور رہے عاد وہ ہلاک کیے گئے نہایت سخت گرجتی آندھی سے۔ وہ ان پر قوت سے لگا دی۔ سات راتیں اور آٹھ دن لگا تار تو ان لوگوں کو ان میں دیکھو بچھڑے ہوئے گویا وہ کھجور کے ڈھنڈ ہیں گرے ہوئے تو تم ان میں سے کسی کو بچا ہوا دیکھتے ہو۔'' (الحاقہ، پہلا رکوع)

پھر قدرت خداوندی سے کالے رنگ کے پرندوں کا ایک غول نمودار ہوا۔ جنہوں نے ان کی لاشوں کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا اور حضرت ہود علیہ السلام نے اس بستی کو چھوڑ دیا اور چند مومنین کو جو ایمان لائے تھے ساتھ لے کر مکہ مکرمہ چلے گئے اور آخری زندگی تک بیت اللہ شریف میں عبادت کرتے رہے۔

(حوالہ تفسیر جمل، جلد 1 صفحہ 217، بیضاوی)

نور کا پرندہ

6 ......حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک مرتبہ سمندر کے کنارے پر گذر ہوا تو آپ علیہ السلام نے نور کا پرندہ دیکھا کہ کیچڑ میں گھس گیا۔ پھر نکل کر اس نے غسل کیا اور پھر پہلے ہی کی طرح خوبصورت نکل آیا۔ پھر کیچڑ میں گھس گیا، اس کے بعد پھر نکل کر غسل کر کے پہلے کی طرح خوبصورت نکل آیا۔ اسی طرح پانچ مرتبہ اس نے کیا۔ آپ علیہ السلام کو اس سے بہت تعجب ہوا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے فرمایا: اے عیسیٰ! اللہ نے اس پرندہ کو امت محمدیہ میں سے پانچوں وقت نماز پڑھنے والے کی مثال قرار دیا ہے۔ پس کیچڑ گناہوں کے مانند ہے اور سمندر میں غسل کرنا نماز پڑھنے کے مثل ہے۔

پرندوں کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا

7 ......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ سابقہ امتوں میں سے ایک شخص پرندوں کے ایک گھونسلے سے ہمیشہ ان کے بچے اٹھا کر لے جاتا تھا۔ پرندے انڈے دیتے، جب بچے انڈوں سے باہر آتے تو چند دنوں کے بعد وہ انہیں اٹھا کر لے جاتا تھا۔ پرندوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد والتجا کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر اس مرتبہ وہ تمہارے بچوں کو اٹھانے کے لیے آیا تو میں اسے ہلاک کر دوں گا۔

چنانچہ پھر جب ان پرندوں کے بچے پیدا ہوئے تو وہ شخص حسب عادت ان بچوں کو اٹھا کر لے جانے کی غرض سے گھر سے نکلا۔ بستی کے قریب اسے ایک سائل ملا۔ اس شخص کے ہاتھ میں ایک روٹی تھی جسے وہ خود کھا رہا تھا۔ وہ روٹی اس شخص نے سائل کو دے دی۔ پھر آ کر بچوں کو گھونسلے سے اٹھا کر لے گیا۔ بچوں کے ماں باپ نے جب دیکھا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بزبان حال فریاد کی:

ربنا إنک لاتخلف المیعاد

یعنی ''اے ہمارے پروردگار! آپ تو کبھی وعدہ خلافی نہیں فرماتے۔''

مگر وہ شخص تو ہلاک نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ألم تعلمنا أنی أھلک أحدًا تصدق فی یو مه بمیتة سوءٍ (مجالس سنیہ)

یعنی ''کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جس دن کوئی شخص صدقہ کرے اس دن میں اسے غضب کی موت سے نہیں مارتا۔''

زندہ عورت کا سات دن تک قبر میں رہنا

8 ......حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک نوجوان ایک مرتبہ بیمار ہوا، اس کی ماں نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ اسے شفا عطا کرے گا تو میں دنیا سے سات روز کے لیے نکل جاؤں گی۔

اللہ تعالیٰ نے اسے شفا عطا فرمائی تو اس نے قبر کھدوائی اور اپنے بیٹے سے کہنے لگی کہ میرے اوپر مٹی ڈال دے اور سات روز بعد مجھے نکال لینا۔

اس کے بیٹے نے اس پر مٹی ڈال دی۔ اس عورت کو اس کے اندر ایک باغ کا دروازہ نظر آیا، وہ اس کے اندر چلی گئی۔ وہاں اس نے دو عورتیں دیکھیں۔ ایک کے سر کے اوپر ایک پرندہ اپنے بازوؤں سے پنکھا جھل رہا ہے اور دوسری کے سر پر ایک پرندہ چونچیں مار رہا ہے۔

اس عورت نے ان دونوں سے اس کا سبب پوچھا۔ پہلی نے کہا: میں دنیا سے ایسے حال میں آئی ہوں کہ میرا خاوند مجھ سے راضی تھا اور دوسری نے کہا: میں دنیا سے ایسے حال میں آئی ہوں کہ میرا خاوند مجھ سے ناراض تھا۔ تو جب لوٹ کر جانا تو میری طرف سے اس سے معافی مانگنا۔ پھر سات روز کے بعد اس کے بیٹے نے اسے نکالا تو اس نے عورت کے خاوند سے ماجرا بیان کیا۔ اس نے معاف کر دیا۔ پھر اس عورت نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ کہہ رہی ہے کہ اب مجھے عذاب سے نجات مل گئی۔ (نزہۃ المجالس، جلد2)

پرندوں کی اللہ تعالیٰ پر توکل کی ایک عمدہ مثال

1 ......ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے بسند صحیح امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم لوگ اللہ رب العزت پر کما حقہ توکل کرو تو وہ تمہیں اس طرح رزق دے گا جس طرح پرندوں کو دیتا ہے کہ وہ صبح کو خالی پیٹ جاتے ہیں اور شام کو بھرے پیٹ لوٹتے ہیں۔ یعنی صبح کو بھوک کی وجہ سے خالی پیٹ جاتے ہیں اور شام کو شکم سیر ہو کر لوٹتے ہیں۔ (حوالہ ترمذی و ابن ماجہ)

پرندوں کو گھونسلوں سے نکالنا منع ہے

2 ......حضرت ام کرز فرماتی ہیں کہ میں نے رسول مقبول ﷺ سے سنا ہے کہ پرندوں کو ان کے گھونسلوں سے نہ نکالو۔ (ابوداؤد)

رحمت خداوندی کی وسعت

3 ......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ ایک دن اپنی امت کے گناہوں کی وجہ سے متفکر تھے، اتنے میں ایک پرندہ یاقوت سے آراستہ نظر آیا۔ حضور ﷺ کو اس سے اور اس کی خوبصورتی سے تعجب ہوا۔

پھر وہ ایک ریت کے جزیرہ کی طرف اڑ گیا اور اپنی چونچ میں اس میں سے کچھ اٹھاتا اور اس کو دریا میں ڈال دیتا تھا۔ پھر حضور ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو یہ خبر دی۔ آپ نے پوچھا: ریت کو چونچ سے اٹھا اٹھا کر دریا میں ڈالنے سے تو نے کیا ارادہ کیا تھا؟

اس نے کہا کہ میں نے دریا کی موجوں کو پھیرنا چاہا تھا تو آپ ﷺ مسکرا پڑے اور فرمایا: تیری خوبصورتی اور بدعقلی پر مجھے تعجب آتا ہے۔

اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے فرشتہ پیدا کیا تھا۔ آپ ﷺ کے دل میں جو بات گزری تھی وہ جان کر مجھے مثال بنا کر بھیجا ہے۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، آپ کی امت کے گناہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے وسیع دریا کے سامنے اتنی بھی حیثیت نہیں رکھتے جتنی ایک پرندہ ریت اٹھا کر دریا میں ڈالنے لگے۔ (نزہۃ المجالس، جلد 2)

ایک اندھا پرندہ

4 ...... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں حضور ﷺ کے ساتھ کہیں جا رہا تھا کہ دیکھا کہ ایک اندھا پرندہ درخت پر اپنی چونچ مار رہا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جانتے ہو یہ کیا کہتا ہے؟

میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کہتا ہے اے اللہ! تو عادل ہے تو نے مجھے بینائی سے محجوب کیا ہے۔ اب مجھے بھوک لگی ہے۔ اتنے میں ایک ٹڈی آئی اور اس کے منہ میں گھس گئی۔ پھر اپنی چونچ درخت پر مارنے لگا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جانتے ہو اب کیا کہتا ہے؟

میں نے عرض کیا: نہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے وہ اس کو کافی ہوتا ہے۔

جن: پرندے کی شکل میں

5 ...... امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے حضور ﷺ کی نبوت و بعثت کی خبر مدینہ میں اس طرح پہنچی کہ مدینے کی ایک عورت سے ایک جن کو عشق تھا۔ وہ پرندے کی شکل میں عورت کے گھر کی دیوار پر آ کر بیٹھ جاتا اور موقعہ پا کر برائی کر لیتا۔ اتفاقاً چند روز اس کا آنا بند ہو گیا۔ پھر ایک دن وہ دیوار پر آ بیٹھا تو عورت نے پوچھا کیا بات ہے، اتنے دنوں سے کہاں غائب تھے؟

اس جن نے کہا: اب میں تم سے رخصت ہوتا ہوں۔ اب مجھ سے ملنے کی آئندہ امید نہ رکھنا۔ اب وہ ہستی ظہور پذیر ہو گئی ہے جس نے ہمارا انسانوں کے گھروں میں رہنا ممنوع قرار دے دیا ہے۔ زنا و بدکاری کو بھی حرام قرار دے دیا ہے۔

(خصائص السیوطی جز ثانی صفحہ 36، الوفا عبدالرحمٰن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، دلائل ابونعیم، دلائل النبوت بیہقی، جامع المعجزات محمد واعظ الرباوی صفحہ 25)

رحمت عالم ﷺ کی جناب میں پرندے کی فریاد

6 ...... حضور ﷺ کے دامن شفقت میں نہ صرف جن و انس بلکہ چرند و پرند بھی پناہ ڈھونڈتے تھے۔ رحمت العالمین ﷺ سب سے ہمدردی کرتے اور انہیں مصائب و تکالیف سے نجات عطا فرماتے۔

ایک مرتبہ ایک پرندے کے انڈے چرا لیے گئے۔ وہ پرندہ رحمت عالم ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضری کی سعادت سے بہرہ ور ہوا۔ شکایت درج کروائی اور انڈے واپس دلانے کی استدعا کی۔

(بعض روایات کے مطابق اس پرندے کے دو بچے تھے جو ایک صحابی نے اٹھا لیے تھے تو پرندہ پریشانی کے عالم صحابہ رضی اللہ عنہم کے سروں پر منڈلاتا ہوا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا)۔

ساری کائنات کے نبی ﷺ نے پرندے کی فریاد سن کر اپنے صحابہ سے پوچھا کہ تم میں سے کس نے اس پرندے کے انڈے اٹھائے ہیں؟

ایک شخص نے اعتراف کیا کہ میں نے اٹھائے ہیں۔

حضور ﷺ نے اس شخص کو حکم دیا کہ وہ انڈے اسی جگہ پر رکھ دے جہاں سے اٹھائے تھے۔ تعمیل ارشاد کرتے ہوئے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انڈے مقررہ جگہ پر رکھ دیے۔ اس پر وہ پرندہ بارگاہ نبوی سے دامن آرزو بھر کر لوٹا۔
(السیرۃ النبویہ، جلد 3 صفحہ 284 بحوالہ غمگسار عالم، صفحہ 107)

پرندے کا دعوت اسلام کی ترغیب دینا

7 ...... حضرت ابن مرداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ اپنے بت سے ایک آواز سنی، جس میں آنحضرت ﷺ کی تعریف تھی تو میں اس بت پر بہت حیران ہوا۔

اچانک ایک پرندہ نیچے اترا اور مجھے کہنے لگا: اے ابن مرداس! تو اپنے بت کے کلام سے تعجب کر رہا ہے اور اپنے نفس پر تعجب نہیں کرتا کہ حضرت محمد ﷺ ایک صحیح دین کی طرف بلاتے ہیں اور تو بت کی پوجا کر رہا ہے۔ ابن مرداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں جا کر مسلمان ہو گیا۔
(کتاب الشفاء، صفحہ 223)

قنبرہ پرندے کی تسبیح

8 ...... علامہ مفسر بغوی فرماتے ہیں کہ قنبرہ ایک چڑیا ہوتی ہے۔ اس کی تسبیح یہ ہے: اَللّٰهُمَّ الْعَنْ مُبْغِضِی مُحَمَّدٌ

''اے اللہ! جو لوگ آنحضرت ﷺ سے بغض رکھتے ہیں ان پر لعنت فرما۔''

دیکھئے جانور بھی آپ ﷺ کے دشمنوں کو کتنا برا سمجھتے ہیں۔ (تفسیر بغوی، صفحہ 113 جلد 5)

اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں سے محبت

9 ...... حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل ہے کہ حضور ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ کسی غزوہ میں تشریف لے جا رہے تھے۔ راستہ میں چلتے چلتے ہم میں سے کسی نے کسی پرندے کے بچہ کو پکڑ لیا۔ اس بچہ کے ماں باپ میں سے کوئی ایک آیا اور اس پکڑنے والے کے ہاتھ پر گر گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ تم کو اس کی ماں کی محبت پر تعجب نہیں ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ جی تعجب تو ہو رہا ہے۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس پرندے سے بھی زیادہ رحیم و مہربان ہے۔ (مشکوۃ شریف)

ستر لذتوں کا ملائم اور میٹھا گوشت

10 ...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جنت میں ایک پرندہ ہوگا جس کے ستر پَر ہوں گے۔ یہ آ کر جنتی کے طباق پر بیٹھے گا۔ تو اس کے ہر پَر سے برف سے بھی زیادہ سفید قسم کا کھانا نکلے گا جو جھاگ سے زیادہ ملائم اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔ اس میں کوئی کھانا ایسا نہیں ہوگا جو دوسرے (پَر والے) کھانے سے ملتا ہو۔ پھر وہ پرندہ اٹھ کر چلا جائے گا۔
(البدور السافرۃ (2127)، صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا (106)، الدر المنثور 155/6، بحوالہ جنت کے حسین مناظر)

اونٹ کے برابر جسامت والا پرندہ

11 ...... حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جنت میں بختی اونٹ کی طرح اونچے اونچے پرندے ہوں گے جو اللہ کے ولی کے سامنے آ کر بیٹھیں گے۔ ان میں سے ایک کہے گا اے ولی اللہ! میں عرش کے نیچے خوبصورت جنت میں چر رہا ہوں اور تسنیم کے چشموں سے پیتا رہا ہوں۔ آپ مجھ سے تناول فرمائیے۔

پھر وہ ولی اللہ کے سامنے (اپنی) تعریف کرنے میں لگا رہے گا۔ حتیٰ کہ جنتی کے دل میں ان پرندوں میں سے کسی ایک کے کھانے کا ارادہ ہوگا تو وہ

پرندہ اس جنتی کے سامنے مختلف ذائقوں کے ساتھ گر پڑے گا اور وہ اس سے اپنی طلب کے مطابق کھائے گا اور جب سیر ہوگا تو پرندے کی ہڈیاں جمع ہو جائیں گے اور وہ اُڑ کر جنت میں جہاں چاہے گا چرنا شروع ہو جائے گا۔ (گویا کہ اس میں سے کچھ کم نہ ہوگا)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا نبی اللہ! یہ پرندہ تو بڑے مزے میں ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس پرندہ کو تناول کرنا اس سے بھی زیادہ عیش و نشاط رکھتا ہے۔ (تفسیر طبری 30/203 بحوالہ ایضاً 535)

روسٹ ہو کر پیش ہونے والا پرندہ

12 ...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انک لتنظر الی الطیر فی الجنة فتشتهیه فیجیئ مشویابین یدیک

''جنت میں تو کسی پرندہ کی طرف دیکھے گا اور اس کی طلب کرے گا تو وہ تیرے سامنے روسٹ ہو کر پیش ہو جائے گا۔''

فائدہ: ...... یہ پرندہ اس حالت میں روسٹ ہو کر پیش ہوگا کہ نہ تو اس کو دھواں پہنچا ہوگا نہ ہی آگ، جیسا کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً حضرت امام ابن ابی الدنیا نے نقل کیا ہے۔

(صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا 123، المتجر الرابح 2106 جنت کے حسین مناظر 536)

صحابہ رضی اللہ عنہم کے واقعات میں پرندوں کا ذکر

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے پرندے کا مسخر ہونا

1 ...... حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک دفعہ شہر مدائن میں ایک مہمان آیا۔ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہمان کو ساتھ لے کر شہر سے باہر نکلے اور جنگل میں گئے۔ وہاں بہت سارے ہرن اور پرندے دیکھے۔ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

لیأتنی ظبی و طیر منکن سمینان فقد جاء نی ضیف واحب إکرامه فجاء کلاهما.

''تم میں سے ایک موٹا ہرن اور ایک موٹا پرندہ میرے پاس آ جائے کیونکہ میرا مہمان آیا ہوا ہے جس کی میں تعظیم اور اکرام کرنا چاہتا ہوں (یعنی گوشت کھلانا چاہتا ہوں) پس ایک ہرن اور ایک پرندہ دونوں (حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس) آ گئے۔

مہمان بڑا حیران ہوا اور کہنے لگا: سبحان اللہ، اے سلمان! آپ کے لیے پرندے (اور ہرن) مسخر کر دیے گئے ہیں۔

سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

أفتعجب من هذا، هل رأيت عبدًا أطاع الله فعصاء شيءٍ

یعنی ''آپ اس بات سے متعجب ہوئے ہیں (یعنی تعجب کی کوئی بات نہیں) کیا آپ نے کوئی ایسا بندہ بھی دیکھا ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہو اور پھر مخلوق میں سے کوئی چیز اس بندہ کی اطاعت نہ کرے (یعنی جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے مخلوق میں سے ہر چیز اس کی اطاعت کرتی ہے)۔

(تعلیم الرفق فی طلب الرزق، صفحہ 73)

کفن میں پرندہ

2 ...... میمون بن مہران تابعی محدث کا بیان ہے کہ میں طائف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے جنازہ میں حاضر تھا۔ جب لوگ نماز جنازہ کے لیے کھڑے ہوئے تو بالکل ہی اچانک نہایت تیزی کے ساتھ ایک سفید پرندہ آیا اور ان کے کفن کے اندر داخل ہو گیا۔ نماز کے بعد ہم لوگوں نے ٹٹول ٹٹول کر بہت تلاش کیا مگر اس پرندہ کا کچھ بھی پتہ نہیں چلا کہ وہ کہاں گیا اور کیا ہوا؟ (مستطرف جلد 2 صفحہ 281)

غیبی آواز

3 ...... جب لوگ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دفن کر چکے اور قبر پر مٹی برابر کی جا چکی تو تمام حاضرین نے ایک غیبی آواز سنی کہ کوئی شخص بلند آواز سے یہ تلاوت کر رہا ہے:

یاایتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة

''اے اطمینان پانے والی جان! تو اپنے رب کے دربار میں اس طرح حاضر ہو جا کہ تو خدا سے خوش ہے اور خدا تجھ سے خوش ہے۔''

(مستطرف جلد 2 صفحہ 281 و کنز العمال جلد 6 و حاشیہ کنز العمال، صفحہ 73)

پرندے پر رشک

4 ......امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ایک مرتبہ ان کے سامنے سے ایک پرندہ گزرا۔ اس پرندے کو دیکھ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

''تو بڑا مبارک ہے۔ مختلف قسم کے پھل کھاتا ہے اور درختوں کا سایہ حاصل کرتا ہے (یعنی درختوں کے سائے میں بیٹھتا ہے) ترجع الی غیر حساب اور تجھ سے کوئی حساب نہیں لیا جائے گا۔'' (کتاب الزہد، صفحہ 138)

تسبیح نہ کرنے والے پرندے کی سزا

5 ......حضرت مکحول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ماصيد طير الا بتضييع التسبيح

''جس پرندے کا بھی شکار کیا جاتا ہے، تسبیح چھوڑنے کی وجہ سے شکار کیا جاتا ہے۔''

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بندھے کوے کے پاس سے گزرے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا: اے کوے تو نے ذکر کو چھوڑا کہ تو پھندے میں پھنس گیا۔ اگر میں تجھے چھوڑ دوں تو تُو اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرے گا۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے چھوڑ دیا۔

غفلت کا وبال

6 ......حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کسی نے ایک پرندہ تحفہ میں دیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قبول کرلیا۔ کچھ مدت کے بعد اسے چھوڑ دیا لوگوں نے وجہ دریافت کی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مجھ سے وہ پرندہ کہتا تھا کہ آپ خود تو اپنے دوستوں سے راز و نیاز کی باتیں کرکے مزے اڑاتے ہیں اور مجھ پر آپ نے اس کا دروازہ بند کر رکھا ہے تو اس لیے میں نے اسے چھوڑ دیا۔

جب میں نے اسے چھوڑ دیا تو کہنے لگا کہ اس میں شک نہیں کہ جب تک پرندے اللہ تعالیٰ کی یاد میں مصروف رہتے ہیں وہ جال میں نہیں پھنستے اور جب غافل ہوجاتے ہیں تو پھنس جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ مجھ سے ذکرِ خداوندی میں غفلت ہوئی تھی تو مجھے قید کی سزا ملی۔ اے جنید! جو لوگ یادِ خداوندی سے بالکل غافل رہتے ہیں ان کی کیسی حالت ہوتی ہوگی۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ پھر ایسا نہیں کروں گا۔

پھر وہ پرندہ حضرت جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کے لیے آیا کرتا اور ان کے ہمراہ دسترخوان پر کھانا بھی کھاتا تھا۔ جب حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہوا تو زمین پر گر پڑا اور اس نے اپنی جان دے دی۔ لوگوں نے اسے بھی ان کے ساتھ دفن کردیا۔ اس کے بعد حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ان کے اصحاب میں سے کسی نے خواب میں دیکھا اور حال پوچھا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا: چونکہ اس پرندہ پر میں نے رحم کھایا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بھی رحم کیا۔ (نزہۃ المجالس، جلد1)

آگ میں نہ جلنے والا پرندہ

7 علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور زمانہ کتاب میں لکھتے ہیں کہ سمندل ایک ایسا پرندہ ہے جو آگ میں رہ کر لذت پاتا ہے۔ جب اس کا جسم میلا ہو جائے تو آگ میں گھس جاتا ہے اور اس کا جسم صاف ہو جاتا ہے۔ گویا اس کا غسل آگ سے ہوتا ہے۔ اس پرندے کے پروں سے اگر رومال تیار کیا جائے تو وہ رومال میلا ہو جانے پر اسے آگ میں ڈال دیجئے تو آگ اس کی میل کو کھا جائے گی اور رومال نہ جلے گا۔

سلطان حلب ظاہر بن ناصر کو دو ہاتھ لمبا اور ایک ہاتھ چوڑا سمندلی رومال پیش کیا گیا۔ سلطان کے حکم سے اس رومال کو تیل میں بھگوا کر آگ لگا دی گئی۔ نتیجہ یہی نکلا کہ آگ نے تیل جلا ڈالا اور جب تیل ختم ہو گیا تو آگ بجھ گئی اور رومال ویسے کا ویسا ہی محفوظ رہا۔ (حیوۃ الحیوان صفحہ 27 جلد 1)

نوٹ:...... شاید اب اس جانور کی نسل ختم ہو چکی ہے۔ اس وجہ سے دور حاضر میں ایسے کسی پرندہ کا تذکرہ نہیں ملتا۔ (واللہ اعلم)

معجزہ رسول اللہ

8 ......حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کھانا تناول فرما کر اپنے دست انور جس دسترخوان سے پونچھتے تھے حدیث میں آتا ہے کہ جب وہ دسترخوان میلا ہوتا تھا تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے آگ میں ڈال دیتے تو آگ اس کی میل کو جلا کر اسے دھو ڈالتی تھی اور اس دسترخوان کو مطلق نہ جلاتی۔ اگر اس معجزہ نبوی میں کسی لمحہ کو کوئی شک ہو تو اسے سمندل اور سمندلی رومال کو دیکھ کر یہ شک دور کر لینا چاہیے اور معجزۂ نبوی پر ایمان لے آنا چاہیے۔

(دلائل النبوۃ)

موضوع نمبر 1

کوّا: قرآن کی روشنی میں

کوا بے تحاشا شور وغوغا اور واویلا کرنے والا پرندہ ہے۔ یہ اپنی بساط کے مطابق خاصا تشدد پسند بھی ہے۔ یہ بہت سمجھدار اور ضرورت سے زیادہ محتاط پرندہ ہے۔

کوا دنیا کے تقریباً ہر حصے میں پایا جاتا ہے۔ اس وقت اس کی تقریباً 102 اقسام دنیا کے مختلف حصوں میں موجود ہیں۔ اس کی زیادہ تعداد اور انواع کرہ زمین کے شمالی حصوں میں ملتی ہے۔ کوا انسانی آبادیوں کے قریب باغوں، درختوں، مکانوں کی چھتوں وغیرہ میں رہنا پسند کرتا ہے۔

پرندوں کے انڈے، کیڑے مکوڑے، اناج اور روٹی وغیرہ کوے کی مرغوب غذا ہیں۔

کوّے کی مادہ عموماً چار یا پانچ انڈے دیتی ہے۔ جب ان سے بچے نکل آتے ہیں تو مادہ ان کو چھوڑ دیتی ہے۔ کیونکہ اس وقت وہ بچے بہت بدصورت ہوتے ہیں۔ جسم چھوٹا سر اور چونچ بہت لمبی ہوتی ہے۔ اعضاء ایک دوسرے سے الگ اور بے جوڑ ہوتے ہیں۔

بچوں کو اس حالت میں دیکھ کر اگرچہ والدین ان کو چھوڑ دیتے ہیں۔ لیکن اللہ جل شانہ جو رازق مطلق ہے ان کی روزی ان کے گھونسلوں میں پیدا کر دیتا ہے۔ مچھر، مکھی اور بھنگے جو گھونسلوں میں داخل ہوتے ہیں یہ بچے ان سے اپنا پیٹ پالتے ہیں۔ جب ان میں قوت آ جاتی ہے اور بال اور پر نکل آتے ہیں تب ان کے والدین ان کے پاس واپس آتے ہیں۔ مادہ ان کو پروں میں

دبائے رکھتی ہے اور نر ان کی روزی کا انتظام کرتا ہے۔ جب وہ اڑنے کے قابل ہو جاتے ہیں تو ان کے والدین ان کو گھر گھر لیے پھرتے ہیں اور بچے کائیں کائیں کرتے رہتے ہیں۔

کوا (غراب) کوے کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:

فبعث الله غرابا يبعث في الارض ليريه كيف يوارى سوأة اخيه قال يويلتى اعجزت ان اكون مثل هذا الغراب فاوارى سواة اخى فاصبح من الندمين. (31:5)

''اللہ نے ایک کوا بھیجا جو زمین کو کھودر ہا تھا تا کہ اس کو دکھائے کہ بھائی کی لاش کیسے دفنائی جاتی ہے۔ اس نے کہا افسوس میں اس کوے سے کمزور ہوں کہ اپنے بھائی کی لاش کو خود دفنا نہ سکا۔ اس لیے وہ بہت پشیمان ہوا۔''

پارہ 6 سورۃ المائدہ رکوع 5 غراب اور غراباً کے عنوان سے کوے کا نام قرآن مجید میں دوبار آیا ہے اور دونوں مرتبہ ایک ہی سلسلہ میں کہ روئے زمین پر سب سے پہلا انسانی قتل قابیل نے ہابیل کا کیا تھا۔ اب اس کے بعد قاتل کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ مقتول کی لاش کو کیا کرے۔ اللہ نے اپنی قدرت و حکمت سے ایک کوے کو بھیجا، جو زمین کی مٹی ہٹا کر ایک دوسرے کوے کی لاش کو اس میں دبا رہا تھا۔

یہ دیکھ کر قابیل کو سمجھ میں آ گیا اور اس نے حسرت کے ساتھ کہا کہ مجھ پر تف ہو، میں اس کوے جیسی سمجھ بھی نہیں رکھتا۔

دینا کا سب سے پہلا قتل

روئے زمین پر سب سے پہلا قاتل قابیل اور سب سے پہلا مقتول ہابیل ہے۔ ''قابل و ہابیل'' یہ دونوں حضرت آدم علیہ السلام کے فرزند ہیں۔ان دونوں کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت حوا کے ہر حمل میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتے تھے اور ایک حمل کے لڑکے کا دوسرے حمل کی لڑکی سے نکاح کیا جاتا تھا۔

اس دستور کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام نے قابیل کا نکاح ''لیوذا'' سے جو ہابیل کے ساتھ پیدا ہوئی تھی کرنا چاہا۔ مگر قابیل اس پر راضی نہ ہوا کیونکہ اقلیما زیادہ خوبصورت تھی۔ اس لیے وہ اس کا طلبگار رہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اس کو سمجھایا کہ اقلیما تیرے ساتھ پیدا ہوئی ہے۔ اس لیے وہ تیری بہن ہے۔ اس کے ساتھ تیرا نکاح نہیں ہو سکتا

مگر قابیل اپنی ضد پر اڑا رہا۔ بالآخر حضرت آدم علیہ السلام نے یہ حکم دیا کہ تم دونوں اپنی اپنی قربانیاں خداوند قدوس کے دربار میں پیش کرو۔ جس کی قربانی مقبول ہوگی وہی اقلیما کا حقدار ہوگا۔

اس زمانے میں قربانی کی مقبولیت کی یہ نشانی تھی کہ آسمان سے ایک آگ اتر کر اس کو کھالیا کرتی تھی۔ چنانچہ قابیل نے گیہوں کی کچھ بال اور ہابیل نے ایک دنبہ قربانی کے لیے پیش کیا۔

آسمانی آگ نے ہابیل کی قربانی کو کھالیا اور قابیل کے گیہوں کو چھوڑ دیا۔ اس بات پر قابیل کے دل میں بغض وحسد پیدا ہو گیا اور اس نے ہابیل کو قتل کر دینے کی ٹھان لی اور ہابیل سے کہہ دیا کہ میں تجھ کو قتل کر دوں گا۔

ہابیل نے کہا کہ قربانی قبول کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور وہ متقی بندوں ہی کی قربانی قبول کرتا ہے۔ اگر تو متقی ہوتا تو ضرور تیری قربانی قبول ہوتی۔ ساتھ ہی ہابیل نے یہ بھی کہہ دیا کہ اگر تو میرے قتل کے لیے ہاتھ بڑھائے گا تو میں تجھ پر اپنا ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا کیونکہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا اور تیرا گناہ دونوں تیرے ہی پلے پڑیں اور تو دوزخی ہو جائے کیونکہ بے انصافوں کی یہی سزا ہے۔

آخر قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا۔ بوقت قتل ہابیل کی عمر بیس برس کی تھی اور قتل کا یہ حادثہ مکہ مکرمہ میں جبل ثور کے پاس یا جبل حرا کی گھاٹی پر ہوا اور بعض کا قول ہے کہ بصرہ میں جس جگہ مسجد اعظم بنی ہوئی ہے منگل کے دن یہ سانحہ ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مردے کو دفن کرنے کی ابتداء کیسے ہوئی؟

جب قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا تو چونکہ اس سے پہلے کوئی آدمی مرا ہی نہیں تھا اس لیے قابیل حیران تھا کہ بھائی کی لاش کو کیا کروں۔ چنانچہ کئی دنوں تک وہ لاش کو اپنی پیٹھ پر لادے پھرا۔

پھر اس نے دیکھا کہ دو کوے آپس میں لڑے اور ایک نے دوسرے کو مار ڈالا۔ پھر زندہ کوے نے اپنی چونچ اور پنجوں سے زمین کرید کر ایک گڑھا کھودا اور اس میں مردے کوے کو ڈال کر مٹی سے دبا دیا۔

یہ منظر دیکھ کر قابیل کو معلوم ہوا کہ مردے کی لاش کو زمین میں دفن کر دینا چاہیے۔ چنانچہ اس نے قبر کھود کر اس میں بھائی کی لاش کو دفن کر دیا۔ (حوالہ تفسیر در منثور)

قتل کے بعد قابیل کی دنیا میں ذلت

عبدالرحمٰن بن فضالہ سے مروی ہے کہ جب قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا تو اس کی عقل زائل ہوگئی۔ دل میں سمجھنے کی صلاحیت ختم ہوگئی۔ اسی طرح پاگل ہی رہا۔ یہاں تک کہ مر گیا۔ قتل کرنے سے پہلے رنگ اس کا سفید تھا اور قتل کے بعد اس کا تمام جسم کالا ہو گیا۔

حضرت آدم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کی سرزمین سے واپس ہونے پر قابیل سے پوچھا تمہارا بھائی کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ میں کوئی اس کا ذمہ دار تو نہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: تو نے اسے قتل کر دیا ہے اسی لیے تیرا جسم سیاہ ہو چکا ہے۔

قابیل کا اخروی عذاب

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بھی ظلماً قتل ہوگا اس کے قتل کا عذاب آدم علیہ السلام کے پہلے ''قاتل بیٹے'' پر بھی ہوگا۔ کیونکہ سب سے پہلے اسی نے قتل کی ابتداء کی۔ یعنی جس طرح قتل کرنے والے کو قتل کا عذاب ہوگا اسی طرح قتل کی ابتداء کرنے والے کو بھی عذاب ہوتا رہے گا۔ (روح المعانی، جلد 4 صفحہ 511 کبیر جلد 11 صفحہ 208)

کوّا......احادیث کی روشنی میں

1 ......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: پانچ چیزیں ایسی ہیں جنہیں حرم کے اندر حالت احرام میں بھی قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

1 چوہا 2 بچھو 3 کوا 4 چیل 5 باؤلا کتا۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج، 15 باب ما یندب للمحرم وغیرہ قتلہ من الدواب فی الحل والحرم 15 حدیث نمبر 1199، مسند احمد 2/37 مشکوۃ 2698)

نماز میں کوّے کی سی ٹھونگیں مارنا

2 ......سنن ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں حضرت عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے۔ صحاح ستہ میں اس موضوع کی حدیث صرف یہی ہے وہ یہ کہ نبی کریم ﷺ نے نمازی کو کوے کی سی ٹھونگیں مارنے سے منع فرمایا ہے۔ (حوالہ ابوداود، نسائی، ابن ماجہ)

یہی حدیث حاکم نے ان الفاظ میں روایت کی ہے کہ ''آپ ﷺ نے کوے کی سی ٹھونگ مارنے اور درندے کی طرح باز و پھیلانے سے منع فرمایا ہے۔''

کوے کی سی ٹھونگ مارنے کا مطلب یہ ہے کہ بالکل ہلکا سا سجدہ کرلیا جائے کہ زمین پر سر رکھا اور فوراً اٹھالیا۔ بس اتنی دیر سر زمین پر رکھی کہ جتنی دیر کوا کھانا کھانے کے لیے چونچ زمین پر رکھتا ہے۔ (حوالہ حیات الحیوان)

نیک عورت کی مثال

3 ......نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں میں نیک عورت کی مثال ایسی ہے جیسا کہ سو کوؤں میں ایک غراب اعصم۔ یہ حدیث طبرانی نے روایت کی ہے۔

ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ کسی نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ غراب اعصم کیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کا ایک پاؤں سفید ہو۔ (حوالہ مصنف ابن ابی شیبہ)

عورتوں کی قلیل تعداد جنت میں جائے گی

4 ......امام احمد اور حاکم نے اپنی مستدرک میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے:

عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ مقام مرالظہر ان میں تھے تو ہم نے وہاں بہت کوے دیکھے جن میں ایک غراب اعصم بھی تھا۔ جس کی چونچ اور دونوں پاؤں سرخ تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں عورتوں میں سے نہیں داخل ہوں گی مگر اتنی مقدار میں جتنی مقدار کہ ان کوؤں میں غراب اعصم کی ہے۔ (حیات الحیوان، صفحہ 358)

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے سیاہ رنگ کا بڑا کوا جو کہ دانے اور فصلیں چگتا ہے۔ کھانا جائز قرار دیا ہے۔ اسے فصلی کوا کہا جاتا ہے اور چکور کی مانند ہوتا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: تمام کوے حلال ہیں۔

ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت بیان کی ہے کہ وہ کہتی ہیں: میں اس آدمی پر تعجب کرتی ہوں جو کوا کھانا حلال سمجھتا ہو۔ حالانکہ نبی کریم ﷺ نے محرم کو کوا قتل کرنے کی اجازت دی ہے اور آپ ﷺ نے کوے کو فاسق کا نام دیا ہے۔ بخدا! کوا طیبات (حلال و پاکیزہ چیزوں) میں سے نہیں ہے۔ (حوالہ حیات الحیوان)

کوّا حلال نہیں

5 ......حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا: کیا کوا کھانا حلال ہے؟ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''کوا فاسق'' ہے۔ اب بتاؤ بھلا اسے کون کھائے گا۔ (سنن ابن ماجہ)

سابقہ امتوں کے واقعات میں کوے کا ذکر

سب سے پہلا ہتھیار

1 ......عیون المجالس میں ہے کہ سب سے پہلا ہتھیار جو آسمان سے اترا وہ کمان ہے۔ کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام نے جب کاشت کی تو کوؤں نے آکر اسے اکھیڑ ڈالا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس کمان بھیج دی۔ انہوں نے کوؤں پر تیر چلائے۔ اس طرح ان کی کاشت محفوظ رہی۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ کے پاس ہتھیاروں کا ذکر چلا۔ جب کمان کا ذکر آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: خیر کی طرف اس سے کوئی ہتھیار سابق نہیں ہوا۔ (حیاۃ الحیوان)

غراب بین

2 ....کوے کی ایک قسم غراب بین، بقول جوہری کے غراب بین اس کوے کو کہتے ہیں جو سیاہ اور سفید ہو۔ صاحب مجالست کہتے ہیں کہ اس کوے کو غراب بین اس وجہ سے کہتے ہیں کیونکہ یہ حضرت نوح علیہ السلام سے جدا ہو گیا تھا۔

جب نوح علیہ السلام نے اس کو پانی کا حال معلوم کرنے کے لیے بھیجا تو یہ مردار کھانے میں مشغول ہو گیا اور واپس آکر حضرت نوح علیہ السلام کو جواب نہیں دیا۔ اسی لیے لوگ اس کو منحوس بھی سمجھتے ہیں۔

ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ میرے خیال میں اس کو فاسق کہنے کی وجہ بھی یہی ہے۔ (حیات الحیوان)

کوّے کے بچے سفید پیدا ہوتے ہیں

3 ......حلیۃ الاولیاء میں ہے:

عن مکحول قال: کان من دعاء داؤد علیه الصلوٰة والسلام: یارازق الغراب النعاب فیعشه۔ (حلیہ الاولیاء جلد 5 ص 182)

یعنی ”حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام بوقت دعا یہ کہتے تھے کہ اے کوے کے چھوٹے بچوں کو گھونسلے میں رزق دینے والے۔“

داؤد علیہ السلام جلیل القدر نبی ہیں۔ ہر نبی ورسول کی خصوصی دعاؤں میں بڑی مصلحتیں اور حکمتیں ہوتی ہیں۔ داؤد علیہ السلام کی مذکورہ صدر دعا کی نرالی مصلحت اور عجیب وجہ تخصیص بیان کرتے ہوئے صاحب حلیہ لکھتے ہیں:

اس دعا کی وجہ تخصیص یہ ہے کہ کوا جب انڈوں کو بچے نکالنے کے لیے توڑتا ہے تو ابتداء میں وہ بچے سفید رنگ کے ہوتے ہیں۔ سفید رنگ کی وجہ سے کوا ان بچوں سے متنفر ہو کر ان کی پرورش چھوڑ دیتا ہے۔

چنانچہ کوے کے بچے اپنے منہ (یعنی چونچیں) کھول دیتے ہیں۔ اللہ

صحابہ رضی اللہ عنہم کے واقعات میں کوے کا ذکر

1 ......روح ابن حبیب رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس موجود تھے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک کوا لایا گیا۔ آپ نے اس کے بازو دیکھ کر ”الحمدللہ“ کہا۔ پھر کہنے لگے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جب کسی جانور کی تسبیح میں کمی آتی ہے تو وہ شکار ہو جاتا ہے اور اللہ کے حکم سے اگنے والی جڑی بوٹی پر ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے جو اس کی تسبیح گنتا رہتا ہے اور درخت کو بھی اس کی تسبیح کی کمی کی وجہ سے گرایا جاتا ہے اور انسان کو بھی اس کے گناہوں کے سبب تکلیف پہنچتی ہے۔ اس کے گناہوں سے اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں۔“

پھر آپ (حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ اے کوے اللہ کی عبادت کر اور یہ کہہ کر چھوڑ دیا۔

کوّا عابد کے لیے رزق لاتا

2 ......حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قدیم زمانے میں ایک عابد غار میں عبادت کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی رزق رسانی کا یہ ذریعہ پیدا فرمایا تھا کہ ایک کوا روزانہ اس عابد کے پاس ایک روٹی لے آتا تھا۔ وہ عابد

تعالیٰ خاص قسم کی مکھیاں بھیج دیتے ہیں جو ان بچوں کے منہ میں داخل ہوتی رہتی ہیں۔ یہی مکھیاں ان بچوں کی غذا بنتی رہتی ہیں تا آنکہ ان بچوں کا رنگ سیاہ ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد ادھر ان مکھیوں کا آنا بند ہو جاتا ہے اور ادھر کوا اپنے بچوں کی طرف لوٹ کر آ جاتا ہے اور ان کی پرورش شروع کر دیتا ہے۔

بہرحال اللہ تعالیٰ کا نظام رزق بڑا عجیب ولطیف اور نہایت محکم ہے۔

(حلیۃ الاولیاء بحوالہ گولستان قناعت 107)

اس روٹی میں ہر قسم کے طعام کا ذائقہ پاتا۔ یہاں تک کہ وہ عابد دنیا سے رخصت ہوا۔ (یعنی غار میں رزق رسانی کا یہ سلسلہ اس عابد کی موت تک جاری رہا)۔

اللہ عزوجل مسبب الاسباب ومختار کل ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ چاہیں تو ظاہری اسباب کے بغیر مخفی طریقوں وذرائع سے رزق پہنچاتے ہیں۔

(ابن ابی حاتم، جلد 2 صفحہ 217 ابن ابی الدنیا، صفحہ 77)

اللہ کے پاس رکھی ہوئی امانت ضائع نہیں ہوتی

3 ......حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد (اسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگ مل رہے تھے۔ ایک شخص اپنے کندھے پر اپنے ایک بیٹے کو اٹھائے ہوئے آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ان باپ بیٹے کی طرح میں کسی کوے کو بھی دوسرے کوے کا اتنا مشابہ نہیں دیکھا۔

اس شخص نے کہا: بخدا! اس کی ماں نے اس (بچہ) کو موت کے بعد جنا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کیا کہتے ہو؟ یہ کیسے ممکن ہے؟

اس شخص نے کہا کہ واقعہ دراصل یہ ہے کہ میں فلاں جنگ میں اس کی ماں کو حاملہ چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ جاتے ہوئے میں نے اس کی ماں پر یہ دعا پڑھی تھی: استودع اللہ مافی بطنک

''تمہارے شکم میں جو (بچہ یا بچی) ہے اس کو میں اللہ کے پاس امانت چھوڑتا ہوں۔

جنگ سے واپس آیا تو اس کی ماں انتقال کر چکی تھی۔ ایک رات کو میں اپنے چچازاد بھائیوں کے ساتھ جنت البقیع میں بیٹھا تھا کہ اچانک دیکھا کہ قبرستان میں چراغ کی جیسی روشنی نظر آ رہی ہے۔ میں نے چچازاد بھائیوں سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟

انہوں نے کہا کہ ہمیں نہیں معلوم، البتہ رات کو ہی فلاں عورت کی قبر کے پاس یہ روشنی ہم دیکھتے ہیں۔ میں اپنے ساتھ کھدائی کے آلات لے کر قبر کی طرف چل پڑا۔ دیکھا کہ قبر کھلی ہوئی ہے اور یہ بچہ اپنی ماں کی گود میں ہے۔

میں قریب گیا تو کسی آواز دینے والے نے آواز دی کہ ''اے اپنے رب کے پاس امانت چھوڑنے والے اپنی امانت لے لو، اگر تم اس کی ماں کو بھی ہمارے پاس امانت رکھتے تو ضرور اس کو بھی زندہ پاتے۔ تو میں نے بچہ کو اٹھالیا اور قبر بند ہوگئی۔ (من عاش بعد الموت حوالہ موت سے واپسی کے پیغامات)

کوا......تاریخی واقعات کی روشنی میں

کوئے کا بندھے ہوئے بوڑھے شخص کو کھانا کھلانا

1 ......حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں حج کے لیے نکلا۔ میں نے ایک کوا دیکھا کہ اس کے منہ میں ایک روٹی تھی۔ میں اس کے پیچھے چل پڑا اور ایک بوڑھے کے پاس پہنچا جو بندھا ہوا تھا اور اس کو کوا ایک ایک لقمہ کر کے کھلانے لگا۔ پھر اڑ گیا۔ اس کے بعد کچھ پانی لیا اور اس بوڑھے کے منہ میں ڈال دیا۔

میں نے اس بوڑھے سے پوچھا تو کون ہے؟

اس نے کہا کہ میں حاجی ہوں۔ مجھے چوروں نے پکڑ کر یہاں باندھ کر ڈال دیا ہے۔ پانچ روز تک بھوک پر صبر کرتا رہا۔ پھر میں نے کہا:

امن یجیب المضطر اذا دعاہ

''میں مضطر ہوں مجھ پر رحم فرما۔''

پس میرے پاس کوے کو بھیج دیا گیا۔ حضرت مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کے بند کھول دیئے۔ پھر ہم چل پڑے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ حکایت تفسیر سورہ فاتحہ میں حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق نقل کی ہے۔

اندھا درندہ

2 ......ایک مرد صالح فرماتے ہیں کہ میں اور ابو علی بدوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دفعہ ایک ولی اللہ کی زیارت کے لیے نکلے۔ فرماتے ہیں کہ دوران سفر ایک جنگل و بیابان میں ہمیں سخت بھوک لگی:

فاذا بثعلب یحفر الأرض ویخرج منها كمأة ويرمى بها إلينا

یعنی ''اچانک (ہم نے دیکھا کہ) ایک لومڑی زمین کھود رہی ہے اور اس میں سے کھمبیاں نکال کر ہماری طرف پھینک رہی ہے۔''

ہم نے حسب ضرورت کھمبیاں کھائیں۔ پھر آگے چلے تو دیکھا کہ ایک بہت بڑا درندہ سویا ہوا ہے۔ ہم اس کے قریب گئے تو معلوم ہوا کہ وہ اندھا ہے۔ ہم اس درندے کی کیفیت وحالت پر تعجب کرتے ہوئے ابھی کھڑے ہی تھے اور سوچ رہے تھے کہ یہ تو اندھا ہے۔ اسے خوراک کہاں سے اور کس طرح حاصل ہوتی ہوگی کہ اتنے میں ایک کوا آیا:

معه قطعة لحم كبيرة فضرب بجناحيه على اذن السبع ففتح فمه فطرح فيه القطعة

یعنی ''اس کوے کی چونچ میں گوشت کا ایک بہت بڑا ٹکڑا تھا۔ اس نے اپنے پر اس درندے کے کانوں پر مارے۔ درندے نے منہ کھولا اور کوے نے وہ گوشت کا ٹکڑا اس کے منہ میں ڈال دیا۔''

ابو علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ قدرت کی یہ علامت ہماری عبرت کے لیے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ کی رزاقیت کا عجیب مظاہرہ۔ اللہ تعالیٰ نے غیب سے یہ کوا اس نابینا کو رزق پہنچانے پر مقرر فرمایا ہے۔ (تعلیم الرفق فی طلب الرزق، صفحہ 69)

چارقسم کے جاندار کے علاوہ کوئی جاندار خوراک ذخیرہ نہیں کرتا

3 ...... انسان کے علاوہ باقی حیوانات رزق کی ذخیرہ اندوزی نہیں کرتے۔ سوائے دوچار قسم کے حیوانات کے۔ قرآن پاک میں اللہ جل جلالہ کا ارشاد ہے:

وكأين من دابة لاتحمل رزقها الله يرزقها وإياكم وهو السميع العليم

''اور بہت سے جاندار اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے۔ اللہ تعالیٰ ہی رزق دیتے ہیں۔ انہیں بھی اور تمہیں بھی اور اللہ خوب سننے والے اور جاننے والے ہیں۔''

علامہ زمخشری نے اس آیت کے تحت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عجیب قول نقل کیا ہے:

ليس شيء من الحيوان يخبأ قوته إلا الانسان والنمل، والفار، والعقعق.

یعنی ''صرف چار قسم کے حیوانات اپنی خوراک کی ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں۔ انسان، چیونٹی، چوہا اور کوا۔''

وعن ابن عباس رضي الله عنهما: لايدخر الا الآدمي والنمل والفقرة والعقق۔

(روح المعانی ج21 ص11)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صرف انسان، چیونٹی، چوہا اور کوا ہی ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں۔'' (گلستان قناعت، صفحہ 101)

حجاج کی شادی

4 ...... ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ ایک کوا آ کر خانہ کعبہ پر بیٹھ گیا۔ اس شخص نے حضرت عبداللہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے خواب بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ کوئی فاسق شخص کسی نیک عورت سے شادی کرے گا۔ چنانچہ اس کے کچھ دن بعد حجاج نے عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کی صاحبزادی سے شادی کر لی۔

کوّے والا گرجا

5 ...... ابوحامد اندلسی سے منقول ہے کہ اندلس کے مضافات بحر اسود میں ایک گرجا ہے جو ایک چٹان کریدکر پہاڑ پر بنایا گیا ہے۔ اس گرجا پر ایک بڑا سا قبہ بنا ہوا ہے جس میں ایک کوا بیٹھا رہتا ہے جو کبھی وہاں سے نہیں ہٹتا۔ اس قبہ کے سامنے ایک مسجد ہے۔ اس مسجد کے بارے میں لوگوں کا کہنا ہے کہ یہاں دعا قبول ہوتی ہے۔ اس گرجے کے پادری یہاں مسلمان زائرین کی ضیافت کرتے ہیں۔ چنانچہ جب کوئی زائر وہاں پہنچتا ہے تو وہ کوا ایک آواز لگاتا ہے۔ جتنے لوگ ہوتے ہیں کوا اتنی ہی بار آواز لگاتا ہے۔ کوے کی آواز کے مطابق اتنے لوگوں کا کھانا تیار کیا جاتا ہے۔ اس گرجا گھر کا نام کنیسۃ الغراب (کوے والا گرجا) مشہور ہو گیا ہے۔ پادریوں کا کہنا ہے کہ ہم اس کوے کو اسی جگہ دیکھتے چلے آ رہے ہیں۔ لیکن اس کے کھانے پینے کا کچھ معلوم نہیں کہ یہ کہاں سے کھاتا پیتا ہے۔

کوّے کی ذہانت

6 ...... سیالکوٹ میں ایک کوے نے اپنے بچے کو آزاد کرانے کے لیے مقامی قومی ہائی اسکول کے ایک طالب علم اعجاز احمد قریشی کو دس روپے رشوت دی۔ اعجاز احمد کوے کا ایک بچہ پکڑ لایا تھا۔ جس پر اس کے گھر بے شمار کوے چلانے لگے۔ لیکن اس نے کوے کے بچے کو نہ چھوڑا۔

تھوڑی دیر کے بعد ایک کوا دس روپے کا ایک نوٹ اپنی چونچ میں دبائے ہوئے آیا اور اعجاز احمد کے قریب نوٹ گرا کر مکان کی منڈیر پر بیٹھ کر کائیں کائیں کرنے لگا۔ کوے کی ذہانت اور اپنے بچے سے اس قدر محبت دیکھ کر اعجاز احمد نے بچے کو چھوڑ دیا جو اڑ کر دوسرے کوؤں میں جاملا۔

موضوع نمبر 2

ہدہد: قرآن کی روشنی میں

ہدہد ایک خوبصورت اور پیارا سا کلغی یا تاج والا پرندہ ہے۔ دیکھنے میں یہ پرندہ انتہائی خوبصورت ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں بھی اس پرندے کا ذکر ہے۔ یہ پرندہ دوسرے پرندوں کی طرح تنکوں کا گھونسلہ نہیں بناتا بلکہ کسی درخت کے تنے میں اپنی چونچ کے ساتھ سوراخ بنا کر گھونسلہ بناتا ہے۔ قدرت نے اس کی چونچ اور سر کو خوب طاقتور بنایا ہے تاکہ گھونسلہ بناتے وقت سر اور چونچ کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔

ہدہد کی مادہ انڈے دینے کے بعد گھونسلے میں ہی رہتی ہے اور جب تک انڈوں سے بچے نہ نکلیں باہر نہیں آتی۔ انڈوں سے بچے نکلنے کے بعد نر اور مادہ دونوں مل کر ان کی پرورش کرتے ہیں اور باری باری کھیتوں سے کیڑے اور سنڈیاں لا کر انہیں کھلاتے ہیں۔ ان کے بچے بلا کے پیٹو ہوتے ہیں۔ یہ اپنے وزن سے زیادہ خوراک کھاتے ہیں۔

نر اور مادہ باری باری باہر جاتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک بچوں کو خوراک دے کر گھونسلے کے باہر اس وقت تک پہرہ دیتا ہے جب تک اس کا ساتھی واپس نہ آئے۔ جب بچے ذرا ہوشیار ہو جاتے ہیں تو والدین کے ساتھ خوراک کی تلاش میں باہر نکلتے ہیں اور اپنی ننھی منی چونچوں کے ساتھ زمین میں سوراخ کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ کوئی کیڑا تلاش کر سکیں۔

مشہور ہے کہ ہدہد کی نظر اس قدر تیز ہوتی ہے کہ وہ پانی کو زمین کی تہہ میں اس طرح دیکھ لیتا ہے جس طرح انسان شیشے کی ایک طرف سے دوسری طرف دیکھتا ہے۔ لیکن انتہائی حیران کن بات ہے کہ ہدہد کو زمین پر پڑا ہوا وہ جال نظر نہیں آتا جس سے اسے شکار کیا جاتا ہے۔ علامہ قرطبی مالکیؒ تحریر فرماتے ہیں:

''مروی ہے کہ نافع بن ارزق نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو ہدہد کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا تو کہنے لگا: اے ابن عباس! ذرا ٹھہریئے اور یہ بتایئے کہ ہدہد زمین کی تہہ میں کیوں کر دیکھ لیتا ہے جبکہ اسے وہ جال نظر نہیں آتا جس میں وہ شکار ہو جاتا ہے؟

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا:

''جب تقدیر غالب آتی ہے تو آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں۔''

ہدہد ہی وہ پرندہ ہے جس نے حضرت سلیمانؑ کے سامنے ملکہ بلقیس کا تذکرہ کیا اور پھر حضرت سلیمانؑ کی دعوت پر ملکہ بلقیس اور اس کی قوم مسلمان ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ کو ہدہد کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قرآن کا حصہ بنا دیا۔ (حیات الحیوان)

قرآن مجید میں ہد ہد کا ذکر

قرآن مجید میں ہد ہد کا تذکرہ ہد ہد اور اذبحنہٗ میں (سلیمان) ہد ہد کو ذبح کروں گا" کے عنوان سے موجود ہے۔

اب ہد ہد اور ملکہ بلقیس کا تفصیلی واقعہ مفسرین کی زبانی پڑھتے ہیں۔

ملکہ سبا بلقیس

ملکہ یمن کے علاقہ سبا کی ملکہ بلقیس بہت بڑی حکمران تھی اور اسے سلطنت کے سب ساز وسامان حاصل تھے اور اس کا جو تخت تھا بہت بڑا تھا۔ سونے اور چاندی کا بنا ہوا تھا اور بڑے بڑے قیمتی جواہرات سے مرصع تھا۔ یہ تخت اسّی گز لمبا، چالیس گز چوڑا اور تیس گز اونچا تھا۔ یہ زمانہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اور ہد ہد

حضرت سلیمان علیہ السلام پرندوں سے مختلف کام لیتے تھے۔ خاص طور پر سفر کے وقت، جیسا کہ تخت سلیمان پر سفر کے وقت تمام پرندے دھوپ سے بچاؤ کے لیے آپ علیہ السلام پر سایہ کیا کرتے تھے۔

ہد ہد ایک خاص جانور ہے جس سے سفر میں آپ علیہ السلام یہ کام لیا کرتے تھے کہ زمین کے کس حصہ میں پانی موجود ہے۔ یا ہوائی ڈاک یعنی اگر کسی کو خصوصی پیغام پہنچانا ہوتا تو وہ بھی ہد ہد سے لیا کرتے تھے۔

ہد ہد کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ زمین میں اگر ایک دو بالشت اندر کینچوے ہوں تو زمین کھود کر نکال لیتا ہے۔ ویسے بھی زمین کھود کر کیڑے نکال کر کھانا اس کی غذا ہے۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کھاتا۔

آپ علیہ السلام کو جس جگہ پڑاؤ کرنا ہوتا یعنی ٹھہرنا ہوتا تو جگہ منتخب کرنے کے لیے ہد ہد کو پہلے بھیج دیتے تاکہ وہ ایسی جگہ منتخب کرے جہاں پانی ہو۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام جنات سے کھدائی کرا کر پانی کا انتظام کر لیتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ علیہ السلام نے اپنی فوج کا کسی ضرورت سے جائزہ لیا تو آپ کو پرندوں کی فوج میں ہد ہد نظر نہ آیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا:

وتفقد الطير فقال مالي لآ ارى الهدهد ام كان من الغآئبين

"اور سلیمان نے پرندوں کا جائزہ لیا تو کہنے لگا: مجھے کیا ہو گیا کہ میں ہد ہد کو نہیں دیکھتا۔ کیا وہ کہیں غائب ہو گیا ہے۔"

ہد ہد کی بغیر اطلاع غیر حاضری پر آپ علیہ السلام نے اظہار ناراضگی فرماتے ہوئے فرمایا:

لاعذبنه عذابًا شديدًا او لا ذبحنه او ليا تيني بسلطن مبين

یقیناً میں اس کو سخت سزا دوں گا یا اس کو ذبح کر ڈالوں گا یا وہ میرے روبرو کوئی معقول دلیل پیش کرے (کہ کہاں اور کیوں گیا تھا؟)

ہد ہد کے غیر حاضر ہونے کی وجہ، ملک سبا اور ملکہ سبا کی خبر لانا

حضرت سلیمان علیہ السلام ہد ہد کی غیر حاضری پر اظہار ناراضگی کر ہی رہے تھے کہ کچھ دیر بعد وہ حاضر ہو گیا اور سلیمان علیہ السلام سے عرض کیا:

فمكث غير بعيد فقال احطت بما لم تحط به وجئتك من سبا بنبا يقين

"پھر ہد ہد نے تھوڑی ہی دیر بعد حاضر ہو کر کہا کہ میں ایک ایسی بات معلوم کر کے آیا ہوں کہ آپ کو اس بات کی خبر نہیں اور میں قبیلہ سبا سے ایک تحقیقی خبر لے کر آپ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا ہوں۔"

کہتے ہیں کہ ہد ہد کو خیال پیدا ہوا کہ میں ذرا اونچی پرواز کر کے دیکھوں کہ سلیمان علیہ السلام کے ملک کے علاوہ دنیا کہاں تک پھیلی ہوئی ہے۔ اچانک اس کی نگاہ ایک نئے ملک "سبا" پر پڑی۔ وہاں پر جا کر جستجو کی کہ اس ملک کا کون حکمران یا بادشاہ ہے؟ اس کا کتنا اثر ہے؟

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہدہد

یوں تو سبھی پرندے حضرت سلیمان علیہ السلام کے مسخر اور تابع فرمان تھے۔ لیکن آپ علیہ السلام کا ہدہد آپ علیہ السلام کی فرمانبرداری اور خدمت گزاری میں بہت مشہور ہے۔ اسی ہدہد نے آپ علیہ السلام کو ملک سبا کی ملکہ ''بلقیس'' کے بارے میں خبر دی تھی کہ وہ ایک بہت بڑے تخت پر بیٹھ کر سلطنت کرتی ہے اور بادشاہوں کے شایان شان جو بھی سروسامان ہوتا ہے وہ سب کچھ اس کے پاس ہے مگر وہ اور اس کی قوم ستاروں کے پجاری ہیں۔

اس خبر کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کے نام جو خط ارسال فرمایا اس کو یہی ہدہد لے کر گیا۔ چنانچہ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا:

اذهب بكتابى هذا فالقه اليهم ثم تول عنهم فانظر ماذا يرجعون، قالت ياايها الملؤ انى القى الى كتاب كريم، انه من سليمن وانه بسم الله الرحمن الرحيم، ان لاتعلوا على واتونى مسلمين

(پارہ 19 سورۃ النمل، 28-31)

(سلیمان علیہ السلام نے کہا) میرا یہ خط جا کر ان پر ڈال پھر ان سے الگ ہٹ کر دیکھ وہ کیا جواب دیتے ہیں؟ وہ عورت بولی: اے سردارو بے شک میری طرف ایک عزت والا خط ڈالا گیا۔ بے شک وہ سلیمان علیہ السلام کی طرف سے ہے اور بے شک وہ اللہ تعالیٰ کے نام سے ہے جو نہایت مہربان رحم والا ہے کہ مجھ پر بلندی نہ چاہو اور اطاعت کرتے ہوئے میرے حضور حاضر ہو۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے خط تحریر فرمایا اس پر کستوری لگائی اور بند کر کے اس پر مہر لگا دی، ہدہد کو دیا کہ اسے لے جاؤ اور بلقیس کو پہنچا دو۔

ہدہد خط لے کر گیا تو اسے سوتے ہوئے پایا۔ وہ اپنے محل میں سوئی ہوئی تھی۔ وہ جب سوتی تھی تو تمام دروازے بند کر دیتی تھی۔ چابیاں اپنے سر کے نیچے رکھتی تھی۔ اس کا تخت اندر ساتویں کمرہ میں تھا۔ ہدہد مکان کے روشندان سے داخل ہوا اور خط اس کے سینہ پر رکھ دیا جبکہ وہ لیٹی ہوئی تھی۔

ایک روایت میں ہے کہ جب ہدہد اس کے پاس پہنچا تو اس کے درباری لشکری اس کے پاس موجود تھے۔ ہدہد کچھ دیر اوپر پھڑ پھڑایا۔ لوگ یہ دیکھ رہے تھے یہاں تک کہ بلقیس نے بھی اوپر نگاہ اٹھا کر دیکھا تو ہدہد نے خط اس کی گود میں ڈال دیا۔ جب اس نے سربمہر خط دیکھا تو کانپ گئی۔ ڈرتے ہوئے اپنی قوم کے سرداروں کو خط کے مضمون سے آگاہ کر کے کہا:

اے سردارو! میری طرف ایک عزت والا خط ڈالا گیا ہے۔ جو حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی طرف سے ہے اور بے شک وہ اللہ کے نام سے ہے جو بڑا مہربان، نہایت ہی رحم والا ہے۔ خط کا مضمون یہ ہے کہ تم مجھ پر بلندی نہ چاہو اور تم مسلمان ہو کر میرے حضور حاضر ہو جاؤ۔ (النمل، رکوع 2 پارہ 19)

خط سنا کر بلقیس نے اپنی سلطنت کے امیروں اور وزیروں سے مشورہ کیا تو ان لوگوں نے اپنی طاقت اور جنگی مہارت کا اعلان و اظہار کر کے حضرت سلیمان علیہ السلام سے جنگ کا ارادہ ظاہر کیا۔

اس وقت عقلمند بلقیس نے اپنے امیروں اور وزیروں کو سمجھایا کہ جنگ مناسب نہیں ہے کیونکہ اس سے شہر ویران اور شہر کے عزت دار باشندے ذلیل و خوار ہو جائیں گے۔ اس لیے میں یہ مناسب خیال کرتی ہوں کہ کچھ ہدایا و تحائف ان کے پاس بھیج دوں۔ اس سے امتحان ہو جائے گا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام صرف بادشاہ ہیں یا اللہ کے نبی بھی ہیں۔ اگر وہ نبی ہوں گے تو ہرگز میرے ہدایہ قبول نہیں کریں گے بلکہ ہم لوگوں کو اپنے دین کے اتباع کا حکم دیں گے اور اگر وہ صرف بادشاہ ہوں گے تو میرا ہدیہ قبول کر کے نرم پڑ جائیں گے۔

چنانچہ بلقیس نے پانچ سو غلام، پانچ سو لونڈیاں بہترین لباس اور زیوروں سے آراستہ کر کے بھیجے اور ان لوگوں کے ساتھ پانچ سو سونے کی اینٹیں اور بہت سے جواہرات اور مشک و عنبر اور ایک جڑاؤ تاج مع ایک خط کے اپنے قاصد کے ساتھ بھیجا۔

ہدہد یہ سب دیکھ کر روانہ ہو گیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں آ کر سب خبریں پہنچا دیں۔ چنانچہ بلقیس کا قاصد جب چند دنوں کے بعد تمام سامانوں کو لے کر دربار میں حاضر ہوا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے غضبناک ہو کر قاصد سے فرمایا:

اتمدونن بمال فمآ اتن يالله خير ممآ اتكم بل انتم بهديتكم تفرحون ارجع اليهم فلنا تينهم بجنود لاقبل لهم بها ولنخرجنهم منهآ اذلة وهم صغرون

''فرمایا کیا مال سے میری مدد کرتے ہو تو جو مجھے اللہ نے دیا وہ بہتر ہے اس سے جو تمہیں دیا بلکہ تم ہی اپنے تحفہ پر خوش ہوتے ہو۔ پلٹ جا ان کی طرف تو ضرور ہم ان پر وہ لشکر لائیں گے جن کی انہیں طاقت نہ ہو گی اور ضرور ہم ان کو اس شہر سے ذلیل کر کے نکال دیں گے۔ یوں کہ وہ پست ہوں گے۔'' (النمل، ع 3)

چنانچہ اس کے بعد جب قاصد نے واپس آ کر بلقیس کو سارا ماجرا سنایا تو بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں حاضر ہو گئی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا دربار اور یہاں کے عجائبات دیکھ کر اس کو یقین آ گیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ کے نبی برحق ہیں اور ان کی سلطنت اللہ کی طرف سے ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو اسلام کی دعوت دی۔ قصہ مختصر یہ کہ اس نے اسلام قبول کیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے نکاح میں آ گئی۔

(تفسیر روح المعانی و تفسیر کثیر)

سابقہ امتوں کے واقعات میں ہدہد کا ذکر

حضرت سلیمان ؑ کی ضیافت کرنا

1 ......ایک مرتبہ ایک ہدہد نے حضرت سلیمان ؑ سے کہا کہ میں آپ ؑ کی ضیافت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ؑ نے پوچھا ''صرف میری؟'' اس نے کہا: نہیں بلکہ سارے لشکر سمیت فلاں دن آپ فلاں جزیرے پر آ جائیں۔

حضرت سلیمان ؑ مقررہ وقت پر وہاں جا پہنچے۔ ہدہد (کٹھ بڑھئی) نے فضا میں پرواز کی۔ ایک ٹڈی شکار کر کے اس کے دو ٹکڑے کیے اور اسے سمندر میں پھینک دیا اور کہنے لگا:

اے اللہ کے نبی! اگرچہ گوشت کچھ کم ہے لیکن شوربا بہت ہے۔ تناول فرمائیے۔ اگر کسی کے حصے میں بوٹی نہ بھی آئی تو شوربے پر ہی اکتفا کر لے۔

یہ سن کر حضرت سلیمان ؑ اور آپ کا سارا لشکر مارے ہنسی کے لوٹ پوٹ ہو گیا۔ (حیات الحیوان)

حضرت سلیمان ؑ اور پرندے

2 ایک روز حضرت سلیمان ؑ نے سارے پرندوں کو حکم دیا کہ میرے دربار میں حاضر ہو کر ہر پرندہ بتائے کہ اس میں کیا کمال ہے۔

چنانچہ سب پرندے حاضر ہوئے۔ مور، کبوتر، ہدہد، کوا وغیرہ۔ ہر پرندہ حاضر ہو گیا۔ سب اپنا اپنا کمال بیان کرنے لگے۔ ہدہد کی باری آئی تو اس نے کہا کہ حضور! مجھے یہ کمال حاصل ہے کہ چاہے کتنا اونچا اڑتا ہوں اور زمین سے کتنی ہی دور ہو جاؤں۔

میری نظر اتنی تیز ہے کہ میلوں دور اوپر سے میں زمین کے ذرے ذرے کو دیکھ لیتا ہوں۔ نہ صرف یہ کہ سطح زمین کی ہر چیز کو دیکھ لیتا ہوں بلکہ زمین کے اندر جہاں پانی ہو وہ بھی دیکھ لیتا ہوں اور پھر حضور اس پانی کا ذائقہ بھی معلوم کر لیتا ہوں کہ کڑوا ہے یا میٹھا۔

حضور! آپ مجھے اپنے ساتھ رکھا کیجئے۔ آپ ؑ اپنے تخت پر تشریف فرما کر ہوا پر سیر فرماتے ہوئے جہاں بھی جائیں مجھے ساتھ رکھیں۔ میں زمین پر نگاہ رکھا کروں گا۔ جہاں بھی زمین کے اندر میٹھا پانی نظر آیا کرے گا میں بتا دیا کروں گا۔ آپ ؑ اپنا تخت وہاں اتار کر اپنا دربار لگا لیا کیجئے۔

حضرت سلیمان ؑ اس کا یہ کمال سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا: ہم نے تمہیں اپنے ساتھ رہنے کی اجازت دی۔

کوا ہدہد کا یہ کمال اور اس کی عزت افزائی سن کر حسد کے مارے جل بھن گیا اور کہنے لگا۔ حضور! ایک میری عرض بھی سن لیجئے۔ ہدہد نے بالکل جھوٹ بولا ہے۔ اس میں ہرگز یہ کمال نہیں ہے جو اس نے بیان کیا۔ اتنی دور آسمان پر اڑتے ہوئے اگر یہ زمین کی سطح کی چیزیں بلکہ زمین کے اندر کی چیزیں بھی دیکھ سکتا ہے تو شکاری کے جال میں کبھی نہ پھنستا۔ جال کے اندر جو دانہ پڑا ہوتا ہے اس کو کھانے کے لیے کود پڑتا ہے اور جال اسے نظر ہی نہیں آتا۔ اگر اتنا ہی باکمال ہوتا ہے تو اسے دانے کے ساتھ جال بھی نظر آ جایا کرتا۔

سلیمان ؑ نے ہدہد سے فرمایا: سنا کوے کا اعتراض؟ تمہارے پاس اس کا کیا جواب ہے؟

ہدہد نے کہا: حضور! یہ حاسد ہے اور حسد میں میرے کمال کا انکار کر رہا ہے۔ آپ میرا امتحان لے لیجئے۔ میں نے جو کچھ کہا ہے اگر صحیح نہ ہو تو ابھی میرا سر تن سے جدا کر دیجئے۔ حضور! نظر تو میری واقعی تیز ہے۔ لیکن جب اس پر قضا کا پردہ پڑ جاتا ہے تو پھر مجھے جال نظر نہیں آتا۔ اس حاسد کو میرے کمال پر اعتراض کرنا تو سوجھا لیکن اسے تقدیر و قضا کی حقیقت نہ سوجھی۔ (حیاۃ الحیوان)

تاریخی واقعات میں ہدہد کا ذکر

ہدہد کی تیز نظری

1 ...... مشہور ہے کہ ہدہد کی نظر اس قدر تیز ہے کہ وہ پانی کو زمین کی تہہ میں اس طرح دیکھ لیتا ہے جس طرح انسان شیشہ کی ایک طرف سے دوسری طرف دیکھتا ہے۔ لیکن انتہائی حیران کن بات ہے کہ ہدہد کو زمین پر پڑا ہوا جال نظر نہیں آتا جس سے اسے شکار کر لیا جاتا ہے۔ (حیات الحیوان)

ہدہد زمین کی تہہ میں دیکھ لیتا ہے

2 ...... علامہ قرطبی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (م 671ھ) تحریر فرماتے ہیں:

روی ان نافع الارزق سمع ابن عباس یذکر شان الھدھد فقال لہ قف یاوقاف کیف یری الھدھد باطن الارض وھو لایری الفخ حین یقع فیہ؟ فقال لہ ابن عباس: اذجاء القدر عمی البصر

مروی ہے کہ نافع بن ارزق نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ہدہد کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا تو کہنے لگا کہ اے وقاف ذرا ٹھہریئے اور یہ تو بتایئے کہ ہدہد زمین کی تہہ میں کیونکر دیکھ لیتا ہے جبکہ اسے وہ جال نظر نہیں آتا جس میں وہ شکار ہو جاتا ہے۔؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب تقدیر غالب آتی ہے تو آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں۔

(جواہر پارے، صفحہ 206 کتاب الکامل، شعب الایمان)

ابوقلابہ کی والدہ کا خواب

3 ...... حافظ الحدیث ابوقلابہ عبدالملک بن محمد رقاش کی والدہ ماجدہ نے حمل کی حالت میں یہ خواب دیکھا کہ ان کی گود میں ہدہد پرندہ تولد ہوا ہے۔ جب انہوں نے تعبیر دینے والوں سے اپنے اس خواب کی تعبیر دریافت کی تو معتبرین نے یہ تعبیر دی کہ تمہارے شکم سے ایک ایسا فرزند تولد ہوگا جو بہت بڑا عالم اور بہت ہی نمازی ہوگا۔

چنانچہ ابوقلابہ پیدا ہوئے۔ ان کی علمی جلالت کا یہ عالم تھا کہ ساٹھ ہزار حدیثیں ان کو زبانی یاد تھیں۔ جن کو یہ ہمیشہ اپنے درس حدیث میں زبانی فرما دیا کرتے تھے اور ان کے نمازی ہونے کی یہ کیفیت تھی کہ روزانہ چار سو رکعات نماز نفل پڑھا کرتے تھے۔ 276ھ میں یہ علم و عمل کا آفتاب غروب ہو گیا۔

(روح البیان جلد 6 صفحہ 340)

ہدہد کا سر پر بیٹھ کر قرآن کی تلاوت سننا

4 ...... شیخ تقی الدین مصری فن قرأت و تجوید کے بہت ہی بلند پایہ امام تھے اور انتہائی خوش الحان بھی تھے اور نمازوں میں اس قدر سکون اور خضوع و خشوع کے ساتھ کھڑے رہتے تھے کہ گویا کوئی ستون کھڑا ہے۔ ان کا ایک عجیب واقعہ منقول ہے جس کو ان کی کرامت کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے؟ وہ یہ کہ ایک دن یہ نماز فجر میں سورۂ نمل پڑھنے لگے۔ جب اس آیت پر پہنچے کہ:

وتفقد الطیر فقال مالی لااری الھدھد ام کان من الغائبین

تو کئی مرتبہ اس آیت کو تلاوت کیا اور لوگوں نے دیکھا کہ ایک پرندہ آ کر آپ کے سر پر بیٹھ گیا اور قرأت سننے لگا۔ یہاں تک کہ آپ نماز سے فارغ ہو گئے۔ جب لوگوں نے غور سے دیکھا تو وہ پرندہ ہدہد تھا۔ (حیات الحیوان)

میں ہدہد سے چھوٹا نہیں

5 ...... حسن بن الفضل جو ابھی بہت ہی کم عمر تھے۔ ایک مرتبہ خلیفہ بغداد کے دربار میں پہنچے تو دیکھا کہ وہاں بڑے بڑے معمر باکمال علماء کا مجمع ہے۔ حسن بن الفضل نے کوئی گفتگو شروع کی تو خلیفہ نے بگڑ کر زور سے ڈانٹا کہ میرے سامنے اکابر علماء کی موجودگی میں ایک بچہ بولنے کی جرأت کر رہا ہے؟ حسن بن الفضل خلیفہ کی ڈانٹ سے نہ گھبرائے نہ ہی مرعوب ہوئے بلکہ برجستہ عرض کیا کہ اے امیر المومنین! میں ہدہد سے چھوٹا نہیں اور آپ سلیمان علیہ السلام سے بڑے نہیں۔ آخر ہدہد نے بھی تو حضرت سلیمان علیہ السلام سے یہ کہا تھا کہ:

احطت بمالم تحط بہ وجئتک من سباءٍ وبنا یقین

یعنی "میں نے وہ بات دیکھی جو حضور نے نہیں دیکھی ہے اور میں ملک سبا ایک یقینی خبر لایا ہوں اور اے امیر المومنین! کیا آپ نے قرآن میں نہیں پڑھا کہ اللہ عزوجل نے ایک مقدمہ کا فیصلہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو سمجھا دیا جو ان کے والد حضرت داؤد علیہ السلام کی سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ اگر علم بوڑھے اور عمر دراز لوگوں کا ہی حصہ ہوتا تو حضرت سلیمان علیہ السلام سے زیادہ حقدار حضرت داؤد علیہ السلام تھے۔

حسن بن الفضل کی اس حاضر جوابی پر خلیفہ اور حاضرین دربار حیران رہ گئے۔ (مستطرف جلد 1 صفحہ 45)

ابابیل: قرآن کی روشنی میں

ابابیل کا تعارف

یہ کیڑے مکوڑے کھانے والے چھوٹے پرندے ہیں اور چار سے نو انچ لمبے ہوتے ہیں اور جھنڈ کی صورت میں رہتے ہیں۔ یہ پرندے اڑنے میں ماہر ہوتے ہیں اور اڑان کے دوران ہی کیڑوں کا شکار کرتے ہیں۔

یہ پرندہ اپنا گھونسلا گیلی مٹی سے بناتا ہے جس میں اس کی مادہ چار سے چھ انڈے دیتی ہے۔ بارہ دنوں کے اندر ان سے بچے نکل آتے ہیں۔ جب مادہ انڈوں پر بیٹھی ہو تو اس کا نر اس کے لیے خوراک لاتا ہے۔ اپنے بچوں کو یہ کیڑے مکوڑے کھلاتے ہیں۔

اپنے ہلکے وزن کے باوجود ابابیل اپنی جمع شدہ چکنائی کا استعمال کر کے ہزاروں کلومیٹر کا فاصلہ طے کر جاتی ہے۔ جب یہ منزل مقصود پر پہنچتی ہے تو ان کا نصف وزن کم ہو چکا ہوتا ہے۔

قرآن اور ابابیل

ابابیل کسی پرندے کا نام نہیں۔ قرآن میں جو ابابیل کا نام ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد عام طور پر معروف ابابیل نہیں ہے بلکہ یہ ابابیل سے مراد پرندوں کا جھنڈ ہے۔ یہ وہ پرندے ہیں جنہیں اللہ نے ابرھہ کے لشکر کو تباہ کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ یہ کبوتر سے چھوٹے تھے اور ایسی جنس کے تھے جنہیں پہلے نہیں دیکھا گیا۔

بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ اس سے مراد وہی ابابیل ہے جو کہ عرف عام میں ابابیل کے نام سے مشہور ہے۔ واللہ اعلم۔

ابابیل کے بارے میں قرآن مجید میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وارسل علیهم طیراً ابابیل

اور تمہارے رب نے ان کے اوپر غول در غول پرندے بھیجے۔

ابابیل کے بارے میں مفسرین کا اختلاف ہے کہ مذکورہ آیت میں کونسا پرندہ مراد ہے۔ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ابابیل سے مراد وہ پرندہ ہے جو اپنا گھونسلہ زمین و آسمان کے درمیان بناتا ہے۔ اس کی چونچ پرندوں کی مانند ہوتی ہے اور اس کے بازو کتے کے بازو کی طرح ہوتے ہیں۔

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ابابیل ہرے رنگ کا ایک دریائی پرندہ ہوتا ہے۔ جس کا سر درندے کی مانند ہوتا ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ:

جن پرندوں نے ابرہہ کے لشکر پر حملہ کیا تھا وہ زرد رنگ کے چمگادڑ کی طرح تھے۔ (حیات الحیوان، جلد اول)

جن ابابیل نے ابرہہ کے لشکر پر حملہ کیا تھا ان ابابیل کے پنجوں میں پتھروں کے ٹکڑے تھے۔ جب انہوں نے ان پتھر نما چیز کو ابرہہ کے ہاتھیوں اور لشکر پر پھینکا تو وہ پتھر گولی کی طرح ان ہاتھیوں کے ایک حصہ پر لگتے اور دوسرے حصے سے نکلتے تھے۔ حتیٰ کہ اس لشکر کا حال ایسا ہو گیا جیسے کہ ان کا بدن کسی نے چھلنی کر دیا ہو۔
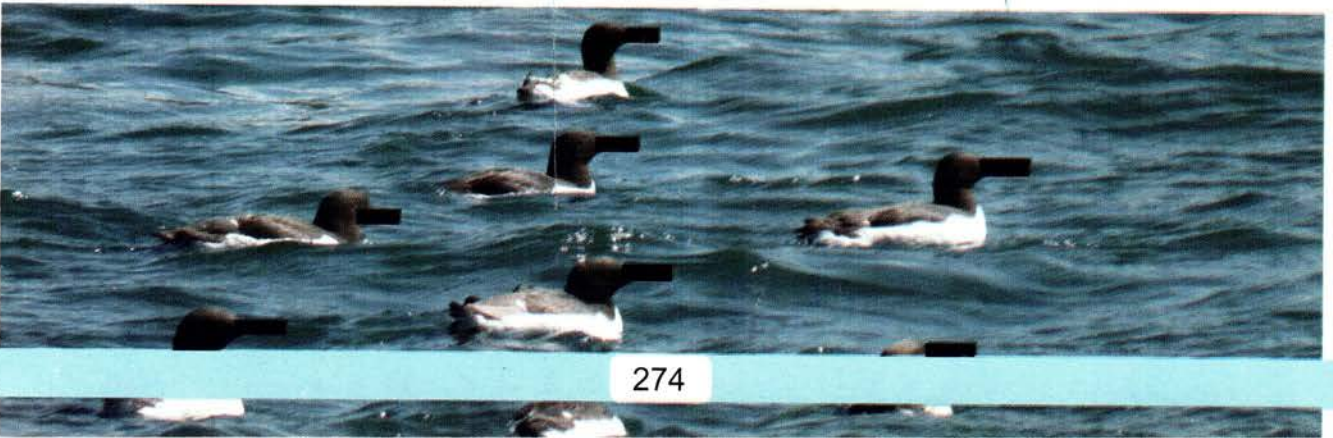
تاریخی واقعات میں ابابیل کا ذکر

محبت میں کی جانے والی باتوں پر پکڑ نہیں کی جاتی

1 ......حضرت سلیمان علیہ السلام کے محل میں ایک نر ابابیل نے اپنی ناراض مادہ ابابیل کو راضی کرنے کی بہت کوشش کی مگر کسی طور پر اس کی ناراضگی دور نہ ہوئی تو وہ نر ابابیل مادہ ابابیل سے غصہ میں کہنے لگا: تو میرا کہنا نہیں مانتی حالانکہ میں چاہوں تو حضرت سلیمان علیہ السلام کے محل کو بھی گرا دوں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پرندوں کی گفتگو سمجھنے کا علم دیا تھا۔ سلیمان علیہ السلام نے نر ابابیل کی یہ بات اتفاقاً سن لی۔ چنانچہ اس کو بلا کر کہا کہ تو نے ایسی بات کیوں کہی؟

اس نے کہا: اے اللہ کے نبی محبت میں کی جانی والی باتوں پر پکڑ نہیں کی جاتی۔ یہ سن کر سلیمان علیہ السلام نے کہا تو نے سچ کہا۔ (رسالہ قشیریہ باب المحبہ)

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی توبہ کا واقعہ

2 ......حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ آپ کی توبہ کا سبب کیا ہے؟ تو حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ میں مصر سے سفر کرتا ہوا بعض دیہات کی طرف نکلا۔

چنانچہ ایک راستہ میں جنگل میں سو گیا تو میں نے ایک اندھی ابابیل کو دیکھا کہ وہ اپنے گھونسلے سے نیچے گری اور زمین شق ہوئی اور اس سے دو پیالیاں ایک چاندی کی اور دوسری سونے کی نکلیں اور ایک پیالی میں تل تھے اور دوسری پیالی میں پانی تھا۔ چنانچہ وہ ابابیل تل کھانے لگی اور پانی پینے لگی۔ (یہ دیکھ کر) میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا۔ اس نے میری توبہ قبول فرمائی۔

(کتاب نوادر قلیوبی، ص265)

ابابیل......احادیث کی روشنی میں

ابابیل کو مارنے کی ممانعت

1 ......ذخیرہ احادیث میں ابابیل کا تذکرہ ان الفاظ میں ملتا ہے کہ ایک موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابابیل مارنے سے منع فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

ان پناہ حاصل کرنے والوں کو مت مارو۔ کیونکہ یہ دوسروں سے بچ کر تمہاری پناہ میں آتی ہیں۔ (رواہ البیہقی)

ابابیل کی دُعا

2 ......ایک موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ابابیل کو مت مارو کیونکہ جب بیت المقدس کو تباہ کیا گیا تو ابابیل نے حق تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ سمندر پر مجھے قدرت دے دیجئے تا کہ میں بیت المقدس کو تباہ کرنے والوں کو غرق کر دوں۔ (حیات الحیوان، جلد 2)

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابابیل کو مارنے کی اس لیے مخالفت کی کیونکہ ابابیل کو مقدس شہر کی بربادی کا غم تھا۔

اللہ کی رحمت سے محروم اور ملعون شخص

3 ......حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو قوم لوط کا سا عمل کرے وہ ملعون ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قوم لوط کا عمل کرتے ہوئے مرجائے وہ اپنی قبر میں صرف ایک ساعت ہی ٹھہرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجے گا جو ابابیل کے مشابہ ہوگا وہ اس کی دونوں ٹانگیں پکڑ کر قوم لوط کے شہر میں پھینک دے گا اور اس کی پیشانی پر لکھ دے گا کہ اللہ کی رحمت سے ناامید۔ (نزہۃ المجالس)
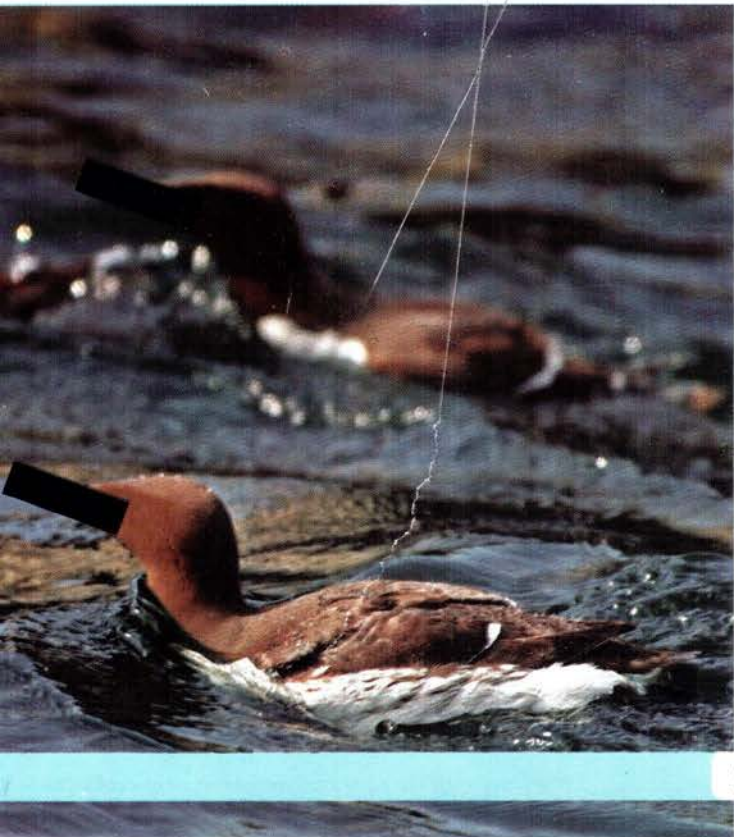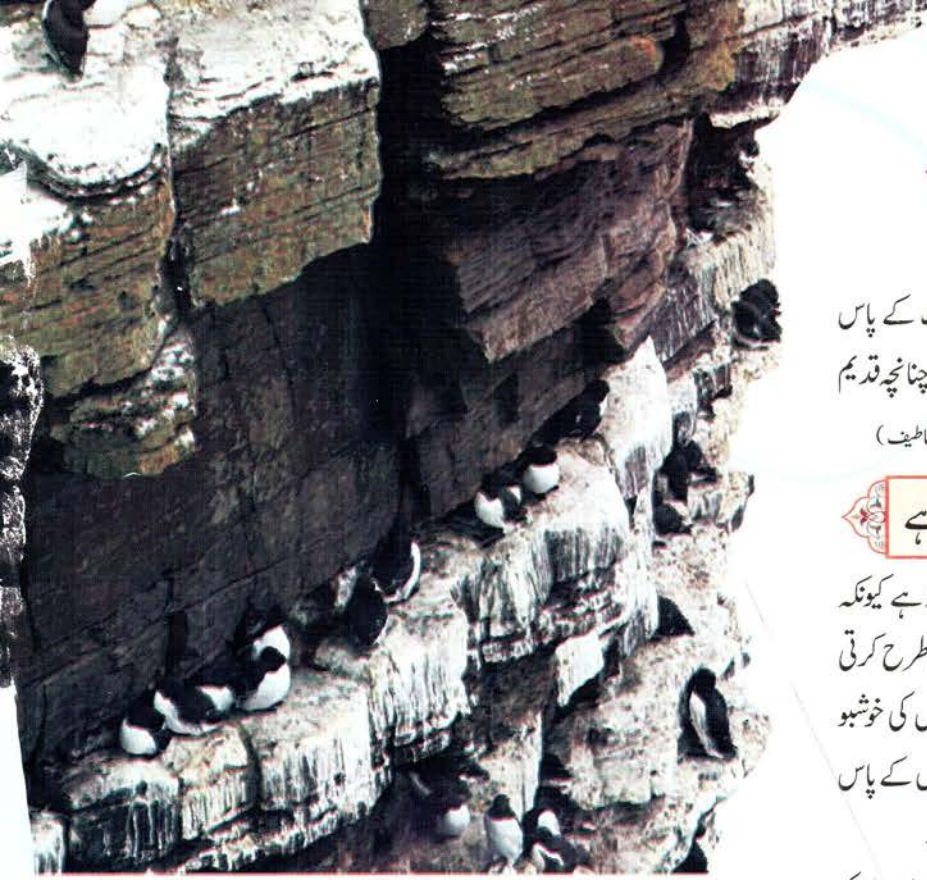
بینائی کا علاج کرنے والی ابابیل

3 ......حکیم ارسطو اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:
جب ابابیل اندھی ہوجاتی ہے تو یہ عین للشمس نامی درخت کے پاس جاکر اس کا پتہ کھالیتی ہے جس سے اس کی بینائی لوٹ آتی ہے۔ چنانچہ قدیم حکماء اس کے پتوں کو بینائی کے لیے استعمال کرتے تھے۔ (النعوث الخطاطیف)

ابابیل اپنے بچوں کی حفاظت کس طرح کرتی ہے

ابابیل کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والا پرندہ چمگادڑ ہے کیونکہ چمگادڑ اس کے بچوں کو کھا جاتا ہے۔ اس نقصان کا دفاع ابابیل اس طرح کرتی ہے کہ وہ اپنے گھونسلہ میں اجوین کی ٹہنیاں لاکر رکھ دیتی۔ اس کی خوشبو چمگادڑوں کو ناپسند ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے چمگادڑ اس کے گھونسلوں کے پاس نہیں آتے۔ اس طرح سے اس کے بچے مرنے سے بچ جاتے ہیں۔

ابابیل گھونسلہ اس طرح بناتی ہے کہ یہ سب سے پہلے مٹی میں تنکا کو ملاتی ہے اور اس کے لیے یہ طریقہ اختیار کرتی ہے کہ پانی میں ڈبکی لگا کر زمین پر لوٹتی ہیں۔ جس کی وجہ سے اس کے پروں میں خوب مٹی لگ جاتی ہے۔ اس کے بعد یہ گھونسلہ میں آکر اپنے پر جھاڑ کر مٹی نکالنے سے اور مٹی جھاڑنے کے ساتھ ساتھ کچھ پر بھی جھاڑ دیتی ہے پھر ان پروں اور مٹی کو ملا کر گھونسلہ بناتی ہے۔ (حیات الحیوان)

صفائی پسند پرندہ ابابیل

ابابیل کی ایک حیران کن خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ بیٹ کرنے کے لیے گھونسلہ سے باہر آتی ہے اور اپنے بچے کو بھی یہی سکھاتی ہے۔

ابابیل اپنے بچوں کا علاج کس طرح کرتی ہے

جب کبھی ابابیل کے بچوں کو یرقان کا مرض ہوجاتا ہے تو وہ اس کے علاج کے لیے ہندوستان سے ایک خاص پتھر لے کر آتی ہے۔ جسے حجر سنوں (ابابیل کا پتھر) کہتے ہیں۔ اس پتھر پر سرخ سیاہ نشان ہوتے ہیں جسے وہ اپنے بچوں پر رکھ دیتی ہے۔ جو کہ یرقان کے مرض کو کھینچ لیتا ہے۔ جس سے اس کے بچے صحت یاب ہوجاتے ہیں۔

چنانچہ جب کبھی انسان کو یرقان کا مرض لاحق ہوجاتا اور اس کو کہیں سے وہ پتھر نہیں ملتا تو وہ ابابیل کا بچہ اٹھا کر اسے زعفران سے رنگ دیتے ہیں اور اسے دوبارہ ابابیل کے گھونسلہ میں ڈال دیتے ہیں۔

ابابیل جب اپنے بچہ کو پیلا دیکھتی ہے تو سمجھتی ہے کہ اس کے بچہ کو یرقان ہوگیا ہے۔ لہٰذا وہ ہندوستان سے مطلوبہ پتھر لے آتی ہے۔ جس کو انسان اٹھا کر اپنے گلے میں لٹکا لیتا ہے یا اس کو پانی میں گھس کر پی لیتا ہے جس سے اس کو شفا مل جاتی ہے۔ (حیات الحیوان)